حافظ شہاب الدین احمد بن علی
ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

دار العلم ممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
معزز قارئین توجہ فرمائیں!
منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی ایف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔
تنبیہ
کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔
منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم

مختصر الترغیب والترہیب

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

ترجمہ

محمد خالد سیف

نظر ثانی

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر ۱۴۴

نام کتاب	:	مختصر الترغیب والترہیب
تالیف	:	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی
ترجمہ	:	محمد خالد سیف
صفحات	:	376
ناشر	:	دار العلم، ممبئی
طابع	:	اکرم مختار
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۲۰۰۷ء
مطبع	:	بھاوے پرائیویٹ لمیٹڈ، ممبئی
قیمت	:	Rs.175/-

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road), Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231 fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

مختصر الترغیب والترہیب

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

ترجمہ
محمد خالد سیف

نظرثانی
حافظ عبدالحمید ازہر

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر ۱۴۴

نام کتاب	:	مختصر الترغیب والترہیب
تالیف	:	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی
ترجمہ	:	محمد خالد سیف
صفحات	:	376
ناشر	:	دارالعلم، ممبئی
طابع	:	اکرم مختار
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۲۰۰۷ء
مطبع	:	بھاوے پرائیویٹ لمیٹڈ، ممبئی
قیمت	:	Rs.175/-

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road), Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231 fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

کتاب الاخلاص

کتاب السنہ

کتاب العلم

کتاب الطھارۃ وذکر ابوابھا

کتاب الصلوٰۃ وذکر ابوابہ

کتاب النوافل وذکر ابوابہ

کتاب الجمعہ وذکر ابوابہ

کتاب الصدقات وذکر ابوابہ

کتاب الصوم وذکر ابوابہ

کتاب العیدین والاضاحی وذکر ابوابہ

کتاب الحج وذکر ابوابہ

کتاب الجھاد وذکر ابوابہ

کتاب الذکر

کتاب الدعاء وذکر ابوابہ

کتاب البیوع وذکر ابوابہ

کتاب النکاح وذکر ابوابہ

کتاب اللباس

کتاب الطعام

کتاب القضاو ذکر ابوابہ

کتاب الحدود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ اَمَّا بَعْدُ:

موجودہ دَور کو قلم وقرطاس کا دَور کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ مطبوعہ موادِ دعوت وتبلیغ کا ایک مؤثر ومؤقر ذریعہ ہے۔ وعظ و تقریر کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم لیکن تصنیف وتالیف کی اہمیت وافادیت اس سے دوچند ہے۔ مطبوعات ابلاغ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کلام کتاب کی صورت میں پوری دُنیا میں پھیلا ہوا ہے اور دُنیا کے کونے کونے میں کروڑوں افراد ہر روز مصحف شریف کی تلاوت کرتے ہیں۔ اسی طرح احادیثِ مبارکہ بھی کتابی شکل میں دُنیا کے ہر خطے میں دستیاب ہیں۔ قرآن وحدیث کے تراجم دُنیا کی اکثر زبانوں میں ہو چکے ہیں اور مطبوعہ صورت میں بآسانی دستیاب بھی ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں قرآنِ حکیم کا ترجمہ سب سے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فارسی زبان میں کیا بعدازاں ان کے صاحبزادوں شاہ عبدالقادر نے اُردو زبان میں بامحاورہ اور شاہ رفیع الدین نے اُردو زبان میں ہی لفظی ترجمہ کیا۔ علامہ وحید الزماں حیدرآبادی نے نواب صدیق حسن خان والی بھوپال کی خواہش پر صحاحِ ستہ کا ترجمہ کیا اور بعدازاں نواب صدیق حسن خان نے اپنے مصارف پر یہ تراجم اصل متن کے ساتھ طبع کرائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب نفوسِ قدسیہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی محنتوں کو شرفِ قبولیت بخشے (آمین)۔

''الترغیب والترہیب'' حافظ عبدالعظیم منذری کی تالیف ہے جو ہم موضوع کتابوں میں بے مثل ہے۔ تمام ترخوبیوں کے باوجود اس میں صحیح احادیث کے ساتھ بعض احادیث ''موضوع'' اور ''ضعیف'' بھی ہیں۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے ان ''ضعیف'' اور ''موضوع'' روایات کو حذف کر کے اس کا اختصار کیا ہے۔ اور مولانا خالد سیف نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے محترم حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے اس کتاب کے مسودے پر کافی محنت کی ہے محترم نے نہ صرف عربی متن کی بلکہ ترجمہ کو بھی مزید آسان اور سہل بنانے میں خصوصی توجہ فرمائی ہے علاوہ ازیں حافظ صاحب نے تمام احادیث کی تصحیح وتصنیف کا کام بھی بڑی محنت سے سرانجام دیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ کتاب کی تیاری میں حتی المقدور کوشش

کی گئی ہے کہ اس میں کسی قسم کی اغلاط نہ ہوں۔لیکن بشری تقاضوں کے باوصف اگر کسی قسم کی کوئی غلطی آپ کی نظر سے گزرے تو ہمیں ضرور مطلع کیجئے تاکہ آئندہ اشاعت میں ہم اس کی تصحیح کر سکیں۔آخر میں ہم ان تمام افراد کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ تمام معاونین کی مساعی کو قبولیت سے نوازے اور ہماری تمام خطائیں اور لغزشیں معاف فرماتے ہوئے ہماری اس ناچیز سعی کو قبول فرمائے (۔آمین)

خادم العلم والعلماء

❀❀❀

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذى انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا قيما لينذر باسا شديدا من لدنه ويبشر المومنين الذين يعملون الصلحت ان لهم اجرا حسنا ما كثين فيه ابدا.

ارسل الرسل مبشرين و منذرين لئلايكون للناس على الله حجة بعد الرسل و كان الله عزيزا حكيما

والصلاة والسلام على رسولنا محمد خاتم النبيين المبعوث رحمة للعالمين . الذى ارسله الله شاهدا ومبشرا و نذيرا. وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا.

صلى الله عليه وعلى كافة الرسل وعلىٰ اله وصحبه وعلماء امته ومن استن بسنته ودعا بدعوته الى يوم الدين. اما بعد.

تمام حمد وثنا، تسبیح وتقدیس اور شکر وسپاس اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لئے خاص ہے جو خالق بھی ہے اور ھادی بھی۔

اس کی خلاقی کی صفت یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق بس وہی ہے کائنات میں ہر وجود کو خلعت وجود اسی نے عطا فرمائی ہے۔

﴿الذى له ملك السموٰت والارض ولم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك وخلق كل شئ فقدره تقديرا﴾ [الفرقان. ٢]

وہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور جس نے کسی کو اولاد نہیں بنایا۔ جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا اندازہ ٹھہرایا۔

﴿ذلكم الله ربكم خالق كل شئى لا اله الاهو فانى توفكون﴾ [المومن : ٦٢]

یہی تمہارا پروردگار ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

اس کے سوا کوئی اس صفت سے موصوف نہیں ہے۔ چنانچہ وہ تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرماتا ہے۔

﴿يا ايها الناس اذكرو انعمة الله عليكم هل من خالق غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الاهو فانى توفكون﴾ [فاطر. ٣]

"لوگو! اللہ کے تم پر جو احسانات ہیں ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔"

مستقل طور پر خالق ہوتا تو درکنار اللہ تعالیٰ کے ساتھ کار تخلیق میں کوئی شریک ہے نہ اس کا کوئی مددگار۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لایملکون مثقال ذرۃ فی السمٰوات ولا فی والارض وما لھم فیھما من شرک وماله منھم من ظھیر﴾ [سباء. ۲۲]

''کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا معبود باور کئے ہوئے ہو ان کو بلاؤ۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ ان میں ان کی شراکت ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿قل ارئیتم ماتدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لھم شرک فی السمٰوت إیتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین﴾ [الاحقاف : ۴]

''اے پیغمبر ان سے کہہ دو کبھی تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا بھی ہے کہ وہ ہستیاں کہ جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ زمین میں انہوں نے کیا پیدا کیا ہے یا آسمانوں کی تخلیق و تدبیر میں ان کا کیا حصہ ہے۔ اس سے پہلی آئی ہوئی کتاب یا علم یا کوئی بقیہ ان عقائد کے ثبوت میں تمہارے پاس ہو تو وہی لے آؤ اگر تم سچے ہو۔''

اللہ کی تخلیق میں کوئی نقص نہیں بلکہ وہ کامل ہے

اللہ تعالیٰ کی صفت خلاقی کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اس کی تخلیق میں کوئی رخنہ نہیں۔ خالق کائنات کی صنعت گری کسی بھی نقص اور عیب سے مبرا اور پاک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الذی خلق سبع سموت طباقا ' ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر ھل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسنا وھو خسیر﴾ [الملک . ۳.۴]

''وہی جس نے سات آسمان تہ بر تہ بنائے۔ تم رحمٰن کی تخلیق میں کسی قسم کا کوئی عیب نہ پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو کیا تمہیں کہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ بار بار نگاہ دوڑاؤ تھک کر نگاہ پلٹ آئے گی۔''

اللہ کی تخلیق میں صفت کمال کے ساتھ ساتھ کمال حسن بھی ہے

نظم تکوینی کے وسیع و عریض وجود کے جس گوشے پر بھی ان کی نظر پڑتی ہے وہ کتنی ہی دقیق و عمیق کیوں نہ ہو انسان یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ پورا نظام کمال کے ساتھ ساتھ جمال سے بھی متصف ہے۔ اور اس کی ہر ہر مخلوق کامل ہی نہیں حسین بھی ہے۔ اور اس کی نظر جس قدر گہری ہو گی حسن و جمال کے اتنے ہی جلوے بے نقاب ہو کر اس کی نگاہوں کو خیرہ کر دیں گے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ولقد خلقنا الانسان من سللۃ من طین' ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ' ثم خلقنا النطفۃ علقۃ

مخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما. ثم انشاناہ خلقا آخر فتبارک اللّٰہ. حسن الخلقین﴾ [المومنون : ۱۲. ۱۴]

''اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر اس کو ایک مضبوط جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر اسی پانی کو لوتھڑا بنایا۔ پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں' پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا۔ تو اللہ بہت بابرکت ہے جو سب سے حسین ترین تخلیق کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی تخلیق فرمائی ہوئی ہر چیز اپنے مقصد تخلیق کی مناسبت سے حسن و زیبائی کا مرقع ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿الذی احسن کل شئی خلقه﴾ [الم السجدہ : ۷]

''وہی جس نے جس چیز کو بنایا خوب ہی بنایا۔''

اللہ تعالیٰ اس کائنات کا نگہبان اور سپردار بھی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اللہ خلق کل شئی وھو علی کل شئی وکیل﴾ [الزمر ۶۲]

''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے' اور وہی ہر چیز کا نگہبان نگران اور ذمہ دار ہے۔''

چنانچہ اس نے اپنی کسی تخلیق کو رائیگاں پیدا نہیں کیا اور نہ اسے بے مہار چھوڑا۔ بلکہ جہاں صورت عطا کی اسے زیبائی سے بھی نوازا اور حسن و جمال سے بھی بہرہ مند فرمایا اور جہاں وجود عطا کیا وہیں اس کی رہنمائی بھی فرمائی اور اسے مقصد وجود سے آگاہ کیا۔ چنانچہ فرعون جیسے طاغیہ کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

﴿ربنا الذی اعطی کل شئی خلقه ثم ھدیٰ﴾ [طٰه : ۴۹. ۵۰]

''ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت بخشی پھر راہ دکھائی۔''

یعنی اس نے کسی بھی چیز کو صرف پیدا کر کے اور معرض عدم سے وجود میں لا کر اسے اس کے حال پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ جو چیز بھی جس کام کے لئے پیدا کی اسے اس کام کے انجام دینے کی صلاحیت عطا فرمائی اور اسے اس کا فریضہ ادا کرنے کا طریقہ بھی بتایا اور سکھایا۔

اور اسکی تخلیق کی طرح اس کی عطا کردہ ھدایت بھی نقص سے مبرا اور صفت کمال سے متصف ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی 'والذی قدر فھدیٰ﴾ [الاعلی : ۱. ۳]

''پاکی بیان کرو اپنے بلند و برتر پروردگار کے نام کی جس نے ہر چیز کو بنایا پھر اسے سنوارا اور جس نے اندازہ مقرر کیا اور رہنمائی فرمائی۔''

انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾ [التین: ۴]

"بے شک ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا هم فی البحر والبر ورزقناهم من الطیبات وفضلنا هم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا﴾ (بنی اسرائیل : ۷۰)

"اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ان کو خشکی وتری میں سواری دی اور پاکیزہ روزی دی اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔"

وہ صرف ایک حیوان نہیں جسے اپنی زندگی بسر کرنا اور نسل کو برقرار رکھنا ہو۔ بلکہ دست قدرت کا یہ شاہکار عقل وشعور سے بہرہ مند اور اس عظیم امانت کا حامل ہے جسے اٹھانے سے آسمان، زمین اور پہاڑوں نے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اسے حیوانی زندگی برقرار رکھنے کے لئے ہدایت وجدان وحواس عطا فرمائی۔ اسے بار امانت کا متحمل ہونے، اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لیے ضروری صلاحیتوں سے بھی مالا مال کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿انا عرضنا الأمانة علی السموات والأرض والجبال فأبین أن یحملنها و أشفقن منها وحملها الإنسان إنه کان ظلوما جهولا ؁ لیعذب الله المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات ویتوب الله علی المومنین والمومنات وکان الله غفورا رحیما﴾

[الاحزاب: ۷۲، ۷۳]

"ہم نے بار امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان نے اسے اٹھالیا بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا۔ تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب کرے اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی فرمائے، اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

گویا اس امانت کا بار اٹھانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے والے اور اس امانت میں خیانت کا ارتکاب کرنے والے یعنی منافق ومشرک اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بنیں گے۔ اور اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والے مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے انعام کے مستحق ہونگے۔

ایک اور مقام پر انسان کو دنیا میں اس کی حقیقی حیثیت، اس کے مقصد تخلیق اور پیش آنے والے امتحان اور اس کے نتیجہ کا یوں تذکرہ فرمایا ہے۔

﴿هل اتی علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئا مذکورا انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتلیه فجعلناه سمیعا بصیرا. انا هدیناه السبیل اما شاکرا واما کفورا انا اعتدنا

للکفرین سلاسل واغلالا وسعیرا ان الابرا یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا﴾

[الدھر : ۱۔۵]

''بلاشبہ انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو مخلوط پانی سے پیدا کیا۔ تا کہ اس کا امتحان لیں۔ اور اس غرض کیلئے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا اور ہم نے اسے راستہ دکھا دیا خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا۔ کفر کرنے والوں کے لئے ہم نے زنجیریں' طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔ فرماں بردار لوگ شراب کے ایسے ساغر نوش کریں گے جن میں کافور کی آمیزش ہوگی''

(یہ امانت جو انسان کے سپرد ہوئی اور یہ آزمائش جس سے اس کو گزرنا ہے۔ عبادت کی امانت ہے۔ اور ایمان وکفر' توحید وشرک' شکر وناسپاسی' صبر اور بے صبری' سنت وبدعت اور اطاعت ومعصیت میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دے کر اسے آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے۔ لیکن اسے بے دست وپا نہیں گیا۔ بلکہ جہاں اسے عقل وخرد ہوش وحواس عطا فرمائے۔ سمع وبصر سے بہرہ مند فرمایا وہیں اسے وحی ورسالت کے نور سے سیدھا راستہ بھی دکھا دیا'

ارشاد فرمایا:

﴿وما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء﴾

''اور اللہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم اب ہو یہاں تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے۔ اور وہ ایسا بھی نہیں کہ تم سب کو غیب پر مطلع کر دے بلکہ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کام کیلئے منتخب فرماتا ہے۔''

یعنی یہی نہیں کہ رحمت حق نے انسان کی دستگیری کرتے ہوئے راہ راست کی طرف اس کی رہنمائی فرما دی بلکہ اسے ھدایت دینے کے لئے بہترین ذریعہ استعمال فرمایا۔ ایک طرف روشن کتاب اور اس کے ساتھ اسے بیان کرنے اور سکھانے کے لئے بہترین معلم یعنی رسول مبعوث فرمائے۔

﴿لقد ارسلنا رسلنا وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدیدفیہ باس شدید و منافع للناس ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب ان اللہ قوی عزیز﴾

[الحدید : ۲۵]

''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو یعنی قواعد عدل تا کہ لوگ انصاف قائم کر سکیں۔ اور لوہا پیدا کیا اس میں بہت قوت ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں۔ اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے رسولوں کی بغیر دیکھے نصرت کرنے والوں کو متمیز کر دے۔ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔''

کرۂ ارضی کا کوئی گوشہ اور نسل انسانی کا کوئی مجموعہ نہیں جہاں ہدایت کی روشنی پہنچانے کا ربانی اہتمام کارفرما نظر نہ آتا ہو۔ ارشاد فرمایا:

﴿ولکل قوم ھاد﴾ [الرعد:۷]

''ہر قوم کیلئے ایک رہنما ہوا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا الله وأجتنبوا الطاغوت فمنھم من ھدی الله ومنھم من حقت علیھم الضلالۃ فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین﴾ [النحل : ۳۶]

''اور ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچے رہو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دیدی اور بعض گمراہی پر جمے رہے۔ سو زمین میں چل پھر کر دیکھو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔''

نیز فرمایا:

﴿وان من أمۃ إلا خلا فیھا نذیر﴾ [فاطر : ۲۴]

''اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا ہو۔''

انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام انسانوں میں سے بہترین اور اللہ رب العزت والجلال کا انتخاب ہوتے ہیں۔

﴿وانھم عندنا لمن المصطفین الاخیار﴾ [ص. ۴۷]

''وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہترین لوگوں میں سے تھے۔''

اور اللہ تعالیٰ انہیں خصوصی ہدایت سے بہرہ مند فرماتا ہے۔

﴿اولئک الذین ھدی الله﴾ [الانعام : ۹۰]

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔''

اللہ تعالیٰ کی براہ راست دی ہوئی ہدایت کی بدولت یہ حضرات مکارم اخلاق اور محاسن وفضائل کا پیکر ہوتے ہیں، اور انہیں لوگوں کو راہ دکھانے پر مامور کر دیا جاتا ہے۔

﴿وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا و اوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلاۃ وایتاء الزکاۃ وکانوا النا عبدین﴾ [الانبیاء : ۷۳]

''اور ہم نے ان کو پیشوا بنا دیا کہ ہمارے حکم سے ھدایت کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم بذریعہ وحی بھیجا۔ اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔''

نبوت ورسالت' اللہ تعالیٰ کا بنی نوع انسان پر بہت بڑا احسان ہے اور انبیاء ؑ انسانیت کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ بنی نوع انسان پر ان کے احسانات' اس مقدس گروہ کے فضائل ومناقب اور انسانی فکر وکردار پر ان کے عمیق و درس اثرات کی تفصیل کے لئے دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ اور احاطہ ناممکن' مختصراً یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت عالم انسانیت میں جہاں جہاں کوئی اچھائی' فکر ونظر یا سیرت وکردار میں کوئی روشنی اور برائی سے نفرت کے احساسات موجود ہیں وہ اسی مقدس و پاک نہاد جماعت انبیاء علیہم السلام کے پھیلائے ہوئے نور کی کرنیں ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں' حکماء وفلاسفہ کے افکار میں اور مصلحین کی تحاریک میں اگر کوئی درست' مثبت اور انسانی معاشرہ کے لئے مفید حصہ پایا گیا تو وہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی تعلیمات سے ماخوذ ومستعار تھا۔ اور یہ ارشاد ربانی ہے:

﴿فلولا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینھون عن الفساد فی الارض الا قلیلا ممن انجینامنھم واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه وکانوا مجرمین﴾ [ھود : ۱۱۶]

''تو پھر تم سے پہلی امتوں میں انبیاء کی باقیماندہ تعلیمات کے حاملین میں سے ایسے لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد کرنے سے منع کرتے مگر تھوڑے سے جنہیں ہم نے نجات دی۔ اور ظالم اسی راہ کی پیروی میں لگے رہے جس میں وہ آسودگی خیال کرتے تھے۔ اور وہ مجرم تھے۔''

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اس کی ہدایت کے سوا کوئی ہدایت نہیں اس نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بہترین اور کامل ترین ذریعہ پسند فرمایا' اور سلسلہ نبوت ورسالت قائم کیا اور انہیں انسانوں تک پیغام ہدایت پہنچانے کے لئے جو ذریعہ اور طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا وہ بشارت اور نذارت یعنی الترغیب والترھیب ہے۔

بشارت وترغیب اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری پر یعنی اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور انعام واکرام سے سرفرازی کی خوشخبری سنانے کا نام ہے اور نذارت وترھیب اللہ احکم الحاکمین کے اوامر کی تعمیل سے گریز اور انکار' اور نواہی کے ارتکاب کی جسارت کرنے پر اللہ ارحم الراحمین (کی رحمت سے محروم ہو کر اس کی) ناراضی اور اس کے ناقابل برداشت عذاب میں گرفتاری سے ڈرانے سے عبارت ہے۔

عالم بشریت کی تعمیر واصلاح کے لئے شافی وھادی مطلق' اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی مس خام کو کندن بنانے والا جو نسخہ کیمیا تجویز فرمایا ہے وہ انہیں دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اور یہ دونوں اجزاء ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اور دونوں ناگزیر ہیں۔ اور اگر کسی میں زندگی کی کوئی رمق باقی ہے تو اس کیلئے شفاء کامل کی ضمانت ہیں۔

﴿لینذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین﴾ [یس : ۷۰]

''تا کہ اس شخص کو جس میں زندگی ہے ڈرا کر راہ راست پر لے آئے اور کافروں پر بات پوری طرح لاگو ہو جائے۔''

گویا انسان کی روحانی زندگی کو بچانے کی یہ کامیاب ترین اور واحد تدبیر ہے۔ جس سے قلب وضمیر نور ایمان سے منور ہوتے ہیں اور معمورۂ حیات اعمال صالحہ کی تابانی سے روشن ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ دوا بھی اثر نہ کرے تو یہ دلیل ہے کہ ایسا

شخص دائرۂ انسانیت سے نکلا ہوا ہے اور محض آتش دوزخ کا ایندھن دے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وما نرسل الرسلین المبشرین منذرین فمن امن واصلح فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون والذین کذبوا بایاتنا یمسھم العذاب بما کانوا یفسقون﴾ [الانعام : ۴۸.۴۹]

''اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں پھر جو ایمان لے آئے اپنے اعمال کی درستی کرلے تو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلائیں گے ان کو عذاب پہنچے گا اس لئے کہ وہ دائرہ (انسانیت) سے نکلنے والے ہیں۔''

اسی حقیقت کو دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا:

﴿وسیق الذین کفروا الی جھنم زمرا حتی اذاجاء وھافتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم آیات ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا قالوا بلی ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین﴾ [الزمر : ۷۲]

''اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب پہنچ جائیں گے۔ تو اس کے دروازے کھول دیئے جائینگے۔ تو اس کے داروغے ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم متحقق ہو چکا تھا۔'' یعنی ہمیں نے کفر کر کے خود کو عذاب الٰہی کا مستحق ثابت کر دیا۔

ہدایت بشریت اور انسان کی تعمیر سیرت کے لیے کامل وشافی نسخہ ترغیب وترھیب پر مشتمل ہے اور ان میں سے ہر ایک ناگزیر ہے۔ ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء سے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ منفی اثرات رونما ہوتے ہیں۔

چنانچہ صرف فضائل بیان کر کے تبلیغ کرنے سے لوگوں میں اپنے اعمال تکیہ کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اور سوداگرانہ جمع تفریق اور ضرب وتقسیم سے حد سے زیادہ خوش فہمی بلکہ فخر وغرور پیدا ہو جاتا ہے۔ جو عبادت کی روح کے منافی ہے۔ جبکہ اللہ کی بارگاہ میں مقبولین کی توصفت ہی یہ ہے کہ

﴿والذین یوتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون﴾ [المومنون : ٦٠]

''اور وہ جو عمل کر سکتے ہیں کرتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے لرزاں ہی رہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حضور سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بشارت سنی تو اجازت طلب کرتے ہوئے عرض کیا افلا بشربہ الناس۔ کیا میں لوگوں تک یہ خوشخبری نہ پہنچا دوں تو ارشاد فرمایا لا اذا یتکلوا۔ ایسا نہ کرو۔ مبادا وہ تکیہ کر کے بیٹھ

جائیں۔

اسی طرح صرف تخویف بھی انسانوں کو مایوسی میں گرفتار کردیتی ہے۔اور مایوسی کی حالت میں انسان مزید گناہ کرتا ہے جیسا کہ ننانوے آدمیوں کے قاتل کو جب ایک جاہل مفتی نے مایوس کیا اور بتایا کہ اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے تو اس نے اس مفتی کو بھی قتل کردیا۔اس لئے ترغیب کے ساتھ ترھیب اور انداز کے ساتھ تبشیر لازمی ہے۔

الترغیب والترھیب کی بدولت انسان خلافت ارضی کی عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے اور امانت عظمیٰ کے نازک اور ناگزیر تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے ضروری حوصلہ پاتا ہے۔اور شاہراہ حیات پر چلتے ہوئے شیطان اور شیطانی قوتوں کی ترغیبات وتحریصات کے جال سے بیک جنبش نکلتا ہے اور ان کی تخویفات کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آنے والے جادوگر جب ایمان سے بہرہ مند ہوئے۔اور اس کی بشاشت انکی روحوں میں سرایت کرچکی تو فرعون کی دھمکیاں ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہ کرسکیں۔ان کی استقامت کا راز بھی اللہ تعالیٰ کی ترغیب وترھیب پر ایمان وایقان میں ہی مضمر ہے۔چنانچہ جب فرعون نے انہیں دھمکی دی کہ

﴿فلا قطعن ایدیکم وأرجلکم من خلاف ولأصلبنکم فی جذوع النخل وتعلمن اینا اشد عذابا وابقی﴾ [طه : ۷۱]

''میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کٹوادوں گا۔اور کھجوروں کے تنوں پر سولی چڑھوادوں گا۔تب تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر تک رہنے والا ہے۔''

تو اس لرزادینے والی دھمکی کے جواب میں ایمان کے پیکروں نے کمال اطمینان سے کہا۔

﴿لن نو ثرك علی ماجاء نا من البینت والذی فطرنا فاقض ما انت قاض انما تقضی هذه الحیوة الدنیا انا أمنا بربنا لیغفرلنا خطینا وما اکرهتنا علیه من السحر والله خیر وابقی۔ انه من یات ربه مجرما فان له جهنم لایموت فیها ولا یحیی۔ ومن یاته مومنا قد عمل الصلحت فاولئك لهم الدرجات العلی جنت عدن تجری من تحتها الانهار خلدین فیها وذلك جزاء من تزکی﴾
[طه : ۷۲-۷۶]

''جو دلائل ہمارے پاس آچکے ہیں ان پر اور جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس پر تمہیں (اور تمہارے انعامات کی پیشکش کو) ترجیح نہیں دے سکتے۔تو جو فیصلہ سنانا چاہے سنادے تو صرف اس دنیوی زندگی کے بارے میں فیصلہ کرسکتا ہے اور ہم اپنے پروردگار! پر ایمان لاچکے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف فرمادے اور وہ بھی جو تم نے ہم سے زبردستی جادو کروایا اور اللہ ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔بلاشبہ جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہوکر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے جس میں مرے گا اور نہ جئے گا۔اور جو اس کے روبرو ایمان دار ہوکر آئے گا اور صالح عمل بھی کئے ہوں گے تو ایسے لوگوں کے لئے اونچے اونچے درجات ہیں۔ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے نیچے نہریں بہ

رہی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا۔''

الترغیب والترھیب سے انسانوں پر حجت تمام ہوتی ہے

انسان کو دنیا کے امتحان میں کامیابی سے ھمکنار کرنے اور منزل مراد تک پہنچانے کے دو ذریعے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان اپنے مولیٰ کی محبت و تعظیم کرتے ہوئے اور اس کی خوشنودی کے ذرائع اور اس کے انعامات کے وصول کی شرائط پورا کرتا ہوا شاہراہ حیات پہ گامزن رہے۔ اور اپنی اس کوشش پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے انعام پائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ومن اراد الاخرة وسعی لها سعيها وهو مومن فاولئک کان سعيهم مشکورا﴾ [الاسراء : ۱۹]

''اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہو اور اس کے لائق کوشش کرے اور وہ مومن بھی ہو تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے۔''

چنانچہ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا نعم العبد صهيب لولم يخف الله لم يعص۔ صہیب بہت خوب اور اللہ تعالیٰ کا کمال بندہ ہے کہ اگر اسے اللہ کا خوف نہ بھی ہوتا تو یہ کبھی اس کی نافرمانی نہ کرتا۔

دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کا خوف اس کی ناراضی اور اس کی سزا کا ڈر راہ راست سے بھٹکنے سے بچائے رکھتا ہے۔ اور یہ بھی منزل پالیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى﴾ [النازعات . ۴۰.۴۱]

''اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات کی پیروی سے روکا اس کا ٹھکانہ تو جنت ہی ہے۔''

اور اگر کبھی لغزش ہو بھی جائے تو پکڑ کر لائے جانے سے پہلے ہی مالک کے حضور پیش ہو کر عفو و درگزر کا طالب ہوتا ہے اور اس کے دامان بخشش و رحمت میں پناہ لیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿الامن ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحيم﴾ [النمل : ۱۱]

''ہاں جس نے ظلم کیا پھر برائی کے بعد اسے نیکی سے بدل دیا تو میں بخشنے والا مہربان ہوں۔''

لیکن جن لوگوں کو اپنے مالک کی کچھ پرواہ ہے نہ اسے راضی کرنے کا شوق اور اس کے حضور سرخرو ہونے اور انعام پانے کی رغبت' اور نہ اس کی ناراضی کی فکر ہے اور نہ اس کی سزا کا کوئی خوف تو ایسے لوگوں پر حجت تمام ہوتی اور کوئی عذر باقی نہیں رہا' ارشاد فرمایا:

﴿رسلا مبشرين ومنذرين لئلايكون للناس على الله حجة بعد الرسل وكان الله عزيزا حكيما﴾ [النساء : ١٦٥]

''ہم نے بہت سے رسول بھیجے کہ لوگوں کو فرماں برداری پر بشارت سنائیں اور نافرمانی پر عذاب الٰہی سے ڈرائیں یہ اس لئے کہ لوگوں کے پاس اللہ پر کوئی حجت اور کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس طرح حجت تمام کر دی اور ان کا ہر عذر ختم کر دیا کہ وہ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ انہیں خبردار کرنے اور صحیح راستہ بتانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ان کی طرف رسول بھیجے گئے۔ جنہوں نے ان لوگوں کو خبردار کرنے کیلئے ہر انداز اختیار کیا۔ انہیں ترغیب بھی دی اور ترھیب بھی کی۔ لیکن یہ کسی طور نہیں مانے تو اب ان کے پاس کرنے کو کوئی بات نہیں رہ گئی۔

﴿يمعشرالجن والانس الم ياتكم رسل منكم يقصون عليكم ايتي وينذرونكم لقاء يومكم هذا قالو شهدنا على انفسنا وغرتهم الحيوة الدنيا وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كفرين ذلك ان لم يكن ربك مهلك القرى بظلم واهلها غفلون﴾ [الانعام : ۱۳۰۔ ۱۳۱]

''(اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا) اے گروہ جن وانس کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ پیغمبر نہیں آتے تھے جو تم کو میری آیات سناتے اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے وہ کہیں گے ہاں۔ ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں۔ آج دنیا کی زندگی نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ مگر اس وقت وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ قبول حق سے انکار کر کے کافر ہوئے۔ یہ شہادت ان سے اس لئے لی جائے گی کہ واضح ہو جائے' کہ تمہارا پروردگار بستیوں کو ظلم کے ساتھ ھلاک کرنے والا نہ تھا جبکہ ان کے باشندے بے خبر ہوں۔''

اور ایسے افراد کو کہ جنہیں بشارت وترغیب راہ راست پر لا سکے اور نہ نذارت وترھیب تو قرآن حکیم انہیں فاسق یعنی حد انسانیت سے نکل جانے والے' مجرم اور سب سے بڑے ظالم قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وما نرسل الرسلين الامبشرين ومنذرين فمن امن واصلح فلا خوف عليم ولا هم يحزنون والذين كذبوا باياتنا يمسهم العذاب بما كانوا يفسقون﴾ [الانعام : ۴۸۔ ۴۹]

''اور ہم پیغمبروں کو اس لئے مبعوث کرتے ہیں کہ وہ خوشخبری سنائیں اور ڈرائیں۔ پھر جو ایمان لے آئے اور اپنے اعمال کی اصلاح کر لے تو ان لوگوں کو کوئی غم ہوگا نہ اندیشہ اور جو لوگ ہماری آیات کو جھوٹا بتلائیں گے تو ان کو عذاب پہنچے گا اس لئے کہ وہ دائرہ انسانیت سے نکلنے والے ہیں۔''

ان لوگوں کی حالت یہ بتلاتی ہے کہ وہ ضد اور عناد میں اس مقام کو پہنچ چکے ہیں جہاں ترغیب اثر انداز ہوتی ہے نہ ترھیب کارگر ہوتی ہے اور دلوں پر ایسے قفل پڑ جاتے ہیں جو قبول حق تو ایک طرف فہم حق کی صلاحیت سے بھی محروم کر دیتے

ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

﴿وما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین ویجادل الذین کفرو بالباطل لید حضوا به الحق واتخذوا اٰیتی وما انذروا هزوا ومن اظلم ممن ذکر بایات ربه فاعرض عنها ونسی ما قدمت یداه انا جعلنا علیٰ قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی اذانهم وقرا. وان تدعهم الی الهدیٰ فلن یهتدوا اذا أبدا﴾ [الکهف : ۵۶.۵۷]

''اور ہم پیغمبروں کو بشارت سنانے اور ڈرانے والے بنا کر ہی مبعوث کرتے ہیں۔ جبکہ کافر باطل کے ساتھ حق کو پھسلانے کیلئے کوشاں ہیں اور اسی لئے جھگڑا کرتے ہیں۔ اور انہوں نے ہماری آیات کو اور جس چیز سے انہیں ڈرایا جاتا ہے ہنسی بنالیا ہے۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کو اس کے پروردگار کی آیات کے ذریعہ سمجھایا جائے تو وہ ان سے منہ پھیرے۔ اور ان اعمال کو جو وہ آگے بھیج چکا بھول جائے۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ کہ اسے سمجھ نہ سکیں اور کانوں میں بوجھ پیدا کردیا ہے کہ وہ سن بھی نہ سکیں۔ اور اگر تم ان کو رستے کی طرف بلاؤ بھی تو وہ کبھی بھی اس کی طرف آنے کے نہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ومن اظلم ممن ذکر بایات ربه ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون﴾[الم سجده : ۲۲]

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس کو اس کے پروردگار کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے اور وہ پھر بھی ان سے منہ پھیر لے۔ ہم ایسے مجرموں سے (اپنی آیات کی اہانت کا) انتقام لیں گے۔''

الترغیب والترھیب سے ہی انسان کے مقصد تخلیق یعنی عبادت وعبودیت کی تکمیل ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کے کامل بندے جو مقام عبوریت کی رفعتوں سے آشنا ہوتے ہیں وہی ہیں جو محبت و تعظیم اور انتہائی تذلل کے پہلو بہ پہلو امید وبیم' خوف ورجاء اور رغبت ورھبت کے ساتھ عبادت بجالاتے ہیں۔ اور ان میں یہ تمام اوصاف بیک وقت مجتمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿انما یومن بایاتنا الذین اذا ذکروا بهاخروا سجدا وسبحوا بحمد ربهم وهم لا یستکبرون تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفا و طمعا و مما رزقناهم ینفقون﴾ [الم سجده : ۱۵ . ۱۶]

''ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے تو وہی ہیں کہ جب ان کو ان کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔ اور غرور نہیں کرتے ان کے پہلو بستروں سے الگ

رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔"

اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر مقام حاصل تھا کہ کچھ لوگوں نے ان کو الوھیت میں شریک باور کرنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بھی بیان فرمایا۔

﴿اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة أیھم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربک کان محذورا﴾ [الاسراء : ۵۷]

"وہ جنہیں پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ کی تلاش میں ہیں کہ کون ان میں اس کا زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جن حضرات کو مقام نبوت ورسالت پر سرفراز فرمایا اور ان کو بارگاہ میں مقبول ہونے کی سند عطا فرمائی اور ان کی عبدیت کو مثالی قرار دے کر باقی انسانوں کے لئے نمونہ قرار دیا۔ اور فرمایا

﴿وجعلناھم ائمه یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات وإقام الصلاة وایتاء الزکاة وکانوا لنا عبدین﴾ [الانبیاء : ۷۳]

"اور ہم نے انہیں امام اور مقتدیٰ بنایا۔ کہ ہمارے حکم کے مطابق رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیکیاں کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکاۃ دینے کی وحی بھیجی۔ اور وہ ہمارے (کامل) بندے تھے۔"

ان کامل اور گرامی مرتبت ہستیوں کے بارے میں بھی یہ ارشاد فرمایا:

﴿انھم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رھبا وکانوا لناخشین﴾ [الانبیاء : ۹۰]

"یہ بندے لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید اور خوف کے ساتھ پکارتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔"

عبودیت میں یہ کمال اور بارگاہ صمدیت میں یہ عالی مقام اور مثالی مقبولیت اللہ تعالیٰ کی ترغیب وترھیب پر ایمان ویقین کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿جعلنا منھم ائمه یعدونُ بامرنا لما صَبَرُوا وکانوا بایاتنا یوقنون﴾ [الم اسجده : ۲۴]

"اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو ہی لے حکم سے دوراہت کرتے تھے۔ جب انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔"

کتاب اللہ کی محکم آیات اور ان کی تصریحات سے یہ بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ بعض مدعیان معرفت وسلوک کا یہ قول کہ "کاملین کی عبادت عذاب کے خوف اور انعام کی طمع کی "آلودگی" سے پاک ہوتی ہے اور ان کے اعمال "خالصة لوجه اللہ"

ہوتے ہیں۔" اور ذات باری کے سوا ان کوئی اور مقصود نہیں ہوتا معرفت حقیقت اور تعلیم شریعت دونوں سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ نعرہ لامقصود الاھو سے مطلب یہ ہوتا ہے اعمال صالحہ بجالاتے ہوئے جنت کی رغبت اور ممنوعات سے اجتناب کرتے ہوئے جہنم سے نجات کا تصور اخلاص کے منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر وثواب کے حصول کی نیت سے عبادت پر تجارت کی پھبتی کسی جاتی ہے اور عذاب سے بچنے کے لئے اطاعت کو غلام ذہنیت کا عکاس قرار دیا جاتا ہے۔ اور اللہ کی اللہ کے کیلئے عبادت کو عبادۃ "الاحرار" کہا جاتا ہے۔

ارباب تصوف کی اس قسم کی شطحات نظریہ وحدۃ الوجود کی طرح برائے شعر گفتن تو خوب ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال ور کوئی لا کر بہشت کو

لیکن بظاہر خوب لگنے والی یہ بات حقیقت اور امر واقع سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ جس قدر غور کیا جائے اس خیال کی خامی اور اس بات کا بودا پن واضح تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ

کامل وہ نہیں ہوتے جو اپنے تئیں کامل باور کرتے پھریں

و کل یدعی وصلا بلیلیٰ   ولیلی لا تقرھم بذا کا

ہر ایک لیلی سے واصل ہونے کا دعویدار ہے۔ تاہم لیلی کو اس سے انکار ہے۔

حقیقی کامل اور عارف باللہ تو انبیاء ومرسلین ہیں۔ جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندے قرار دیتا ہے اور انہیں وحی ورسالت سے سرفراز کر کے عام انسانوں کی ہدایت وارشاد پر مامور فرماتا ہے۔ اور نعم العبد کہہ کر معراج انسانیت وکمال بشریت کا معیار قرار دیتا ہے۔

وہ خود بھی "خوفا دطمعا" اور رغباور ھبا عبادت کرتے تھے۔ جیسا کہ بہت سی نصوص قرآن ذکر کی جا چکی ہیں۔ مزید برآں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ جدالانبیاء امام الموحدین اور خلیل الرحمٰن ہیں۔ اپنے مخاطبین سے اللہ رب العالمین کا تعارف کراتے ہوئے کہتے ہیں:

﴿والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین﴾ [الشعراء : ۸۲]

"اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا۔"

اور پھر ان کی یہ دعا بھی قرآن حکیم نے ذکر کی ہے۔

﴿واجعلنی من ورثة جنة النعیم﴾ [الشعراء : ۸۵]

"اور مجھے نعمتوں بھری جنت کے وارثوں میں سے بنا۔"

بہت سی برگزیدہ ہستیاں جن کو لوگوں نے اللہ کے سوا معبود باور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کے متلاشی ہیں۔ اس کی رحمت کے خواہاں اور اس کے عذاب سے ترساں رہتے ہیں۔

﴿قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا. اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربک کان محذورا﴾ [الاسراء : ۵۶،۵۷]

''کہو کہ اے مشرکو جن لوگوں کی نسبت تمہیں معبود ہونے کا گمان ہے ان کو بلا دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کو بدل دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ یہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں اپنے رب کے ہاں ذریعہ تقرب کے خواہاں ہیں کہ ان میں سے کون ان کے قریب تر ہوتا ہے اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں۔ بلاشبہ تمہارے پروردگار کا عذاب ہے بھی ڈرنے کی چیز۔''

اللہ تعالیٰ اپنا تعارف اپنے بندوں سے اس طرح کروایا ہے۔

﴿نبئ عبادی ألی أنا الغفور الرحیم وأن عذابی هو العذاب الیم﴾ [الحجر : ۴۹، ۵۰]

''اے پیغمبر میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا بخشنے والا مہربان ہوں اور میرا عذاب بھی درد دینے والا عذاب ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿حم . تنزیل الکتاب من الله الفزیز الحکیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول﴾ [غافر : ۲؛۳]

''حم اس کتاب کا اتارا جانا اللہ غالب و دانا کی طرف سے ہے۔ جو گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے سخت عذاب دینے والا' صاحب کرم ہے۔''

اب یہ کیسی معرفت الٰہی ہے کہ اس کی صفات' رحمت' غفاری' اس کے جود و کرم کی اس کی عنایت کی امید کی بجائے بے پرواہ ہے اس کی قہاری و جبروت پر یقین کی حد تک ایمان کی بجائے اس سے غافل ہو۔

اور یہ سلوک کی کونسی منزل ہے کہ اس کی رحمت کی امید ہو نہ اس کے عذاب کا خوف۔ اس کی بخشش کی رغبت ہو نہ اس کے کرم سے مستفید ہونے کی تمنا اور نہ اس کے عذاب سے خشیت بلکہ ان امور پر ایمان لانے اور ان کے مطابق اپنے سلوک و عمل کو ڈھالنے اور ان حقائق کو مدنظر رکھنے کی بجائے ان سے لاتعلق ہو۔

ایسا کسی شاعر کے تخیل میں تو ہوسکتا حقیقت کی دنیا میں ایسے عارف و سالک کا وجود ناممکن ہے۔ خوف و طمع' رغبت و رھبت سے انسان کا تعلق باللہ افزائش پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی کتابوں اور اپنے مبعوث کردہ سچے رسولوں کے ذریعہ اپنی حقیقی معرفت عطا فرماتا ہے۔ انہیں اپنی رحمت کی امید دلاتا ہے۔ اپنے بندوں کے لئے تیار کی گئی جنت اور اس کی نعمتوں کی رغبت دلاتا ہے۔ اسی طرح اپنی نافرمانی کے نتیجہ میں دی جانے والی سزائیں بتلاتا ہے اور اور اپنے بندوں کو ان سے ڈراتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے وعدو وعید پر یقین عبادت کے اخلاص میں مدومعاون ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قل یعبادی الذین امنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنة وارض اللہ واسعة. انما یوفی الصبرون اجرھم بغیر حساب. قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصاله الدین وامرت لأن اکون اول المسلمین قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم. قل اللہ اعبد مخلصاله دینی﴾ (الزمر : ۱۰ . ۱۴)

''اے نبی میرا پیغام ہدایت پہنچانے کے لیے کہہ دو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو اپنے پروردگار سے ڈرو' جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی ان کے لئے بھلائی ہے۔ اور اللہ کی زمین کشادہ ہے' جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔ کہہ دو مجھ سے ارشاد ہوا ہے کہ عبادت کو اللہ کے خالص کرتے ہوئے اس کی بندگی کروں۔ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے اول مسلمان بنوں۔ کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کا حکم نہ مانوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ کہہ دو کہ میں اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت بجالاتا ہوں۔''

وعدو وعید پر ایمان سے اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے اسی لئے انسانیت کے محسن معلمین نے اللہ کے حکم سے ترغیب و ترھیب کا اندازہ اختیار کیا۔

قرآن حکیم پہلی تمام کتابون کا لب لباب اوران پر حَکَم ہے۔ تو حضور ختمی مرتبت صلوات اللہ علیہ وافضل التسلیمات پر تمام کمالات نبوت کمال کو پہنچے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علم وحکمت کی طرح آپ ﷺ کو بشارت ونذارت میں بھی تمام انبیاء ومرسلین میں ممتاز ترین مقام حاصل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنه وسراجا منیرا﴾ [الاحزاب : ۴۵ : ۴۶]

''اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوش خبر سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔''

اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کامل ترین نذیر ہیں۔ اور رہتی دنیا تک کے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یا اھل الکتاب قدجاء کم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل

ان تقولوا ماجاءنا من بشیر ولا نذیر
فقد جاء کم بشیر و نذیر

(واللہ علی کل شئ قدیر المائدہ : ۱۹)

''اے اہل کتاب بالیقین ہمارا رسول تمہارے پاس رسولوں کی آمد میں ایک وقفہ کے بعد آ پہنچا ہے جو تمہارے لیے صاف صاف بیان کر رہا ہے تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس بھلائی پر خوشخبری دینے والا اور برائی پر ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ پس اب یقیناً تمہارے پاس خوشخبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا آ پہنچا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

قرآن بھی بشیر و نذیر ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿حم تنزیل من الرحمن الرحیم . کتب فصلت آیاتہ قرآنا عربیا لقوم یعملون. بشیر و نذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون﴾ [فصلت : ۱۔۴]

''یہ کتاب رحمان و رحیم کی طرف سے اتاری گئی ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیات واضح المعانی ہیں یعنی قرآن عربی ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔ جو بشارت بھی سناتا ہے اور خوف بھی دلاتا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نے منہ موڑ لیا ہے۔ اور وہ سنتے ہی نہیں ہیں۔''

اور اسے لے کر جن و انس کی طرف مبعوث ہونے والے حضرت محمد ﷺ بھی بشیر و نذیر ہیں۔ آپ ﷺ کی بشارت و نذارت یعنی ترغیب و ترھیب قرآن کی ترغیب و ترھیب کی تفصیل ہی ہے۔ اور اسی حکمت نے تحت قرآن حکیم آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم ولعلھم یتفکرون﴾ [النحل : ۴۴]

''قرآن حکیم ذکر (یاددہانی) ہے تو حضور ختمی مرتبت مذکر (یاددہانی کرانے والے) ہیں۔''

نیز فرمایا: فانما یسرناہ بلسنك لتبشر بہ المتقین و تنذر بہ قوما لدا (مریم) اور ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں بہت ہی آسان کر دیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنائے اور جھگڑالو لوگوں کو ڈرائے۔

قرآن و سنت کا اعجاز و امتیاز یہ ہے کہ پہلی کتابوں' اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی طرح رفتہ رفتہ تغیر و تبدیل کا شکار نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مکمل طور پر محفوظ رکھنے کی ضمانت دی۔

﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون﴾ [الحجر : ۹]

''بے شک یہ سامان نصیحت ہمیں نے اتارا ہے اور ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

امت محمدیہ علی سیدھا الصلوٰۃ والسلام کا اعزاز و امتیاز یہ ہے کہ حفاظت قرآن و سنت کے تکوینی فیصلے کی تکمیل و تعمیل اس کے علماء محدثین کے ہاتھوں ہوئی۔

گروہ ایک جو یا تھا علم نبیؐ کا
لگا یا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا
کیا قافیہ تنگ ھر مدعی کا
کئے جرح و تعلیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں
اسی دھن میں آسان کیا ہر سفر کو
اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو
سنا خازن علم دین جس بشر کو
لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
آپ اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا اور کو خود مزہ اس کا چکھ کر

ان کی یہ مبارک و مسعود مساعی جوامع' مسانید مصنفات' موطات' سنن' معاجم اور اجزاء کی شکل میں **بحمدلله و توفیقه** رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لیے سرمایۂ ایمان اور سرچشمۂ ایقان ہیں علم وحکمت کے ان وسیع سمندروں سے علماء سلف وخلف نے گوہر لئے اور مختلف موضوعات پر مجموعہ ہائے حدیث ترتیب دیئے۔

کسی نے احادیث احکام منتخب کیں۔ تو کسی نے عمل الیوم واللیلۃ ترتیب دیا۔ بہت سے علماء نے الزھد والرقائق کے عنوان سے احادیث جمع کیں۔ تو کسی نے ''اذکار'' کا گلدستہ تیار کیا۔ یہ ایک طویل سلک مروارید ہے اور اسی سلک میں منسلک ایک نمایاں نام ''**الترغیب والترھیب**'' ہے۔

اس عنوان سے جو کتابیں تالیف کی گئیں ان میں حضور ختمی مرتبت ﷺ کے فرامین حکمت مضامین میں سے ان احادیث مبارکہ کو یکجا کیا گیا ہے جو بشارت ونذارت یعنی الترغیب والرھیب پر مشتمل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور مرشد انسانیت حضرت محمد ﷺ کے احکامات کی بجا آوری اور ان کے منع کردہ امور سے اجتناب کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور اس اجر وثواب کا تذکرہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ نیز فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی احکام کی مخالفت اور ممنوعہ امور کے ارتکاب کی جرات کرنے پر انجام بد سے ڈرایا گیا ہے۔

''الترغیب والترھیب'' کے عنوان سے قدیم ترین کتاب امام ومحدث کبیر حافظ حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ کی ہے جو امام ابوداؤد اور امام نسائی کے شیوخ میں سے ہیں ۲۵۱ھ میں وفات پائی۔ انکے بعد مشہور امام واعظ حافظ ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵)

ان کے بعد اپنے وقت کے امام الائمہ نے اور استاذ العلماء حافظ ابولقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل القرشی الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ) نے اور ان کے بعد انکے حلقۂ درس کے خوشہ چین ممتاز محدث حافظ ابوموسیٰ محمد بن ابی بکر المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے بھی اسی عنوان اور نام سے کتب تالیف کیں۔

تاہم الترغیب والترھیب کے عنوان سے تالیف کی گئی کتب میں جو شہرت اور پذیرائی ساتویں صدی ہجری کے مصری عالم و محدث ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری کی تصنیف لطیف کو ملی وہ انہی کا حصہ ہے۔ یہ عظیم کتاب اپنی جامعیت، حسن ترتیب، عناوین کے تنوع اور ان کی مناسبت سے احادیث کے تقریباً مکمل استقصاء کی وجہ سے ایک دائرۃ العارف ہے۔ اور کوئی واعظ، خطیب اور مدرس اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

خاتمہ الحفاظ حافظ ابن حجر العسقلانی وسعت علم اور دقت نظر کے سبب تلخیص میں خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ تہذیب التہذیب کی تلخیص تقریب التھذیب اور احادیث احکام کا مجموعہ بلوغ المرام اور مصطلح الحدیث میں نخبۃ الفکر انکی شاہکار مولفات ہیں۔ جن پر کوزہ میں دریا بند کرنے کا محاورہ صادق آتا ہے۔ انہیں نے حافظ منذریؒ کی الترغیب والترھیب کی چار ضخیم جلدوں کا خلاصہ ایک درمیانے درجے کی جلد میں کر دیا۔ اور اس طرح کیا کہ جامعیت میں کمی نہیں آنے دی۔ زیر نظر کتاب اسی مختصر کا اردو ترجمہ ہے۔ جو ہمارے محترم دوست جناب محمد خالد سیف حفظہ اللہ کے قلم سے ہے۔

فاضل مترجم نے جس نسخے کا انتخاب فرمایا اس کے محقق ایک مکتب فکر میں محدث کبیر اور محقق شہیر کے لقب سے ملقب ہیں۔ تاہم ان کی جملہ تحقیقات کی طرح اس کتاب کی تحقیق میں بعض ایسی خامیاں تھیں کہ انہوں نے مترجم کو پریشان و غلطاں کر دیا۔

ناشرین کے اصرار پر راقم الحروف نے نظر ثانی کا بیڑا اٹھایا۔ متن کی اغلاط اصول سے مقابلہ کر کے درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ الموفق للصواب۔

ترجمہ کی بعض مقامات پر تصحیح اور کچھ مقامات پر تحسین کی ضرورت محسوس کی۔

حافظ منذری رحمہ اللہ کے پیش نظر الترغیب والترھیب کے موضوع پر ایک جامع کتاب تالیف کرنا تھا۔ اس لئے انہوں نے صرف صحیح پر اقتصار نہیں کیا۔ بلکہ بہت سی ضعیف احادیث بھی ذکر کی ہیں۔ ان کے ضعف کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ لیکن وہ خود فرماتے ہیں کہ ”میں نے بہت سی علل (اسباب ضعف) کا ذکر کرنے سے گریز کیا ہے تاکہ کتاب مختصر رہے اور لوگوں کی اکتاہٹ کا موجب نہ ہو اور...... اس لئے بھی کہ علماء متقدمین رحمہم اللہ ترغیب و ترھیب کے ابواب میں تساھل روا رکھتے تھے۔ حتی کہ بعض نے تو موضوع احادیث بھی ذکر کر دی ہیں اور ان کا حال بھی بیان نہیں کیا۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الترغیب والترھیب کا اختصار کیا لیکن حدیث ضعیف سے متعلق ان کا موقف بھی حافظ منذری سے ملتا جلتا ہے۔ بلکہ ان کا تو خیال ہے کہ جو حدیث ”عام ضابطے کے خلاف نہ ہو روایت کی جاسکتی ہے۔“ اس لئے ان کی

تالیف لطیف مختصر الترغیب والترھیب بھی ضعیف احادیث سے معریٰ نہیں رہ سکی۔

عام قارئین کی سہولت کے لئے مراجعت کرتے وقت محدث عصر حاضر شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تعلیقات کی روشنی میں احادیث کی صحت اور ضعف کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ موطا امام مالک اور صحیحین میں روایت شدہ احادیث میں اس کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

ترغیب وترھیب اور فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کے بیان کے جواز اور عدم جواز کے متعلق شیخ الاسلام ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ کی ایک مختصر لیکن بصیرت افروز تحریر بھی ان صفحات میں شامل کر دی گئی ہے اس کا مطالعہ بہت مفید ہو گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اصل کتاب کی طرح اس اختصار اور اس کے ترجمہ کو بھی قبولیت سے نوازے اور عامۃ المسلمین کے لئے اسے مفید بنائے۔

اور مسلمانوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے جادہ مستقیم کی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اسی میں سب کی نجات ہے۔

﴿ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا واغفرلنا ذنوبنا و کفرعنا سیاتنا وتوفنامع الابرار﴾
ربنا و اٰتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمة انک لا تخلف المیعاد
وصلی اللہ علی نبینا محمد اٰله و صحبه اجمعین

خادم العلم والعلماء
حافظ عبدالحمید ازہر

ترغیب وترھیب اور فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا حکم

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ترجمہ حافظ عبدالحمید ازھر

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ حرام وحلال کا معاملہ ہوتو ہم سندوں میں سختی سے کام لیتے ہیں اور جب ترغیب و ترھیب کی بات ہوتو ہم اسانید میں تساھل برتتے ہیں۔ اسی طرح علماء کا جوطریق کار ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پرعمل کر لیتے ہیں۔

تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے ایسی حدیث جو حجت اور دلیل نہیں بن سکتی اس سے استحباب ثابت ہوسکتا ہے (اس لیے کہ استحباب شرعی حکم ہے لہٰذا شرعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتا اور جوشخص اللہ تعالیٰ کے بارے میں شرعی دلیل) کے بغیر یہ خبر دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعمال میں سے کسی خاص عمل کو پسند کرتا ہے تو وہ اللہ کے حکم کے بغیر دین میں شریعت سازی کر رہا ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے کہ کسی چیز کے وجوب یا حرمت کا فیصلہ دیا جائے یہی وجہ ہے کہ علماء جس طرح باقی احکام میں باہم اختلاف کرتے ہیں استحباب کے متعلق بھی ان کی آراء مختلف ہوتی ہیں۔ بلکہ حقیقی اور منزل من اللہ دین کی بنیاد ہی یہ اصول ہے۔

ان حضرات کا مقصد صرف یہ ہے کہ جب کسی عمل کے متعلق نص شرعی یا اجماع سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ عمل ہے مثلاً تلاوت قرآن، ذکر وتسبیح، دعاء صدقہ، غلاموں کی آزادی اور لوگوں سے حسن سلوک وغیرہ یا ثابت ہوجائے کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہے مثلاً جھوٹ خیانت وغیرہ تو اس صورت میں ان ثابت شدہ اعمال کی فضیلت اور ان کے ثواب یا برے اعمال کی کراہت اور انکے گناہ کے بارے میں کوئی حدیث مروی ہوتو اجر وثواب اور سزا و عذاب کی مقدار اور انواع کے متعلق ایسی حدیث مروی ہو جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ وہ موضوع ہے تو اس صورت میں اس کو روایت کرنا جائز ہوگا۔ بایں معنی کہ انسان اس ثواب کی امید یا اس سزا کا خوف رکھے۔

مثال کے طور پر ایک شخص جانتا ہے کہ تجارت میں فائدہ ہے۔ لیکن اسے بات پہنچی کہ اس میں بہت زیادہ فائدہ ہے اگر اسے پہنچنے والی بات درست ہوئی تو اسے فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر جھوٹ بھی ہوئی تو اسے نقصان نہیں ہوگا۔ یعنی اس قدر فائدہ نہیں ہوگا جتنا اسے بتایا گیا تھا۔ اسے یونہی سمجھیں کہ جس طرح ترغیب وترھیب میں اسرائیلی مرویات، خوابیں، سلف کے

مقولے علماء کے اقوال وواقعات وغیرہ بیان کئے جاتے ہیں۔ معلوم ہے کہ صرف ان امور سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا نہ استحباب اور نہ کچھ اور لیکن ترغیب وترھیب، امید دلانے اور خوف دلانے کے لئے انہیں بیان کیا جاسکتا ہے۔

جن اعمال کا اچھا یا برا ہونا شرعی دلائل سے ثابت اور معلوم ہو تو یہ اضافی چیزیں فائدہ دیتی ہیں ضرر نہیں۔ اور وہ حق ہوں یا باطل اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ تو جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ یہ باطل اور موضوع ہے تو اس کی طرف التفات جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ جھوٹ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ صحیح ہے تو اس سے احکام ثابت ہوں گے۔ اگر دونوں باتوں کا احتمال رکھے تو اسے روایت کرنا روا ہوگا کہ اس کے سچ ہونے کا امکان ہے اور اگر جھوٹ بھی ہو تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے یہی کہا ہے کہ ترغیب وترھیب کا معاملہ ہو تو ہم اسانید میں تساہل سے کام لیتے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم اسے اسانید کے ساتھ روایت کر دیتے ہیں اگرچہ ان کے راوی اسقدر قابل اعتماد نہ ہوں جن سے حجت اور دلیل پکڑی جاتی ہے۔ اسی طرح جس نے کہا کہ فضائل اعمال میں ان پر عمل ہوسکتا ہے تو عمل تو اسی پر ہوگا جو ثابت شدہ نیک اعمال ہیں مثلاً تلاوت اور ذکر یا برے اعمال سے اجتناب

نبی ﷺ کے فرامین میں سے وہ حدیث اس کی نظیر ہے جسے امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ (**"بلغوا عنی ولو آیة" وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار**) میری طرف سے آگے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو' (بنی اسرائیل) سے نقل کر سکتے ہو کوئی مضائقہ نہیں! اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سنبھال لے۔

اسے صحیح حدیث میں مذکور نبی ﷺ کے اس فرمان کے ساتھ رکھو **"اذاحدثکم اهل الکتاب فلا تصدقوهم ولا تکذبوهم۔"** اھل کتاب تم سے کوئی بات بیان کریں تو ان کی تصدیق نہ کرو اور نہ انہیں جھوٹا کہو اس طرح آپ ﷺ نے اھل کتاب سے بات نقل کرنے کی رخصت بھی دی اور ساتھ ھی ساتھ ان کی تصدیق کرنے یا انہیں جھٹلانے سے بھی ممانعت کر دی اگر ان سے بات نقل کرنے میں مطلقاً فائدہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کی رخصت دیتے ہوئے اس کا حکم نہ دیتے۔ اور اگر صرف ان کے بیان کر دینے سے ہی ان کی تصدیق جائز ہوتی تو آپ ﷺ ان کی تصدیق سے منع نہ فرماتے۔ غرضیکہ جن باتوں پر سچائی کا گمان ہو ان سے انسانی طبائع بعض حالات ومقامات میں مستفید ہوتی ہیں۔

چنانچہ جب ضعیف احادیث کسی مقدار اور تحدید پر مشتمل ہوں مثلاً کسی خاص وقت میں خاص قراءت اور خاص طریقہ سے نماز کے متعلق بتایا جائے تو ضعیف حدیث پر اعتماد کرتے ہوئے اس پر عمل روا نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس خاص طریقہ کا مستحب ہونا دلیل شرعی سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ترغیب وترھیب میں اس قسم کی روایات بیان کی جاسکتی ہیں۔ اور حصول مقصد کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں۔ تاہم ثواب اور عذاب کی مقدار کے تعین کا اعتقاد دلیل شرعی پر ہی موقوف ہوگا۔

فتاویٰ شیخ الاسلام۔ ۱۸/۶۵۔۶۸]

حافظ منذری مؤلف الترغیب والترھیب

امام محدث اور حافظ متقن ابومحمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبدالقوی منذری شامی ثم مصری شعبان ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے' آپ نے علم فقہ کی تعلیم امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد قرشی الوراق سے حاصل کی جب کہ علم حدیث کے سماع کے لیے ابوعبداللہ ارپامی اور حافظ کبیر علی بن مفضل مقدسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے' علم حدیث کی مزید تحصیل کے لیے آپ مکہ مکرمہ بھی تشریف لے گئے اور وہاں محدث ابوعبداللہ بن البناء اور ان کے طبقہ کے علماء سے استفادہ کیا علاوہ ازیں آپ نے دمشق' حران' رہا اور اسکندریہ کے محدثین وشیوخ سے بھی کسب فیض کیا۔

آپ کے تلامذہ میں سے حافظ دمیاطی' امام تقی الدین ابن دقیق العید' شریف عزالدین کے علاوہ بہت سے دیگر لوگوں نے خاصی شہرت پائی ہے۔ بقول حافظ ذہبی آپ اپنے دور کے سب سے بڑے حافظ حدیث تھے' ۶۵۶ھ میں وفات پائی۔

آپ نے بہت سی کتابیں اپنی یادگار چھوڑی ہیں' جن میں سے شرح التنبیہ' سنن ابی داؤد کا اختصار اور اس کی شرح اور صحیح مسلم کا اختصار بطور خاص قابل ذکر ہے' آپ نے ایک بہت بڑا ''معجم'' خود بھی ترتیب دیا لیکن جس کتاب کی وجہ سے آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی وہ ''الترغیب والترہیب'' ہے۔ آپ کے اخلاص کے علاوہ غالباً اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ نے اس موضوع پر لکھی گئی سابقہ تمام کتب کی احادیث کو اپنی اس کتاب میں جمع فرما دیا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی مولف مختصر الترغیب والترھیب

شیخ الاسلام امام ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور و مستند محدث' مورخ اور فقیہ ہیں' آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ شعبان ۷۷۳ھ/ فروری ۱۳۷۲ء کو مصر العتیق (OLD CAIRO) میں ہوئی' آپ بچپن ہی میں ماں باپ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے تھے' آپ کے والد گرامی بھی اپنے دور کے مشہور عالم تھے' آپ نے اپنے ایک سرپرست مشہور تاجر زکی الدین خروبی کے زیر نگرانی تربیت و پرورش کے مراحل طے کیے۔ نو برس کی عمر میں قرآن مجید کے حفظ کی سعادت حاصل کر لی اور تھوڑے ہی عرصہ میں فقہ اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں پر عبور حاصل کر لیا تھا' پھر اپنے دور کے ممتاز ترین اساتذہ کرام سے بہت عرصہ تک تعلیم حاصل کرتے رہے' چنانچہ آپ نے حدیث اور فقہ کو بلقینی' ابن ملقن اور ابن جماعہ سے پڑھا' علم قرات تنوخی سے' عربی ادب ولغت ابن ہشام اور فیروز آبادی سے پڑھا لیکن آغاز دسمبر ۱۳۹۰ء سے آپ نے اپنے آپ کو مطالعہ حدیث کے لیے وقف کر دیا اور اس عظیم مقصد کی خاطر آپ نے مصر' شام' حجاز اور یمن کے دور دراز علاقوں

کے کئی بار سفر بھی کیے علم حدیث سے آپ کے شغف اور انہماک کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ مسلسل دس سال تک علامہ زین الدین عراقی (م ۸۸۰ھ) سے حدیث پڑھتے رہے۔ حدیث اور دیگر علوم وفنون میں مہارت کے پیش نظر آپ کے اساتذہ کرام نے آپ کو درس وفتویٰ دینے کی اجازت عطا فرمادی تھی۔

منصب قضاء کو قبول کرنے سے کئی بار انکار کیا' بالآخر اپنے دوست قاضی القضاۃ جمال الدین بلقینی کی درخواست پر ان کا نائب بننا منظور کر لیا اور پھر محرم ۸۲۷ھ/ دسمبر ۱۴۲۳ء کو خود بھی قاضی القضاۃ بن گئے اور اکیس برس تک اس منصب پر فائز رہے' اس اہم منصب کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ آپ دس دس مسجدوں اور مدرسوں میں تفسیر قرآن' حدیث اور فقہ کا درس بھی دیتے رہے' آپ کے درس اس کا اس قدر شہرہ تھا کہ طلبہ کے ساتھ ساتھ متخصصین بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کے لیے آپ کے حلقہ درس میں بڑے ذوق وشوق سے حاضر ہوتے اور اسے اپنے لیے وجہ سعادت اور سرمایہ افتخار سمجھتے تھے۔ منصب قضاوتدریس پر فائز ہونے کے علاوہ آپ دارالعدل میں افتا مدرسہ بیبرسیہ میں نظامت علیا اور جامع ازہر اور پھر قبہ محمودیہ میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے اور ایک شاعر ونثر نگار کی حیثیت سے بھی اس دور میں آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔

چنانچہ اس عبقری زماں اور نادرہ روزگار شخصیت نے ایک سو پچاس کتابیں یادگار چھوڑی ہیں' جن میں سرفہرست صحیح بخاری کی مشہور ومعروف شرح ''فتح الباری'' ہے' جس سے ''صحیح بخاری'' کی شرح کا وہ قرض ادا ہو گیا' بقول ابن خلدون جس کی ادائیگی پوری امت مسلمہ پر فرض تھی' اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازا اور آپ کی زندگی ہی میں اس کے قلمی نسخے تین تین سو دینار میں فروخت ہوتے رہے اور پریس کی ایجاد کے بعد تو اس کے لاکھوں نسخے زیور طباعت سے آراستہ ہوئے ہیں۔

''فتح الباری'' کے علاوہ ''تہذیب التہذیب'' ''تقریب التہذیب'' ''الاصابہ فی تمیز الصحابہ' الدرالکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ'' ''تلخیص الحبیر'' ''الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ'' ''بلوغ المرام'' ''شرح نخبۃ الفکر'' اور ''لسان المیزان'' آپ کی چند اہم اور مشہور کتابیں ہیں۔ قضاء' افتاء' تدریس' خطابت اور تصنیف وتحقیق کے میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد بالآخر ۱۸ ذوالحجہ ۸۵۲ھ/ ۱۳ فروری ۱۴۴۹ء کو آسمان علم وفضل کا یہ آفتاب جہاں تاب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے آپ کے شاگرد رشید علامہ سخاوی کی آپ کی سیرت پر جامع کتاب ''الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ، امام، عالم، علامہ، شیخ مشائخ اسلام وحفاظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے پھول برسائے اور انہیں اپنی وسیع جنّت میں بسائے۔ آمین فرماتے ہیں:

کتاب الاخلاص

باب الترغيب فيه

اخلاص کی ترغیب

(١) ((عَنْ اَبِیْ كَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ هذه الأمة كمثل أربعةِ نفرٍ: رجلٌ آتاه اللّٰه مالاً وعلماً فهو يعمل بعلمه فی ماله فيُنفقه فی حقّه، ورجلٌ آتاه اللّٰه علماً ولم يُوته مالاً فهو يقول: لو كان لی مثلُ هذا عملتُ فيه مثل الذی يعمل۔ قَالَ رسول اللّٰه ﷺ فهما فی الأجر سَواء۔ ورجلٌ آتاه اللّٰه مالاً ولم يُؤته علماً فهو يخبط فی ماله يُنفقه فی غيرِ حقِّه، ورجلٌ لم يُؤته اللّٰه علماً ولا مالاً فهو يقول لو كان لی مثلُ هذا عملت فيه مثلَ الذی يعمل، قَالَ رسول اللّٰه ﷺ فهما فِی الوِزرِ سَواء۔)) [أخرجه الترمذی فی أثناء حديث وصححه، وأحمد وابن ماجه واللفظ له،

(١) حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس اُمت کی مثال چار آدمیوں کی سی ہے (١) جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اپنے مال کے بارہ میں اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے یعنی جہاں خرچ کرنے کا حق ہے، وہاں خرچ کرتا ہے (٢) وہ جسے اللہ تعالیٰ نے عِلم تو دیا ہے مگر مال نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی اِسی طرح مال ہوتا تو میں بھی اس کی طرح عمل کرتا، یہ دونوں شخص اَجر میں برابر ہوں گے (٣) جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا مگر اسے عِلم نہ دیا اور وہ بے جا صرف کرتا اور ناحق خرچ کرتا ہے (۴) وہ جسے اللہ تعالیٰ نے نہ عِلم سے نوازا اور نہ مال سے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس عِلم ہوتا تو میں بھی اسی کی طرح مال خرچ کرتا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں (ترمذی نے اسے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا اور صحیح قرار دیا ہے، احمد، ابنِ ماجہ، یہ الفاظ ابنِ ماجہ کی روایت کے ہیں، ابوعوانہ نے اسے اپنی ''صحیح'' میں بیان کیا ہے اور صحیح مسلم سے انہوں نے جو زائد روایات بیان کی ہیں یہ ان میں سے ایک ہے)

وأخرجه أبوعوانة في صحيحه و هو من زياداته على مسلم۔] [صحیح]

(۲) ((وعنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فيما يروى عن ربِّه عزوجل: اِنَ اللّٰه تعالي كتب الحسناتِ والسيئاتِ ثم بين ذلك في كتابه، فمن همَّ بحسنة فلم يَعملْها كتبها اللّٰه عنده حسنةً كاملةً، فاِن همَّ بها فعملها كتبها اللّٰه عنده عشرَ حسناتٍ إلي سبعِ مائة ضعفٍ إلي أضعاف كثيرة، ومن همَّ بسيئة فلم يعملها كَتبها اللّٰه عنده حَسنةً كاملةً، وإن هُوَ هَمَّ بها فعملها كَتبها اللّٰهُ عندهٗ سيئةً واحدةً)) [متفق عليه وفي رواية كتبها اللّٰه سيئة أو محاها ۔ ولا يهلك على اللّٰه الا هالك۔]

(۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ربّ عزوجل سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ رکھی ہیں، پھر آپ ﷺ نے اس کی وضاحت اس طرح بیان فرمائی کہ اگر کوئی نیکی کا اِرادہ کر لے مگر اسے نہ کر سکے تو اس ارادے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر اِرادہ کرنے کے بعد اسے عملی جامہ بھی پہنا دے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس دس سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ نیکیاں لکھ لیتا ہے، اگر کوئی شخص بُرائی کا اِرادہ کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنے پاس اسے ایک مکمل نیکی لکھ لیتا ہے اور اِرادہ کرنے کے بعد اگر اس بُرائی کے مطابق عمل کر لیا تو اسے اللہ تعالیٰ اپنے پاس صرف ایک بُرائی لکھتا ہے (متفق علیہ) (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک بُرائی لکھتا ہے یا اسے بھی مٹا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف وہی شخص ہلاک ہوتا ہے جو خود کو تباہی و ہلاکت میں ڈالنے والا ہو)

(۳) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يقول اللّٰهُ عزوجل إذا أرادَ عبدی أن يعمل سيئة فلا تكتبوها عليه حتى يعملها فإن عملها فاكتبوها مثلها وإن تركها من أجلي فاكتبوها له حسنة واذا أراد أن يعمل حسنة فلم يعملْها فاكتبوها له حسنة، فإن عملها فاكتبوها له بعشرِ أمثالها إلى سبعِ مائة۔)) [متفق عليه واللفظ للبخاری]

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب کسی بُرے عمل کا اِرادہ کرے تو اسے نہ لکھو حتیٰ کہ وہ اسے کر گزرے اور اگر اسے کر لے تو اسے اتنا ہی لکھو جتنا کہ اس نے کیا ہے اور اگر وہ اسے میری وجہ سے چھوڑ دے، تو اسے اس کی ایک نیکی لکھ لو اور اگر وہ کسی نیک عمل کا اِرادہ کر لے اور اسے نہ کر سکے تو اسے اس کی ایک نیکی لکھ لو اور اگر اسے کر لے تو اسے دس سے لے کر سات سو گنا تک لکھ لو۔ (متفق علیہ، الفاظ بخاری کی روایت کے ہیں)

(۴) ((وفی روایةٍ لمسلم قَال اللّٰه عزوجل: إذا تحدّثَ عبدی بأن یعمل حسنة فأنا أکتُبُها له حسنة ما لم یعملْها، فإذا عملها فأنا أکتُبُها له بعشر أمثالها، الحدیث وفی آخره انما ترکها من جَرَّای بفتح الجیم وتشدید الراء: ای من أجلی))

(۴) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ نیکی کرے تو جب تک وہ اسے عملی جامہ نہ پہنائے میں اسے ایک نیکی لکھ لیتا ہوں اور جب وہ اسے عملی جامہ پہنادے تو میں اسے دس نیکیاں لکھ لیتا ہوں۔۔۔۔۔ اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری وجہ سے گناہ کو چھوڑ دیا۔

(۵) ((وعن ابی الدّرداء رضی اللہ عنہ یبلغ به النبی ﷺ قَالَ: من اتی فراشَه وهو ینوی أن یقوم یصلی من اللیل فغَلبته عیناهُ حتی أصبح کُتِب له ما نوی، وکان نومُه صدقةً علیه من ربه۔)) [رواه النسائی وابن ماجه وصححه ابن حبان لکن عنده عن ابی ذرٍّ أو أبی الدرداء بالشك۔]

(۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بستر پر سوتے وقت یہ نیّت کر لے کہ وہ رات کو نماز (تہجد) پڑھے گا مگر صبح تک نیند کے غلبے کی وجہ سے بیدار نہ ہو سکا تو اس کی نیّت کے مطابق ثواب لکھ دیا جائے گا اور نینداس کے ربّ کی طرف سے اس پر صدقہ ہوگی۔ (نسائی، ابنِ ماجۃ ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے مگر ان کے ہاں شک کے الفاظ کے ساتھ یعنی ابوذر یا ابوالدرداء سے روایت ہے۔) [حسن صحیح]

الترهيب من الرياء

ریا کاری پر وعید

(۶) ((عن جُندبِ بنِ عبد اللّٰه رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النبی ﷺ: من سمع سمَّعَ اللّٰه به ومن یُراءِ یُراءِ اللّٰه به۔)) [متفق علیه قوله سمَّعَ بالتشدید أی اظهر عمله للناس ریاء]

(۶) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ا۔امام منذری ؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابنِ ماجہ کی سند جید ہے۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سنانے کے لیے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے رُسوا کر دیتا ہے اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دکھا دیتا ہے۔ (متفق علیہ سمّع کے معنی ہیں ریا کاری کے لیے اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا ہے)

(۷) ((وعن شدّادِ بنِ أوسٍ رضی اللہ عنہ أنه سمع النبی ﷺ یقول: من صام یرائی فقد اشرك، ومن صلی یرائی فقد اشرك

(۷) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص دکھلاوے کے لئے روزہ رکھے، وہ شرک کرتا ہے، جو دکھلاوے کے لیے نماز پڑھے وہ بھی

ومن تصدق يرائى فقد اشرك۔))
[أخرجه البيهقى مختصراً ومطولاً۔]

شرک کرتا ہے اور جو دکھلاوے کے لیے صدقہ کرے وہ بھی شرک کرتا ہے (بیہقی نے اسے مختصر و مطول بیان کیا ہے)[ضعیف]

(۸) ((عن محمودِ بن لَبِيدٍ قَالَ: خرج النبى ﷺ فَقَالَ: ايها الناس: اياكم وشركَ السَّرائرِ قالوا وما شركُ السَّرائر؟ قَالَ يقوم الرجل يصلي فيزيِّنُ صَلاتَه جاهدًا لما يرى من نظرِ الناسِ اليه، فذلك شركُ السَّرائر))

(۸) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! ''اپنے آپ کو مخفی شرک سے بچاؤ'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''مخفی شرک کیا ہوتا ہے؟'' فرمایا: ''آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے مگر جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ لوگ اسے نماز پڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں تو وہ نماز کو بنا سنوار کے پڑھنا شروع کر دیتا ہے یہ ہے مخفی شرک''! (ابنِ خزیمہ) [حسن]

(۹) ((وَعن أبى سعيد بن أبى فضالة وكان من الصحابة قال: سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: إذًا جمع اللّٰه الأولين والاخرين يوم القيامة ۔ ليوم لا ريبَ فيه۔ نادى منادٍ: من كان أشرك فى عمله للّٰه أحدا فلْيطلبْ ثوابه من عندِه ، فإن اللّٰه أغنى الشركاءِ عن الشركِ۔)) [اخرجه الترمذى وابن ماجه والبيهقى وصححه ابن حيان۔]

(۹) ابو سعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے' سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تمام اگلے اور پچھلے لوگوں کو قیامت کے دن کہ جس دن کے بارہ میں کوئی شک نہیں ہے' جمع فرمائے گا تو اس دن ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ جس نے اللہ کے لیے عمل میں کسی اور کو بھی شریک کیا تھا تو آج وہ اپنا ثواب اسی سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام شرکاء کی نسبت شرک (یعنی سانجھ) سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔ (ترمذی' ابنِ ماجہ' بیہقی۔ ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

(۱۰) ((وعن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ يوتى يوم القيامة بصحف مَخْتومة فَتُنصَب بين يدى اللّٰه تبارك وتعالى فيقول تبارك وتعالى ألقوا هذه واقبلوا هذه، فتقول الملائكة: وعزتِك ما رأينا اِلا خيرًا، فيقول اللّٰه عزوجل: إن هذا كان لغير وجهى وإنى لا أقبل إلا ما ابْتُغِيَ به وجهى۔)) [اخرجه البزار والطبراني والبيهقى۔]

(۱۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن (سر بمہر) اعمال نامے لا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے رکھے جائیں گے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ پھینک دو اور یہ قبول کر لو' فرشتے عرض کریں گے: تیری عزت کی قسم! ہم نے تو انہیں نیکیاں ہی سمجھا تھا۔ اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا کہ یہ میرے علاوہ کسی اور کے لیے تھے اور میں تو صرف ان اعمال کو قبول کرتا ہوں جو خالص میری رضا کے حصول کے لیے کئے گئے ہوں۔ (بزار' طبرانی' بیہقی) [ضعیف]

(۱۱)((وَعَنْ اَبی علیّ رجلٍ من بنی کاھلٍ قَالَ: خطبنا أبو موسی الاشعریّ فَقَالَ: یا أیھا الناسُ اتَّقوا ھذا الشركَ فأنه أخفی من دَبیبِ النَّملِ، خَطَبَنَا رسولُ اللّٰہ ﷺ ذات یومٍ فقال یا أیھا النَّاسُ مثلَه فقیلَ لَه کیفَ نَتَّقیهِ وھو اخفی من دَبیبِ النَّمل؟ قَالَ قولوا: اَللّٰھُمَّ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَیْئًا وَنَحْنُ نَعْلَمُهٗ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُه أخرجه احمد والطبرانی وعند ابی یعلی نحوه من حدیث حذیفة۔]

(۱۱) بنو کاھل کے ایک فرد ابوعلی سے روایت ہے کہ ہمیں ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا لوگو! اس شرک سے بچو کہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے یہی بات ارشاد فرمائی تھی، تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جب وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو ہم اس سے کس طرح بچیں؟ فرمایا تم یہ دعا پڑھ لیا کرو: (اے اللہ ہم تیری پناہ) ا۔ اس کتاب کے مطبوعہ نسخہ میں اسی طرح ہے، جب کہ اصول میں یہاں الفاظ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ ہیں۔ چاہتے ہیں اس سے کہ تیرے ساتھ ہم کسی کو بھی شریک بنائیں اور ہم جانتے ہوں اور اس پر بھی ہم تجھ سے معافی چاہتے ہیں جو ہم نہیں جانتے)۔ (احمد، طبرانی، مسند ابویعلی میں یہ حدیث اس کے قریب قریب الفاظ کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے)

[حسن لغیرہ]

کتاب السنۃ

سنّت کا بیان

الترغیب فِی الاتباع والترھیب من الابتداع

اتباعِ سنّت کی ترغیب اور بدعت پر وعید

(۱۲) ((عن انسِ بن مالكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ: مَن رغبَ عن سُنَّتی فلیسَ منی۔)) [متفق علیه]

(۱۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری سنّت سے منہ موڑے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

(۱۳) ((وعن العِرْباضِ بنِ سَاریةَ قَالَ:

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

وعَظَنا رسولُ اللّٰہ ﷺ وفیہ فَعلیکُم بِسنّتی وسُنةِ الخلفاءِ الراشدین المھدِیّینَ عضُّوا علیھا بالنّواجِذ وإیاکم ومحدثاتِ الامورِ' فإن کلَّ بدعةٍ ضلالة۔)) [رواہ الاربعة إلا النسائی وصححہ الترمذی وابن حبان۔ النواجذ بالنون والجیم والذال المعجمة ھی الانیاب وقیل الاضراس والمعنی الزموا السنة کما یلزم العاض علی الشیء خوفًا من ذھابہ۔]

اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا۔۔۔۔[1] اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری اور میرے نیک اور ہدایت یافتہ خلفاء کی سنّت کو لازم پکڑ لو اسے دانتوں سے مضبوطی سے تھام لو اور نو ایجاد کاموں سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' ترمذی اور ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) نواجِذ دانتوں یا داڑھوں کو کہتے ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ سنّت کو لازم پکڑ و جیسے کہ خیر ہاتھ سے نکل جانے کے خوف سے دانتوں سے پکڑی جاتی ہے۔ [صحیح]

(۱۴) ((وعن أبی شریح الخزاعی رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ: خرج علینا النبی ﷺ فَقَالَ: إنَّ ھذا القرآنَ سبب طرفُہ بید اللّٰہِ وطرفُہ بایدیکم فتمسَّکوا بہ فإنکم لن تَضلوا ولن تھلکوا بعدہ ابداً)) [رواہ الطبرانی وعندہ وعند البزار من حدیث جبیر ابن مطعم نحوہ۔]

(۱۴) حضرت ابو شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قرآن رسی ہے اس کا ایک کنارا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھوں میں لہٰذا اسے مضبوطی سے تھام لو اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اور نہ ہلاک ہو گے۔ (طبرانی' طبرانی اور بزار میں یہ حدیث اس کے قریب قریب الفاظ کے ساتھ جبیر بن مطعم سے مروی ہے) [صحیح]

(۱۵) ((وَعَنْ اَبی سعید الخدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : من اکل طیباً وعمل فی سُنّةٍ و أمنَ الناسُ بوائقہ دخل الجنة۔)) [رواہ الحاکم وصححہ وأخرجہ ابن ابی الدنیا فِی الصمت]

(۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پاکیزہ کھانا کھائے' سنّت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اس کی ایذاء رسانیوں سے محفوظ ہوں تو وہ جنّت میں داخل ہو گا۔ (امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ابنِ ابی الدنیا نے بھی اسے اپنی کتاب ''الصمت'' میں بیان کیا ہے) [ضعیف]

(۱۶) ((وعنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا

(۱۶) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱) پوری حدیث اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا پُر تاثیر وعظ فرمایا کہ اس سے دل کانپ اُٹھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ تو گویا الوداع کہنے والے کا وعظ ہے لہٰذا ہمیں وصیت فرمایئے؟ فرمایا میں تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرو اور سمع و طاعت بجالاؤ خواہ تم پر کوئی غلام حکمران بن گیا ہو تم میں سے جو شخص زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا (اختلافات سے بچنے کے لئے) میری اور میرے ......الخ

اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ : خطب في حجة الوداع فَقَالَ: إني قد تركتُ فيكم ما إن اعتصمتُم به فلن تضلوا ابداً: كتابَ الله وسنةَ نبيِّه۔)) [صححه الحاكم]

حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم میں وہ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔ (امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۱۷) ((وعن عائشة رضي الله عنها قالَت: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : من أحدثَ في امرنا هذا ما ليسَ منه فهو رَدّ۔)) [متفق عليه]

(۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ [بخاری و مسلم]

(۱۸) ((وفي رواية لمسلم مَن عملَ عملًا ليسَ عليهِ امرنا فهو رَدّ، ولابي داوود من صنع امراً على غير امرِنا فهو رَدٌّ))

(۱۸) صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کوئی ایسا عمل کرے کہ ہمارا طریقہ اس سے مطابقت نہیں رکھتا تو وہ مردود ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو شخص ہمارے طریقہ کے خلاف کوئی کام کرے تو وہ مردود ہے۔

(۱۹) ((وعنها رضي الله عنها اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قال: ستة لَعَنتُهُم ولعنهم اللّٰه، وكل نبيٍّ مُجاب: الزائدُ في كتاب اللّٰه، والمكذِّبُ بقدرَ اللّٰه والمتسلِّط على امتي بالجَبَروتِ لِيُذلَّ من اعزَّ اللّٰهُ، ويُعِزَّ من اذلَّ اللّٰهُ، والمُستحِل حرمةَ اللّٰه، والمُستحِلُّ مِن عترتي ما حرَّمه اللّٰه والتاركُ للسُّنة)) [اخرجه الطبراني وصححه ابنُ حبان والحاكم]

(۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھ شخص ایسے ہیں کہ جن پر میں نے لعنت کی ہے، اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے (یاد رہے) ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے (۱) اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنے والا (۲) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (۳) میری اُمت پر زبردستی مسلط ہونے والا تاکہ اُسے ذلیل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے اور اسے معزز کرے جسے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو حلال سمجھے (۵) جو میری عترت[1] کے متعلق اس کام کو حلال سمجھے، جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور (۶) جو سنّت کا تارک ہو (طبرانی، ابن حبان و حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۲۰) ((وعن كثير بنِ عبدِ اللّٰه بن عمرو بن عوفٍ عن ابيهِ عن جدهِ قَالَ:

(۲۰) کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد

(۱) عترت آدمی کے خصوصی قریبی رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے، آنحضرت ﷺ کی عترت بنوعبدالمطلب ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مُراد آپ کے قریبی اہل بیت یعنی آپ کی اولاد اور حضرت علی کی اولاد ہے، ایک اور قول یہ ہے کہ اس سے مُراد آپ کے تمام قریب اور دُور کے اہل بیت ہیں۔ شیخ عمارہ فرماتے ہیں کہ عترت سے مُراد آپ ﷺ کے اہل بیت، متبع سنّت اور قیامت تک آپ کی شریعت پر عمل کرنے والے ہیں۔

سمعت رسول الله ﷺ يقول: انى اخاف على امتي من ثلاث: من زَلَّةِ عالم ، ومِنْ هَوىً متّبع ، ومن حُكْم جائرٍ)) [اخرجه البزار والطبرانی]

فرماتے ہوئے سنا کہ میں اپنی اُمت کے بارہ میں تین باتوں سے ڈرتا ہوں (۱) عالم کی لغزش (۲) ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے اور (۳) ظالم کی حکومت (بزار، طبرانی) [ضعيف جداً]

(۲۱) ((وعن حُذيفة ؓ قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ لا يقبلُ الله لصاحبِ بدعةٍ صَومًا، ولا صلاةً، ولا حجاً، ولا عمرةً، ولا جهادًا، يَخرجُ مِنَ الْإسلامِ كما يَخرج الشعرةُ من العَجين)) [اخرجه ابن ماجه]

(۲۱) حضرت حذیفہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کا کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتا۔ نہ روزہ، نہ نماز اور نہ حج، نہ عمرہ اور نہ ہی جہاد۔ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جاتا ہے جس طرح آٹے سے بال نکلتا ہے۔ (ابنِ ماجہ) [موضوع]

(۲۲) ((وعن كثير بنِ عبدِ الله بنِ عمرو بن عوفٍ عن ابيهِ عن جدهِ أنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لبلالِ بنِ الحارث يومًا: اِعلم يا بلال أن من أحيا سنةً من سنّتي أُميتَتْ بعدی كان له من الأجر مثلُ من عملَ بها من غيرِ أن ينقصَ من أُجورهم شيئاً، ومَن ابتدعَ بدعة ضلالةٍ لا يرضاها اللهُ ورسولُه كانَ عليه مثلُ آثامِ منْ عملَ بها لا يَنقصُ ذلك من أوزارِ الناس شيئاً)) [اخرجه ابن ماجه والترمذی وقال حديث حسن]

(۲۲) کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن بلال بن حارث سے فرمایا: "بلال خوب جان لو کہ جس نے میری کسی ایسی سنّت کو زندہ کیا جسے میرے بعد فوت کر دیا گیا تھا تو اسے اتنا ثواب ملے گا جتنا اس کے مطابق عمل کرنے والوں کو ملے گا اور عمل کرنے والوں کے اَجر وثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے گمراہی کی بدعت کو ایجاد کیا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند نہ ہو تو اسکے سر پر اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بوجھ ہوگا اور اس سے ان لوگوں کے اپنے بوجھ کم نہ ہوں گے۔ (ابنِ ماجہ، امام ترمذی اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے) [ضعيف جدا]

الترغيب فی المسارعة الی الخير والبداءة به ليستن به والترهيب من عكسه

نیکی جلد شروع کرنے کی ترغیب تا کہ اسے اختیار کیا جا سکے اور اس کے برعکس پر وعید

(۲۳) ((عن جَريرِ بنِ عبدِ الله ؓ قَالَ: كُنَّا في صَدرِ النهارِ عند رسول الله ﷺ فجاء قوم فَقَالَ رسول الله ﷺ من سنَّ

(۲۳) حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ دن کے ابتدائی حصہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے (انہوں نے یہاں ساری

فِي الاسلام سنةً حسنةً فلهُ أجرُها وأجرُ من عملَ بها مِن بعدِه من غير أن يَنقصَ من أجورِهم شيء، ومن سنَّ فِي الإسلامِ سنةً سئيةً كان عليه وِزرُها وَوِزرُ من عمِلَ بها من غير ان ينقصَ من اوزارهم شيء۔)) [اخرجه مسلم والاربعة الا ابا داوود۔ وعند احمد والحاكم نحوه من حديث حذيفة بلفظ من سنَّ خيراً فاستُنَّ به، وعند الطبراني من حديث واثلة بن الاسقع بلفظ فله اجرُها ما عملَ بها في حياته وبعد مماته حتى تُترَك۔ وزاد مَن ماتَ مُرابطاً جَرى عليه عملُ المرابِطِ حتى يبعث يوم القيامة۔]

حدیث ذکر کی ہے)(۱) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اسے اس کا اَجر ملے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اَجر بھی اسے ملے گا لیکن عمل کرنے والے کے اَجر میں کمی نہیں ہوگی اور جو کوئی اسلام میں بُرا طریقہ رائج کرے اسے اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد اس طریقہ کے مطابق جس نے عمل کیا اس کا بھی اسے گناہ ہوگا لیکن اس عمل کرنے والوں کے گناہ میں کمی نہیں ہوگی (مسلم، ترمذی، نسائی، ابنِ ماجہ، احمد اور حاکم نے اس حدیث کو بروایت حضرت حذیفہ اسی طرح بیان کیا ہے) اور اس میں الفاظ یہ ہیں کہ "جس نے کسی خیر کو رائج کیا اور پھر اسے اختیار کر لیا گیا" طبرانی میں یہ حدیث واثلہ بن اسقع سے ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ اسے اس کا ثواب ملے گا جب تک اس کی زندگی میں اور اس کی وفات کے بعد اس کے مطابق عمل کیا جاتا رہے (اور اَجر و ثواب اس وقت ختم ہوگا) جب اس کے مطابق عمل متروک ہو جائے گا، نیز طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہو گیا، اسے قیامت کے روز اُٹھائے جانے تک سرحدوں کے محافظ کا ثواب ملتا رہے گا۔ [حسن صحیح]

(۲۴) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: من دَعَى الي هُدىً، كان لهُ

(۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہدایت کی دعوت دے، اسے ان لوگوں کے مطابق

(۱) پوری حدیث اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے جو ننگے تھے اور انہوں نے اُون کے دھاری دار پھٹے ہوئے لباس یا (عبائیں) جسم پر لٹکا رکھی تھیں اور وہ تلواریں لٹکائے ہوئے تھے، ان میں سے اکثر بلکہ سب کے سب خاندان مضر سے تھے، جب آنحضرت ﷺ نے ان کے فاقہ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ گھر تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے تو حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا، انہوں نے اذان دی، اقامت کہی، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے...... بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے پھر آپ نے ایک دوسری آیت پڑھی جو سورۃ الحشر میں ہے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے، صدقہ کرو درہم، دینار، کپڑا، صاع بھر گندم یا صاع بھر کھجور (صاع تقریباً پونے تین سیر کا ایک پیمانہ ہے) حتیٰ کہ فرمایا صدقہ کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، انصار میں سے ایک شخص آیا، اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی، جس سے اس کا ہاتھ عاجز آ رہا تھا بلکہ عاجز آ ہی گیا تھا پھر لوگ مسلسل آنا شروع ہو گئے حتیٰ کہ میں نے کھانے اور کپڑوں کے ڈھیر دیکھے پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا چہرۂ اقدس خوشی سے چمک رہا ہے کہ گویا کہ سونے کا ٹکڑا ہے۔

من الاجرِ مثلُ اجورِ من اتَّبعهُ، لا ينقصُ ذلك من اُجورِهم شيئاً، ومن دعى الى ضلالة، كان عليه من الاثم مثلُ آثام من اتَّبعه، لا ينقصُ ذلك من آثامهم شيئاً)) [رواه مسلم]

ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے لیکن ان کے اجر میں کمی نہ کی جائے گی اور جو شخص گمراہی کی دعوت دے' اسے ان لوگوں کے مطابق گناہ ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے لیکن ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ (مسلم)

کتاب العلم

الترغيب فى طلب العلم وبيان فضله

حصولِ علم کی ترغیب اور اس کی فضیلت کا بیان

(۲۵) ((عن معاوية بن ابى سفيان قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: منْ يُردِ اللّٰه به خَيراً يفقهه فِي الدِّين۔)) [متفق عليه]

(۲۵) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے' اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے۔ [بخاری و مسلم]

(۲۶) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: من سلك طريقًا يلتمسُ فيهِ عِلمًا سهَّلَ اللّٰهُ له به طريقَ الجنة)) [رواه مسلم]

(۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان بنا دیتا ہے۔ (مسلم)

(۲۷) ((وعنه قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: اذا مات ابنُ آدم انقطعَ عملُهُ الا من ثلاثٍ: صدقةٍ جاريةٍ، او علمٍ يُنتفع به، او ولدٍ صالحٍ يدعو لهُ۔)) [اخرجه مسلم وأخرجه ابن ماجة وابن خزيمة من وجه آخر۔]

(۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ابنِ آدم فوت ہوتا ہے تو تین کے سوا باقی اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جا رہا ہو اور (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔ (مسلم' ابنِ ماجہ اور ابنِ خزیمہ نے اسے ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے)

فصل فی فضل أهل العلم

اہلِ علم کی فضیلت

(۲۸)((عن أبی أمامة قَالَ: ذُكر لرسول اللّٰه ﷺ رجلان: أحدُهما عابدٌ، والآخر عالمٌ فقَالَ رسول اللّٰه ﷺ : فضلُ العالمِ على العابدِ كفضلي على أدناكم، ثُمَّ قَالَ ﷺ: اِنَّ اللّٰه وملائِكته، واهل السمواتِ والارضِ حتَّى النملةَ في جُحرِها، وحتى الحوتَ ليصلُّون على مُعلِّمي الناسِ الخيرَ۔))

[اخرجه الترمذی و قال حديث صحيح]

(۲۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کا ذکر ہوا، جن میں سے ایک عابد اور دوسرا عالم تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ شخص پر فضیلت اور برتری حاصل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنی بل میں اور مچھلی (پانی میں) لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والوں کے لیے دُعا کرتے ہیں۔

(ترمذی اور انہوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا) [حسن لغیرہ]

(۲۹) ((وَعَنْ أبی ﷺ إن موسى الأشعری رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه مَثَلَ ما بعثني اللّٰهُ به منِ الهدى والعلمِ كمثلِ غيثٍ أصابَ أرضاً فكانت مَنها طائفةٌ طيبةٌ قَبِلَتِ الماءَ وأنبتت العشبَ الكثيرَ والكلأَ وكان منها أجادب أمسكتِ الماءَ فنفع اللّٰهُ بها الناسَ فشربوا منها وسَقَوْا وزَرَعوا، وأصاب طائفةً أخرى منها إنما هي قيعان لا تمسك ماء، ولا تُنبت كلأً ، فذلك مَثَلُ من فقه في دين اللّٰه تعالٰي، ونفعه ما بعثني اللّٰه به فَعَلِمَ وَعَلَّم، وَمَثَلُ مَنْ لم يَرْفَعْ بذلك رأساً ولم يقبل هُدَى اللّٰه الذی أرسِلت به۔)) [متفق عليه]

(۲۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس عِلم اور ہدایت کے ساتھ مجھے مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس بارش کی سی ہے، جو زمین پر برستی ہے تو زمین کے کچھ حصے زرخیز اور عمدہ ہوتے ہیں، وہ پانی کو قبول کر لیتے ہیں اور کثرت سے گھاس اور چارہ اُگاتے ہیں اور زمین کے کچھ حصے خشک اور نشیبی ہوتے ہیں وہ پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ وہاں سے پانی پیتے، جانوروں کو پلاتے اور آبپاشی کرتے ہیں اور زمین کے ایک اور حصہ پر بارش نازل ہوتی ہے جو چٹیل ہے نہ تو وہ پانی کو روکتا ہے اور نہ گھاس اگاتا ہے، یہی مثال ہے اس کی جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرے، جس چیز کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں، وہ اسے فائدہ پہنچائے اور وہ عِلم سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے اور اس شخص کی مثال ہے جو اس کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کرے، جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

فصل فیما جاء فی تبلیغ العلم

عِلم کی تبلیغ کی فضیلت

(۳۰) ((عن ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: نضّرَ اللّٰہ امرأً سمع منا شیئاً فبلّغه کما سمعه فرُبَّ مبلَّغ اوعی من سامع۔)) [اخرجه ابوداوود وصححه الترمذی وابن حبان ولفظه: رحم اللّٰہ امرأ۔]

(۳۰) حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی چیز سنی اور اسے دوسروں تک اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے اسے سنا تھا کیونکہ ممکن ہے کہ جس تک یہ بات پہنچائی جائے وہ اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جس نے وہ ہم سے سنی ہے۔ (ابوداؤد' امام ترمذی و ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ترمذی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے'') [حسن صحیح]

الترغیب فی إکرام العلماء

علمائے کرام کی عزت کرنے کی ترغیب

(۳۱) ((عن ابی موسی رضی اللہ عنہ اَنَّ رسولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ان من اجلال اللّٰہ اکرامَ ذی الشیبةِ المسلم' وحاملِ القرآنِ غیرِ الغالی فیه' ولا الجافی عنه' واکرام ذی السلطان المقسِط۔))[رواه ابوداؤد]

(۳۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے کہ آدمی سفید بالوں والے مسلمان کا احترام کرے اور قرآن میں غلو نہ کرنے والے' اس سے بے پروائی نہ کرنے والے حافظ قرآن کی عزت کرے اور عادل بادشاہ کی تکریم کرے۔ (ابوداؤد) [حسن]

(۳۲) ((وعنِ ابنِ عبّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : البرکةُ مع اکابرِکم۔)) [رواه الطبرانی فِی الاوسط وصححه الحاکم۔]

(۳۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برکت تمہارے بڑوں کے ساتھ ہے۔ (معجم اوسط' طبرانی۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۳۳) ((وعن عبادة بن الصامت اَنَّ رَسولَ اللّٰہِ ﷺ قال: لیس من أمتی من لم یُبجِّلْ کبیرَنا ویرحم صغیرنا ویعرف

(۳۳) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص میری اُمت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی عزت نہ کرے' چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے عالم

لعالِمنا)) [رواہ احمد والطبرانی وصححه الحاکم لکن قَالَ: لیس منا۔]

کے حق کو نہ پہچانے۔(احمد‘طبرانی۔حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے‘ حاکم کی روایت میں ہے کہ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔'')'' [حسن]

(۳۴) ((وعنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لیس منا من لم یوقِّرِ الکبیرَ‘ ویرحمِ الصغیرَ‘ ویأمرْ بالمعروفِ وینهَ عن المنکرِ۔)) [رواہ أحمد والترمذی وصححه ابن حبان۔]

(۳۴) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو بڑے کی عزت نہ کرے‘ چھوٹے پر شفقت نہ کرے‘ نیکی کا حکم نہ دے اور بُرائی سے منع نہ کرے''۔ (احمد‘ ترمذی۔ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

الترغیب فی طلب العلم وتعلمه وتعلیمه

عِلم حاصل کرنے‘ سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب

(۳۵) ((عن انسِ بن مالكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : طلبُ العلمِ فریضة علی کلِّ مسلمٍ وواضعُ العلمِ عند غیرِ أهله کمقلِّدِ الخنازیرِ الجواهر واللؤلؤَ والذهبَ))[رواہ ابن ماجه]

(۳۵) حضرت انسِ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لیے فرض ہے اور علم کو نااہل شخص کے پاس رکھنے والا اس طرح ہے جیسے خنزیروں کے گلے میں جواہرات‘ موتی اور سونا پہنانے والا ہو۔ (ابنِ ماجہ) [صحیح]

(۳۶) ((وعنِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : من جاء اجلُه وهو یطلبُ العلمَ لقِیَ اللّٰه ولم یکنْ بینهُ وبینَ النَّبیِّینَ الّا درجةُ النبوَّة)) [رواہ الطبرانی فِی الاوسط۔]

(۳۶) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو علم حاصل کرتے ہوئے موت آئے‘ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف درجہ نبوت کا فرق ہو گا۔ (معجم اوسط‘ طبرانی) [ضعیف جدا]

(۳۷) ((وعن سَهلِ بنِ معاذ بن انسٍ عن ابیه ان رسول اللّٰه ﷺ قَالَ: مَنْ علَّم علماً فلهُ اجرُ من عملَ بِه لا یَنقصُ من اجرِ العاملِ شیءٌ))[اخرجه ابن ماجه]

(۳۷) سہل بن معاذ بن انس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو علم سکھایا تو اسے عمل کرنے والوں کے مطابق اَجر وثواب ملے گا‘ جب کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔(ابنِ ماجہ) [حسن لغیرہ]

(۳۸) ((وَعَنْ اَبِی ذرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : يا ابا ذرٍّ لَاَنْ تغدوَ فَتتعلَّم آيةً من كتاب اللّٰه خيرٌ لكَ من أن تصلّيَ مائةَ ركعةٍ' ولأن تغدُوَ فَتتعلَّم بابًا من العلم عُملَ به أو لَمْ يُعملْ به خَيرٌ لكَ من انْ تُصلّي الفَ ركعةٍ۔))

[رواه ابن ماجه واسناده حسن۔]

فرمایا ''اے ابوذر! اگر تم صبح جا کر کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھ لو تو یہ ایک سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم عِلم کا ایک باب سیکھ لو خواہ اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہو یا نہ کیا جاتا ہو تو یہ ایک ہزار رکعت پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابنِ ماجۂ اس کی سند حسن ہے)

[ضعیف]

(۳۹) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سمعت رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: الدنْيا ملعونةٌ وملعونٌ ما فيها إلا ذكرَ اللّٰه' وما والاهُ' وعالمًا ومتعلماً۔)) [رواه الترمذی وحسنه وابن ماجه۔]

(۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''دنیا ملعون ہے اور ملعون ہے جو کچھ اس میں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر' اس کے متعلقات اور عالم اور طالب علم کے۔ (امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے' ابنِ ماجہ) [حسن]

فصل فِي الرحلة فِي العلم

عِلم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا

(۴۰) ((روى أحمد والطبراني عن صفوان بن عسال قَالَ: أتيت النبي ﷺ وهو فِي المسجد متكيءٌ على بُردٍ له أحمرَ' فقلتُ له يا رسول اللّٰه إني جئتُ أطلبُ العلمَ' فَقَالَ: مرحباً بطالبِ العلمِ إنَّ طالبَ العلمِ تحفُّه الملائكةُ بأجنحتِها' ثم يركبُ بعضُهم بعضاً حتى يبلغَ السماءَ الدنيا من حبّهمْ لما يطلُب۔)) [واسناده جيد]

(۴۰) احمد اور طبرانی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اس وقت مسجد میں اپنی سرخ رنگ کی چادر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے' میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں عِلم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں؟ فرمایا: خوش آمدید اے طالب علم! طالب عِلم کو تو فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے اوپر سوار ہو کر وہ آسمانِ دنیا تک جا پہنچتے ہیں وہ اس کی مطلوب چیز سے اپنی محبت کی بناء پر کرتے ہیں۔ (اس کی سند ''جید'' ہے) [حسن]

الترغيب في نشر العلم والترهيب من كتمه

عِلم کے پھیلانے کی ترغیب اوراسے چھپانے پر وعید

(٤١) ((عن ابنِ مسعود رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ الدَّالُّ على الخيرِ كفاعِلِه۔)) [اخرجه البزار و صححه ابن حبان بلفظ من دلَّ على خير فله مثل أجر فاعله۔]

(٤١) حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی بتانے والا اس پر عمل کرنے والے کی مانند ہے۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے' ابنِ حبان نے اسے بالفاظ جس نے نیکی کی راہ دکھائی اسے بھی اس کو بجالانے والے کے برابر اَجر ملتا ہے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ [حسن لغیرہ]

فصل

(٤٢) ((عن ابی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : من سُئِلَ عن علمٍ فكتَمَهُ أُلْجِمَ يوم القيامة بِلجامٍ من نارٍ۔)) [رواه ابوداود والترمذی وحسنه وابن ماجه والبيهقي وصححه ابن حبان والحاكم وفی رواية لابنِ ماجه: ما من رجل يحفظ علما فيكتمه إلا أتى يومَ القيامة ملجومًا بلجامٍ من نارٍ۔]

(٤٢) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے عِلم کے بارہ میں سوال کیا گیا اور اس نے اسے چھپایا تو اسے قیامت کے دن مُنہ میں آگ کی لگام پہنائی جائے گی (ابوداؤد' ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ابنِ ماجہ' بیہقی۔ ابنِ حبان وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابنِ ماجہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص عِلم رکھتا ہو اور پھر وہ اسے چھپائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے مُنہ میں آگ کی لگام دی گئی ہوگی)[صحیح]

الترهيب من تعلم العلم لغير اللّٰه تعالى

غیر اللہ کے لیے عِلم سیکھنے پر وعید

(٤٣) ((عن ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قال : إنَّ ناساً من أمتی سيتفقهون فِي الدين يقرؤونَ القرآنَ يقولونَ نأتي الأمراءَ فنصيبُ من دنياهم ونَعْتَزِ لهم بدِيننا' ولا يكونُ ذلك۔ كما لا

(٤٣) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے کچھ لوگ دین کا عِلم حاصل کریں گے' قرآن پڑھیں گے (اور) وہ کہیں گے کہ ہم امراء کے پاس جاتے ہیں تاکہ ہم بھی ان کی دنیا میں سے حصّہ حاصل کرلیں اور اپنے دین کو ان سے بچا کر رکھیں گے مگر ایسا نہ ہوگا جس طرح ببول سے کانٹے

يُجْتَنى من القتاد لا الشَّوكُ، كذلكَ لا يُجْتَنَى من قُرْبِهِم إلَّا۔ يعني ۔ الخَطَايا۔))
[رواه ابن ماجه ورجاله ثقات۔]

ہی حاصل ہو سکتے ہیں[1] اسی طرح ان کے قرب سے گناہوں کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (ابنِ ماجہ' اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں)[ضعیف]

(۴۴) ((وَعَنْ أَبِي برزة الأسلمي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : لا تزولُ قَدَما عبدٍ يوم القيامة حتى يُسالَ عنْ عُمُره فيم أفْناهُ، وعن عِلْمِه فيم فَعَلَ فِيهِ، وعَنْ مالِه مِن أينَ اكْتَسبهُ وفيم أنْفَقه، وعنْ جِسمه فيم أبلاهُ؟)) [رواه الترمذی و صححہ]

(۴۴) حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کسی آدمی کے قدم اس وقت تک نہیں ہلیں گے جب تک اس سے یہ سوال نہ کر لیا جائے گا کہ (۱) عمر کہاں صرف کی (۲) علم کے مطابق کہاں تک عمل کیا (۲) مال کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور (۳) جسم کو کہاں کھپایا (ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)[صحیح]

الترهيب من الدعوى فِي العلم والعجب والمراء

عِلم کے بارے میں دعوے' فخر اور فضول بحث پر وعید

(۴۵) ((عن أبی بن كعب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قام موسى عليه السلام خطيباً فی بنی اسرائيلَ فسُئِل أىُّ الناسِ أعلم؟ فَقَالَ أنا أعلم فَعَتِبَ اللّٰه عليه إذ لَمْ يَرُدَّ العلمَ إليهِ۔ الحديث))
[متفق عليه]

(۴۵) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ علم والا میں ہوں اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوئے کہ علم کی نسبت اللہ کی طرف کیوں نہ کی؟ (بخاری و مسلم) یعنی یہ کیوں نہ کہا کہ اللہ اعلم۔

(۴۶) ((وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : إن أبغض الرجال إلى اللّٰه الألَدُّ الخَصِم۔)) [متفق عليه۔ الالد بالتشديد الشديد فِي الخصومة والخصم بكسر الصاد]

(۴۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو سخت جھگڑالو ہے۔ (بخاری و مسلم)

---

(۱) اس حدیث میں آنحضرت ﷺ اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس لیے علم حاصل کرتا ہے کہ وہ بادشاہ کے ہاں جاہ و مرتبہ اور تقرب حاصل کر لے تو یہ اس کے لیے باقی نہ رہے گا کہ تملق اور تقرب سے تو گناہ ہی حاصل کیے جا سکتے ہیں جس طرح ببول کے درخت سے صرف کانٹے ہی چنے جا سکتے ہیں۔
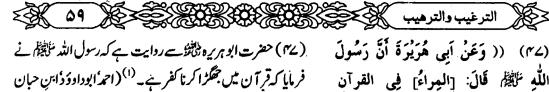
(۴۷) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: [الْمِرَاءُ] فِي الْقُرآنِ كُفْرٌ۔ رواه احمد، ابو داوود و صححه ابن حبان

(۴۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔[1] (احمد ٔابوداوٗد ٔابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن صحیح]

کتاب الطھارۃ و ذکر ابوابھا

طہارت کا بیان اور اس کے متعلقہ مسائل کا ذکر

الترھیب من التخلی فی طرق الناس وظلھم و غیر ذلک من آداب الخلاء

لوگوں کے راستوں اور سایہ کی جگہوں وغیرہ میں قضاء حاجت پر وعید اور دیگر آداب

(۴۸) ((عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال: اتقوا اللَّاعِنَيْنِ: قالوا وما اللَّاعِنانِ؟ قال الذی یتخلی فی طُرُقِ الناسِ أو فِي ظِلِّهم)) [رواہ مسلم]

(۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کا سبب بننے والے دو کاموں سے بچو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ دو کام کیا ہیں؟ فرمایا (۱) لوگوں کے راستوں اور (۲) سایہ کی جگہوں میں قضاءِ حاجت کرنا۔ (صحیح مسلم)

(۴۹) ((وعن حذیفه بن أسید أن النبی ﷺ قال:من آذی المسلمینَ فی طُرقِهم. وَجبت علیه لَعْنَتُهم))[رواہ الطبرانی]

(۴۹) حضرت حذیفہ بن اسید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کو ان کے راستوں میں (قضاء حاجت کر کے) تکلیف دیتا ہے اس پر ان کی لعنت پڑ جاتی ہے۔ (طبرانی) [حسن]

(۵۰) ((وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قالَ:قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ :مَنْ لَمْ یستقبلِ القبلةَ ولم يَسْتدبرْها فی الغائط كُتبَ له حسنة ومُحيتْ عنهُ سيئةٌ)) [رواہ الطبرانی۔]

(۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ منہ کرے اور نہ پشت تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کی ایک بُرائی کو مٹا دیا جاتا ہے۔ (طبرانی) [صحیح]

---

(۱) حدیث میں جو لفظ ((المراء)) ہے اس کے معنی جھگڑا کے ہیں لیکن ابوعبید فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جھگڑے سے مُراد معنی و مفہوم میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اس سے الفاظ کا اِختلاف مُراد ہے مثلاً یہ کہ ایک آدمی ایک طرح پڑھے اور دوسرا یہ کہے کہ نہیں یہ اِس طرح نہیں ہے بلکہ اس سے مختلف ہے حالانکہ دونوں طرح درست ہے اور اسے پڑھا جا سکتا ہے لیکن جب ایک شخص اپنے ساتھی کی قرأت کا انکار کر دے تو خدشہ ہوگا کہ وہ کفر تک نہ پہنچ جائے کیونکہ اس نے ایک ایسی قرأت کا انکار کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا تھا' اس سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ جھگڑا و جدال ان آیات میں منع ہے جن میں تقدیر وغیرہ کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم۔ النہایہ

الترھیب من البول فی الماء والمغتسل والجحر

پانی، غسل خانہ اور سوراخ میں پیشاب کرنے پر وعید

(۵۱) ((عن عبدِ اللّٰہ بن یزیدَ عن النبی ﷺ قال: لا ینقع بَولٌ فی طَسْتٍ فی البیتِ۔ فاِنَّ الملائکۃَ لا تدخلُ بیتًا فیہ بول مُنتقَع ولا تبولَنَّ فی مغتَسِلكَ۔)) [رواہ الطبرانی فی الاوسط وصححہ الحاکم، وحدیث ابی ھریرۃ فی النھی عن البول فی الماء الراکد۔ متفق علیہ، واخرجہ مسلم من حدیث جابر والطبرانی فی الاوسط بلفظ الماء الجاری۔]

(۵۱) حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں کسی برتن میں پیشاب جمع کر کے نہ رکھا جائے کیونکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کسی برتن میں پیشاب جمع ہو نیز اپنے غسل خانہ میں بھی پیشاب نہ کرو۔ (معجم اوسط، طبرانی۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت ہے (بخاری و مسلم) مسلم نے اسے بروایت جابر ذکر کیا ہے اور معجم اوسط طبرانی کی روایت میں جاری پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت بھی ہے) [صحیح]

(۵۲) ((وعن عبد اللّٰہ بن سَرْجَسٍ رضی اللہ عنہ قالَ: نھی رسولُ اللّٰہ ﷺ أن یُبالَ فی الجُحْرِ۔ قال قتادۃ کان یُقال انَّھا مساکنُ الجِنِّ)) [رواہ احمد و أبوداود والنسائی۔]

(۵۲) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جنوں کے گھر ہیں۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی) [ضعیف]

الترھیب من اصابۃ البول الثوب وغیرہٖ وعدم الاستنزاہ منہ

کپڑے وغیرہ کو پیشاب کے چھینٹوں سے ملوث کرنے اور اس سے پرہیز نہ کرنے پر وعید

(۵۳) ((عن ابنِ عباس رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ عامّۃُ عذابِ القبرِ من البولِ۔ فاسْتَنْزِھوا منَ البَولِ۔)) [رواہ البزار والطبرانی وصححہ الحاکم وقال الدارقطنی إسنادہ لا بأس بہ۔]

(۵۳) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ تر عذابِ قبر پیشاب کی وجہ سے ہوگا لہذا پیشاب کے چھینٹوں سے بچو۔ (بزار، طبرانی، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں کوئی عیب نہیں) [صحیح لغیرہ]

(۵۴) ((وعن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: من کان یؤمِنُ باللّٰہ والیومِ

(۵۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان

الْاخرِ فلا يَدْخُلِ الحمَّامَ الا بمئزرٍ ومَنْ كان يومنُ بِاللّٰه والیومِ الْاخر فلا يُدخِلْ حليلته الحمّامَ)) [رواه النسائی والترمذی وحسنه والحاكم وصححه۔]

رکھتا ہوا سے حمام میں تہہ بند کے بغیر داخل نہ ہونا چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہئے کہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔ (نسائی' ترمذی' مؤخر الذکر نے اسے حسن کہا اور حاکم نے اسے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے)[1] [صحیح لغیرہ]

الترهيب من تاخير الغسل والترغيب فی المحافظة على الاغتسال من الجنابة

غسل میں تاخیر پر وعید اور غسل جنابت کی حفاظت کی ترغیب

(۵۵) ((عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : لا تَدخلُ الملائكةُ بيتاً فيهِ صورة ' او كلب' ولاجنب)) [رواه أبوداؤد والنسائی وصححه ابن حبان]

(۵۵) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر' یا کتا یا جنبی شخص ہو۔[2] (ابوداؤد' نسائی' ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔ [ضعیف]

الترغيب فی المحافظة على الوضوء

وضوء کی حفاظت کی ترغیب

(۵٦) ((عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم :لَو لا أنْ أشُقَّ على أمَّتی لَامَرْتُهم عِندَ كُلِّ صلاة بوُضُوءٍ ومع كلِّ وضُوء بسِواكٍ۔)) [اخرجه احمد باسناد حسن]

(۵٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انہیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے لیے وضو کریں اور ہر وضو مسواک کے ساتھ کریں۔ (احمد' اس کی سند حسن ہے)۔[3]

---

(۱) اس سیاق کے ساتھ یہ حدیث ترمذی میں ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب کا دور چل رہا ہو۔ نسائی نے صرف الا بمئزر تک روایت کیا ہے۔ حمام اجتماعی غسل خانوں کو کہتے ہیں۔ سوئمنگ پول کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (ازھر)

(۲) یہاں جنبی شخص سے مراد وہ ہے جو غسل جنابت میں سستی کرے' غسل نہ کرے اور اسے عادت ہی بنا لے' اس سے مراد وہ جنبی نہیں ہے جو غسل میں تاخیر کرے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو پھر غسل کرے۔ کتے سے مراد وہ کتا ہے جسے شکار یا حفاظت وغیرہ کی ضرورت کے بغیر رکھا گیا ہو۔ خطابی فرماتے ہیں کہ یہاں رحمت و برکت کے فرشتے مراد ہیں' کراما کاتبین مراد نہیں کیونکہ وہ تو جنابت و عدمِ جنابت کسی حال میں بھی انسان سے الگ نہیں ہوتے۔ ملاحظہ ہو: ولاجنب کا اضافہ اس حدیث میں صحیح نہیں ہے۔ (ضعیف الجامع الصغیر للمحدث الالبانی)۔ تاہم اس بارے میں بعض صحیح احادیث بھی وارد ہیں ازھر۔

(۳) یہ حدیث منذری نے ذکر نہیں کی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مسند احمد (۲/۲۵۹) میں یہ الفاظ ہیں لو لا آن اشق على امتی لأمرتهم عند كل صلاة بوضوء أو مع كل وضوء بسواك ولا خرت العشاء الاخرة إلى ثلث الليل۔ اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے لیے وضوء کرنے کا حکم دیتا یا ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا اور عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک مؤخر کر دیتا۔ اور سند اس کی حسن ہے۔ (ازھر)

(۵۷) ((وعن عبدِ اللّٰه بنِ بُرَیْدَةَ عن أبیه قال: أصبح رسول اللّٰه ﷺ یومًا فدعا بلالًا، فقال یا بلالُ: بما سبَقْتنی إلی الجنةِ؟ إنی دخلت البارحةَ الجنةَ فسمعتُ خشخشتك أمامی فقال بلالٌ یا رسول اللّٰه:ما أذَّنتُ قط إلا صلَّیتُ رکعتینِ وما أصابنی حَدثٌ قط إلا توضأتُ عندَها فقال رسول اللّٰه ﷺ : لهذا۔)) [اخرجه ابن خزیمه وفی روایة ما اذنبت بزیادة موحدة]

(۵۷) حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ”تم مجھ سے پہلے جنت میں کس طرح چلے گئے؟ میں رات (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو میں نے اپنے آگے تمہارے قدموں کی آہٹ سنی“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا”: یارسول اللہ! میں نے جب بھی اذان دی، اس کے بعد دو رکعتیں ضرور پڑھی ہیں اور جب بھی بے وضو ہوا تو اس کے بعد وضو ضرور کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بس یہی وجہ ہے (ابن خزیمہ، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مجھ سے جب بھی گناہ ہوا تو اس کے بعد میں نے دو رکعتیں ضرور پڑھی ہیں) [صحیح]

الترھیب من ترک التسمیة علی الوضوء عامدًا

جان بوجھ کر وضو کے آغاز میں بسم اللہ نہ پڑھنے پر وعید

(۵۸) ((عن ابی ھریرة قال:قال رسول اللّٰه ﷺ لا صلاة لمنْ لا وُضوءَ له وَلا وضُوءَ لمَنْ لَم یذکرِ اسمَ اللّٰهِ عَلیْه۔)) [رواہ احمد و أبوداوود وابن ماجه وصححه الحاکم]

(۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز نہیں اور جو وضو کرتے ہوئے بسم اللہ نہ پڑھے، اس کا وضو نہیں ہے۔ (احمد، ابوداوٗد، ابنِ ماجہ، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔ [حسن لغیرہ]

الترغیب فی السواک وما جاء فی فضله

مسواک کی ترغیب اور فضیلت

(۵۹) ((عن زَیْدِ بنِ خالدٍ قال:ما کان رسول اللّٰه ﷺ یَخرُجُ من بَیْتِهِ لشیْءٍ من الصلاة حتّٰی یَستاكَ۔)) [رواہ الطبرانی والاحادیث فی مواظبة النبی ﷺ علی السواك کثیرة]

(۵۹) حضرت زید بن خالد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک اپنے گھر سے کسی نماز کے لیے باہر تشریف نہیں لاتے تھے جب تک مسواک نہ فرما لیتے۔ (طبرانی۔ وہ احادیث جن میں رسول اللہ ﷺ کی مسواک پر باقاعدگی کا تذکرہ ہے، بہت ہیں) [ضعیف]

(٦٠) ((وعن ابنِ عباس ﷠ أن رسول اللّٰه ﷺ قال: لَأنْ أصلّی رکعتین بسواکٍ احبُّ الی من أنْ اصلّی سبعینَ رکعةً بغیرِ سواکٍ۔)) [رواہ أبونعیم بإسناد جید وأخرج من حدیث جابر نحوہ بإسناد حسن]

(٦٠) حضرت ابنِ عباس ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسواک کے ساتھ دو رکعت پڑھنا مجھے بغیر مسواک کے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ (ابونعیم جید سند کے ساتھ نیز بروایت جابر حسن سند کے ساتھ) [ضعیف]

(٦١) ((وعن ابنِ عباس ﷠ عن النبی ﷺ قال: لقد أُمِرْتُ بالسِّواکِ حتی ظَننتُ انه یَنزلُ علیَّ فیهِ القُرآنُ' او وحی)) [رواہ ابو یعلی واحمد بنحوہ]

(٦١) حضرت ابنِ عباس ﷠ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس قدر کثرت کے ساتھ مسواک کا حکم دیا گیا حتی کہ میں نے خیال کیا کہ اس کے بارہ میں مجھ پر قرآن یا وحی نازل ہو گی۔ (ابویعلیٰ' احمد) [حسن لغیرہ]

الترغیب فی الوضوء وإسباغه

وضو اور اسے اچھی طرح کرنے کی ترغیب

(٦٢) ((عن أبی هریرة قال: سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول: إن أمتی یُدْعَونَ یَوم القیامة غُراً مُحجَّلینَ من آثارِ الوضوءِ' فمن استطاعَ منکُم أن یُطیلَ غُرَّته فَلْیَفعلْ۔)) [متفق علیه' ولمسلم: تبلغُ الحِلیةُ من المؤمِن حیثُ یبلغ الوضوءُ' ولابن خزیمة: حیثُ تبلغُ مواضعُ الطهور۔ قوله الحلیة یعنی ما تحلی به أهل الجنة من الأساور ونحوها]

(٦٢) حضرت ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کو قیامت کے دن جب بلایا جائے گا تو ان کے ہاتھ' پاؤں اور چہرے وضو کے نشانات کی وجہ سے چمکتے دمکتے ہوں گے لہذا جس شخص کو اپنی چمک دمک میں اضافہ کی طاقت ہو وہ اس میں ضرور اضافہ کرے (بخاری' مسلم' مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مومن کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہو' ابنِ خزیمہ کی روایت میں ہے کہ وضوء کے مقامات تک زیور پہنایا جائے گا' زیور سے مراد اہل جنت کو پہنائے جانے والے کنگن وغیرہ ہیں)۔

(٦٣) ((وعن عَمرو بن عبسة عن النبی ﷺ قال: ما مِنکُم رجلٌ یقرِّبُ وضوءَہ فیُمضمضُ' ویَستنشِقُ إلا خرت خطایا وجْهِهِ من فِیهِ وخَیاشِیمِه' ثم إذا غَسلَ وجهَه کما أمرہُ اللّٰه إلا خرت

(٦٣) حضرت عمرو بن عبسہ ﷛ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کا پانی لے کر وضو کرے' کلی کرے' ناک صاف کرے اور مسواک کرے تو اس کے چہرے کے گناہ اس کے منہ اور نتھنوں کے راستے جھڑ جاتے ہیں' پھر اگر وہ اس طرح منہ دھوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے دھونے کا حکم دیا ہے' تو اس کے

خَطايا وجهِه من اطرافِ لحيتِه مع الماءِ' ثُمَّ يغسلُ يَديهِ إلى المِرْفقينِ إلا خرجتْ خطايا يَديهِ من أناملِه مع الماءِ' ثُمَّ يمسحُ راسهُ إلا خرتْ خَطايا رأسِهِ من أطرافِ شعرِهِ مع الماءِ' ثم يغسلُ قدميهِ إلى الكعبينِ إلا خرت خطايا رِجليه من أناملِهِ مع الماءِ' فَصلَّى' فحمِدَ اللّٰهَ تعالىٰ' فإن هو قَامَ وأثنى عليه' ومجَّدهُ بالذى هو لهُ أهْلٌ' و فَرَّغَ قلبَه للّٰهِ انصرَفَ من خطيته كيومَ ولدْتهُ امُّهٗ۔)) [الحديث أخرجه مسلم مطولًا]

چہرے کے گناہ داڑھی کے بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں' پھر جب وہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ اس کی انگلیوں کے پوروں سے جھڑ جاتے ہیں' پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرے تو سر کے گناہ پانی کے ساتھ بالوں کے کناروں سے جھڑ جاتے ہیں' پھر جب وہ اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے تو اس کے پاؤں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں' پھر وہ نماز پڑھے' اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے' کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی ثناء اور تمجید اس طرح بیان کرے جس کا وہ مستحق ہے اور اپنے دِل کو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے فارغ کرے تو وہ خود گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جس دن اُسے اُس کی ماں نے جنم دیا تھا۔ (مسلم اور یہ حدیث کافی طویل ہے)

(۶۴) ((وعن أبى أمامة قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول:من توضَّأ فأسبغَ الوضوءَ غسلَ يديهِ ووجهَهُ ومسحَ على رأسهِ وأذنيهِ وغسلَ رِجليهِ ثمَّ قامَ إلى صلاةٍ مفروضة غُفرَلَهُ فى ذلكَ اليومِ ما مشَتْ إليهِ رِجلاهُ وقبَضَتْ عليه يَداهُ وسمِعَتْ إليهِ أذناهُ ونظرَتْ إليهِ عَيناهُ وحدَّثَ به نفسَهُ من سُوءٍ۔ قال:واللّٰه لقد سمعتُ من نبى اللّٰه ﷺ ما لا أحْصيهِ۔ ولهُ فى رواية:الوضوءُ يكفِّرُ ما قبْلَهُ ثم تَصير الصلاة نافلةً۔ وفى أخرىٰ: إذا توضَّا الرجلُ المسلمُ خرجتْ ذنوبهُ من سَمعِه وبصرِهِ' ويدَيهِ ورِجليهِ' فإنْ قَعَدَ' قَعَدَ مغفوراً لهُ۔)) [وإسناد هذه حسن۔

(۶۴) حضرت ابو امامہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص وضوء کرے اور اچھے طریقے سے وضوء کرے' دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھوئے' سر اور کانوں کا مسح کرے اور دونوں پاؤں کو دھوئے اور پھر فرض نماز ادا کرنے کو کھڑا ہو تو اس کے اس دن کے وہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' جن کی طرف اس کے پاؤں چلے' جو اس کے ہاتھوں نے پکڑا' کانوں نے سنا' آنکھوں نے دیکھا اور دِل میں بُرا خیال آیا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آپ ؐ کو بے شمار مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ انہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ وضو سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے' اور نماز کا الگ ثواب' ایک اور روایت میں ہے کہ جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ کان' آنکھ' ہاتھوں اور پاؤں سے خارج ہو جاتے ہیں اور وضو کر کے بیٹھے تو وہ اس حالت میں بیٹھا ہوتا ہے کہ اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں (اس کی سند حسن ہے اور اسی راوی سے طبرانی کی ایک

وللطبراني عنه:اذا توضَّا الرجلُ كما أُمر ذَهبَ الإثم من سَمعه، وبَصره و يَدَيهِ، ورِجليهِ۔ وسندها حسن۔]

روایت میں ہے کہ) جب آدمی اس طرح وضو کرے جس طرح اسے وضو کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو گناہ اس کے کان، آنکھ، ہاتھوں اور پاؤں کی راہ خارج ہو جاتے ہیں۔ (اس روایت کی سند حسن ہے)[۱] [ضعیف]

(٦٥) ((وعن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:من أتَمَّ الوضوءَ كما أمرهُ اللّٰه فالصَّلواتُ المكتوباتُ كفاراتٌ لِما بينهنَّ۔)) [رواه النسائي وابن ماجه بسند صحيح۔]

(٦٥) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس طرح مکمل وضو کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو فرض نمازیں درمیانی (اوقات کے گناہوں کا) کفارہ بن جاتی ہیں۔ (نسائی، ابنِ ماجہ، بسند صحیح) [صحیح]

الترغيب في كلمات يقولهن بعد الوضو

وضو کے بعد کے اذکار کی ترغیب

(٦٦) ((عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:ما مِنكم مِن أحدٍ يتوضَّأُ فَيُبْلِغُ ، أو يُسبغُ الوضوءَ ثم يقولُ: أشهدُ أن لا اِلهَ الا اللّٰهُ وحدَهُ لا شريكَ له، وأشهدُ أن محمداً عبدُهُ ورَسُولُه الا فُتِّحَتْ لهُ أبوابُ الجنَّةِ الثمانيةُ يدخلُ مِن أيِّها شاءَ۔)) [رواه مسلم و أبوداوود والترمذي وزاد ابوداوود فَيُحسِنُ الوضوءَ ثم يرفعُ طَرفَهُ الى السَّماءِ وزاد الترمذي اللهم اجْعلني من التَّوابينَ واجْعلني من المتطهِّرين۔ الحديث]

(٦٦) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی وضو کرے اور اچھے طریقے سے وضو کرے اور وضو کا پانی پہنچائے یا یوں فرمایا کہ پھر یہ کہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں) تو اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس میں سے چاہے جنّت میں داخل ہو جائے (مسلم، ابوداوٗد، ترمذی، ابوداوٗد[۲] کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ "اچھے طریقے سے وضو کرے اور اپنی نظر کو آسمان کی طرف اُٹھائے اور ترمذی کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ اس

(۱) محدث البانی رحمہ اللہ نے اس روایت میں ایک جملہ و حدث به نفسه من سوء (اور دل میں برا خیال آیا) کو منکر قرار دیا باقی حدیث صحیح ہے۔

(۲) بروایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔ ازھر

کے بعد یہ کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (اے اللہ مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور بہت زیادہ طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنادے)

الترغیب فی رکعتین بعد الوضوء

وضو کے بعد دو رکعت پڑھنے کی ترغیب

(٦٧) (عن عقبةَ بن عامر رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : ما مِن أحدٍ يتوضّأُ فيُحسِنُ الوضوءَ ويصلّي ركعتينِ يُقبِلُ بِقلبه وَبِوجْهِهِ عَلَيهِما، إلا وَجَبَتْ لَهُ الجنّةُ)) [رواه مسلم و أبوداود والنسائي وغيرهم۔]

(٦٧) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت اس طرح پڑھے کہ دِل اور چہرے کے ساتھ خوب متوجہ ہو تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی وغیرہ)

(٦٨) ((عن زيد بن خالد الجُهَنيِّ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال:من تَوضّأ فَاَحْسَنَ الوضوءَ، ثم صلّى ركْعتينِ لا يَسْهو فيهِما، غُفِر لهُ ما تقدَّمَ من ذَنْبِهِ۔)) [رواه ابوداؤد]

(٦٨) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور احسن انداز میں وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے کہ ان میں سہو کا شکار نہ ہو تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (ابوداؤد) [حسن صحیح]

کتاب الصلاۃ وذکر ابوابہ

نماز کا بیان اور اس کے متعلقہ مسائل کا ذکر

الترغیب فی اقامة الصلوة وتاکید وجوبها

اقامت صلوٰۃ کی ترغیب اور فرضیت کی تاکید

(٦٩) ((عن ابنِ عمر رضی اللہ عنہما قالَ:قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ بُنِی الِاسلام عَلٰی خمسٍ:شهادةِ أن لا الٰهَ إلا اللّٰهُ، وأنَّ محمدًا عبدُهٗ و

(٦٩) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے (١) یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے

رسولهُ وإقامِ الصلاة وإيتاءِ الزكاةِ وحَجِّ البيت وصومِ رمضانَ)) [متفق عليه]

اور رسول ہیں (۲) نماز ادا کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) بیت اللہ کا حج کرنا اور (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

(٧٠) ((وعن أبي هريرة وابي سعيد قالا: خَطَبنا رسول اللّٰه ﷺ (يوما) فقال بيده: والذى نفسي بيده: ثلاث مراتٍ، ثم اكَبَّ فاكَبَّ كلُّ رجلٍ منا يَبكي، لَا ندرى عَلى ماذا حَلَفَ، ثمَّ رَفَعَ رأسَه، وفي وجهِهِ البُشْرىٰ، فكانت احبَّ الينا مِن حُمْرِ النَّعَمِ۔ قال: ما مِنْ عبد يصلي الصلوات، الخمسَ ، ويصومُ رمضانَ، ويُخرج الزكاةَ ويَجتنبُ السبعَ الكبائرَ الا فُتِّحتْ له ابوابُ الجَنَّة۔ وقِيلَ لهُ ادخلْ بِسلامٍ۔)) [رواه النسائى واللفظ له وابن ماجه وصححه ابنُ خزيمة وابن حبان والحاكم وعندهم الا فُتِّحتْ له ابوابُ الجنَّةِ الثمانيةُ يومَ القيامةِ حتى انَّها لتصطفق، ثم تلا: ان تَجتَنِبُوا كبائِرَ ما تُنهَوْنَ عنهُ۔ الْآية]

(٧٠) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔۔۔ یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے سر جھکایا اور ہم میں سے ہر شخص سر جھکا کر رونے لگا کہ نامعلوم آپ ﷺ نے کس بات پر قسم کھائی ہے، پھر آپ ﷺ نے سر اُٹھایا اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر بشارت تھی اور یہ مسکراہٹ ہمیں سرخ اُونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بھی نماز پنج گانہ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، زکوٰۃ ادا کرے اور ساتوں کبیرہ گناہوں[1] سے اجتناب کرے، تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ (نسائی، اور الفاظ بھی انہی کی روایت کے ہیں) ابنِ ماجہ اور اسے ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ اُن کے الفاظ بھی یوں ہیں کہ: "اس کے لیے قیامت کے دن جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے، حتیٰ کہ کثرتِ ہجوم سے دروازے کھڑ کھڑانے لگیں گے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ بھی تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے......) [ضعيف]

(٧١) ((وعن ابي هريرة رضی اللہ عنہ عن النبى ﷺ قال: الإسلامُ أن تعبدَ اللّٰه ولا تُشركَ به شيئًا وتقيمَ الصَّلاةَ ، وتؤتى الزكاةَ، وتصومَ رمضانَ، وتحجَّ، والأمرُ

(٧١) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، حج کرو، نیکی کا حکم دو، بُرائی سے منع کرو، اپنے گھر والوں کو

(۱) بخاری و مسلم کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان سات کبیرہ گناہوں کی تفصیل اس طرح آئی ہے: (۱) اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ شرک (۲) جادو (۳) ناحق قتل (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن فرار ہونا اور (۷) پاک دامن، معصوم اور غافل عورتوں پر تہمت لگانا۔ (مترجم)

بالمعروفِ، والنھی عن المنکرِ ، وتسلیمُكَ علی أھلِكَ، فمن انتقصَ منھُنَّ شیًا فھُو سَھمٌ مِنَ الإسلام یترکُهٗ، ومن ترکَھنَّ فقد وَلّی الاسلامَ ظَھرَهٗ۔)) [رواہ الحاکم]

سلام کہو جو ان میں سے کسی بات کو چھوڑ دے تو وہ اسلام کے ایک حصّے کو چھوڑتا ہے اور جو ان سب کو چھوڑ دے اس نے اسلام کی طرف پشت کرلی۔ (حاکم) [صحیح لغیرہ]

(٧٢) ((وعن یُوسف بنِ عبدِ اللّٰه بن سَلَامٍ قال: أتیتُ أبا الدرداء فقال: سمعت رَسول اللّٰه ﷺ یقول: من توضّأ فاحسنَ الوضوءَ، ثم قامَ فصلّی رَکعتینِ ، أو أربعًا یُحسن فیھن الذکر والخُشوعَ ثمَّ استغفرَ اللّٰه غُفِرَ لَهٗ۔)) [رواہ احمد باسناد حسن]

(٧٢) حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر دو یا چار رکعت نماز پڑھے، اور ان میں بہت اچھے طریقے سے ذکر اور خشوع کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (احمد نے اسے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے) [حسن]

الترغیب فی الاذان

اذان دینے کی ترغیب

(٧٣) ((عن أبی ھریرة رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ لو یعلمُ النَّاسُ ما فی النِّداء، والصفِّ الاولِ ، فَلَمْ یَجدُوا إلا أن یستھموا علیه لاسْتَھَمُوا، الحدیث)) [متفق علیه]

(٧٣) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا اجر و ثواب ہے تو اگر انہیں اس کے لیے قرعہ اندازی بھی کرنا پڑتی تو اس کے (حصول کے لیے) قرعہ اندازی بھی کرتے۔ (بخاری ومسلم)

(٧٤) ((عن البَرَاءِ بنِ عازِبٍ أن نبیَّ اللّٰه ﷺ قال: المؤذِّن یُغْفَر لهُ مَدی صَوتِه۔ ویصدِّقُهٗ مَن سَمِعهٗ مِن رَطْب ویابسٍ، ولهٗ مثل اجرُ مَن صلّی معهٗ)) [رواہ احمد و النسائی]

(٧٤) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ موذن کو اس کی آواز پہنچنے تک معاف کر دیا جاتا ہے، اس کی آواز سننے والی ہر تر اور خشک چیز اس کی تصدیق کرتی ہے اور جتنے لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھیں، اس کا ثواب کی مانند اسے ملتا ہے۔ (احمد، نسائی) [صحیح]

الترغيب فی إجابة المؤذن وفيما يقول بعد الأذان

مؤذن کا جواب دینے اور اذان کے بعد کی دُعا کی ترغیب

(۷۵) ((عن عبدِ اللّٰه بن عمرو بن العاصِ ﷺ أنه سمعَ النبی ﷺ : إذا سمعتُم المؤذِّنَ، فقولوا مثلَ ما يقولُ ثمَّ صلُّوا علیَّ، فإنَّهٗ من صَلّی علیَّ صلاة صلّی اللّٰهُ عليهِ بِها عشرًا، ثمَّ سلُوا اللّٰهَ لی الوَسيلَةَ فإنها منزلةٌ فی الجنةِ لا تَنبَغِی الا لعبدٍ مِنْ عبادِ اللّٰه، وأرجُو ان اكونَ أنا هُوَ، فمنْ سألَ الله لی الوسيلةَ حلَّتْ لَهُ الشَّفاعةُ۔)) [رواه مسلم والاربعة وهو فی السنن من حديث ابی سعيد ليس فيه ثم صلوا الی آخره۔]

(۷۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کا سوال کرو وسیلہ جنت کا ایک ایسا مقام ہے جو بندگانِ الٰہی میں سے صرف ایک ہی کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا جو شخص میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی (مسلم، سنن اربعہ سنن میں یہ حدیث ابو سعید ﷺ سے مروی ہے اور اس میں ''پھر مجھ پر درود بھیجو'' سے آخر تک کے الفاظ نہیں ہیں)

(۷٦) ((وعن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه ﷺ أنَّ رسول اللّٰه ﷺ قال: مَنْ قالَ حينَ يسمعُ النِّداءَ:اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدعوةِ التَّامَّةِ، والصَّلاةِ القائمَةِ، آتِ محمدًا الوسيلةَ والفضِيلةَ، وابعثْهُ مقامًا محمودًا الذی وَعَدْتَهٗ حلت لَهُ شفاعتی يومَ القِيامةِ)) [رواه البخاری والاربعة۔]

(۷٦) حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ دُعا پڑھے: (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ''اے اللہ اس مکمل دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے ربّ! محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تُو نے ان سے وعدہ فرمایا'' تو اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

(۷۷) ((وعن سعد بن أبی وقّاصٍ ﷺ عن رسولِ اللّٰه ﷺ من قال:حينَ يسمعُ المؤذِّنَ، وأنا أشهدُ أن لا إلٰهَ الا اللّٰهُ وحدَهُ لا شريكَ لهُ وانَّ محمدًا عبدُهُ ورسولُهُ، رَضِيتُ باللّٰهِ ربًّا، وبالاسلام

(۷۷) حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کہے: وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَرَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا (اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں

دِینًا، وبِمُحَمَّدٍ رَسولًا، غَفَرَ اللّٰهُ ذُنوبَه۔)) مسلم والترمذی وھذا لفظه وفی روایة مسلم غُفِرَ لَهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهٖ، وزاد ابوعوانة فی مستخرجه وما تاخَّر۔]

وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں، تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں جب کہ مسلم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور مستخرج ابوعوانہ میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس کے پچھلے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے)

فصل فی الاقامة

اقامت کا بیان

(۷۸) ((عن سھلِ بن سَعدٍ رضی اللہ عنہ قالَ:قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ :ساعتانِ لا تُرَدُّ علی داعٍ دَعوتُه حینَ تقام الصَّلاة، وفی الصفِّ فی سبیلِ اللّٰهِ۔)) [رواه ابن حبان]

(۷۸) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں کسی دُعا کرنے والے کی دُعا مسترد نہیں ہوتی (۱) جب نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے اور (۲) جب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (جہاد کے لیے) صف بندی کی جاتی ہے۔ (ابن حبان)[1] [منکر]

الترغیب فی الدعاءِ بین الْأذان و الِاقامة

اذان و اقامت کے درمیان دُعاء کی ترغیب

(۷۹) ((عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ عن رسولِ اللّٰه ﷺ قال:الدُّعاءُ بینَ الاذانِ والِاقامةِ لا یُرَدُّ۔)) [رواه اصحاب السنن وصححه ابنُ حبان وزاد فادْعُوا۔ وفی روایة للترمذی قالوا ما نَقُولُ یا رسول اللّٰهِ؟ قال : سَلُوا اللّٰهَ العافیةَ فی الدُّنیا والْاٰخرَةِ۔]

(۷۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذان و اقامت کے درمیان دُعاء رد نہیں ہوتی۔ (اصحاب سنن، ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ ''پس تم دُعا کرو'' ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا دُعا کریں؟ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت کا سوال کرو)''

[صحیح لغیره]

(۱) اس روایت میں حین تقام الصلاة (یعنی جب اقامت ہوتی ہے) کا جملہ منکر ہے۔ [ضعیف الترغیب للمحدث الالبانیؒ]

الترغيب فی بناء المسجد

مسجد بنانے کی ترغیب

(۸۰) ((عن عثمانَ رضی اللہ عنہ انَّہٗ قال عندَ قولِ الناسِ فیہِ حینَ بناءِ مَسْجِدِ رسولِ اللّٰہ ﷺ : اِنَّکُم قد أکثرتم واِنی سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقولُ: مَن بَنَی مَسْجِداً یَبْتغی بِہٖ وجْہَ اللّٰہِ بَنَی اللّٰہ لَہٗ بیتًا فی الجنَّۃِ)) [متفق علیہ]

(۸۰) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیرِ نو کی اور اس بارے میں لوگوں نے باتیں کیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم نے بہت باتیں کی ہیں (۱) لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ جنّت میں اس کا گھر بنائے گا۔ (بخاری و مسلم)

الترغیب فی المشی الی المساجد

مسجدوں کی طرف چل کر جانے کی ترغیب

(۸۱) ((عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قالَ:قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ :من توضَّا فأحْسَنَ وُضوءَہٗ، ثمَّ خَرَجَ عامدًا إلی الصَّلاۃِ، فإنَّہٗ فی صلاۃٍ ما کانَ یَعمِدُ إلی الصلاۃِ، وإنَّہٗ

(۸۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اچھے طریقہ سے وضو کرے اور پھر نماز ادا کرنے کی نیت سے گھر سے نکل پڑے تو جب تک وہ نماز کی نیت رکھے گا نماز ہی کے حکم میں ہوگا اور اس کے ایک قدم چلنے کے بدلہ میں اس کے لیے

(۱) حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سلسلہ میں باتیں اس لیے کیں کہ وہ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ مسجدِ نبوی ﷺ کو اسی حالت میں رہنے دیا جائے جس طرح آنحضرت ﷺ کے عہدِ مبارک میں تھی، آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں یہ کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی، چھت کھجور کے پتوں کی تھی اور کھجور کے تنوں سے ستون بنائے گئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کچی اینٹوں کے بجائے منقش پتھر استعمال کئے جنہیں چونا گچ کیا گیا تھا اور چھتوں کے لیے ساگوان کی لکڑی استعمال کی جو ہندوستان سے آتی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجدِ نبوی ﷺ کی جو تحسین کی اگرچہ یہ بہت زیادہ زینت و آرائش پر مبنی نہ تھی لیکن پھر بھی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے پسند نہ فرمایا، سب سے پہلے جس نے مسجدوں کو مزین اور آراستہ کیا وہ ولید بن عبدالملک تھے، فتنہ کی وجہ سے اکثر اہلِ علم خاموش رہے جب کہ بعض کی رائے یہ تھی کہ مسجدوں کو مزین کرنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تعظیم کے لیے مسجدوں کو مزین کیا جائے اور اخراجات بیت المال سے نہ ہوں بلکہ دولت مند مسلمان اپنے پاس سے خرچ کریں تو جائز ہے، ابن منیر کا قول ہے کہ جب لوگوں نے اپنے گھروں کو مزین کرنا شروع کر دیا ہے تو مسجدوں کو بے حرمتی سے بچانے کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، علماء نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر ممانعت ترکِ رفاہیت میں اتباعِ سلف پر برانگیختہ کرنے کے لیے ہے تو پھر ان کی بات درست ہے اور اگر ممانعت اس وجہ سے ہے کہ زیب و زینت سے نمازی کی نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے تو پھر ان کی بات درست نہیں ہے کیونکہ یہ علت تو بدستور باقی ہے۔ (فتح الباری)

تُكتبُ لَهُ بإِحْدى خَطْوتَيْهِ حَسَنَةٌ وتُمحى عَنهُ بالْأخرى سَيِّئَةٌ فإذا سَمِعَ أَحَدُكُمُ الإقامةَ فَلَا يُسْرِعْ فإنَّ اعظمَكُم أجْراً أبعدكُمْ داراً۔ قالوا لِمَ يا ابا هريرة قال مِن اجلِ كثرةِ الخُطى)) [اخرجه مالك]

ایک نیکی لکھ دی جائے گی اور دوسرے قدم کے بدلہ میں ایک بُرائی مٹا دی جائے گی اور تم میں سے جب کوئی اقامت سنے تو جلدی نہ کرے کیونکہ جس کا مسجد سے گھر زیادہ دور ہوگا' اسے اَجر وثواب بھی زیادہ ملے گا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ کیوں؟ فرمایا: قدموں کی کثرت کی وجہ سے۔ (مالک)

(۸۲) ((وعنه رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : اذا تَوضَّأَ أحدُكم في بيتِه ، ثمَّ أتى المسجدَ كانَ في صلاةٍ حتّٰى يَرجِعَ)) [الحديث أخرجه ابن خزيمة والحاكم]

(۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی اپنے گھر میں وضو کرے اور پھر مسجد میں آئے تو وہ واپسی تک نماز ہی میں ہوتا ہے۔ (ابن خزیمہ' حاکم) [صحیح]

(۸۳) ((وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : وكلُّ خَطوةٍ يَخطُوها إلى الصَّلاةِ صَلاةٌ۔)) [اخرجه ابن خزيمة وللشيخين من حديث ابى هريرة وبكلِّ خَطوةٍ يَمشيها إلى الصَّلاةِ صدقةٌ]

(۸۳) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ قدم جسے آدمی نماز کے لیے اُٹھاتا ہے وہ بھی نماز ہے (ابن خزیمہ' بخاری و مسلم میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ ہیں کہ ہر قدم کے بدلے جسے آدمی نماز کے لیے اُٹھاتا ہے' صدقہ ہے) [ضعیف]

(۸۴) ((وعن سعيد بن المسيب عن رجل من الأنصار قَالَ: سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إذا توضَّأَ أحدُكم فاحسنَ الوضوءَ، ثمَّ خرَجَ إلى الصَّلاةِ لم يرفعْ قَدَمهُ اليُمنى إلا كَتبَ اللّٰهُ له حسنةً، ولَمْ يَضعْ قَدَمه اليُسرى الا حَطَّ اللّٰهُ عنه سيئةً، فَلْيقَرِّبْ احدُكُمْ أو لِيُبعِّدْ، فإن أتى المسجدَ فصلّى في جماعةٍ غُفِرَلَهُ، فإنْ أتى المسجدَ وقَد صَلَّوا بَعْضًا وبَقي بعضٌ صلى ما أدرَكَ وأتمَّ ما بقيَ كانَ

(۸۴) سعید بن مسیب ایک انصاری صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور خوب اچھے طریقے سے کرے' پھر نماز کے لیے نکلے تو جب دائیں پاؤں کو اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی کو لکھ دیتا ہے اور جب بائیں پاؤں کو رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک برائی کو مٹا دیتا ہے لہٰذا چاہو تو قدم قریب قریب رکھو اور چاہو تو دُور دُور رکھو' مسجد میں آ کر جب وہ نماز باجماعت ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' اگر مسجد میں آئے اور لوگوں نے کچھ نماز پڑھ لی ہو اور کچھ باقی ہو تو جتنی نماز وہ پائے پڑھ لے اور جو باقی رہ گئی ہو اسے پورا کرے تو اس صورت میں بھی اس کو

كذلِكَ فان أتى المسجدَ وقد صلّوا فاتمّ الصلاة كانَ كذلِكَ))[رواه ابوداؤد]

اسی طرح اَجر وثواب ملے گا۔ (اُس کے قدم اُٹھانے پر نیکی ملے گی اور دوسرا قدم رکھنے پر برائی کو مٹا دیا جائے گا۔) اور اگر وہ مسجد میں آیا کہ لوگوں نے ساری نماز پڑھ لی ہے تو اس نے اپنی نماز کو پورا کیا تو اس صورت میں بھی اس کو اسی طرح ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد)

[حسن لغیرہ]

(۸۵) ((وعن جبير بن مطعم أن رجُلًا قَالَ: يارسول اللّهِ ايُّ البُلدان أحبُّ اِلي اللّهِ، وايُّ البُلدانِ أبغضُ اِلي اللّهِ؟ قَالَ: لا أدرى حتى اسالَ جبريلَ، فأتاه جبريل فأخبَرَهُ : أَنَّ أحبَّ البِقاعِ إلي اللّهِ المساجدُ، وأبغضَ البقاعِ إلي اللّه الاسواقُ)) [رواه احمد والبزار واللفظ له، وصححه الحاكم واخرجه مسلم من حديث ابي هريرة بدون القصة]

(۸۵) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کو کون سے علاقے پسند اور کون سے ناپسند ہیں؟ فرمایا مجھے معلوم نہیں، میں جبریلؑ سے پوچھ کر بتاؤں گا، چنانچہ جبریلؑ آئے تو انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ علاقے مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند علاقے بازار ہیں۔ (احمد، یہ الفاظ بزار کی روایت کے ہیں، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور مسلم نے اسے آدمی کے سوال و جواب کے بغیر بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے)۔ [حسن صحیح]

(۸٦) ((وعن أبي هريرة رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّه ﷺ قَالَ: ألا أدلُّكُم على ما يَمْحُو اللّه بِهِ الخَطايا، ويَرفعُ به الدرجاتِ؟ قالوا: بَلٰى يا رسولَ اللّهِ۔ قَالَ إسْباغُ الوضوءِ علي المكاره، وكثرةُ الخُطى إلي المساجدِ، وانتظارُ الصَّلاةِ بعدَ الصَّلاةِ، فذٰلِكُمُ الرباط فذلكم الرِّباطُ)) [رواه مالك و مسلم وغيرهما]

(۸٦) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کردے اور درجات کو بلند کردے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! فرمایا: ناپسندیدہ اوقات میں وضو مکمل طور پر کرنا، مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ یہی مورچہ بند ہونا ہے یہی مورچہ بند ہونا ہے۔ (مالک، مسلم وغیرہما)

(۸۷) ((وعن أبي أمامة رضی اللہ عنہ أنَّ رسولَ اللّه ﷺ قَالَ: ثَلاثَةٌ كلُّهُم ضامنٌ على اللّهِ، إن عاشَ رُزِقَ وكُفِيَ، وإن ماتَ أدخلَهُ اللّهُ الجنَّةَ۔ من دَخلَ بيتَهُ فسلَّم فهو

(۸۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ ان سب کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے کہ اگر زندہ رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں رزق بھی دے گا اور ان کے لیے کافی بھی ہوگا اور اگر فوت ہوگئے تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا:

ضامنٌ علی اللّٰہِ ومن خَرَجَ إلی المسجدِ فھو ضامنٌ علی اللّٰہ، ومَن خَرجَ فی سبیلِ اللّٰہ فھو ضامنٌ علی اللّٰہِ۔)) [اخرجہ ابوداود وصححہ ابن حبان وھذا لفظہ۔]

(۱) جو شخص گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام کہے تو اس کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے (۲) جو شخص گھر سے مسجد جانے کے لیے باہر نکلے تو اس کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے اور (۳) جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کی نیت سے گھر سے نکلے تو اس کا بھی اللہ تعالیٰ ضامن ہے۔ (ابوداوٗد' ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ الفاظ بھی ابنِ حبان کی روایت کے ہیں)۔ [صحیح]

الترغیب فی لزوم المساجد والجلوس فیھا

مسجدوں کے ساتھ وابستگی اور اُن میں بیٹھنے کی ترغیب

(۸۸) ((عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: سبعۃٌ یُظلُّھم اللّٰہُ فی ظِلّہِ یومَ لا ظِلَّ إلا ظِلُّہُ الإمامُ العادلُ، و شابٌ نشأَ فی عبادۃِ اللّٰہِ، ورجلٌ قلبُہُ مُعلَّقٌ بالمساجِدِ۔)) [الحدیث۔ متفق علیہ]

(۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سات قسم کے آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ تلے جگہ عطا فرمائے گا کہ اس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) امام عادل (۲) وہ جوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نشو ونما پائی (۳) وہ شخص جس کا دِل مسجدوں سے وابستہ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔الحدیث (بخاری ومسلم)

(۸۹) ((وعن أبی سعید الخدری عنِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم : إذا رأیتُم الرجلَ یَعتادُ المساجدَ فاشھَدوا لَہُ بالإیمانِ۔ قَالَ اللّٰہ عزَّ وجلَّ: إنّما یَعْمُرُ مساجد اللّٰہ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ الایۃ۔)) [رواہ ابن ماجہ والترمذی واللفظ لہ وقال حسن غریب وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم]

(۸۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی آدمی کو مسجدوں کی طرف آتے جاتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ﴾ (اللہ کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں)۔ (ابن ماجہ' یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں انہوں نے اسے حسن غریب کہا ہے۔ ابنِ خزیمہ' ابنِ حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۹۰) ((وعن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عنِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ما توطّنَ الرجلُ المساجدَ للصلاۃِ، والذکرِ إلا یبشبشِ اللّٰہ تعالیٰ

(۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز اور ذکر کے لیے مسجدوں میں بیٹھا رہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اسی طرح خوش ہوتا ہے جس طرح گھر والے اپنے کسی

اليه كما يتبشبش' أهلُ الغائبِ لغائِبهم اذا قَدِمَ عَليهِمْ۔)) [رواه ابن ماجه وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم وفي رواية لابن خزيمة: ما مِن رَجلٍ كانَ تَوطَنَ المساجدَ فشغَلَهُ امرٌ او علة ثمَّ عادَ اِلي ما كانَ الا يتبشبش اللّٰه اليه كما يتبشبش اهلُ الغائب بغائِبهم اذا قَدِمَ]

غائب فرد کی آمد سے خوش ہوتے ہیں (ابن ماجہ' ابنِ خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' ابنِ خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مسجدوں میں بیٹھے مگر پھر کسی کام میں مشغول ہونے یا بیماری کی وجہ سے نہ آ سکے اور پھر وہ (اس کے بعد) مسجد میں واپس لوٹ آئے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح گھر والے اپنے کسی غائب فرد کی آمد سے خوش ہوتے ہیں) [صحیح]

الترهيب من إتيان المسجد لمن أكل ثومًا أو بصلًا أو كراثًا أو فجلًا أو نحوه مما له رائحة كريهة

لہسن' پیاز' گندنا' مولی یا دوسری بدبو دار چیزیں کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت

(۹۱) ((عن عمر بن الخطاب ﷛ انه خطب يومَ الجمعةِ ثمَّ قال فى خُطبتِهِ: ثُمَّ اِنَّكُمْ ايُّها الناسُ تاكُلونَ شَجَرتَينِ لا اَراهُما اِلَّا خَبيثَتَينِ: هذا البَصلَ والثُّومَ' لقد رايتُ النبيَّ ﷺ اذا وَجَدَ ريحَهُما من الرجل فى المسجدِ امَرَ به فاُخرِجَ اِلي البَقيعِ فمن اكَلَهُمَا فَلْيُمِتهُما طَبْخًا۔))

[رواه مسلم والنسائي وابن ماجه]

(۹۱) حضرت عمر بن خطاب ﷛ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔۔ لوگو! تم ان پودوں کو کھاتے ہو میں انہیں گندا سمجھتا ہوں یعنی لہسن اور پیاز' میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اگر کسی شخص سے ان کی بُو محسوس کرتے تو آپ ﷺ کے حکم سے اسے مسجد سے نکال کر بقیع کی طرف بھیج دیا جاتا لہٰذا کسی۔نے اگر انہیں کھانا ہو تو انہیں پکا کر ان کی بُو ختم کر لے۔ (مسلم' نسائی' ابنِ ماجہ)

(۹۲) ((وعن ابي سعيد الخدري ﷛ انَّهُ ذُكِرَ عند رسول اللّٰه ﷺ : الثومُ' والبصلُ' والكرَّاثُ وقيل يا رسولَ اللّٰه. واشَدُّ ذلك كلِّه الثومُ افَتحرِّمُهُ؟ فقال: كُلُوهُ ' مَنْ اَكَلهُ منكم فلا يَقْرَبْ هذا المسجِدَ حتى يذهبَ ريحُهُ مِنهُ۔))

[اخرجه ابن خزيمة]

(۹۲)۔ ''حضرت ابو سعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن' پیاز اور گندنا کا ذکر ہوا اور آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کیا گیا کہ ان میں سے لہسن کی بو سب سے زیادہ تیز ہے تو کیا آپ اسے حرام قرار دیتے ہیں؟ فرمایا: تم اسے کھاؤ مگر تم میں سے جو شخص اسے کھائے ہوئے ہو وہ اس وقت تک مسجد میں نہ آئے جب تک اس کی بو ختم نہ ہو جائے''۔ (ابنِ خزیمہ) [صحیح لغیرہ]

الترغیب فی لزوم النساء بیوتھن وترھیبھن من الخروج منھا

عورتوں کے لیے گھروں میں رہنے کی ترغیب اور باہر نکلنے پر وعید

(۹۳) ((وعن امّ حُمَیْدٍ امراۃِ أبی حمیدٍ السَّاعِدی انھا جاء تْ إلی النبی ﷺ فقالتْ: یا رسولَ اللّٰہ انی أحبُّ الصَّلاۃَ معكَ، قَالَ: قد علمتُ انكِ تُحبِّینَ الصَّلاۃَ معی ، وصلاتُكِ فی بیتكِ خیرٌ مِنْ صَلاتِكِ فی حُجرتِكِ، وصلاتُكِ فی حُجرتِكَ خیرٌ من صلاتِكِ فی دارِكِ، وصلاتُكِ فی دارِكِ خیرٌ من صلاتِك فی مسجدِ قومِكِ، وصلاتُكِ فی مسجدِ قومِكِ خیرٌ من صلاتِكِ فی مسجِدِی، فأمَرتْ فَبُنِیَ لھا مسجدٌ فی اقصی شیءٍ فی بیت واظلمِہ فكانتْ تُصلی فیہِ حتی لقیتِ اللّٰہَ عزّوجلّ۔)) [اخرجہ احمد وابن خزیمۃ وابن خبان واستدل بہ ابن خزیمہ علی انَّ تضعیفَ الصَّلاۃِ فی مسجد مختص بالرجالِ دونَ النساءِ]

(۹۳) ابوحمید ساعدی ؓ کی بیوی اُمّ حمید ؓ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ نماز (باجماعت) ادا کرنے کو بہت پسند کرتی ہوں؟ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرنے کو بہت پسند کرتی ہو لیکن تمہارا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا، حجرے میں نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور حجرے میں نماز ادا کرنا گھر میں نماز سے بہتر ہے اور گھر میں نماز ادا کرنا محلّہ کی مسجد میں نماز سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز میری مسجد میں نماز سے بہتر ہے تو (یہ سن کر) انہوں نے حکم دیا اور ان کے لیے ان کے گھر کے انتہائی کونے اور انتہائی تاریک گوشے میں جائے نماز بنائی گئی اور وہ اسی میں نماز ادا کرتی رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملیں۔" (احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، امام ابن خزیمہ نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مسجد میں نماز ادا کرنے سے ثواب میں اضافہ مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں) [حسن لغیرہ]

الترغیب فی الصلوات الخمس والمحافظة علیھا والإیمان بوجوھا

نماز پنج گانہ اور پابندی سے ان کی ادائیگی کی ترغیب اور ان کی فرضیت پر ایمان لانا

(۹۴) ((عن أبی ھریرۃ ؓ سمعت رسولَ اللّٰہ ﷺ یقول : أرأیتُم لو أنَّ نَھراً بِبابِ أحدکُم یَغتَسلُ فیہِ کلَّ یومٍ خمسَ مراتٍ ھل یبقی منْ دَرَنِہ شَیءٌ؟ قالوا: لا۔

(۹۴)۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "ذرا یہ بتاؤ کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ بار غسل کرتا ہو تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟" صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ نہیں

قَالَ فذلكَ مَثَلُ الصَّلواتِ الخمسِ يمحُو اللّٰهُ بهنَّ الخَطايا۔)) [متفق عليه، واخرجه ابن ماجه من حديث عثمان و مسلم ايضاً من حديث جابر بنحوه]

فرمایا کہ یہ تو پانچ نمازوں کی مثال ہے کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے (بخاری و مسلم، ابنِ ماجہ میں یہ روایت اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ سے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے)

(۹۵) ((وعن أبي هريرة رضی اللہ عنہ انَّ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: الصَّلواتُ الخمسُ والجمعةُ اِلي الجمعةِ كفارةٌ لما بينهُنَّ ما لم يَغْشَ الكبائرَ)) [رواه مسلم وغيره اخرجه البزار والطبراني من حديث ابي سعيد دون آخره في اثناء حديث عبد اللّٰه]

(۹۵)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک درمیان کے عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ بشرطیکہ آدمی کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے"۔ (مسلم، بزار، طبرانی بروایت ابوسعید)

(۹۶) ((وعن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : إنَّ لله ملكًا يُنادي عندَ كل صلاةٍ: يا بني آدم قومُوا اِلي نيرانِكُم التي اوْقَدْتُمُوها فَاَطْفِئُوها۔)) [رواه الطبراني في الاوسط من رواية يحيى بن زهير ورواته رواة الصحيح سواه]

(۹۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جو ہر نماز کے وقت یہ اعلان کرتا ہے کہ اے انسانو! آؤ اس آگ کی طرف جو تم نے جلا رکھی ہے آؤ اس کو بجھا لو"۔ (طبرانی اوسط، بروایت یحییٰ بن زہیر اس کے سوا تمام راوہ صحیح کے رواۃ میں سے ہیں۔)[حسن لغیرہ]

(۹۷) ((وعن عمرو بنِ مُرَّة الجُهَنّي رضی اللہ عنہ قَالَ: جاء رجل إلي النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال: يا رسول اللّٰه أرأيتَ إن شَهِدتُ أن لا اله الا اللّٰهُ، وانّكَ رسولُ اللّٰهِ وصلّيْتُ الصلواتِ الخمسَ، وأدّيتُ الزكاةَ، وصُمْتُ رمضانَ وقمتُه فمِمَّنْ أنا؟ قَالَ: من الصّديقينَ والشُّهداءِ)) [رواه البزار وصححه ابن خزيمة وابن حبان واللفظ له وفي رواية غيره جاءِ رجل من قضاعة فقال اني ان شَهِدتُ وفي آخره فقال: من ماتَ

(۹۷) حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: "یارسول اللہ! اگر میں یہ گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور قیام بھی کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟" فرمایا: "صدیقوں اور شہیدوں میں"۔ (بزار، ابن خزیمہ اور ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، یہ الفاظ ابنِ حبان کی روایت کے ہیں، دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ خاندان قضاعہ کا ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ اگر میں گواہی دوں۔۔۔۔اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ جس شخص کا اس پر خاتمہ ہوا وہ صدیقوں اور شہیدوں میں ہو

على هذا كان من الصديقين والشهداء]

گا)[صحیح]

(۹۸) ((وعن انس ﷺ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ : اوَّلُ ما يُحاسَبُ العبدُ بِهِ يومَ القيامةِ الصَّلاةُ، فإن صَلَحَتْ صَلَحَ سائرُ عملِه، وان فَسَدتْ فَسَدَ سائرُ عملِه)) [رواه الطبراني في الاوسط]

(۹۸) حضرت انس ﷺ سے روایت [1] ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر نماز درست نکلی تو تمام اعمال درست ہوں گے اور اگر نماز خراب ہوئی تو تمام اعمال خراب ہوں گے''۔ (طبرانی اوسط)[صحیح لغیرہ]

(۹۹) ((وعن أبي الدَّرداء ﷺ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ : خمسٌ من جاء بِهنَّ مع إيمانٍ دخلَ الجنةَ: من حافظَ على الصلوتِ الخمسِ: على وضوئِهنَّ، وركوعِهنَّ وسجودِهنَّ و مواقيتهن، وصامَ رمضانَ، وحجَّ البيتَ إن استطاعَ إليه سبيلًا، وأعطى الزَّكاةَ طيبةً بها نفسُه، وأدّى الامانةَ۔ قيل يا رسول اللّٰه: وما أداءُ الامانةِ؟ قَالَ: الغسلُ من الجَنابةِ، إنَّ اللّٰهَ لم يامَنِ ابنَ آدَمَ على شَيءٍ من دينِه غَيْرَها۔)) [رواه الطبراني باسناد جيد]

(۹۹) حضرت ابوالدرداء ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں جو شخص ایمان کے ساتھ انہیں بجالایا جنّت میں داخل ہو جائے گا جس نے پانچوں نمازوں، ان کے وضوء، رکوع اور سجدوں اور ان کے اوقات کی حفاظت کی، رمضان کے روزے رکھے، راستہ کی استطاعت کی صورت میں بیت اللہ کا حج کیا، خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کی اور امانت کو ادا کیا، عرض کیا گیا: ''یارسول اللہ! امانت ادا کرنے سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا: غسل جنابت کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا ابنِ آدم کے پاس دین کی اور کسی چیز کو بطور امانت نہیں رکھا''۔ (طبرانی نے اسے اسنادِ جید کے ساتھ روایت کیا ہے)[حسن]

(۱۰۰) ((وعن ابن عمر ﷺ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ : لا ايمانَ لمنْ لا امانةَ لهُ، ولا صلاةَ لمنْ لا طُهُورَ له، ولا دينَ لمن لا صلاةَ لهُ، انما موضعُ الصَّلاةِ من الدِّينِ موضعِ الراسِ منَ الجسدِ۔)) [رواه

(۱۰۰) حضرت ابنِ عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، جو پاک نہیں اس کی نماز نہیں، جو نماز نہیں پڑھتا اس کا دین نہیں، دین میں نماز کا وہی مقام ہے جو جسم میں سر کا ہے''۔ (طبرانی نے اسے اوسط اور صغیر میں اسے روایت کیا اور کہا ہے کہ اس میں حسین بن حکم حبری [2] متفرد

(۱) الترغیب اور مختصر میں عبداللہ بن قطر ہے۔ جبکہ یہ حدیث حضرت انس ﷺ کی مسند سے ہے [صحیح الترغيب والصحيحة للمحدث الالبانی ﷫ (ازھر)

(۲) اصل نسخہ میں حسن ہے جبکہ منذری میں حسین ہے اور یہی درست ہے اور اصل میں جبری ہے جبکہ صحیح حبری ہے ملاحظہ فرمائیے لسان المیزان ص ۲۰۰ ج ۲، والانساب للسمعانی۔

الطبرانی فی الاوسط والصغير' وقال: تفرد به الحسين بن الحكم الحبری]

ہے)[ضعیف]

(۱۰۱) ((وعن عثمانَ رضی اللہ عنہ أنَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ: مَنْ عَلِمَ أن الصَّلاةَ حقٌّ مكتوبٌ واجبٌ دخلَ الجنةَ۔)) [رواه ابويعلي' وعبداللّٰه بن احمد فی زياداته وصححه الحاكم وليس عنده ولا عند عبد اللّٰه لفظة مكتوبة]

(۱۰۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ جان لیا کہ نماز حق' فرض اور واجب ہے تو وہ جنّت میں داخل ہو گا''۔ (ابویعلیٰ' عبداللہ بن احمد نے اسے ''زیادات مسند'' میں روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن عبداللہ اور حاکم کی روایت میں فرض کا لفظ نہیں ہے)

(۱۰۲) ((وعن أبی أيوب رضی اللہ عنہ أن رجلًا قَالَ للنبی ﷺ : أخبِرْنی بِعملٍ يُدخِلنی الجنةَ قَالَ تعبدُ اللّٰه لا تُشرِك بِهِ شيئًا وتُقيمُ الصَّلاةَ وتودی الزكاةَ وتَصِلُ الرحِمَ))[متفق عليه]

(۱۰۲) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنّت میں لے جائے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو''۔(بخاری ومسلم)

الترغيب فی الصَّلاة فی اوّل وقتها

نماز اوّل وقت ادا کرنے کی ترغیب

(۱۰۳) ((عن عبدِ اللّٰه بنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سالتُ رسولَ اللّٰه ﷺ : أیُّ العملِ أحبُّ اِلی اللّٰهِ تعالی؟ قَالَ: الصَّلاةُ علی وقْتِها قلتُ ، ثُمَّ أیّ؟ قَالَ برُّ الوالديْنِ۔ قلتُ ، ثمَّ ایّ؟ قَالَ: الجهادُ فی سبيلِ اللّٰه۔ قَالَ: حدَّثَنی بهنَّ رسولُ اللّٰه ﷺ ، ولو استَزدْتُه لَزادَنی۔)) [متفق عليه وصحح ابن خزيمه وابن حبان فی لفظ لهما قَالَ الصَّلاةُ فی اولِ وقْتِها ورواه احمد عن رجل من اصحاب النبی ﷺ نحوه ورواته محتج بهم فی الصحيح]

(۱۰۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: نماز وقت پر ادا کرنا' میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا: ماں باپ سے حسن سلوک' میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ' عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ باتیں مجھ سے بیان فرمائیں' اگر میں آپ سے مزید سوال کرتا تو آپ بھی یقیناً اور باتیں ارشاد فرماتے''۔(بخاری ومسلم' ابنِ خزیمہ اور ابنِ حبان نے ایک روایت کے ان الفاظ کو بھی صحیح قرار دیا ہے کہ نماز اوّل وقت میں ادا کرنا' امام احمد نے بھی ایک صحابی سے اس روایت کو اسی طرح بیان کیا ہے' اس روایت کے مسند احمد کے تمام راوی ایسے ہیں جن پر ''صحیح'' میں اعتماد کیا گیا ہے)

الترغیب فی صلاة الجماعة و فضل من قصدھا و ان لم یدرک

نماز باجماعت ادا کرنے کی ترغیب اور جماعت کے قصد سے آنے والے کی فضیلت اگرچہ اسے نہ پاسکے

(۱۰۴) ((عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: صلاةُ الرجل فی جماعةٍ تَضْعُفُ علی صلاتِهِ فی بَیتِه، وفی سُوقِه، خمسًا وعشرینَ ضِعفا؟ وذلك أنَّهُ اذا توضَّأَ فاحسنَ الوُضوءَ، ثُمَّ خرجَ إلی المسجدِ لا یُخرِجُه إلا الصَّلاةُ لم یَخطُ خَطْوةً إلا رُفِعَتْ له بها دَرَجةٌ، وحُطَّ عنه بها خَطیئةٌ، فإذا صلّٰی لم تَزَلِ الملائکةُ تصلّی علیه ما دامَ فی مصلاهُ ما لم یحدِثْ: اللهمَّ صلِّ علیهِ، اللهمَّ ارْحَمْهُ، ولا یزالُ فی صلاةٍ ما انتظرَ الصَّلاة)) [متفق علیه وهذا لفظ البخاری]

(۱۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنے کا گھر یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ہے، جب کوئی اچھی طرح سے وضو کرتا ہے، پھر مسجد کی طرف جاتا ہے اور صرف نماز ہی کی وجہ سے گھر سے نکلتا ہے تو ہر قدم کے عوض اس کے ایک درجہ کو بلند کر دیا جاتا ہے اور ایک گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے، جب نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی جائے نماز میں رہتا ہے، فرشتے اس کے لیے اس وقت تک رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہ ہو جائے، فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما، اس کے حال پر رحم فرما اور جب تک کوئی نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے، وہ نماز ہی کے حکم میں ہوتا ہے''۔ (بخاری ومسلم، یہ الفاظ صحیح بخاری کی روایت کے ہیں)

(۱۰۵) ((وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما أنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: صلاةُ الجماعةِ افضلُ من صلاة الفذِّ بسبعٍ وعشرینَ درجةً)) [متفق علیه]

(۱۰۵) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب رکھتا ہے''۔ (بخاری ومسلم)

(۱۰۶) ((وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عنِ النبی ﷺ انَّهُ کان یقول: من صلّٰی فی مسجد جماعةٍ اربعینَ لیلةً لا یَفُوتُهُ الرَّکعةُ الاولی من صلاةِ العشاءِ کَتَبَ اللّٰهُ له بها عتقًا من النَّار)) [رواه ابن ماجه]

(۱۰۶) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے چالیس راتوں تک مسجد میں نماز باجماعت اس طرح ادا کی کہ عشاء کی نماز سے اس کی رکعت اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے''۔ (ابنِ ماجہ)[1] [ضعیف]

(۱) اس معنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ((من صلی للّٰه اربعین یوما فی جماعة یدرك التکبیرة الأولی کتب له براء تان براء ة من النار و براء ة من النفاق)) [رواه الترمذی] جو شخص اللہ کے لیے چالیس روز تک اس طرح نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ پائے اس کے لیے دو براءتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ جہنم کی آگ سے براءت اور نفاق سے براءت، صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ (ازھر)

(۱۰۷) ((وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : من توضَّأَ فأحسنَ الوضوءَ، ثمَّ راحَ فوجَدَ النَّاسَ قد صلَّوْا أعطاهُ اللّٰهُ مثلَ اجرِ منْ صلَّاها وحَضَرها لا يَنقُصُ ذلك من أُجورهم شيئًا)) [رواہ ابن داوود والنسائی وصححہ الحاکم]

(۱۰۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا پھر مسجد کی طرف چل نکلا لیکن اس نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اتنا اجر وثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والوں اور حاضر ہونے والوں کو عطا کرے گا اور ان کے اجر وثواب میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی''۔ (ابوداؤد، نسائی، حاکم نے اسے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)۔ [حسن لغیرہ]

الترغیب فی الصَّلاۃ فی الفلاۃ

جنگل میں نماز ادا کرنے کی ترغیب

(۱۰۸) ((عن سلمانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : إذا كان الرجلُ بأرضٍ قِيٍّ فحانَتْ الصَّلاةُ فلْيَتوضَّا، فإن لم يجد ماءً فلْيتيمَّمْ، فإن أقام صلّٰى معهُ مَلَكاه، وإن اذَّنَ واقام صلّٰى خلفَه من جنودِ اللّٰهِ ما لا يُرٰى طَرَفاهُ)) [رواہ عبدالرزاق باسناد صحیح]

(۱۰۸) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے، اگر پانی موجود نہ ہو تو تیمّم کرے، اگر اقامت کہہ کر نماز پڑھے تو اس کے دونوں فرشتے (کراما کاتبین) بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان واقامت کے بعد نماز پڑھے تو اس کے پیچھے اس قدر کثیر تعداد میں اللہ کے لشکر نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں کناروں کو دیکھا نہیں جاسکتا''۔ (عبدالرزاق باسناد صحیح) [حسن]

الترغیب فی صَلاۃ الصبح والعشاء فی جماعۃ والترھیب من ترکھما

صبح وعشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے کی ترغیب اور ان کے ترک پر وعید

(۱۰۹) ((عن عثمان رضی اللہ عنہ قَالَ: سمعتُ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: من صلّٰى العشاء في جماعةٍ فكأنما قام نصفَ الليلِ، ومن صلّٰى الصبحَ في جماعةٍ فكأنّما صلّٰى الليلَ كلَّه۔)) [رواہ مسلم واللفظ لہ۔

(۱۰۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات کا قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی اس نے گویا ساری رات کا قیام کر لیا (یہ الفاظ مسلم کی راویت کے ہیں اور ابوداؤد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں

وابو داوود ولفظه كانَ كقيامِ نصفِ ليلةٍ ومن صلّى العشاءَ والفجرَ فی جماعةٍ كان كقيامِ ليلةٍ۔ وصححه الترمذی وابن خزيمة وذهب إلى ظاهر رواية مسلم هو ان صلاةَ الصبحِ فی الجماعةِ تضعفُ علی صلاةِ العشاءِ فی الجماعةِ' ولفظ ابی داوود يدفع ذلك]

کہ عشاء کی نماز با جماعت ادا کرنے کا ثواب نصف رات کے قیام کی طرح اور عشاء و صبح کی نماز با جماعت ادا کرنے کا ثواب ساری رات کے قیام کی طرح ہے''۔ (ترمذی و ابن خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مؤخر الذکر نے مسلم کی روایت کے الفاظ کے ظاہر کی بناء پر یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ صبح کی نماز با جماعت ادا کرنے کا ثواب عشاء کی نماز با جماعت ادا کرنے سے دُگنا ہے جبکہ ابوداؤد کے الفاظ اس کے منافی ہیں)

(۱۱۰) ((وعن ابی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ : إنّ أثقل صلاةٍ على المنافقينَ صلاةُ العشاءِ وصلاةُ الفجرِ' ولَو يعلمونَ ما فيهما لَاتَوْهما' ولَو حَبْواً ولقدْ هَمَمْتُ أن آمُرَ بالصَّلاةِ فتُقامُ' ثمَّ آمُرَ رجلًا فيُصلّی بالناسِ' ثمَّ أنطلِقُ معی برجَالٍ معهم حَزْمٌ من حَطبٍ إلى قومٍ لا يشهدونَ الصَّلاةَ فاحَرِّقَ عليهم بيوتَهم بالنارِ۔))[متفق عليه]

(۱۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر سب سے بھاری نماز، صبح و عشاء کی ہے' اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان نمازوں میں کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ انہیں ضرور با جماعت ادا کرنے آتے خواہ اس کے لیے انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا' میں چاہتا ہوں کہ حکم دوں کہ نماز کھڑی کی جائے اور پھر کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دے دوں اور میں خود اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو لے کر چل پڑوں' جن کے ساتھ ایندھن کے گٹھے ہوں اور ان لوگوں کے گھروں کو آگ سے جلا دوں جو نماز کے لیے نہیں آتے''۔ (بخاری و مسلم)

(۱۱۱) ((وعن أبی الدرداء رضی الله عنه قَالَ: سمعت رسول الله ﷺ يقول: اُعبُدِ اللّٰهَ كأنّكَ تراهُ فإنْ لَمْ تكُنْ تَراهُ فإنَّهُ يراكَ' واعدُدْ نَفْسَكَ فی الموتَى' وإيَّاكَ ودعوةَ المظلومِ فإنَّهَا مُستجابةٌ ومنِ استطاعَ منكُمْ أن يشهَدَ الصَّلاتَينِ العشاءَ والصُّبحَ ولَو حَبْوًا فَلْيَفْعَلْ)) [رواه الطبرانی]

(۱۱۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو (یاد رکھو) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے' اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو' مظلوم کی بددعا سے بچو' کیونکہ وہ ضرور قبول ہوتی ہے' جو شخص گھٹنوں کے بل چل کر بھی صبح و عشاء کی نمازوں کو با جماعت ادا کر سکتا ہو تو اسے ایسا ضرور کرنا چاہیے''۔ (طبرانی) [حسن لغيره]

الترھیب من ترک حضور الجماعة لغیر عذر

عذر کے بغیر ترکِ جماعت پر وعید

(۱۱۲) ((عن ابن عباس ؓ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ ﷺ : مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَمْنَعْہُ من اتِّبَاعِہِ عُذْر۔ قالوا: وَمَا الْعُذْرُ؟ قَالَ خَوفٌ' أو مَرَضٌ لم تُقْبلُ مِنْہُ الصَّلَاۃُ التی صَلّٰی۔)) [رواہ ابوداوود وابن ماجہ بنحوہ وصححہ ابن حبان والحاکم]

(۱۱۲) حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنے پھر کوئی عذر اس کی پیروی میں مانع نہ ہوا۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: "عذر کیا ہے؟" فرمایا: خوف یا بیماری! تو اس کی وہ نماز قبول ہی نہیں ہوتی"۔ (ابوداوٗد' ابنِ ماجہ' ابنِ حبان وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف] [1]

(۱۱۳) ((وعن عمرو بنِ اُمِّ مکتوم ؓ قَالَ: قلت یا رسول اللّٰہ أنا ضَرِیرُ البصَرِ شاسعُ الدَّارِ' ولی قائد' لایلائمنی فھلْ تجدُ لی رُخصۃً أن أصلِّیَ فی بَیتی؟ قَالَ تَسمعُ النِّداء؟ قَالَ: نَعم۔ قَالَ: ما اجدُ لکَ رُخْصۃً۔)) [رواہ احمد ابوداوود وابن ماجہ وصححہ ابن خزیمۃ والحاکم]

(۱۱۳) عمرو بن اُمِّ مکتوم ؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نابینا ہوں' گھر بھی دُور ہے اور میرا معاون بھی موزوں نہیں ہے لہذا کیا آپ میرے لیے رخصت پاتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: "کیا تم اذان سنتے ہو؟" عرض کیا: ہاں فرمایا: "میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا"۔ (احمدٗ ابوداوٗدٗ ابنِ ماجہٗ ابنِ خزیمہ اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

الترغیب فی صَلاۃ النافلۃ فی البیوت

نفل نماز گھروں میں پڑھنے کی ترغیب

(۱۱۴) ((عن جابر ؓ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ ﷺ : إذا قضی أحدُکم الصَّلاۃَ فی مسجدِہ فلْیجعل لبیتِہ نَصیبًا من صَلاتِہ فإنَّ اللّٰہَ جاعلٌ فی بیتِہ من صَلاتِہٖ خَیرًا)) [رواہ مسلم و صححہ ابن خزیمۃ من حدیث ابی سعید]

(۱۱۴) حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب مسجد میں نماز ادا کرے تو اسے کچھ حصہ اپنے گھر کے لیے بھی پڑھنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ گھر میں نماز پڑھنے سے خیر و برکت فرمائے گا"۔ (مسلمٗ ابنِ خزیمہ نے اسے بروایت ابوسعید صحیح قرار دیا ہے)

(۱) تاہم حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی یہ حدیث صحیح ہے۔ ((من سمع النداء فلم یجب فلا صلاۃ لہ الا من عذر)) [رواہ ابن ماجہ] "جواذان سنے اور (جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر) اس کا جواب نہ دے تو اس کی نماز نہیں الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

(۱۱۵) ((وعن أبی موسى ﷺ عنِ النبیّ ﷺ : قَالَ: مَثَلُ البيتِ الذی يُذكرَ اللّٰهُ فيهِ، والبيتُ الذی لا يُذكرُ اللّٰهُ فيهِ: مَثَلُ الحیِّ والميتِ۔))[متفق عليه]

(۱۱۵) حضرت ابوموسیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہوتا ہو ان کی مثال زندہ اور مردوں کی سی ہے"۔ (بخاری و مسلم)

(۱۱۶) ((وعن زيد بن ثابت ﷺ ان النبی ﷺ قَالَ: صَلُّوا يااَيُّها الناسُ فی بُيوتكُم فإِنَّ افضلَ صلاةِ المرءِ فی بَيتِه إلا المكتوبَة)) [رواه النسائی بإسناد جيد وصححه ابن خزيمه]

(۱۱۶) حضرت زید بن ثابت ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگو: اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھو کیونکہ آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔ الّا یہ کہ وہ فرض نماز ہو"۔ (نسائی باسناد جید' ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

[صحیح]

الترغيب فی انتظار الصَّلاة بعد الصَّلاة

ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار کی ترغیب

(۱۱۷) ((عن عبدِ اللّٰه بن عمروٍ ﷺ قَالَ: صلّينا مع رسول اللّٰه ﷺ المغربَ فرجَعَ من رجَعَ، وعَقَّبَ من عقب فجاءَ رسولُ اللّٰه ﷺ مسرعًا قد حَفَزَهُ النَّفَسُ قَد حَسَرَ عن رُكبتَيهِ فقال: أبْشروا، هذا ربُّكم قد فَتَحَ بابًا من أبوابِ السماءِ يُباهی بكُم الملائكةَ يقول: انظُرُوا إلی عبادی قَد قَضَوْا فريضةً وهُم يَنتظِرون أُخری۔))

[رواه ابن ماجه من رواية ابی ايوب وابوايوب هو العتكی ما اراه سمع منه ورواته ثقات۔ قوله حفزه بفتح الحاء المهملة بعدها فاء ثمّ زای ای اتعبه من شدة سعيه وحسر بفتح المهملتين ای كشف]

(۱۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی' کچھ لوگ نماز سے فراغت کے بعد واپس لوٹ گئے اور کچھ ذکر و دُعا کے لیے وہیں رہ گئے (کچھ دیر بعد) رسول اللہ ﷺ جلدی سے تشریف لائے' آپ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ نے گھٹنوں سے کپڑا اُٹھا رکھا تھا' آپ نے فرمایا: "تمہیں خوشخبری ہو' تمہارے ربّ نے آسمانوں سے ایک دروازہ کھولا ہے اور وہ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کر رہا ہے اور فرما رہا ہے' فرشتو! تم میرے ان بندوں کو تو دیکھو جنہوں نے ایک فرض ادا کیا ہے اور اب وہ دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں (ابن ماجہ نے اسے بروایت ابوایوب بیان کیا ہے' ابوایوب سے مُراد عتکی ہے' میرے خیال میں ان کا سماع ثابت نہیں ہے' اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)

[صحیح]

الترغيب في المحافظة على الصبح والعصر

صُبح وعصر کی حفاظت کی ترغیب

(۱۱۸) ((عن أبي موسى ﷺ أنَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: مَن صلّٰى البَرْدَيْنِ دَخَل الجَنَّةَ۔))[متفق عليه والبردان بفتح الموحدة وسكون الراء هما الصبح والعصر]

(۱۱۸) حضرت ابوموسیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دوٹھنڈی نمازیں ادا کیں وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (بخاری و مسلم' دوٹھنڈی نمازوں سے مُراد صُبح وعصر کی نمازیں ہیں)

(۱۱۹) ((وعن عِمارَةَ بنِ رُوَيبَةَ ﷺ سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: لَنْ يَلِجَ النَّارَ أحَدٌ صلّٰى قبلَ طُلوعِ الشَّمسِ وقبلَ غُروبِها' يعنى الفجر والعصر)) [رواه مسلم]

(۱۱۹) حضرت عمارہ بن رُوَیبہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے قبل یعنی فجر وعصر کی نمازیں پڑھیں تو وہ کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا''۔ آپ کی مراد فجر وعصر کی نمازوں سے تھی۔ (مسلم)

الترغيب في جلوس المرءِ في مصلاه بعد الصبح وبعد العصر

صُبح وعصر کے بعد جائے نماز میں بیٹھنے کی ترغیب

(۱۲۰) ((عن أنس بن مالك ﷺ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ من صلّٰى الفَجْرَ في جَماعةٍ ' ثمَّ قعدَ يَذكرُ اللّٰه تعالى حتّٰى تَطْلعَ الشمسُ' ثمَّ صلّٰى رَكعتين كانتْ له كأجْرِ حَجةٍ وعُمرة ' قَالَ: رسول اللّٰه ﷺ : تامَّةٍ ' تامَّةٍ' تامَّةٍ۔)) [رواه الترمذى وقال حسن غريب۔ وأخرجه الطبرانى من حديث أبى أمامة كذلك بمعناه وإسناده جيد۔ واخرج ابن ابى الدنيا من حديث ابى امامة بلفظ من صلّٰى الفَجْرَ ثمّ ذَكرَ اللّٰه حتّٰى تَطْلُعَ الشَّمسُ'

(۱۲۰) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے گا' پھر اسی جگہ بیٹھ کر طلوعِ آفتاب تک اللہ کا ذکر کرے' پھر دو رکعتیں پڑھے تو اسے حج وعمرہ کا ثواب ملے گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکمل' مکمل' مکمل (یعنی حج وعمرہ کا پورا ثواب'')۔ (ترمذی نے اسے حسن غریب روایت کیا' طبرانی نے اس معنی میں اسے بروایت ابوامامہ بیان کیا ہے اور اس کی سند جید ہے' ابنِ ابی الدنیا نے اسے ابوامامہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جس نے فجر کی نماز ادا کی' پھر اللہ تعالیٰ کا (طلوعِ آفتاب تک) ذکر کیا تو اس کی کھال کو جہنم کی آگ کبھی بھی نہ چھوئے گی۔ (بیہقی نے اسے حضرت حسن بن علی ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ

لم یمسَّ جلْدَہ النَّارُ ابدًا۔ واخرجہ البیھقی من حدیث الحسن بن علی قَالَ: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ فَذکرہ، وزاد ثمَّ صلّٰی رَکعتین، او اربعًا۔ وقال فی اخرہ واخَذَ الحسنُ بجِلْدِہ فَمَدَّہ۔]

پھر دو یا چار رکعات پڑھے' اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی جلد کو پکڑ کر کھینچا) [حسن لغیرہ]

(۱۲۱) ((وعن أنس رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ ﷺ لَانْ أقعُدَ مع قومٍ یذکرونَ اللّٰہَ من صلاۃِ الغَدَاۃِ حتّٰی تَطْلُعَ الشمس أحبُّ إلیَّ منْ ان أُعتِقَ أربعۃً مِن وَلَدِ إسماعیلَ، ولان أقعدَ مع قومٍ یذکرونَ اللّٰہَ من صلاۃِ العصرِ إلی أنْ تَغرُبَ الشَّمسُ أحبُّ إلیَّ مِنْ أنْ أعتقَ أربعۃً۔)) [رواہ أبوداوود وأبویعلٰی وزاد فی الاخر من ولدأسماعیل دِیَۃُ کلِ رجلٍ منھم اثنا عَشَر الفًا]

(۱۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھو جو صبح کی نماز کے بعد طلوعِ آفتاب تک. اللہ کا ذکر کرتے ہیں' مجھے اولادِ اسمٰعیل میں سے چار غلاموں کے آزاد کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے' اسی طرح نمازِ عصر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا بھی چار غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے (ابوداؤد' ابویعلیٰ' اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اولادِ اسمٰعیل میں سے ان میں سے ہر مرد کی دیت بارہ ہزار ہے) [حسن]

(۱۲۲) ((وعن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ: کان النبی ﷺ اذا صلّٰی الفجْرَ تربَّعَ فی مجلِسِہ حتّٰی تطلُعَ الشَّمْسُ حسناً)) [رواہ مسلم وابوداوود وغیرھما۔ وفی روایۃ ابنٌ خزیمۃ یقعدُ فی مُصَلَّاہُ اذا صلّٰی الصبحَ حتّٰی تطلُعَ الشمسُ ورواہ الطبرانی وفی روایتہ یذکرُ اللّٰہ]

(۱۲۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نمازِ فجر ادا فرمانے کے بعد اپنی جگہ طلوع آفتاب تک چوکڑی مارے بیٹھے رہتے تھے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو کر خوب بلند ہو جاتا (مسلم' ابوداؤد' ابنِ خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہتے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ طبرانی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ بیٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے)

الترغیب فی الامامۃ مع الاقام والِاحسان والترھیب منھا عند عدمھما

مکمل واحسن طریقے سے نماز پڑھانے والے کیلئے امامت کی ترغیب اور ایسا نہ کرنے والے کے لیے وعید

(۱۲۳) ((عن أبی علی المصری قَالَ:

(۱۲۳) حضرت ابوعلی مصری [۱] سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت

(۱) اس کتاب کے دونوں اصل نسخوں میں یہ نام مصری ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ مصری ہے ان کا نام ثمامہ بن شفی ہے ملاحظہ فرمایئے۔ ''التھذیب''

سافَرْنا مع عُقْبَةَ بنِ عامرٍ الجُهنيِّ فحضَرَتْنَا الصَّلاةُ فأرْدْناهُ أن يَتقدَّم ' فقال: إني سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: مَنْ أمَّ قومًا، فإن أتَمَّ فَلَهُ التَّمامُ ولَهُمُ التَّمامُ، وإنْ لَمْ يُتِمَّ فلهُمُ التَّمامُ وعَلَيْهِ الْإِثْمُ۔)) [رواه احمد وهذا لفظه وابوداود، وابن ماجه وصححه ابن خزيمه وابن حبان والحاكم]

عقبہ بن عامر جہنی کے ساتھ سفر کیا' نماز کا وقت ہو گیا تو ہم نے چاہا کہ وہ ہمیں نماز پڑھائیں' انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مکمل طور پر نماز پڑھائے تو اسے اجر و ثواب بھی پورا پورا ملے گا اور نماز پڑھنے والوں کو بھی اجر و ثواب پورا پورا ملے گا اور اگر امام نماز صحیح طور پر نہ پڑھائے تو پڑھنے والوں کو تو پوری نماز کا ثواب مل جائے گا مگر اس امام کو گناہ ہو گا (احمد' ابوداؤد' ابنِ ماجہ' ابنِ خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن صحيح]

الترهيب من إمامة من القوم له كارهون

ایسے شخص کے لیے امامت پر وعید جسے لوگ پسند نہ کرتے ہوں

(۱۲۴) ((وعن أنس ﷺ مُسنَدًا وعطاءِ بنِ دينارٍ الهُذَليِّ مُرسلًا واللفظُ له، انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: ثلاثةٌ لا يقبلُ اللّٰه منهمْ صَلاةً، ولا تَصعَدُ إلى السَّماءِ، ولا تُجاوِزُ رُؤوسَهمْ: رجلٌ أمَّ قومًا وهُم لَهُ كارهونَ، ورَجلٌ صلَّى على جَنازةٍ ولَمْ يُؤمَرْ، وامرأةٌ دعاها زوجُها مِنَ الليلِ فأَبَتْ عليهِ))[رواه ابن خزيمة بالوجهين]

(۱۲۴) حضرت انس ﷺ سے مسنداور عطاء بن دینار ہذلی سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نماز قبول ہی نہیں فرماتا' نہ ان کی نماز آسمان کی طرف چڑھتی ہے اور نہ سر ہی سے اونچی ہوتی ہے (۱) ایک وہ شخص جو لوگوں کو نماز پڑھائے جبکہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) جو نمازِ جنازہ پڑھائے اور اسے کہا نہ گیا ہو (۳) وہ عورت جس کو اس کا شوہر رات کو بلائے اور وہ انکار کر دے''۔ (ابن خزیمہ نے اسے مرسل و مرفوع دونوں طرح روایت کیا ہے۔) [حسن صحيح]

الترغيب في الصف الاول للرجال وتسوية الصفوف والتراص فيها وفضل من وصلها وسد فرجها وفضل ميامنها إلا إذا تعطلت المياسر. وفضل من تأخر خشية ان يوذى لو تقدم

صف اوّل (مردوں کے لئے) صفوں کی برابری اور خوب مل کر کھڑے ہونے کی ترغیب' صفوں کو ملانے والے' خالی جگہ پُر کرنے والے' دائیں جانب کھڑے ہونے والے (بشرطیکہ بائیں جانب معطل نہ ہوتی ہو) اور آگے کھڑے ہونے کی صورت میں دوسروں کی تکلیف کے خیال سے پیچھے کھڑا ہونے کی فضیلت۔

(۱۲۵) ((عنِ العِرباضِ بنِ ساريَةَ ﷺ أنَّ

(۱۲۵) حضرت عرباض بن ساریہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول

رسولَ اللّٰہ ﷺ کانَ یستغفرُ للصَّفِّ المقدَّم ثلاثًا، وللثانی مرۃً۔)) [رواہ النسائی وابن ماجہ، وصححہ ابن خزیمۃ والحاکم وابن حبان ولفظہ کانَ یصلّی علی الصفِّ المقدَّم ثلاثًا، وعلی الثانی واحدۃً۔ وفی روایۃ النسائی علی الصفِّ الاولِ مرَّتینِ۔]

اللہ ﷺ پہلی صف کے لیے تین بار اور دوسری کے لیے ایک بار مغفرت کی دُعا فرمایا کرتے تھے (نسائی، ابنِ ماجہ، ابنِ خزیمہ، حاکم اور ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ابنِ حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ پہلی صفت کے لیے تین بار اور دوسری کے لیے ایک بار رحمت کی دُعا فرمایا کرتے تھے، نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ پہلی صف کے لیے دو بار رحمت کی دُعا فرماتے تھے) [صحیح]

(۱۲۶) ((وعنِ النُّعمان بنِ بشیرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سمعت رسولِ اللّٰہ ﷺ یقول: انَّ اللّٰہَ وملائکتَہُ یُصلُّونَ علی الصَّفِ الاوَّلِ اوِ الصُّفوفِ الْاُولیٰ۔))[رواہ احمد باسناد جید]

(۱۲۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے پہلی صف یا یہ فرمایا کہ پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (احمد، باسنادِ جید) [حسن]

(۱۲۷) ((وعن عائِشَۃَ رضی اللہ عنہا عن رسول اللّٰہ ﷺ قَالَ: إنَّ اللّٰہ وملائِکَتَہٖ یُصلُّونَ علی الذین یَصِلُونَ الصُّفوفَ۔)) [رواہ احمد وابن ماجہ وصححہ أبن خزیمہ وابن حبان والحاکم۔ وزاد ابن ماجہ ((ومَنْ سَدَّ فُرجۃً رفعہُ اللّٰہُ بھا دَرجۃً)) واخرجہ الطبرانی فی الاوسط ھذہ الزیادۃ وزاد ((وبَنَی لَہُ بیتًا فی الجنَّۃِ))۔ واخرجہ الاصبھانی بھذہ الزیادۃ من حدیث ابی ھزیرۃ۔ واخرجہ البزار من حدیث ابی جحیفۃ بلفظ ((من سدَّ فُرجۃً فی الصَّف غُفِرَ لہ)) واسنادہ حسن]

(۱۲۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں (احمد، ابنِ ماجہ، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابنِ ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جو صفوں میں کسی خلا کو پر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ایک درجہ بلند کر دے گا۔ طبرانی اوسط کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''اور اس کا جنّت میں گھر بنائے گا'' اصبہانی نے انہی الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور بزار میں بروایت ابو جحیفہ یہ الفاظ بھی آئے ہیں: ''جو شخص صف کے خلا کو پُر کرے تو اس کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے'' اس کی سند حسن ہے)

(۱۲۸) ((وعنِ البراءِ بنِ عازبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کان رسول اللّٰہ ﷺ یاتِی ناحیۃَ الصَّفِّ ، ویُسَوِّی بینَ صُدورِ القومِ ومناکِبِھمْ۔

(۱۲۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صف کے ایک کنارے سے تشریف لاتے، لوگوں کے سینوں اور کندھوں کو برابر کرتے اور فرماتے: ''اختلاف نہ کرو،

ویقولُ: لا تَختلِفُوا فتختلفَ قُلُوبُکُمْ، قَالَ وکان یقول ان اللّٰہ وملائِکتَہُ یصلُّونَ علی الَّذینَ یَصِلُونَ الصُّفوفَ الْاُولَ۔)) [رواہ ابن خزیمۃ واخرجہ ابوداوود ((وما مِن خَطْوۃٍ احبَّ الیہِ من خَطوۃٍ یَمشیھا العبدُ یَصِلُ بِھا صَفًّا]))

تمہارے دِل مختلف ہو جائیں گے" نیز آپ ﷺ یہ بھی ارشاد فرماتے: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو پہلی صفوں کو ملاتے ہیں"۔ (ابن خزیمہ' ابوداوٗد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ وہ قدم اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جو صف ملانے کے لیے بندہ اُٹھاتا ہے)[صحیح]

(۱۲۹) ((وعن ابن عباس ؓ أنَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قال: خِیارُکُمْ اَلینکم مناکِبَ فی الصَّلاۃِ۔))[رواہ ابوداؤد]

(۱۲۹) حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو نماز میں کندھوں کے نرم ہیں[1] (ابوداوٗد)[صحیح لغیرہ]

(۱۳۰) ((وعَنْ مُعاذ بن جَبل ؓ النبی ﷺ قَالَ: خَطْوتانِ إحداھُما: أحبُّ الخُطٰی إلی اللّٰہِ' والْاُخری ابغضُ الخُطٰی إلی اللّٰہِ۔ واما التی یُحبُّھا اللّٰہُ: فَرَجُلٌ نَظَرَ إلی خَلَلٍ فی الصَّفِّ فَسَدَّہُ' وأما التی یُبغِضُھا: فإذا أرادَ الرَّجُلُ أنْ یقومَ مدَّ رِجلَہُ الیُمنی' وَوضَعَ یَدَہُ علیھا' وأثبتَ الیُسرٰی ثمَّ قامَ۔)) [رواہ الحاکم وصححہ علی شرط مسلم]

(۱۳۰) حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو قدموں میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہے اور دوسرا انتہائی ناپسند' جس قدم کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ ہے کہ بندہ صف میں کسی خلا کو دیکھ کر اسے پر کرنے کے لیے اُٹھاتا ہے اور جو قدم اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ ہے کہ بندہ جب کھڑا ہونے کا ارادہ کرے تو دائیں پاؤں کو آگے بڑھا دے اور اس پر اپنے ہاتھ کو رکھے اور بائیں قدم کو اپنی جگہ پر رہنے دے اور اس طرح کھڑا ہو جائے۔ (حاکم نے اسے روایت کیا اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے)[2] [ضعیف]

(۱۳۱) ((وروی عن ابن عباس قَالَ: قَالَ رسول اللّٰہ ﷺ : مَن تَرَکَ الصَّفَّ الاوَّلَ مَخافۃَ انْ یُؤْذِی احداً اضعفَ اللّٰہُ لَہُ اجرَ الصَّفِّ الاوَّلِ۔))[رواہ الطبرانی فی الاوسط]

(۱۳۱) حضرت ابنِ عباس ؓ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس ـــ ی کی تکلیف کے خوف سے پہلی صف کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اسے پہلی صف کا دُگنا ثواب عطا فرمائے گا"۔ (طبرانی اوسط)[موضوع]

---

(۱) کندھوں کے نرم ہونے کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ وہ نماز اطمینان وسکون کے ساتھ پڑھتے ہیں نہ تو اِدھر اُدھر جھانکتے ہیں اور نہ اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے کے ساتھ رگڑتے ہیں اور اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص خلا کو پُر کرنے کے لیے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے صف میں داخل ہونا چاہے تو اسے منع نہیں کرتے بلکہ صف میں داخل ہونے کا موقع دیتے ہیں تاکہ صفیں مضبوط اور برابر ہو جائیں۔ (خطابی)

(۲) لیکن امام ذہبیؒ نے کہا ہے کہ حاکم کا یہ حکم درست نہیں' اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ (تلخیص المستدرک ۱/۲۷۲) ازھر

(۱۳۲) ((وعن عائِشَةَ ؓ قالتْ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ وملائكتَهُ يُصلُّونَ على مَيامِنِ الصُّفوفِ)) [رواه ابوداوود وابن ماجه باسنادٍ حسن]

(۱۳۲) حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں پر رحمت بھیجتے ہیں"۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ' باسنادِ حسن) [ضعيف]

الترهيب من تاخر الرجالِ عنِ الصفوف الأول

مَردوں کے لیے پہلی صفوں سے پیچھے رہنے پر وعید

(۱۳۳) ((عن عائِشَةَ ؓ قالتْ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ: لا يَزالُ قومٌ يَتاَخَّرونَ عنِ الصفِّ الاوَّلِ حتّٰى يُوَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فى النَّارِ)) [رواه ابوداوود وصححه ابن خزيمة وابن حبان]

(۱۳۳) حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہمیشہ پہلی صف سے پیچھے رہتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں بھی دیر تک رکھے گا"۔ (ابوداؤد' ابنِ خزیمہ وابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)[1] [صحيح]

الترغيب فى التامين خلف الامام ودعاء الافتتاح والاعتدال

امام کے پیچھے آمین' دُعا افتتاح اور اعتدال کی ترغیب

(۱۳۴) ((عن ابى هريرةَ ؓ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: اذا قَالَ (الامامُ) غَيرِالمغضوبِ عَليهمْ ولا الضَّالّينَ' فقولُوا: آمِين۔ فاِنَّهٗ مَنْ وافقَ قولُهٗ قولَ الملائكةِ غُفِرَلَهُ ما تقدَّمَ من ذَنبِهٖ۔ [متفق عليه واللفظ للبخارى وله ((اذا قَالَ احدُكم آمِين' وقالتِ الملائكةُ فى السماءِ آمِين' فوافَقَتْ احداهما الأُخرى غُفِرَ لَهٗ ما تقدَّمَ من ذَنبه۔]))

(۱۳۴) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو کہ جس کی آواز فرشتوں کی آواز سے مل گئی' اسکے سابقہ تمام گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا"۔ (بخاری ومسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمانوں میں آمین کہتے ہیں اور جب ایک کی آمین دوسرے کی آمین سے مل جائے تو اسکے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں)

(۱۳۵) ((وعَن حَبيبِ بنِ سَلَمَةَ ؓ

(۱۳۵) حضرت حبیب بن سلمہ ؓ سے روایت ہے جو کہ مستجاب

(۱) محدث البانی ؒ نے [فی النار] کے اضافے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ باقی صحیح ہے۔ (ازہر)

وكان مجابَ الدَّعوةِ قالَ: سَمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقولُ: لا يجتمعُ مَلَأٌ فيدعو بعضُهم ويؤمّنُ بعضُهم الا اجابَهُمُ اللّٰهُ)) [رواه الحاكم]

الدعوات تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کچھ لوگ جمع ہو کر دُعا کریں اور دوسرے آمین کہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعا کو قبول فرمالیتا ہے''۔(حاکم) [ضعیف]

(۱۳۶) ((وعَن ابنِ عُمر رضی اللہ عنہ قالَ: بَينما نحنُ نُصلّي معَ رسولِ اللّٰه ﷺ: اذْ قالَ رجلٌ في القومِ: اللّٰهُ اكبرُ كَبيرًا والحمدُ لِلّٰه كثيراً، وَسُبحانَ اللّٰهِ بُكرةً واصيلًا، فقالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: مَنِ القائلُ كلمةَ كَذا وَكَذا؟ قال رجُلٌ مِنَ القومِ: انا يارسولَ اللّٰه، قالَ: عَجبتُ لها فُتِحَتْ لها ابوابُ السَّماءِ: قالَ ابنُ عُمر: فما تَركتُهُنَّ منذُ سَمِعتُ مِن رسولِ اللّٰه ﷺ يقولُ ذلكَ)) [رواه مسلم]

(۱۳۶) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (اللہ سب سے بڑا، بہت بڑا ہے، سب تعریف اللہ کے لیے ہے، بہت بہت تعریف، پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی صبح وشام) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کلمات کس نے کہے تھے، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا ''میں نے یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ ان کلمات کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے، ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے، ان کلمات کو کبھی ترک نہیں کیا''۔(مسلم)

(۱۳۷) ((وعَن رِفاعَةَ بنِ رافعٍ الزُّرَقِيِّ رضی اللہ عنہ قالَ: كُنا نُصلّي وراءَ النبيِّ ﷺ، فلمَّا رفعَ راسَه مِنَ الرَّكعةِ قالَ: سمِعَ اللّٰهُ لِمنْ حَمِدَه۔ قالَ رجلٌ مِنْ ورائِه: رَبَّنا وَلكَ الحمدُ حمدًا كثيرًا طيِّبًا مباركًا فيهِ، فلما انصرفَ قالَ: مَنِ المتكلِّمُ؟ قالَ انا۔ قالَ رايتُ بِضعَةً وثلاثينَ مَلكًا يبتدِرُونها ايُّهُم يكتُبها اوَّلُ؟)) [رواه مالك والبخاري و ابوداود والنسائي]

(۱۳۷) حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اُٹھایا اور کہا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے کہا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ (اے ہمارے پروردگار! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرے لیے بہت زیادہ پاکیزہ، برکت والی تعریفیں ہیں) جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات کس شخص نے کہے تھے؟ اُس نے کہا: ''جی میں نے''۔ فرمایا: ''میں نے تیس سے زیادہ فرشتے دیکھے جو اس کوشش میں تھے کہ ان کلمات کو سب سے پہلے کون لکھے''۔(مالک، بخاری، ابوداؤد، نسائی)

(۱۳۸) ((وعن ابى هريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: اذا قالَ الامامُ: سَمِعَ اللّٰهُ

(۱۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ

لِمَنْ حَمِدَهٗ ، فقولوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَاِنَّهٗ مَنْ وافَقَ قولُه قولَ الملائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِه۔)) [متفق علیه، وفی روایة لهما ((ولك الحمد)) بالواو]

اَلْحَمْدُ کہو جس کی بات فرشتوں کی بات سے مل گئی اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے“۔ (بخاری و مسلم بخاری و مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کے الفاظ ہیں)۔

الترھیب من رفع الماموم راسه قبل الامام فی الرکوع و السجود

رکوع وسجود میں مقتدی کے امام سے پہلے سر اُٹھانے پر وعید

(۱۳۹) ((وعن ابی هریرة ؓ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ : امَا یَخشٰی احدُکُمْ اذا رَفَع رَاْسَه مِنْ رُکوعٍ او سجودٍ قَبْلَ الامامِ ان یجعلَ اللّٰه راسَه راسَ حِمارٍ او صورتَه صورةَ حمارٍ)) [متفق علیه۔ وللطبرانی فی الاوسط۔ ((مَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَه قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یُحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَه رَاْسَ کَلْبٍ)) وصححه ابن حبان ((بلفظ اما یخشی))۔ وللبزار والطبرانی بلفظ ((الذی یخفضُ ویرفعُ قبلَ الامامِ انما ناصیتُهٗ بیدِ شیطانٍ)) واسناده حسن ووقفه مالك]

(۱۳۹) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص رکوع یا سجود میں اپنے سر کو امام سے پہلے اُٹھائے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے؟[1] (یا اس کی شکل وصورت کو گدھے کی شکل و صورت بنادے) بخاری و مسلم طبرانی اوسط میں یہ الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا ہے تو اسے کیا چیز بے خوف کرتی ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو کتے کے سر میں بدل دے ابن حبان نے ”اَمَا یَخْشٰی“ کے لفظ کے ساتھ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ بزار اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص امام سے پہلے اپنے سر کو جھکاتا یا اُٹھاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے اس کی سند حسن ہے امام مالک نے اسے موقوف روایت کیا ہے)۔

(۱) امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ امام سے پہلے سر اُٹھانا حرام ہے ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا مگر اس کی نماز ہو جائے گی۔ امام احمد ؒ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ حدیث میں اس شدت سے وارد ممانعت کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے شخص کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ابن بزیزہ فرماتے ہیں کہ سر کے بدلنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعی اس کی شکل کو مسخ کردے یا اس کی حسی یا معنوی یا دونوں حالتوں ہی کو بدل دے دیگر علماء نے اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا ہے کیونکہ ایسا وقوع پذیر ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ (فتح الباری)

الترهيب من عدم اتمام الركوع والسجود واقامة الصلب بينهما و ما جاء في الخشوع

رکوع وسجود پورا نہ کرنے' ان کے درمیان کمر سیدھی نہ کرنے پر وعید اور خشوع کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے

(۱۴۰) ((عن ابی مسعودٍ البدریّ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : لا تُجزِیءُ صلاةُ الرجلِ حتی یُقیمَ ظهرَهٔ فی الرکوعِ والسُّجودِ)) [رواه احمد والنسائی وابوداود واللفظ له وصححه الترمذی وابن خزیمة وابن حبان والدارقطنی]

(۱۴۰) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کی اس وقت تک نماز نہیں ہوتی' جب تک وہ رکوع وسجود میں اپنی پشت کو کھڑا نہ کرے''۔ (احمد' نسائی۔ یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں' ترمذی' ابنِ خزیمہ' ابنِ حبان اور دارقطنی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)۔ [صحیح]

(۱۴۱) ((وعن عبدِ الرحمن بنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ قالَ: نَهَی رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم عَن نقرة الغراب' وافْتراشِ السَّبُعِ' وان یُوَطِّنَ الرَّجُلُ المکانَ فی المسجدِ کما یُوطِنُ البَعِیرُ)) احمد و ابو داوود والنسائی وصححه ابن خزیمة وابن حبان]

(۱۴۱) حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے اور درندے کی طرح بچھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی مسجد میں کسی جگہ کو اس طرح مخصوص کرے جس طرح اونٹ مخصوص جگہ ہی پر بیٹھتا ہے۔[1] (احمد' ابوداؤد' نسائی' ابنِ خزیمہ و ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)۔ [حسن لغیره]

(۱۴۲) ((وعن عَلیِّ بنِ شَیْبَانَ رضی اللہ عنہ قالَ: خَرَجنا حتّٰی قدِمنَا علی رسولِ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : فبایَعْناهُ وصلَّینا خلْفَهُ فلمَحَ بموٴخّرِ عَینهٖ رجلًا لا یُقیمُ صلاتَهُ' یَعْنی صُلبَهُ فی الرکوعِ ' فلما قَضی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: یا معشرَ المسلمینَ: لا صلاةَ لِمن لا یُقیمُ صُلبَهُ فی الرکوعِ والسُّجودِ)) [رواه احمد وابن ماجه وصححه ابنُ خزیمة وابن حبان]

(۱۴۲) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے گھروں سے نکلے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے' ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور آپ کی اِقتداء میں نماز بھی ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشہ چشم سے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر رہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''مسلمانو! جو شخص رکوع وسجود میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا' اس کی نماز نہیں ہوتی''۔ (احمد' ابنِ ماجہ' ابنِ خزیمہ و ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۱) کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے مُراد بہت چھوٹا سجدہ کرنا ہے کہ آدمی صرف اتنی مدت سر سجدہ میں رکھے جتنی مدت کوا اپنی چونچ اس چیز پر رکھتا ہے جس کو وہ کھانا چاہتا ہو درندے کی طرح بیٹھنے سے مُراد یہ ہے کہ آدمی سجدہ کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر پھیلا دے اور انہیں اوپر نہ اُٹھائے جس طرح کتا یا بھیڑیا اپنے ہاتھوں کو زمین پر پھیلا کر بیٹھتا ہے جگہ مخصوص کرنے سے مُراد یہ ہے کہ آدمی مسجد میں ایک معلوم و مخصوص جگہ پر ہی نماز پڑھے جس طرح اونٹ اپنے باڑے میں ہمیشہ ایک مخصوص جگہ پر بیٹھتا ہے''۔ (النہایہ)

(۱۴۳) ((وعن عمّارِ بنِ یاسرٍ رضی اللہ عنہ سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقولُ: انَّ الرجلَ لَینصرِفُ ، وما کُتِبَ لهُ الَّا عُشْرُ صلاته تُسْعُها، ثُمُنُها سُبُعُها سُدُسُها خُمُسُها رُبُعُها ثُلُثُها نِصفُها۔)) [رواہ ابوداوود والنسائی وصححه ابنُ حبان واخرجه النسائی من حدیث ابی الیَسرِ بلفظ ((مِنکم مَن یُصلّی الصلاۃَ کاملةً، ومنکُم مَن یُصلّی النّصفَ، والثُّلُثَ، والرُّبُعَ حتی بلَغَ العُشْرَ)) واِسنادہ حسن]

(۱۴۳) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کے لیے اس کی نماز کا صرف دسواں، نواں، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا نصف حصہ لکھا جاتا ہے"۔ (ابوداوٗد، نسائی، ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور نسائی میں ابوالیسر کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص پوری نماز پڑھتا ہے، کوئی نصف، ثلث یا ربع پڑھتا ہے حتی کہ آپ نے دسویں حصے تک کو شمار کیا، اس کی سند حسن ہے) [حسن]

(۱۴۴) ((وعن ابی هریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ الصلاۃُ ثلاثةُ اثلاثٍ: الطُّهُورُ ثُلُثٌ، الرکوعُ ثُلُثٌ، والسُّجودُ ثُلُثٌ۔ فمَنْ ادَّاها بحقِّها قُبِلَتْ مِنهُ ، وقُبِلَ منهُ سائرُ عمَلِهِ، ومن رُدَّتْ علَیهِ صلاتُهُ رُدَّ علَیهِ سائرُ عَمَلِه)) [رواہ البزار وقالَ: لا نعلمُه مرفوعًا الا من حدیث المغیرة ابنِ مسلم۔ قالَ المصنف وآسنادہ حسن]

(۱۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کی تین تہائیاں ہیں، طہارت ایک تہائی ہے، رکوع (دوسری) تہائی ہے اور سجدہ (تیسری) تہائی ہے، جس نے نماز کو اس طرح ادا کیا جس طرح حق ہے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی اور دیگر تمام اعمال بھی مقبول ہوں گے اور جس کی نماز مردود ہوئی اس کے دیگر تمام اعمال بھی مردود قرار پائیں گے"۔ (بزار نے اسے روایت کیا اور فرمایا ہے کہ ہمارے علم کے مطابق یہ حدیث مرفوعاً صرف مغیرہ بن مسلم سے مروی ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے) [حسن صحیح]

(۱۴۵) ((وعن ابی الدَّرداءِ رضی اللہ عنہ انَّ النبیَّ ﷺ: اوَّلُ شَیءٍ یُرفَعُ مِن هذِهِ الْاُمَّةِ: الخشوعُ حتّٰی لا تَری فیها خَاشِعًا۔)) [رواہ الطبرانی باسناد حسن]

(۱۴۵) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس اُمت میں سے سب سے پہلے جس چیز کو اُٹھایا جائے گا وہ خشوع ہے حتی کہ خشوع کرنے والا ایک آدمی بھی نہ دیکھو گے"۔ (طبرانی باسناد حسن) [حسن صحیح]

(۱۴۶) ((وعن مطرِّفٍ عن ابیهِ هو عبداللّٰہ بنِ الشِّخِّیر قالَ رایتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یصلّی۔ وفی صَدرِہ ازیزٌ کازیزِ

(۱۴۶) مطرف اپنے باپ یعنی عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا کہ رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ سے اس طرح

الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ۔)) [رواه ابوداوود والنسائی ولفظه ((ولِجَوْفِهٖ ازيزٌ كازيزِ الْمِرْجَلِ)) يعنی يبكی وصححه ابن خزيمة وابن حبان۔ الازيز بزائين معجمتين الصوت والمرجل بكسر الميم وفتح الجيم القدر]

آواز آ رہی تھی جس طرح ہنڈیا کی آواز ہوتی ہے''۔ (ابوداؤد' نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے پیٹ سے ہنڈیا کی طرح آواز آ رہی تھی یعنی آپ ﷺ رو رہے تھے' ابن خزیمہ وابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ازیز کے معنی آواز اور مرجل کے معنی ہنڈیا کے ہیں) [صحیح]

الترھیب من رفع البصر الی السماء فی الصلاۃ

نماز میں آسمان کی طرف نظر اُٹھانے پر وعید

(١٤٧) ((عن انسِ بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : ما بالُ اقوامٍ يرفعونَ ابصارَهُمْ الی السماءِ فی الصلاۃِ۔ فاشتدَّ قولُهٗ فی ذلكَ حتّٰی قالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ او لَتُخْطَفُنَّ ابصارُهُمْ)) [رواه مسلم و النسائی]

(١٤٧) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نماز میں اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں سخت بات فرمائی حتی کہ فرمایا کہ ان لوگوں کو اس سے باز آ جانا چاہیے یا ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔[1] (مسلم' نسائی)

الترھیب من الالتفات وغیر ذلک فی الصلاۃ من المنھیات

نماز میں اِدھر اُدھر جھانکنے اور دیگر ممنوعہ اُمور سے وعید

(١٤٨) ((عن ابی ذرٍّ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : لا يزالُ اللّٰهُ مقبلًا علی العبدِ فی الصَّلاۃِ ما لَمْ يَلْتَفِتْ' فاِذا صَرَفَ وَجْهَهٗ انصرَفَ عَنْهُ)) [رواه ابوداوود والنسائی وصححه ابن خزيمه والحاكم]

(١٤٨) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب تک نماز میں اِدھر اُدھر نہ جھانکے اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جب بندہ اِدھر اُدھر جھانکتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے توجہ ہٹا لیتا ہے''۔ (ابوداؤد' نسائی' ابنِ خزیمہ وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغیرہ]

(١٤٩) ((وعن ابی هريرةَ رضی اللہ عنہ قالَ:

(١٤٩) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دوست ﷺ

(١) اس سے کیا مُراد ہے' اس میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ وعید ہے لہٰذا یہ کام نماز میں حرام ہے' ابنِ حزم نے کہا کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے''۔ (فتح الباری)

اوصَانی خَلِیلِی بثلاثٍ، (وَنَهانی) عَن ثلاثٍ: عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ، واقعاءٍ كإقعاءِ الكلبِ، والتفاتٍ كالتفاتِ الثَّعلبِ)) [رواه احمد بِاسناد حسن وابو يعلى وابن ابی شيبه لكن قالَ: كاقعاء القرد۔ قالَ ابوعبيد: الاقعاء ان يلزق اليتيه بالارض وينصب ساقيه، ويضع يديه بالارض]

نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی اور تین باتوں سے منع فرمایا، مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے، کتے کی طرح پنڈلیاں کھڑا کر کے بیٹھنے اور لومڑ کی طرح اِدھر اُدھر جھانکنے سے منع فرمایا۔ (احمد باسناد حسن، ابویعلیٰ، ابن ابی شیبہ، ابنِ ابی شیبہ کی روایت میں بندر کی طرح اقعاء کا لفظ ہے، اس کے معنی ہیں دونوں چوتڑوں کا زمین پر لگانا، دونوں پنڈلیوں کا کھڑا کرنا اور دونوں ہاتھوں کا زمین پر لگانا) [حسن لغيره]

الترهيب من مسح الحصى وغيره فى موضع السجود

مقام سجدہ میں کنکریوں وغیرہ کو چھونے پر وعید

(١٥٠) ((عن مُعَيْقِيب رضی اللہ عنہ انَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: لا تَمسحِ الحَصَى وانتَ تُصلّی، فإنْ كُنتَ لا بدَّ فاعلًا فَوَاحِدةً))[متفق عليه]

(١٥٠) حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز پڑھتے ہوئے کنکریوں کو نہ چھوؤ اور اگر ضرور ایسا کرنا چاہو تو صرف ایک بار کرو۔''[1] (بخاری ومسلم)

الترهيب من وضع اليد على الخاصرة فى الصلاة

نماز میں کولہے پر ہاتھ رکھنے پر وعید

(١٥١) ((عن ابی هريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: الاختِصارُ فی الصَّلاةِ راحةُ اهلِ النَّارِ۔)) [رواه ابن خزيمة وابن حبان، وهو فی المتفق عليه ((بلفظ نَهى عَنِ الخَصْرِ فی الصلاةِ)) وللترمذی ((نهى ان يصلی مختصرًا)) وللنسائی وابی داوود نحوه وزاد ابوداوود بمعنی يضع يده على خاصرته]

(١٥١) نماز میں ''اختصار'' (کولہے پر ہاتھ رکھنا) جہنمیوں کے آرام کرنے کا طریقہ ہے۔ (ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان) بخاری ومسلم کی روایت ان الفاظ سے ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''خصر'' کرنے سے منع کیا ہے۔ ترمذی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ ''اختصار'' (کمر پر ہاتھ رکھ کر) نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ نسائی اور ابوداؤد میں بھی اس کے قریب قریب الفاظ ہیں۔ ابوداؤد نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس کے معنی کولہے پر ہاتھ رکھنے کے ہیں۔ [صحیح]

---

(١) یعنی کنکریوں کو ایک بار چھولو یا یہ کہ صرف ایک بار چھونا ہی کافی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نقصان یا ایذاء پہنچنے کا اندیشہ ہو تو بوقت ضرورت کنکریوں کو ایک بار چھونے کی اجازت ہے، امام نووی نے ''شرح مسلم'' میں لکھا ہے کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ نماز میں بلاضرورت کنکریوں وغیرہ کو ہاتھ لگانا مکروہ ہے، قاضی نے کہا ہے کہ سلف نے نماز میں پیشانی کے چھونے کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔ (عمارہ)

الترھیب من المرور بین یدی المصلی

نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید

(۱۵۲) ((عن ابی الجَھمِ الانصاریؓ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ: لَو یَعْلمُ المارُّ بین یَدَیِ المصلّی مَا ذَا علَیهِ لکَانَ ان یَقِفَ اربعینَ خَیرا لَهُ منْ ان یَمُرَّ بینَ یَدیهِ۔ قالَ ابو النضر: لا ادری: قالَ اربعینَ یوماً او شهراً او سنةً۔)) [متفق علیه واخرجه البزار فقالَ فیه: لان یقوم اربعین خریفًا]

(۱۵۲) حضرت ابوالجہم انصاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہو کہ اس میں کتنا گناہ ہے تو چالیس تک ٹھہرے رہنا' اس کے لیے آگے گزرنے سے بہتر ہوگا (ابونضر کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دِن کہا یا مہینے یا سال۔ بخاری و مسلم۔ بزار کی روایت میں چالیس سال کے الفاظ ہیں)۔

(۱۵۳)((وعن ابی سعیدٍ الخدریؓ ﷺ سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقولُ: اذا صلّی اَحدُکم الی شیءٍ یسترہ منَ الناسِ فارادَ احدُکم ان یجتازَ فلْیدفَعْ فی نَحْرِہٖ' فاِنْ ابی فَلْیُقَاتِلْه فاِنَّمَا هو شَیْطَانٌ۔)) [متفق علیه وفی روایة: وَلْیَدْرَاْہُ ما استطَاعَ وقوله فَلْیَدْرَاْہُ بدال مهملة ثم همزة ای یدفعه واخرجه ابن ماجه باِسناد صحیح من حدیث ابنِ عُمر بلفظ ((فان ابی فلیقاتله فاِن معه القرین]))

(۱۵۳) حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی کسی چیز کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہا ہو پھر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے[1] تو اُسے چاہئے کہ اس کے سینہ پر مار کر اسے ہٹائے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ اسے مقدور بھر کوشش کر کے اپنے آگے سے ہٹا دے اور ابنِ ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ ابنِ عمر ؓ سے مَروی حدیث میں ہے کہ اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے کیونکہ اس کے ساتھ اس کا ساتھی (شیطان) بھی ہے) [صحیح]

---

(۱) یعنی جو امام کے آگے قریب سے گزرے' قرب کا اندازہ دو ہاتھ لگایا گیا ہے البتہ اس کی تحدید میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت تک ہے جب وہ اس کے اور اس کے سجدہ والی جگہ کے درمیان سے گزرے' دوسرا قول یہ ہے کہ جب اس سے تین ہاتھ آگے سے گزرے' تیسرا قول یہ ہے کہ جب ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ سے گزرے' امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا حرام ہے کہ حدیث میں اس کی سخت ممانعت اور وعید ہے' حدیث سے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وعید نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے لیے خاص ہے' نمازی کے آگے عمداً کھڑا ہو جانے یا بیٹھ جانے یا سو جانے والے کے لیے نہیں۔ (فتح الباری)

الترھیب من ترک الصلاۃ متعمدا او اخراجھا عن وقتھا تھاونًا

جان بوجھ کر نماز ترک کرنے یا سستی سے بے وقت پڑھنے پر وعید

(۱۵۴) ((عن جابرِ بنِ عبدِ الله رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : بینَ الرَّجلِ وبینَ الشِّركِ او الكُفرِ تركُ الصَّلاةِ)) [اخرجه مسلم]

(۱۵۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اور شرک یا کفر کے درمیان فرق ترکِ نماز کا ہے۔ (مسلم)

(۱۵۵) ((وعن بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ سَمعتُ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يقولُ : العَهدُ الذی بَيننا وبَينهُم الصَّلاةُ ، فمَنْ تَرَكَها فَقَدْ كفر)) [رواه احمد وابوداوود النسائی والترمذی وصححه هو وابن حبان والحاكم وقالَ: لا نَعرفُ له علة۔ وقالَ المصنف: ذهب جماعة من الصحابة والتابعين الى كفر من ترك الصلاة وقالَ به من الفقهاء النخعی والحكم بن عتيبة وابن المبارك واحمد واسحق۔ واقول وبعض الشافعية]

(۱۵۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہے' جس نے نماز کو ترک کر دیا اس نے کفر کیا۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی' ترمذی' ابنِ حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس حدیث میں کوئی علت نظر نہیں آتی' مصنف فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ و تابعین میں سے ایک جماعت کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص نماز ترک کر دے وہ کافر ہے' فقہاء میں سے نخعی' حکم بن عتیبہ' ابنِ مبارک' احمد اور اسحاق میں کہتا ہوں کہ بعض فقہاء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے)۔ [صحیح]

الترغیب فی المحافظة علی اثنتی عشرة ركعة نافلة فی اليوم والليلة

دن رات میں باقاعدگی سے بارہ رکعت نفل پڑھنے کی ترغیب

(۱۵٦) ((عن أُمِّ حَبِيبَةَ بنتِ ابی سُفيانَ رضی اللہ عنہا سمعتُ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يقولُ: ما من عَبدٍ مُسلمٍ يُصلِّی للّٰهِ تَعالی فی كُلِّ يومٍ ثِنتی عَشرةَ رَكعةً تطوُّعًا غيرَ فَريضَةٍ إلَّا بَنی اللّٰهُ لَهُ بَيتًا فِی الجنَّةِ)) [رواه مسلم

(۱۵٦) حضرت اُم حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان بھی ہر روز اللہ تعالیٰ کے لیے فرض کے علاوہ بارہ رکعت نفل نماز پڑھے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ (مسلم' اصحابِ سنن' ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ظہر سے پہلے چار رکعت

واصحاب السنن وزاد الترمذی اربعًا قَبلَ الظهرِ، ورَكعتينِ بَعدها ورَكْعَتينِ بعد المغرِبِ، وركْعتينِ بعدَ العشاءِ، وركْعتينِ قَبلَ صلاةِ الغَداةِ، وصححها ابن خزيمة وابن حبان والحاكم لكن لم يذكروا ركعتى العشاء وذكروا بدلهما ركعتين قبل العصر وكذا عند النسائی فی رواية، ورواه ابن ماجه كالترمذی الا انه قالَ: رَكْعتين قبلَ الظُّهرِ ورَكْعتينِ قَبْلَ العُصْرِ]

اور بعد میں دو مغرب کے بعد دو رکعت، عشاء کے بعد دو رکعت اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن انہوں نے عشاء کی دو رکعتوں کا ذکر نہیں کیا اور ان کے بجائے عصر سے پہلے دو رکعتیں ذکر کی ہیں، نسائی کی ایک روایت میں بھی اسی طرح ہے، ابن ماجہ نے بھی ترمذی کی طرح روایت کیا ہے اور ظہر سے پہلے دو اور عصر سے پہلے بھی دو رکعتیں ذکر کی ہیں)

الترغيب فی المحافظة على ركعتى الفجر

صبح کی دو رکعتوں پر باقاعدگی کی ترغیب

(١٥٧) ((عن عائشةَ رضی اللہ عنہا عن النبيِ ﷺ قالَ: رَكْعتا الفَجرِ خَيرٌ مِنَ الدُّنيا ومَا فِيها۔)) [رواه مسلم وفی لفظ: لَهُما احبُّ اليَّ مِنَ الدُّنيا جَميعًا۔ وفی لفظ: لَم يكنِ النبيُّ ﷺ عَلى شَيءٍ مِنَ النَّوافلِ اشدَّ تَعاهدًا مِنهُ عَلى رَكْعتَى الفَجرِ۔ متفق عليه]

(١٥٧) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا صبح کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں (مسلم، ایک روایت میں ہے کہ یہ دو رکعتیں مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہیں، ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نوافل میں سے کسی اور کو اس قدر پابندی سے ادا نہیں فرماتے تھے جس طرح صبح کی دو رکعتوں کو ادا فرمایا کرتے تھے) (بخاری و مسلم)

الترغيب فی الصلاة قبل الظهر وبعدها

ظہر سے پہلے اور بعد نماز کی ترغیب

(١٥٨) ((عن أُمِّ حَبيبةَ رضی اللہ عنہا سَمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقولُ: مَنْ يُحَافِظُ على اربعِ رَكَعاتٍ قبلَ الظُّهرِ، واربعٍ بعدَها: حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) [رواه احمد واصحاب السنن وصححه الترمذی]

(١٥٨) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظہر سے پہلے چار اور بعد میں بھی چار رکعتوں کو ہمیشہ پڑھے اسے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ پر حرام کر دے گا (احمد، اصحاب سنن، ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

[حسن صحيح]

(١٥٩) ((وعَن عبدِ الرحمن ابنِ حُمَيدٍ عن ابیهِ عن جَدّهِ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: صلاةُ الهَجيرِ مثلُ صَلاةِ اللّيلِ يَعنى اذا زَالتِ الشَّمسُ))[رواه الطبرانى]

(١٥٩) عبدالرحمٰن بن حمید اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوپہر کی نماز رات کی نماز کی طرح ہے یعنی جب سورج زوال پذیر ہو جائے۔ (طبرانی) [ضعیف]

الترغيب فى الصلاة قبل العصر

عصر سے پہلے نماز کی ترغیب

(١٦٠) ((رُوِیَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ﷺ عن النبی ﷺ : مَنْ صَلّٰی اربَعَ رَكَعاتٍ قَبلَ العصر حرَّمَ اللّٰه بَدَنَه عَلَى النّارِ)) [رواه الطبرانی واخرج فی الاوسط عن عبداللّٰهِ بن عمروٍ مثلَه بلفظه لم تمسَّهُ النَّارُ]

(١٦٠) حضرت اُم سلمہ ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو جہنم کی آگ پر حرام قرار دے دے گا۔ (طبرانی، طبرانی اوسط میں یہ حدیث عبداللہ بن عمرو ﷺ سے ان الفاظ کے ساتھ ہے کہ اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی)[1] [ضعیف]

الترغيب في الصلاة بين المغرب والعشاء

مغرب وعشاء کے درمیان نماز کی ترغیب

(١٦١) ((عن ابی هريرةَ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَنْ صلّٰى بعدَ المغربِ سِتَّ رَكَعاتٍ لَمْ يَتكلَّمْ فيما بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ بِعبادَةِ ثِنتَیْ عَشَرَةَ سَنةً۔)) [رواه ابن ماجه والترمذی وقالَ غريب وابن خزيمة]

(١٦١) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہیں۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ، امام ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے)[ضعیف جدا]

---

(١) حافظ ابن حجرؒ پر تعجب ہے کہ اس باب میں یہ حدیث ذکر نہیں کی جبکہ وہ صحیح ہے۔
عن ابن عمر ﷺ عن النبی ﷺ قال رحمه اللّٰه امرأ صلی قبل العصر اربعا رواه احمد و ابوداؤد والترمذی و حسنه و ابن خزيمه و ابن حبان فی صحيحيهما
"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ رحم فرمائے ایسے شخص پر جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔" (احمد، ابوداؤد، ترمذی، مؤخر الذکر نے اسے حسن کہا۔ نیز اسے ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا۔) (ازہر)

الترغيب فى صلاة الوتر وماجاء فيمن لم يوتر

نمازِ وتر کی ترغیب اور وتر نہ پڑھنے والے کے بارے میں کیا وارد ہے؟

(١٦٢) ((عن عليٍّ ﷺ الوِترُ ليسَ كَصَلاةِ المَكْتوبَةِ۔ ولٰكِنْ سُنَّة رسولِ اللّٰه ﷺ قالَ: انّ اللّٰهَ وِترٌ يُحبُّ الوِترَ فَاَوْتِرُوا يا اهلَ القُرآنِ۔)) [رواه اصحاب السنن واللفظ للترمذى و حسنه وصححه ابن خزيمة واخرج ابوداوود اخره من حديث جابر]

(١٦٢) حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ وتر فرض نماز کی طرح لازم نہیں ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی سنّت ہے[١] اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بے شک اللہ وتر ہے، وتر کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو (اصحاب سنن اور الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں، انہوں نے اسے حسن اور ابنِ خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا، ابوداؤد نے اس حدیث کے آخری حصّے کو بروایت جابر بیان کیا۔)[٢] [صحيح لغيره]

(١٦٣) ((وعَن جابرٍ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: مَنْ خافَ ان لا يَقومَ مِنْ آخِرِ اللّيلِ فَلْيوتِرْ اوّلَهُ، وَمَن طَمِعَ انْ يَقومَ آخِرَهُ فَلْيوتِرْ آخِرَ اللّيلِ۔ فإنَّ صَلاةَ آخِرِ اللّيلِ مَشْهودَةٌ مَحضُورَةٌ، وذلك افضلُ۔))

(١٦٣) حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ ڈر ہو کہ وہ رات کے آخری حصّہ میں اُٹھ نہ سکے گا تو اسے وتر ابتدائی حصّہ میں پڑھ لینا چاہئے اور جسے آخری حصّہ میں اُٹھنے کی اُمید ہو تو اسے رات کے آخری حصّہ میں وتر پڑھنا چاہئیں، رات کے آخری پہر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔ (مسلم)

(١٦٤) ((وعن بُرَيْدَةَ ﷺ سَمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقولُ: الوِترُ حق فمنْ لَمْ يُوتِرْ فَليسَ مِنّا ثَلاثَ مراتٍ۔)) [رواه احمد وابوداوود وصححه الحاكم]

(١٦٤) حضرت بریدہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ وتر حق ہے[٣] جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا۔ (احمد، ابوداؤد، حاکم نے اسے صحیح قرر دیا ہے) [ضعيف]

---

(١) یعنی وتر فرض نہیں ہے اور نہ واجب ہے بلکہ سنّتِ مؤکدہ ہے، امام ابوحنیفہ کے سوا ساری اُمت کا یہی مذہب ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہے، آپ سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ فرض ہے، صاحبین اس مسئلہ میں آپ کے مخالف ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ وتر سنّت ہے، ابوحامد فرماتے ہیں کہ ابنِ المنذر کا قول ہے کہ اس مسئلہ میں پوری اُمت میں سے امام ابوحنیفہ کا کوئی بھی ہم نوا نہیں ہے۔ (المجموع)

(٢) (سنن ابی داؤد میں یہ حدیث حضرت علی ﷺ سے ہی روایت ہے، ملاحظہ ہو باب استحباب الوتر) ازھر

(٣) امام ابوحنیفہؒ نے اس حدیث کے ظاہر الفاظ کو لے کر وتر کو واجب قرار دیا ہے لیکن شافعیہ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ حدیث کے یہ ظاہر الفاظ بھی امام صاحب کے قول کی دلیل نہیں بن سکتے کیونکہ سنّت کیلئے بھی حق کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ہر سات دن بعد غسل کرے۔ (حدیث ضعیف ہے اس لیے کسی توجیہ کی ضرورت ہی نہیں۔ ازھر)

الترغيب فی ان ینام الانسان طاھرًا ناویًا للقیام

قیام کی نیّت سے باوضوء سونے کی ترغیب

(۱۶۵)((عَن ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَن باتَ طَاھِرًا باتَ فی شِعَارِہٖ مَلَکٌ فَلا یَستیقِظُ الا قالَ: اللھُمَّ اغفِرْ لِعبدِکَ فُلانٍ فِانَّہٖ باتَ طاھرًا)) [رواہ ابنُ حبان واخرجہ الطبرانی فی الاوسط من حدیث ابنِ عباس وفی اولہ ((طَھِّروا ھٰذِہٖ الاجسادَ طھَّرکُم اللّٰہُ فانہ لَیسَ مِن عَبدٍ یَبیتُ طَاھِرًا الا باتَ)) ...... الحدیث

(۱۶۵) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بحالتِ طہارت رات گزارے...... الخ تو اس کی چادر میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے اور یہ شخص جب بھی بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف فرما دے کیونکہ اس نے بحالتِ طہارت رات گزاری ہے (ابن حبان، طبرانی اوسط میں یہ حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اس کے شروع میں یہ الفاظ بھی ہیں: ان جسموں کو پاک رکھو! اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کرے! جو شخص بھی بحالتِ طہارت رات گزارتا ہے...... الخ اس حدیث کی سند جید ہے) [حسن لغیرہ]

(۱۶۶) ((وعن عائشۃَ رضی اللہ عنہا انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ (قالَ) : ما مِن امرئٍ یکون لَہٗ صلاۃٌ بِلیلٍ فَیغلِبُہٗ عَلیھا نَومٌ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اجرَ صَلاتِہٖ، وکانَ نومُہٗ عَلَیہِ صَدقۃٌ۔)) [رواہ مالک وابوداود والنسائی وابن ابی الدنیا فی کتاب التھجد بِاسناد جید]

(۱۶۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نماز پڑھتا ہو لیکن اس پر نیند غالب ہو اور وہ نماز نہ پڑھ سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی نماز کا اَجر و ثواب لکھ دیتا ہے اور نیند اس پر صدقہ ہوتی ہے۔ (مالک، ابوداؤد، نسائی، ابنِ ابی الدنیا (کتاب التہجد) باسناد جید) [صحیح]

الترغیب فی قیام اللیل

رات کے قیام کی ترغیب

(۱۶۷) ((عن ابی ھریرۃَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ (قالَ) یَعقدُ الشَّیطانُ عَلی قافِیۃ رَأسِ احدِکُم اِذَا ھُوَ نَامَ ثَلاثَ عُقَدٍ

(۱۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جب سوتے ہو تو شیطان تم میں سے ہر ایک کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے [1] اور ہر گرہ پر یہ ضرب لگاتا ہے کہ

(۱) قافیۃ الرأس سر کے پچھے حصّہ کو کہتے ہیں، مراد یہ ہے کہ شیطان اس کی نیند کو گہرا اور دراز کرنے کے لیے اسے باندھ دیتا اور تین گرہیں لگا دیتا ہے (نہایہ) شیخ مصطفی عمارہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے گرہ لگانے کے معنٰی یہ ہیں کہ وہ حقیقی اشیاء لاتا، انہیں ثابت رکھتا اور ان پر جادو کرتا ہے تاکہ وہ انسان کو=

يَضرِبُ عَلى كُلِّ عُقدَةٍ: عليكَ ليلٌ طويلٌ فَارقُدْ، فإن استَيقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالى انحلَّتْ عُقدةٌ۔ فإنْ تَوَضَّا انحلَّتْ عُقدَةٌ، فإنْ صَلّٰى انحلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّها فاصبَح نَشيطًا طَيِّبَ النَّفسِ، وإلا اصبَح خَبيثَ النَّفسِ كَسْلانَ)) [متفق عليه]

"ابھی رات بہت لمبی ہے، سوئے رہو" جب کوئی بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر نماز بھی پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ ہشاش بشاش، خوش و خرم صبح کرتا ہے، ورنہ گندے نفس اور سستی کے ساتھ صبح کرتا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

(۱۶۸) ((وعن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ افضلُ الصِّيامِ بعدَ رَمضانَ شَهرُ اللّٰهِ المحرَّمُ، وافضلُ الصَّلاةِ بعدَ الفَريضةِ صَلاةُ اللَّيلِ)) [رواه مسلم واصحاب السنن]

(۱۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (مسلم و اصحاب سنن)

(۱۶۹) ((وعن عائشةَ رضی اللہ عنہا انَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ كانَ يقومُ من اللَّيلِ حتّٰى تَفطَّرَ قَدماهُ، فقلتُ لهُ: لِمَ تَصنعُ هذا يا رسولَ اللّٰهِ وقَدْ غُفِرَ لَكَ ما تَقدَّمَ من ذَنبكَ وما تَاخَّرَ؟ قالَ افَلا اُحِبُّ ان اكونَ عَبدًا شَكُورًا)) [متفق عليه]

(۱۶۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اس قدر قیام فرمایا کرتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس قدر قیام کیوں فرماتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے ہیں؟ فرمایا: کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ اللہ کا شکر گزار بندہ بن جاؤں؟ (بخاری و مسلم)

(۱۷۰) ((وعن عَبدِ اللهِ بنِ عمرِو بنِ العاصِ رضی اللہ عنہما انَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ: احَبُّ الصلاةِ الى اللّٰهِ صلاةُ داوودَ، واحبُّ الصَّومِ الى اللّٰهِ صِيامُ داوودَ كانَ يَنامُ

(۱۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند نماز حضرت داؤدؑ کی نماز ہے اور سب سے زیادہ پسند روزہ حضرت داؤدؑ کا روزہ ہے، وہ نصف رات سوتے، ثلث قیام فرماتے اور سدس آرام فرماتے، ایک

= اُٹھنے اور اپنے رب کی عبادت کرنے سے روکے، شیطان بھی اسی طرح گرہیں لگاتا ہے جس طرح جادوگر لگاتا ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ عورتیں اکثر اس طرح کا کام کرتی ہیں کہ وہ دھاگے لیتی، ان پر گرہیں لگاتی اور کلمات پڑھتی ہیں جس سے وہ شخص متاثر ہوتا ہے جس پر جادو کیا جا رہا ہو جیسا کہ قرآنِ مجید میں بھی ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ (اور گنڈھوں پر (پڑھ پڑھ) کر پھونکنے والیوں کے شر سے) جو شخص بے توفیق ہو اس پر جادو اثر کرتا ہے اور جس کو اللہ توفیق دے وہ اسکے شر سے محفوظ رہتا ہے، حقیقی ہونے کی دلیل ابنِ ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ مرفوع روایت ہے علی قافية راس احدکم حبل فيه ثلاث عقد...... تم میں سے ایک کی گدی پر رسی ہوتی ہے جس میں تین گرہیں ہوتی ہیں...... اس سے اگلی حدیث ملاحظہ ہو۔

نِصفَ اللَّیلِ، ویقومُ ثُلُثَهُ، وَیَنامُ سُدُسَهُ، ویَصومُ یومًا ویُفطِرُ یَومًا۔)) [متفق علیه]

دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۷۱) ((وعن جابرٍ ﷺ سَمِعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ یقولُ : انَّ فی اللَّیلِ لساعةً لَا یُوافِقُها رَجُلٌ مُسلمٌ یَسالُ اللّٰه تَعالٰی خَیرًا من امرِ الدُّنیا والآخِرَةِ الَّا اعطاهُ ایَّاهُ وذٰلِكَ كلَّ لیلةٍ۔))[رواه مسلم]

(۱۷۱) حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں مرد مسلمان اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جس بھلائی کا بھی سوال کرے اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو ضرور پورا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔ (مسلم)

(۱۷۲) ((وعن ابی هریرةَ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قامَ مِنَ اللَّیلِ فصلّٰی، وایقظَ امراتَهُ فاِن ابتْ نَضَحَ فی وَجهِها، ورَحِمَ اللّٰهُ امراةً قامتْ مِنَ اللَّیلِ فصلَّتْ وایقظتْ زَوجَها فاِن ابی نَضَحَتْ فی وَجْهِهِ الماءَ۔)) [رواه ابوداود واللفظ له والنسائی وابن ماجه و صححه ابن خزیمة وابن حبان والحاكم واخرجه الطبرانی من حدیث أبی مالك الاشعری بمعناه]

(۱۷۲) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے، اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی بیدار کرتی ہے اگر وہ نہ اُٹھے تو اس کے مُنہ پر پانی کے چھینٹے مارتی ہے (ابوداؤد، یہ الفاظ انہی کی روایت کے ہیں، نسائی، ابنِ ماجہ، ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اسی مفہوم میں طبرانی نے اسے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہے) [حسن]

(۱۷۳) ((وعن عبدِ اللّٰه ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : فَضلُ صَلاةِ اللَّیلِ علی صَلاةِ النهارِ كَفضلِ صَدقةِ السرِّ عَلی صدقةِ العلانِیَةِ۔)) [رواه الطبرانی بإسناد حسن]

(۱۷۳) حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر اس طرح ہے جس طرح مخفی صدقہ، علانیہ صدقہ سے افضل ہے۔ (طبرانی، باسناد حسن) [ضعیف]

(۱۷۴) ((وعنْ سهلِ بنِ سعدٍ ﷺ قالَ: جاءَ جبریلُ الی رسولِ اللّٰه ﷺ فقالَ:

(۱۷۴) حضرت سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمد ﷺ! (۱) خوب

(۱) اس حدیث کے ابتدائی الفاظ یوں ہیں: اے محمد ﷺ! جتنا چاہو جی لو بالآخر مرنا ہے جو چاہو عمل کرو اس کا بدلہ ملے گا، جس سے چاہو محبت کرو، بالآخر اسے چھوڑنا ہوگا۔

وَاعلَمْ انَّ شَرفَ المومِنِ قیامُ اللَّیلِ، وعِزُّهُ استغناؤُهُ عن النَّاسِ)) [رواه الطبرانی فی الاوسط بإسناد حسن]

جان لو کہ مومن کا شرف رات کے قیام میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہو جانے میں ہے۔ (طبرانی اوسط باسناد حسن) [حسن لغیرہ]

(۱۷۵)((وعن عَمرِو بنِ عبسة رضی اللہ عنہ انَّهُ سَمِعَ النبیَّ ﷺ یقولُ: اقربُ ما یکونُ الرَّبُّ منَ العبدِ فی جَوفِ اللَّیلِ الآخِرِ، فإنِ استَطَعتَ ان تَکونَ ممَّنْ یَذکرُ اللّٰهَ فَکُنْ۔)) [رواه الترمذی وصححه والنسائی وصححه ابن خزیمة]

(۱۷۵) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ اپنے ربّ کے قریب ترین رات کے آخری پہر میں ہوتا ہے، اگر تمہیں اس بات کی استطاعت ہو کہ ان لوگوں سے ہو جاؤ جو اس وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ضرور ایسا کرو۔ (نسائی، ترمذی اور ابنِ خزیمہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۱۷٦) ((وعَن إیاسِ بنِ مُعاویة رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: لا بُدَّ مِن صَلاةٍ وَلو حَلْبَ شَاةٍ، وَما کانَ بعدَ صلاةِ العشاءِ فهُوَ منَ اللَّیلِ۔))[رواه الطبرانی]

(۱۷٦) حضرت ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز ضرور پڑھنی چاہئے خواہ اتنا وقت جتنا بکری کا دودھ دوہنے پر لگتا ہے اور جو عشاء کی نماز کے بعد پڑھی جائے وہ رات کی نماز ہے۔ (طبرانی) [ضعیف]

(۱۷۷) ((وعن عبدِ اللّٰهِ ابنِ قیسٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَت عائشةُ: لا تَدع قیامَ اللَّیلِ، فإنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ کانَ لا یدعُهُ، وکانَ اذا مَرِضَ او کَسِلَ صلّٰی قَاعِدًا)) [رواه ابوداود وصححه ابن خزیمة]

(۱۷۷) حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رات کے قیام کو ترک نہ کرو، رسول اللہ ﷺ اسے ترک نہیں فرمایا کرتے تھے، جب آپ بیمار ہوتے یا تھکے ہوتے تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، ابنِ خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۱۷۸) ((وعن عبدِ اللّٰه ابنِ عمر رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : لا حَسَدَ إلَّا فی اثْنَتینِ رَجلٍ آتاهُ اللّٰهُ القرآنَ فَهُوَ یقومُ بِهِ آنَاءَ اللَّیلِ وآناءَ النهارِ، ورجلٍ آتاهُ اللّٰهُ مالًا فهُوَ یُنفقهُ آناءَ اللَّیلِ وآنَاءَ النَّهارِ۔)) [رواه مسلم]

(۱۷۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رشک دو آدمیوں پر کیا جا سکتا ہے: (۱) جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا اور وہ دن رات کی گھڑیوں میں قرآن کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ (۲) جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ اسے دن رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

(۱۷۹) ((وعن عبدِ اللّٰهِ بنِ عمرِو بن

(۱۷۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

العاصِ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: منْ قامَ بعشْرِ آياتٍ لَمْ يُكتَبْ منَ الغَافلينَ، ومنْ قامَ بمائةِ آيةٍ كُتِبَ منَ القانِتينَ، ومنْ قامَ بالفِ آيةٍ كُتِبَ منَ الْمُقَنْطِرينَ۔)) [رواه ابوداود وصححه ابنُ خزيمه واخرجه ابنُ حبان وعنده ((ومن قام بمائَتي آيةٍ كُتِبَ من المقَنطِرينَ))۔ قالَ المصنف اى كتب له قنطار من الاجر، ومن اول تبارك الى آخر القرآن الف آية]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دس آیتوں کے ساتھ قیام کرے اسے غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا اور جو سو آیتوں کے ساتھ قیام کرے اسے عبادت گزاروں میں سے لکھ لیا جاتا ہے اور جو ہزار آیت کے ساتھ قیام کرے اسے خزانے والوں میں سے لکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد، ابنِ خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابنِ حبان کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جس نے دوسو آیتوں کے ساتھ قیام کیا اسے خزانے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں: کہ کتب من المقنطرین کے معنی یہ ہیں کہ اسے ان لوگوں میں سے لکھا جاتا ہے، جنہیں اجر و ثواب کا ایک خزانہ دیا جائے گا۔ تبرک الذی سے لے کر قرآنِ مجید کے آخر تک ایک ہزار آیت ہے) [حسن صحیح]

الترهيب من الصلاة والقراءة للناعس

اُونگھنے والے کے لیے نماز اور تلاوت پر تنبیہ

(۱۸۰) ((عن عائشةَ رضی اللہ عنہا انَّ النبیَّ ﷺ قالَ: اذا نَعِسَ احدُكُم فِي الصَّلاةِ فلْيرقُدْ حتّٰى يذهبَ عنهُ النومُ، فإنَّ احدكُم اذا صلّٰى وَهُو نَاعِسٌ لعلَّهُ يذهبُ يستغفرُ فيُسُبُّ نفسَهُ۔)) [متفق عليه، وللنسائى ((اذا نعسَ احدُكم وهُو يُصلّي فلْينصرِفْ فلعلَّهُ يَدعُو على نَفسِه وهُو لا يَدرِي))۔ واخرجه البخارى من حديث انس بلفظ ((اذا نَعِسَ احدكُم فِي الصَّلاةِ فَلْيَنم حتّٰى يَعلمَ ما يَقرؤُهُ))۔ وللنسائى من هذا الوجه ((فلينصرفْ وليرقدْ)) ولمسلم من حديث ابى هريرة بلفظ ((اذا قامَ

(۱۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اُونگھنے لگے تو اسے چاہیے کہ سو جائے حتّٰی کہ اس کی نیند پوری ہو جائے، جب کوئی اُونگھتے ہوئے نماز پڑھے تو ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے لیے استغفار کے بجائے اپنے آپ کو گالیاں دینے لگ جائے (بخاری و مسلم، نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب کوئی نماز پڑھتے ہوئے اُونگھنے لگے تو اسے چاہیے کہ نماز چھوڑ دے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نادانستہ طور پر وہ اپنے لیے بددُعاء کرنے لگ جائے۔ بخاری میں بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ الفاظ ہیں کہ جب کوئی نماز میں اُونگھنے لگے تو اسے سو جانا چاہیے حتّٰی کہ اسے معلوم ہو کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے، نسائی کی اسی سند سے روایت میں ہے کہ وہ نماز چھوڑ دے اور سو جائے، مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ ہیں کہ جب کوئی رات کو قیام کرے اور اس کی زُبان پر قرآن نہ

احدُکم من اللیلِ فاستعجم القرآن علی لِسانِه فلمْ یَدرِ ما یقولُ فلیضْطَجعْ]

پڑھے اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اسے سو جانا چاہیے)

الترهیب من ترک قیام اللیل والنوم الی الصباح

قیامِ لیل ترک کرنے اور صُبح تک سونے پر وعید

(۱۸۱) ((عن ابنِ مسعودٍ ﷜ قالَ: ذُکرَ عندَ النبیِّ ﷺ رجلٌ نامَ لیلَهٗ حتّٰی اصبحَ قالَ: ذلکَ رجُلٌ بَالَ الشَّیطانُ فی اُذُنِهٖ۔)) [متفق علیه واخرجه احمد بسند صحیح عن ابی هریرة و زاد ابن ماجه فی آخره ((قالَ الحسن ای البصری: انَّ بولَه واللّٰه لَثقیل]))

(۱۸۱) حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا ذکر ہوا جو رات بھر صبح تک سوتا رہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا ہے (بخاری و مسلم' احمد بسند صحیح از ابوہریرہ ﷜' ابنِ ماجہ'[1] کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ حسن بصری کا قول ہے: اللہ کی قسم شیطان کا پیشاب بہت ثقیل ہے۔)

الترغیب فی قضاء الانسان ورده اذا فاته من اللیل

انسان کا رات کا وظیفہ فوت ہو جائے تو اس کی قضا کی ترغیب

(۱۸۲) ((عن عمرَ بنِ الخطّابِ ﷜ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : منْ نامَ عن حِزبِهٖ ' او عنْ شَیْءٍ منه' فَقَراَهٗ فِیما بینَ صَلاةِ الفَجرِ والظُّهرِ کُتِبَ لَهٗ کانَّما قَرَاَهٗ مِنَ اللَّیلِ۔))[رواه مسلم والاربعة]

(۱۸۲) حضرت عمر بن خطاب ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے وظیفے یا اس کے کچھ حصے سے سو جائے اور اسے فجر و ظہر کے درمیان پڑھ لے تو وہ اس طرح لکھا جاتا ہے کہ گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے۔ (مسلم' اصحاب سُنن)

الترغیب فی صلاة الضحی

نمازِ ضُحٰی کی ترغیب

(۱۸۳) ((عن ابی هُریرةَ ﷜ قالَ: اوْصانی خَلیلیْ ﷺ بصیامِ ثلاثةِ ایامٍ مِنْ

(۱۸۳) حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ میرے دوست آنحضرت ﷺ نے مجھے ہر مہینے تین روزے رکھنے' ضُحٰی کے وقت دو

(۱) یہ اثر مسند امام احمد (۲/۴۲۷) میں ہے' ابنِ ماجہ میں نہیں۔ (ازھر)

كُلِّ شهرٍ ، وركعتي الضُّحى، وان اُوتِرَ قبلَ ان ارقُدَ.)) [متفق عليه وفي رواية ابن خزيمه ((لَستُ بِتَارِكِهِنَّ)) وفيه ((وان لا ادعَ صلاةَ الضحى فإنها صلاةُ الاوّابين))۔ ورواه مسلم من حديث ابى الدرداء نحو الاول]

رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی (بخاری ومسلم)۔ ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ میں ان کو کبھی نہیں چھوڑوں گا اور اس میں یہ الفاظ ہیں (کہ مجھے وصیت فرمائی) کہ میں ضُحیٰ کی نماز کو نہ چھوڑوں کہ یہ اوّابین (اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں) کی نماز ہے۔ مسلم نے ابو الدرداء کے واسطے سے پہلی روایت کی مانند روایت کیا ہے۔

(۱۸۴) ((وعن ابى ذرٍّ رضی اللہ عنہ عنِ النبيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: يُصبِحُ على كُلِّ سلامى من احدكم صَدقةٌ، فكلُّ تَسبيحةٍ صَدقةٌ، وكُلُّ تَحميدَةٍ صَدقةٌ، وكل تَكْبيرَةٍ صَدقةٌ، وكل تَهليلَةٍ صَدقةٌ، وامر بالمعروفِ صَدقةٌ، والنَّهى عنِ المُنكرِ صَدقةٌ، وتُجزى ءُ مِن ذلِكَ رَكعتينِ يَرْكَعُهما مِنَ الضُّحى)) [رواه مسلم]

(۱۸۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو[1] پر ہر صبح صدقہ لازم ہو جاتا ہے، ہر تسبیح صدقہ ہے ہر الحمدللہ کہنا صدقہ ہے، تکبیر کہنا صدقہ ہے، لا الٰہ الاّ اللہ کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے اور وہ دو رکعتیں ان تمام کاموں سے کفایت کرتی ہیں جنہیں آدمی ضُحیٰ کے وقت ادا کرتا ہے۔ (مسلم)

الترغيب في صلاة التسبيح
نمازِ تسبیح کی ترغیب

(۱۸۵) ((عن عباسٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : يا عمّاهُ الا اُعطيك ، الا اَمنحُكَ ، الا احبُوكَ، الا افعلُ بكَ عشر خَصالٍ اذا انتَ فعلتَ ذلكَ غَفَرَ اللّٰهُ لكَ ذنبكَ اوّلَهُ وآخرَهُ، وقَديمَهُ وحديثَهُ، وخَطأهُ وعَمْدَهُ، وصَغيرَهُ وكبيرَهُ، وسِرَّهُ وعَلانِيتَهُ، عَشْرُ خِصالٍ: ان تُصلىَ اربعَ

(۱۸۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چچا جان! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں، کیا میں آپ کو تحفہ نہ دوں کیا میں خاص آپ کو ہدیہ نہ دوں، کیا میں آپ کو دس باتوں کے انجام دینے کا حکم نہ دوں کہ جب آپ ان کو انجام دیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے پچھلے، نئے پرانے، غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر، چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا، وہ دس باتیں یہ ہیں کہ آپ چار رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ ہر

(۱) حدیث میں یہاں جو السلامی کا لفظ ہے یہ سلامیہ کی جمع ہے، انگلی کے ہر پور کو سلامیہ کہتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ السلامی کا واحد جمع ایک ہی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ چھوٹی ہڈیوں میں سے ہر جوف دار ہڈی کو سلامی کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ ابن آدم پر ہر ہڈی کی طرف سے صدقہ کرنا واجب ہے۔ (النہایہ)

رَكعاتٍ تقرأُ فِي كلِّ ركعةٍ بفاتحةِ الكتاب وسُورةٍ، فإذا فَرَغْتَ من القراء ةِ فِي اوَّلِ رَكعةٍ فقلْ وانتَ قائمٌ: سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمسَ عشْرَةَ مرَّةً، ثمَّ تَركَعُ فتقولُ وانتَ راكعٌ عَشْرًا، ثمَّ ترفعُ راسَكَ مِنَ الركوعِ فتقولُها عَشْرًا، ثمَّ تَهوى ساجدًا فتقولُها وانتَ ساجدٌ عشْرًا، ثمَّ ترفعُ راسَكَ مِنَ السجودِ فتقولُها عشْرًا، ثمَّ تسجدُ فتقولُها عشْرًا، ثمَّ ترفعُ راسكَ منَ السجودِ فتقولُها عشْرًا، فذلكَ خمسٌ و سبعونَ فى كل رَكعةٍ تفعلُ ذلكَ فى اربعِ رَكَعاتٍ ان استطعتَ ان تصلِّيها فى كلِّ يومٍ مرةً فافعلْ، فإنْ لمْ تَستطعْ ففِي كلِّ جُمُعةٍ مرةً، فإنْ لمْ تفعلْ ففى كلِّ شهرٍ مرةً، فإنْ لمْ تفعلْ ففى كلِّ سنةٍ مرةً، فإن لمْ تفعلْ ففى عُمُركَ مرةً۔))

[رواه ابوداوود وابن ماجه۔ قالَ المصنف روى هذا الحديث من طرق كثيرة، وعن جماعة من الصحابة وامثلها هذا الطريق، وقد صححه جماعة۔ منهم ابوبكر الْاجرى، و شيخنا ابو محمّد المصرى، و شيخنا الحافظ ابوالحسن، وقال ابوبكر بن ابى داوود: سمعت ابىٖ يقول: ليس فى صلاة التسبيح حديث صحيح غير هذا، وقال مسلم: لا يروى فى هذا الحديث اسناد احسن من هذا]

رکعت میں سورۂ فاتحہ اور کسی دوسری سورہ کی تلاوت کریں اور جب پہلی رکعت میں قراءت سے فارغ ہو جائیں تو کھڑے کھڑے پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھیں، پھر رکوع کریں اور رکوع میں دس بار یہ کلمات پڑھیں، پھر رکوع سے سر اُٹھائیں اور دس بار یہ کلمات پڑھیں، پھر سجدہ کریں اور سجدہ میں دس بار یہ کلمات پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اُٹھائیں اور دس بار یہ کلمات، پڑھیں، ہر رکعت میں یہ کلمات پچھتر بار ہوئے اور چار رکعتوں کو اس طرح پڑھیں، اگر ہو سکے تو روزانہ ایک بار یہ نماز پڑھو، روزانہ ممکن نہ ہو تو ہر ہفتہ میں ایک بار پڑھ لو، اگر ہر ہفتہ میں بھی نہ پڑھ سکو تو ہر ماہ ایک بار پڑھ لو، اگر ہر ماہ بھی نہ پڑھ سکو تو سال میں ایک بار ضرور پڑھ لو، اگر ہر سال بھی نہ پڑھ سکو تو اپنی عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مصنف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت سی سندوں سے مروی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے اور ان میں سب سے بہتر سند یہی ہے، علماء کرام کی ایک جماعت نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ان میں سے ابوبکر آجری، ہمارے شیخ ابو محمد مصری اور ہمارے شیخ حافظ ابوالحسن قابل ذکر ہیں، ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نمازِ تسبیح کے بارہ میں اس کے علاوہ اور کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ امام مسلم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اس سے زیادہ بہتر اور کوئی سند نہیں ہے) [حسن لغیرہ]

الترغیب فی صلاۃ التوبۃ

نمازِ توبہ کی ترغیب

(۱۸۶) ((عن ابی بکرٍ الصدیق رضی اللہ عنہ قالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقولُ: ما مِن رَجلٍ یُذنبُ ذنبًا ، ثمَّ یقومُ فیتَطهرُ ثمَّ یُصلِي، ثُمَّ یَستغفرُ اللّٰہَ الا غَفرَ اللّٰہُ لهُ، ثُمَّ قرأ هذهِ الْأیة: ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ﴾ الْأیة۔)) [رواه اصحاب السنن وحسنه الترمذی وصححه ابنَ حبان وعنده ((ثمَّ یُصلّی رَکعتَینِ)) وکذا ذکره ابن خزیمة فی صحیحه]

(۱۸۶) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بھی آدمی گناہ کرتا ہے، پھر اُٹھ کر وضو کرتا، نماز پڑھتا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ . . . .﴾ ''اور وہ کہ جب کوئی گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں''۔ (اصحاب سنن، ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور ابنِ حبان نے صحیح قرار دیا ہے، ابنِ حبان کی روایت میں ہے کہ پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ ابنِ خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اسی طرح ذکر فرمایا ہے) [صحیح]

الترغیب فی صلاۃ الحاجة و دُعائها

نماز و دُعاء حاجت کی ترغیب

(۱۸۷) ((عن عثمانَ بنِ حُنَیفٍ رضی اللہ عنہ انَّ اعمی اتی الی رَسولِ اللّٰہ ﷺ فقالَ: یا رسولَ اللّٰہ ادْعُ اللّٰہ ان یَکشِفَ لی عَنْ بَصری۔ قالَ: أَوْ أَدَعُكَ قالَ یا رسولَ اللّٰہ: انَّهٗ قَد یَشُقُّ علَیَّ ذهابُ بَصری۔ قالَ فانطلقَ وتَوضَّأْ۔ ثمَّ صَلّی رَکْعتینِ ثمَّ قالَ: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ وَاَتوجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّی مُحمَّدٍ نَبیِّ الرَّحمةِ۔ یا مُحمَّدُ: اتوجَّهُ الی رَبِّی بكَ ان یَکشِفَ لی عَنْ بصری اللّٰهم

(۱۸۷) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ میری نظر کو درست فرما دے؟ فرمایا کیا میں تمہیں چھوڑ نہ دوں (یعنی اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے اچھا ہے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! نظر کے ختم ہو جانے کی وجہ سے مجھے بہت تکلیف ہے، راوی کہتا ہے کہ وہ شخص گیا، اس نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور پھر یہ دُعا کی اے اللہ! میں اپنے نبی، نبی رحمت محمد (ﷺ) کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد (ﷺ) میں تیرے

شَفِّعْهُ فِيَّ ' وشَفِّعني في نَفسي فَرَجعَ وقَد كَشَفَ اللّٰهُ عَن بَصَرِهٖ۔)) [رواه الترمذي وصححه والنسائي وهذا لفظه وابن ماجه وصححه ابن خزيمة والحاكم وفي رواية الترمذي ((فامره ان يتوضا فيحسن وضوء ہ ثمَّ يدعو بهذا الدُّعاء)) ولم يذكر الصلاة۔ اخرجه في الدعوات]

ساتھ اپنے ربّ کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ وہ میری نظر کو درست فرما دے' اے اللہ ان کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما اور میری شفاعت میرے لیے قبول فرما' وہ شخص جب واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نظر کو درست فرما دیا تھا (ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' نسائی نے بھی روایت کیا اور یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں' ابنِ ماجہ' ابنِ خزیمہ اور حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے' ترمذی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کرے اور پھر یہ دُعا کرے'' اس روایت میں نماز کا ذکر نہیں ہے' ترمذی نے اسے ''الدعوات'' میں ذکر کیا ہے)(۱) [صحیح]

(۱۸۸) ((وعن ابنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ عنِ النبيِّ ﷺ قالَ: اثنتي عَشْرة رَكعةً تُصَلِّيهِنَّ من لَيلٍ ونهارٍ ' وَتَتَشهَّدُ بينَ كلِّ رَكعتَينِ' فإذا تَشهَّدْتَ في آخرِ صلاتِكَ فاثْنِ على اللّٰهِ عزَّ و جلَّ' وصلِّ على النبيِّ ﷺ واقرأْ وانتَ ساجدٌ فاتحةَ الكتابِ سبعَ مرَّاتٍ' وآيةَ الكرسي سبعَ مرَّاتٍ' وقُلْ: لا الهَ الا اللّٰهُ وحدَهٗ لا شَريكَ لهٗ' لهُ الملكُ' ولهُ الحمدُ' وهُوَ على كلِّ شيءٍ قدير عشْرَ مرَّاتٍ' ثمَّ قُلْ: اللّٰهمَّ اني اسئلكَ بمعاقد العِزِّ مِن عَرشِكَ' ومُنتَهى الرَّحمةِ مِنْ

(۱۸۸) حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دن رات میں بارہ رکعت نماز پڑھو' ہر دو رکعتوں کے درمیان تشہد میں بیٹھو اور جب نماز کے آخر میں تشہد میں بیٹھو تو اللہ عزّ وجلّ کی ثناء بیان کرو' نبی ﷺ پر درود بھیجو اور پھر سجدہ کرو اور بحالت سجدہ سات بار سورۂ فاتحہ پڑھو' سات بار آیت الکرسی پڑھو اور پھر دس بار یہ پڑھو: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اس کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) پھر یہ کہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ' وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ ' وَاِسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْاَعْلٰى'

(۱) علماء نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کے معجزات' آپ ﷺ کی دُعا کے مستجاب ہونے اور آپ ﷺ کی دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے جو خرقِ عادات امور کا ظہور فرمایا اور مبتلائے آلام و مصائب لوگوں کو نجات دی' کے قبیل سے ذکر فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس نابینا شخص کے لیے دُعا فرمائی اور آپ ﷺ کی دُعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نواز کر اس کی بصارت کو واپس لوٹا دیا تھا اس لیے امام بیہقی اور کئی دیگر مصنفین نے اسے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نابینا شخص کا شفایاب ہونا آنحضرت ﷺ کی دُعا کی برکت سے تھا' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے ''وسیلہ کے انواع و احکام'' ص ۱۰۱۔ ۱۲۳ تصنیف علامہ محمد ناصر الدین البانی' ترجمہ: محمد خالد سیف نیز ملاحظہ فرمایئے تحفۃ الاحوذی' ج ۴' ص ۲۸۲۔ ۲۸۳

كِتابكَ، واسمِكَ الاعظمِ، ووجدك الاعلٰى، وكلماتِكَ التَّامَّةِ، ثمَّ سلْ حاجتَكَ، ثمَّ ارفعْ راسَكَ، ثم سلِّمْ يمينًا وشِمَالًا، و [لا تُعلِّمُوها السُّفهاء] فإنَّهُمْ يَدْعونَ بها فَيُجابونَ)) [رواه الحاكم وقال: قالَ احمد بن حرب: قد جربته فوجدته حقا۔ وقال ابراهيم بن على الديبلى: قد جربته فوجدته حقا، وقال ابو زكريا: قد جربته فوجدته حقا۔ قالَ الحاكم: قد جربته فوجدته حقا۔ تفرد به عامر بن خداش، وهو ثقة مامون۔ قالَ المصنف عامر هذا قالَ شيخنا ابو الحسن هونيسافورى صاحب مناكير، وقد تفرد به عن عمر بن هارون البلخي، وهو متروك متهم اثنى عليه ابنِ مهدى وحده فيما اعلم، والاعتماد فى هذا على التجربة لا على الاسناد]

وَكَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ (اے ربّ ذوالجلال والاکرام! میں تجھ سے ان صفات کے ساتھ جن سے تیرا عرش عزت کا مستحق ہوا، تیری کتاب کے منتہاء رحمت کے ساتھ، تیرے اسم اعظم کے ساتھ، تیرے بلند وبالا وجلال کے ساتھ اور تیرے مکمل کلمات کے ساتھ یہ سوال کرتا ہوں۔ پھر اپنی حاجت کا اللہ جل جلالہٗ سے سوال کرو، پھر سجدہ سے سر اُٹھاؤ اور دائیں بائیں سلام پھیر دو۔ اور بے وقوف لوگوں کو یہ دُعا نہ سکھاؤ کیونکہ وہ اس طرح (لوگوں کو ایذاء پہنچانے کے لئے) دُعا کریں گے اور ان کی دُعا قبول ہو گی۔ (حاکم، احمد بن حرب بیان کرتے ہیں میں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے کامیاب پایا، ابراہیم بن علی دیبلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے کامیاب پایا، ابو زکریا بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے کامیاب پایا، امام حاکم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا تجربہ کیا تو اسے کامیاب پایا۔ اس حدیث کی سند میں عامر بن خداش متفرد ہے اور وہ ثقہ مامون ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابوالحسن نے فرمایا یہ عامر نیساپوری ہے اور اس کی بہت سی روایات منکر ہیں، یہ عمر بن ہارون بلخی سے اسے روایت کرنے میں متفرد ہے اور وہ متروک اور متہم ہے، میرے علم کی حد تک صرف ابنِ مہدی نے ان کی تعریف کی ہے اور کسی نے نہیں اور پھر اس سلسلہ میں اعتماد تجربہ پر ہے سند پر نہیں۔ [1] [موضوع]

---

(۱) اس دُعا میں جو یہ کلمہ آیا ہے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ تو حافظ ابنِ اثیر فرماتے ہیں کہ اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! میں تجھ سے ان صفات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، جن کے باعث عرش عزت کا مستحق ہوا۔ یا معاقد سے مراد عرش کے منعقد ہونے کے مواضع ہیں اور اس کا حقیقی معنی عزت عرش ہے گویا اس شرح کے پہلے معنی کے اعتبار سے وہ صفات مُراد ہیں جن کے باعث ایسی عزت کا مستحق ٹھہرا اور یہ صفات باری تعالیٰ میں سے ایک صفت کے ساتھ وسیلہ ہے اور یہ جائز ہے تاہم یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ باطل اور موضوع ہے ابنِ جوزی نے اپنی کتاب ''الموضوعات'' میں لکھا ہے کہ ''بلاشک وشبہ یہ حدیث موضوع ہے'' حافظ زیلعی نے نصب الرایہ میں اسے موضوع قرار دیا ہے ملاحظہ فرمایئے ۵/۲۷۲۔ تعجب ہے کہ حافظ ابنِ حجر نے اس حدیث کو حذف کیوں نہ کیا خصوصاً جب کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ اس میں عامر بن خداش متفرد ہے اور آپ کے استاد ابوالحسن اسے صاحب مناکیر قرار دیتے ہیں اور ان کا استاد بلخی بھی متروک ومتہم ہے۔ تعجب بالائے تعجب یہ کہ حافظ فرماتے ہیں کہ ''اس سلسلہ میں اعتماد تجربہ پر ہے سند پر نہیں'' جب یہ حدیث ہے ہی باطل اور موضوع تو اس کی بنیاد پر تجربہ کیسا؟ اور تجربہ سے جو موضوع روایات صحیح ثابت ہو جائیں کیا انہیں صحیح قرار دے دیا جائے؟ (مترجم) مزید =

الترغيب في صلاة الاستخارة

نمازِ استخارہ کی ترغیب

(۱۸۹) ((عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه رضی اللہ عنہ قالَ: كانَ رسولُ اللّٰه ﷺ يعلمنا الاسْتِخَارةَ في الْأُمُورِ كلِّها كما يُعلمنا السُّورةَ منَ القُرآنِ يقولُ: اذا همَّ احدُكُم بالامرِ فَلْيركَعْ ركعتَينِ من غَيْرِ الفَريضةِ، ثمَّ ليقل اللّٰهُمَّ انى استخيرُكَ بعِلمكَ، واستقدرُكَ بقُدرتِكَ، واسألُكَ مِنْ فَضلِكَ العَظِيمِ، فإنَّكَ تَقدرُ ولا اقدِرُ، وتَعلمُ ولا اعلمُ، وانتَ علَّامُ الغُيوبِ۔ اللّٰهُمَّ ان كُنتَ تعلمُ انَّ هذا الامر خَيْرٌ لى فى دينى وَمَعاشى وعَاقبةِ امرى، او قَالَ: عَاجلِ امرى وآجله فاقْدُرْهُ لى، ويَسِّرهُ لى، ثمَّ بارِكْ لى فيهِ، وإن كُنتَ تَعلمُ انَّ هذا الامرَ شَرٌّ لى فى دينى ومَعاشى، وعاقبةِ امرى، او قال: عاجلِ امرى وآجله فاصرِفْهُ عَنِّى واصرِفنى عنهُ واقدُرْ لِى الخَيْرَ حيثُ كانَ ثمَّ رَضِّنى بِهِ۔ قالَ: ويُسمِّى حاجَتَه۔)) [رواه البخارى واصحاب السنن]

(۱۸۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام امور میں ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے جس طرح قرآنِ مجید کی کسی سورۃ کی تعلیم دیا کرتے تھے' آپ ارشاد فرماتے کہ تم میں سے کوئی جب کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ (یعنی دو رکعت نفل پڑھے) اور پھر یہ دُعاء پڑھے (ترجمہ) اے اللہ! میں آپ سے آپ کے علم کی بدولت خیر کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کی برکت سے طاقت طلب کرتا ہوں' اور آپ کے فضل عظیم کا آپ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ آپ قدرت رکھتے ہیں اور میں قدرت نہیں رکھتا اور آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا' اور آپ توغیبوں کو جاننے والے ہیں' اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے دین' دنیا اور انجام کار کے اعتبار سے ۔۔۔۔ یا یہ کہا ۔۔۔ میری دُنیوی زندگی کے اعتبار سے اور اُخروی زندگی کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے' اسے میرے لئے آسان بنا دے اور پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے دین دنیا اور انجام کار ۔۔۔۔ یا یوں کہا ۔۔۔ میری دُنیوی زندگی کے اعتبار سے اور اُخروی زندگی کے اعتبار سے بُرا ہے تو اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے اور میرے مقدر میں خیر کر دے وہ جہاں کہیں بھی ہو اور پھر اس کے ساتھ مجھے راضی بھی کر دے ۔۔۔۔ یہ دُعا کرتے ہوئے آدمی اپنی حاجت کا نام لے۔ (بخاری واصحاب سنن)

= تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ ''وسیلہ کے انواع واحکام''۔ اس حدیث کے موضوع ہونے پر یہ دلیل ہی کافی ہے کہ اس میں سجدہ میں سورۃ فاتحہ اور دیگر آیاتِ قرآنیہ پڑھنے کو کہا گیا ہے جبکہ صحیح احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہے۔ ازہر

الترغیب فی سجود التلاوۃ

سجودِ تلاوت کی ترغیب

(۱۹۰) ((عن ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا قَرأَ ابنُ آدمَ سجدۃً فسَجدَ اعتزَلَ الشَّیطانُ یَبکی یقولُ: یا ویلَہ اُمِرَ ابنُ آدمَ بالسجودِ فسجدَ فَلَہُ الجنۃُ، واُمرتُ بالسُّجودِ فابَیتُ فَلِیَ النارُ)) [رواہ مسلم]

(۱۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابنِ آدم آیت سجدہ کو پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان الگ تھلگ ہوکر رونا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا اور وہ جنّت میں جائے گا اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے انکار کر دیا تو میرے لیے جہنم ہے۔ (مسلم)

(۱۹۱) ((وعنہ عنِ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کُتِبَ عندَہ سورۃُ النَّجمِ فلما بَلَغَ السجدۃَ سَجَدَ وسَجدْنا معَہُ وسجدَتِ الدَّواۃُ والقلمُ۔)) [رواہ البزار بسند جید]

(۱۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورۂ نجم لکھی گئی جب آیت سجدہ آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا اور دوات اور قلم نے بھی سجدہ کیا۔ (بزار بسند جید)

(۱۹۲)((وعنْ ابنِ عباسٍ رضی اللہ عنہما قالَ: جاءَ رجلٌ الی النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ یا رسولَ اللّٰہ انّی رایتُ فی ھذہِ اللیلۃِ فیما یَری النائمُ کانی اصلّی خَلْفَ شَجرۃٍ۔ فَرایتُ کانی قَدْ قرأتُ سجدۃً ، فرایتُ الشجرۃَ کانھا تَسجدُ بسُجودی، فَسمِعتُھا وھی ساجدۃٌ وھی تقولُ: اللّٰھم اکتبْ لی بھا عندَکَ اجرًا، واجعلْھا لی عندَکَ ذُخرًا، وضَعْ عنّی بھا وِزْرًا، وتقبلْھا منی کما تقبلْتَ من عبدِکَ داوودَ۔ قالَ ابنُ عباسٍ فرایتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قَرأَ السجدۃَ فسمعتُہُ وھُوَ ساجدٌ یقولُ: مثلَ ما قالَ الرجلُ عن کَلامِ الشَّجرۃِ۔)) [رواہ

(۱۹۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آج رات یہ خواب دیکھا گویا ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، میں نے دیکھا گویا میں نے آیت سجدہ کو پڑھا ہے تو میں نے دیکھا کہ درخت نے میرے سجدہ کرنے کے ساتھ خود بھی سجدہ کیا اور اس نے سجدہ کرتے ہوئے یہ دُعا پڑھی (ترجمہ) اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے لئے اپنے پاس اجر لکھ لے، اسے میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ کر لے، اس کی وجہ سے میرے بوجھ کو مجھ سے دور کر دے اور میرے سجدہ کو اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے اپنے بندے داؤدؑ کے سجدہ کو قبول فرمایا تھا، ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس سجدہ میں آپ یہی کلمات پڑھ رہے تھے جو اس آدمی نے درخت کے حوالے سے بیان کیے تھے (ترمذی ابن ماجہ۔ ابنِ حبان

الترمذی وابن ماجه وصححه ابنُ حبان ووقع عند ابی یعلی والطبرانی ((ان الرائی ابوسعید الخدری اخرجه من حدیثه]))

نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابویعلیٰ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ یہ خواب دیکھنے والے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے اور یہ حدیث بھی انہی کے واسطے سے روایت کی ہے۔)

کتاب الجمعۃ وذکر ابوابہ

الترغیب فی صلاۃ الجمعة والسعی الیها وما جاء فی فضل یومها وساعتها

نمازِ جمعہ اور اس کی طرف کوشش کر کے جانے کی ترغیب اور جمعہ کے دن اور اس میں ایک مخصوص گھڑی کی فضیلت

(۱۹۳) ((عن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ توضأ فأحْسَنَ الوُضوءَ ثُمَّ اتی الجمعةَ فاستمَعَ وانْصتَ غُفِرَ لَهُ ما بَینَه وبینَ الجُمعةِ و ومَنْ مسَّ الحَصَی فَقَدْ لَغَی۔)) [رواه مسلم وغیره واخرجه ابن خزیمه مطولًا ولفظه ((اذا كانَ یومُ الجمعةِ فاغتَسلَ وغَسَل راْسَه ثمَّ تَطیَّبَ من اطْیبِ طِیبِه وَلبسَ مِن صالحِ ثِیابه ثمَّ خَرجَ الی الصلاةِ ولمْ یُفرِّقْ بینَ اثنینِ ثمَّ استمَعَ لِلامامِ غُفِرَ لَهُ مِنَ الْجُمعةِ الی الجُمعةِ وزیادةِ ثلاثةِ ایَّامٍ))۔ قوله لغی قیل معناه خاب من الاجر وقیل اخطا وقیل صارت جمعته ظهرا وقیل غیر ذلك]

(۱۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کر لے پھر جمعہ کے لیے آئے، خطبہ سنے اور خاموش بیٹھ کر سنے تو اس کے لیے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بلکہ مزید تین دن[1] کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا، اس نے لغو کام کیا (مسلم وغیرہ، ابن خزیمہ نے اس روایت کو قدرے طویل بیان کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں کہ جب جمعہ کا دن ہو اور وہ غسل کرے اور سر کو دھوئے، پھر اچھی خوشبو استعمال کرے، عمدہ کپڑے پہنے، پھر نماز کے لیے چلا جائے، دو آدمیوں کو الگ کر کے نہ بیٹھے اور امام کا خطبہ سنے تو اس کے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بلکہ تین دن زیادہ کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، لغی (اس نے لغو کام کیا) کے بارے میں ایک قول تو یہ ہے کہ وہ اجر سے محروم ہوا، دوسرا یہ کہ اس نے غلطی کی اور تیسرا یہ کہ اس کا جمعہ ظہر بن جائے گا، علاوہ ازیں کئی اور اقوال بھی ہیں) [حسن]

(۱۹۴) ((وعن ابی سعیدٍ رضی اللہ عنہ انه سَمِعَ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ: خَمسٌ مَن عَمِلَهُنَّ

(۱۹۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ کام ایسے ہیں کہ جو

(۱) مزید تین دن کے اس لیے تاکہ اسے ''الحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا'' اصول کے مطابق مکمل دس دنوں کا ثواب ملے۔

فی یومٍ کتبَهُ اللّٰه مِنْ اهلِ الجنَّةِ۔ مَنْ عادَ مَرِیضًا، وَشَهِدَ جَنازةً، وصَامَ یَومًا، ورَاحَ الی الجُمعةِ، واعتقَ رَقبةً۔)) [اخرجه ابن حبان]

انہیں ایک دن سرانجام دے اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت میں سے لکھ لیتا ہے یعنی (۱) جو مریض کی بیمار پرسی کرے (۲) جنازہ میں شرکت کرے (۳) روزہ رکھے (۴) جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد میں جلدی جائے اور (۵) ایک گردن کو آزاد کر دے۔ (ابن حبان) [صحیح]

(۱۹۵)((وعن اوسِ ابنِ اوسِ الثَّقفیّ رضی اللہ عنہ سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ یقولُ: مَن غَسَّلَ یومَ الجُمعةِ واغْتَسَلَ وبكَّرَ وابْتَكَرَ ومَشٰى ولَمْ یركبْ وَدَنَا مِنَ الِامامِ واستمَعَ ولَمْ یلغُ كانَ لَهُ بِكلِّ خَطوةٍ عملُ سَنةٍ اجرُ صیامِها وقیامِها۔)) [رواه احمد واصحاب السنن وحسنه الترمذی وصححه ابن خزیمة وابن حبان والحاكم۔ قالَ الخطابی ما ملخصه۔ قوله غَسَّلَ واغتسل وبكر وابتكر قیل هو من التاكید اللفظی والمعنی واحد بدلیل قوله مشی ولَمْ یركب وهو قول الاثرم صاحب احمد]

(۱۹۵) حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے دھوئے، جلدی (مسجد میں) جائے، پیدل جائے اور سوار نہ ہو، امام کے قریب بیٹھے، خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے تو اسے ہر قدم کے بدلہ میں ایک سال کے روزے اور قیام کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ (احمد، اصحاب سنن۔ ترمذی نے اسے حسن اور ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ غسل اور اغتسل کے معنی نہانا اور بکر و ابتکر کے معنی جلدی جانا ہے دو لفظ تاکید کے لیے استعمال ہوئے ہیں دونوں کا معنی ایک ہی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد فرمایا: پیدل جائے اور سوار نہ ہو۔ امام احمد کے شاگرد اثرم کا بھی یہی قول ہے)۔ [صحیح]

(۱۹۶) ((وعن انس ابنِ مالك رضی اللہ عنہ قالَ: عُرِضَتِ الجُمعةُ علی رسولِ اللّٰه ﷺ جاء جِبریلُ فی كفِّهِ كالمِرْآةِ البیضاءِ فی وسَطِها كالنُّكتة السَّوداءِ، قالَ: هٰذِهِ الجمعةُ یعرضُها علیكَ ربُّكَ لِتكونَ لكَ عیدًا، ولقومِكَ مِنْ بَعدِكَ، ولكم فِیها خَیرٌ، تكونُ انتَ الاولَ وتكونُ الیهودُ والنصارٰی مِنْ بَعْدِك۔ وفیها ساعةٌ لا یَدعُو احدٌ ربَّه فیها بِخَیرٍ هو لَهُ قُسِمَ

(۱۹۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمعہ کو پیش کیا گیا، جبریل اسے اپنی ہتھیلی میں پکڑ کر اس طرح لائے جیسے کوئی سفید آئینہ ہو، جس کے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ ہو اور کہا کہ یہ جمعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ آپ کے پاس بھیج رہا ہے تاکہ یہ آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی اُمت کے لیے عید ہو، تمہارے لیے اس میں خیر و برکت ہے آپ پہلے ہوں گے اور یہود و نصاریٰ آپ کے بعد ہوں گے۔ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں جو کوئی اپنے ربّ سے خیر کی دُعا مانگے اللہ اسے ضرور عطا فرماتا ہے یا شر سے وہ پناہ مانگے تو اس سے بھی بڑے

الا اعطاهُ، او یتعوَّذُ من شرٍّ الا دُفِعَ عنهُ ما هو اعظمُ منهُ۔ وَنَحنُ نَدعُوهُ فی الْاٰخرةِ یومَ الْمَزِید الحدیث)) [رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد جید]

شر کو اس سے دُور کر دیا جاتا ہے' آخرت میں ہم اسے یوم المزید کے نام سے پکاریں گے"۔ (طبرانی اوسط' باسناد جید) [حسن صحیح]

(۱۹۷) ((وعَن ابی لُبَابة ابنِ عبدِ المُنذِرِ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم انَّ یومَ الجُمعةِ سیدُ الایامِ واعظمُها عندَ اللّٰهِ، وهُوَ اعظمُ عندَ اللّٰهِ مِنْ یومِ الاضحی، ویومِ الفطرِ، وفیهِ خمسُ خِلالٍ: خلقَ اللّٰهُ فیهِ آدمَ، واهبطَ اللّٰهُ فیهِ آدمَ الی الارضِ، وفیهِ توَفَّی اللّٰهُ آدمَ، وفیهِ ساعةٌ لا یَسالُ اللّٰهَ فیها العبدُ شیئًا الا اعطاهُ ما لَمْ یَسالْ حَرامًا۔ وفیه تقومُ الساعة ما مِنْ مَلَكٍ مقرَّبٍ، ولا سماءٍ ولا اِرضٍ ولا ریاحٍ۔ ولا جبالٍ، ولا شجرٍ الا وهُنَّ یُشفقن مِنْ یومِ الجُمعةِ)) [رواہ احمد وابن ماجه واخرجه احمد من حدیث سعد بنِ عبادة ورواته ثقات مشهورون]

(۱۹۷) حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ اضحیٰ اور فطر کے دنوں سے بھی زیادہ عظیم تر ہے' اس دن کے پانچ امتیازات ہیں: (۱) اس دن میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا (۲) اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اُتارا (۳) اس دن اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو فوت کیا (۴) اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اپنے رب سے جو بھی سوال کرے اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتا ہے بشرطیکہ وہ حرام کا سوال نہ کرے اور (۵) اس دن قیامت[1] ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ملک مقرب' آسمان' زمین' ہوائیں' پہاڑ اور درخت جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں[2] (احمد' ابنِ ماجہ' مسند احمد میں یہ حدیث سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کی سند کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں) [ضعیف]

(۱۹۸) ((وعن انسِ بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ قالَ: انَّ اللّٰهَ تبارَكَ وتعالیٰ لَیْسَ بتاركٍ احداً مِنَ الْمُسلمینَ یومَ الجمعةِ الا غفر لَهُ۔)) [رواہ الطبرانی فی الاوسط فیما اری

(۱۹۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن کسی مسلمان کو بھی معاف کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ (طبرانی اوسط' میرے خیال میں یہ روایت حسن اسناد کے ساتھ مرفوع ہے) [موضوع]

(۱) یہاں ساعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ دو معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ایک تو یہ کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے ایک جزء کو ساعت کہتے ہیں اور دوسرا یہ کہ رات یا دن کے چھوٹے سے جزء کو کہتے ہیں۔ جَلَسْتُ عِنْدَکَ سَاعَةً مِن نهار کے معنی ہوں گے کہ میں آپ کے پاس دن کو تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا' پھر یہ لفظ قیامت کے لیے مستعار لیا گیا' زجاج فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں جہاں بھی ساعت کا لفظ آیا' قیامت کے معنی میں آیا ہے مُراد یہ ہے کہ یہ چھوٹی سی گھڑی ہوگی جس میں اَمرِ عظیم واقع ہوگا' قلیل وقت کی وجہ سے اسے ساعہ سے موسوم کیا گیا۔ (نہایہ)

(۲) یشفقن ڈرتے ہیں اور بکثرت تسبیح و تحمید بیان کرتے ہیں اس لیے کہ اس دن قیامت قائم ہوگی۔

مرفوعًا بإسناد حسن]

(۱۹۹) ((وعن ابی هُريرةَ ﷺ انّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يومَ الجمعةِ فقالَ: فيها ساعةٌ لا يوافِقُها عبدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قائِمٌ يُصَلّي يَسالُ اللّٰه شيئًا الا اعطاهُ۔ واشار بيدِهِ يُقلِّلُها))[متفق عليه]

(۱۹۹) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ مسلمان آدمی اس میں نماز پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرماتا ہے اور آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ یہ گھڑی بہت قلیل سی ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲۰۰) ((وعن ابی بُرْدَةَ بنِ ابی مُوسٰی قالَ: قالَ لی عبدُ اللّٰهِ بنُ عُمرَ اَسمِعْتَ اباكَ يُحدِّثُ عَنْ رسولِ اللّٰه ﷺ فی شانِ ساعة الجمعة؟ فقالَ نعم سَمعتهُ يقولُ: سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقولُ: هي ما بين ان يجلسَ الامامُ الى ان تُقضى الصلاةُ۔)) [رواه مسلم ، وابوداوود، وقال: يعني على المنبر۔]

(۲۰۰) حضرت ابو بردۃ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے جمعہ کی گھڑی کے بارہ میں کچھ بیان کیا ہو؟[1] انہوں نے کہا ہاں میں نے اپنے والد صاحب سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے تک ہے۔ (مسلم، ابوداؤد انہوں نے کہا کہ مُراد امام کا منبر پر بیٹھنا ہے)

(۲۰۱)((وعن عبدِ اللّٰهِ بنِ سَلامٍ ﷺ قالَ: قلتُ ، و رَسولُ اللّٰهِ ﷺ جالسٌ: اِنّا لَنجدُ في كتابِ اللّٰهِ: في يومِ الجمعة ساعةً لا يُوافِقُها عَبدٌ مُؤمنٌ يُصلِّي يَسالُ اللّٰهَ فيها شَيئًا الا قضى لهُ حاجَتَهُ۔ قالَ عبدُ اللّٰه: واشارَ إلَيَّ رسولُ اللّٰه ﷺ۔ أو بَعضَ ساعةٍ ، فقلتُ صَدقتَ، أو بعض ساعةٍ۔ قلتُ اية ساعةٍ هيَ؟ قالَ: آخِرُ ساعاتِ النَّهارِ۔ قلتُ: انَّها لَيست ساعة صلاةٍ؟ قالَ: بلى انَّ العبدَ اذا صَلّى، ثمَّ جَلسَ لَمْ يُجلِسْهُ الا الصلاةُ فهوَ في

(۲۰۱) حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے کہا جب کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے کہ ہم اللہ کی کتاب میں یہ پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر مردمومن اسے اس حالت میں پائے کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو پورا فرما دیتا ہے، عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یا گھڑی کا کچھ حصہ۔ میں نے عرض کیا آپ سچ فرماتے ہیں وہ گھڑی کا کچھ حصہ ہے، میں نے عرض کیا: وہ گھڑی کونسی ہے؟ فرمایا دن کی آخری گھڑی، میں نے عرض کیا: کہ یہ تو نماز کی گھڑی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں بندہ جب نماز پڑھتا ہے پھر نماز ہی کی نیت سے وہاں بیٹھ جاتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے (ابن ماجہ

(۱) یعنی جمعہ کی وہ گھڑی جس کا سابقہ حدیث میں ذکر گزر چکا ہے اور جس میں اللہ تعالیٰ دُعا کرنے والے کی دُعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔

صلاۃٍ۔)) [رواه ابن ماجه باسناد على شرط الصحيح]

نے اسے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو صحیح کی شرط کے مطابق ہے) [حسن صحيح]

الترغيب فى الغسل يوم الجمعة

جمعہ کے دن غسل کرنے کی ترغیب

(۲۰۲) ((عن ابى اُمامةَ ﷺ عنِ النبىِّ ﷺ قالَ: انَّ الغُسل يومَ الجمعةِ لَيستَلُّ الخَطايا منْ اصولِ الشَّعرِ اسْتِلالاً۔)) [رواه الطبرانى ورواته ثقات]

(۲۰۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے کھینچ کر باہر نکال دیتا ہے۔ (طبرانی' اس کے راوی ثقہ ہیں) [ضعيف]

(۲۰۳) ((وعن ابى سعيدٍ الخدرىِّ رضی اللہ عنہ عن رسولِ اللّٰه ﷺ قالَ: غسلُ يومِ الجُمعةِ واجبٌ على كُلِّ مُحتلِمٍ، وسِواكٌ، ويَمسُّ مِنَ الطِّيبِ ما قدَرَ عَلَيهِ۔)) [رواه مسلم وغيره]

(۲۰۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل ہر بالغ پر واجب ہے' نیز مسواک کرنا اور حسب استطاعت خوشبو بھی استعمال کرے۔ (مسلم اور دیگر)

(۲۰۴)((وعن ابنِ عباسٍ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : انَّ هذا يَومُ عيدٍ جَعلَهُ اللّٰهُ للمسلمينَ، فمنْ جاءَ الجمعةَ فلْيغتسِلْ وانْ كانَ عِندَهٗ طِيبٌ فلْيَمَسَّ منهُ، وعَليكُم بالسِّواكِ۔)) [رواه ابن خزيمه بهذا اللفظ واسناده حسن]

(۲۰۴) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی عید بنا دیا ہے لہٰذا جو جمعہ کے لیے آئے وہ غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو اسے استعمال کرے نیز مسواک بھی ضرور کرو۔ (ابن خزیمہ باسناد حسن) [حسن لغيره]

الترغيب فى التبكير الى الجمعة وما جاء فى من يتاخر عن التبكير من غير عذر

جمعہ کے دن جلد مسجد جانے کی ترغیب اور بلا عذر تاخیر سے آنے والے کے متعلق کیا وارد ہے؟

(۲۰۵) ((عن ابى هُريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: مَنِ اغْتَسَلَ يومَ الجمعةِ غسلَ الجَنابةِ، ثمَّ راحَ فى السَّاعةِ الاولى

(۲۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کیا اور پھر چل پڑا تو گویا اس نے اُونٹ کی قربانی دی اور جو دوسری ساعت

فَكَأنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، ومَنْ رَاحَ فی السَّاعةِ الثانيةِ: فكأنَّما قرَّبَ بقرَةً، ومن رَاحَ فی الساعةِ الثالثةِ: فكأنَّما قرَّبَ كبْشًا اقْرَنَ، ومن رَاحَ فی الساعةِ الرابعةِ: فكأنَّما قرَّبَ دَجاجةً، ومن رَاحَ فی الساعةِ الخامسةِ: فكأنَّما قرَّبَ بَيضةً، فإذا خَرجَ الِامامُ حضَرتِ الملائكةُ يستَمِعُونَ الذِّكر)) [متفق عليه]

میں روانہ ہوا تو اس نے گویا گائے کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا اور جو تیسری گھڑی میں چلا تو اس نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو چوتھی ساعت میں چلا تو اس نے گویا مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں گھڑی میں چلا تو اس نے گویا ایک انڈہ قربان کیا اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے ذکر الٰہی سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

الترهيب من تخطى الرقاب يوم الجمعة

جمعہ کے دن گردنیں پھلانگتے ہوئے آنے کی ممانعت

(۲۰۶) ((عن عبدِ اللّٰهِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ قالَ: جاءَ رجلٌ يَتخطّى رِقابَ الناسِ يومَ الجمعةِ، والنبیُّ ﷺ يَخطبُ، فقالَ النبیُّ ﷺ: اجلسْ فقَدْ آذَيتَ۔)) [رواه احمد وابوداود والنسائی وابن خزيمة وابن حبان وزاد وآنيت وهی بِمَدّثمَّ نون اخرت المجیء واخرجه ابن ماجه من حديث جابر]

(۲۰۶) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ تم نے (لوگوں کو) تکلیف دی ہے (احمد' ابوداؤد' نسائی' ابنِ خزیمہ۔ ابنِ حبان کی روایت میں آنیت (مدّ اور نون کے ساتھ) کا لفظ بھی ہے' جس کے معنی یہ ہیں کہ تم تاخیر سے آئے ہو' ابنِ ماجہ نے اس حدیث کو بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے) [صحیح]

الترهيب من الكلام والامام يخطب والترغيب فیالانصات

امام کے خطبہ کے دوران بات کرنے پر وعید اور خاموشی کی ترغیب

(۲۰۷) ((عن ابی هُريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ النبیَّ ﷺ قالَ: اذا قُلتَ لصاحِبِكَ: انصِتْ والِامامُ يخطبُ فقدْ لَغَوتَ۔)) [متفق عليه]

(۲۰۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو اور تم اپنے بھائی سے یہ کہو کہ خاموش ہو جاؤ تو تم نے بھی لغو کام کیا۔ (بخاری ومسلم)

(۲۰۸) ((وعن عبدِ اللّٰہ بنِ عمرو رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : ومن لَغی وتَخطّٰی رِقابَ الناسِ کانتْ لہُ ظُھرًا۔)) ابو داوود وصححہ ابن خزیمہ واخرجہ ایضا من حدیث ابی ھُریرۃَ]

(۲۰۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جس شخص نے لغو کام کیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس کے لیے یہ ظہر کی نماز ہو گی۔ (ابوداؤد' ابنِ خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا اور اسے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیان کیا ہے)[صحیح]

الترھیب من ترک الجمعۃ بغیر عذر

بلا عذر جمعہ ترک کرنے پر وعید

(۲۰۹)((عن ابنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ انَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: لِقَومٍ یَتخلّفون عنِ الجُمعۃِ: لَقَدْ ھَمَمْتُ انْ آمُرَ رجُلًا یُصلّی بالناسِ۔ ثمَّ اُحَرِّقَ علی رِجالٍ یَتخلّفونَ عنِ الجمعۃِ بُیوتَھُم))[رواہ مسلم]

(۲۰۹) حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے کہا کہ جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں جا کر ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دوں جو جمعہ کیلئے آنے کے بجائے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ (مسلم)

(۲۱۰)((وعن ابی الجَعْدِ الضّمرِیِّ رضی اللہ عنہ۔ وکانتْ لہُ صُحبۃٌ۔ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم : قالَ من تَرَکَ ثلاثَ جُمعٍ تَھاوُنًا طَبَعَ اللّٰہ علی قَلبِہ۔)) [رواہ احمد واصحاب السنن وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم وفی روایۃ لابن خزیمۃ ((ثلاثًا من غیرِ عُذرٍ فھو مُنافق))۔ وذکرہ رزین فزاد: ھو بری ء من اللّٰہ۔ واخرجہ احمد وصححہ الحاکم من حدیث ابی قتادۃ نحو الاول واخرجہ ابن ماجہ من حدیث جابر۔]

(۲۱۰) حضرت ابوالجعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اور یہ صحابی رضی اللہ عنہ تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مُہر لگا دیتا ہے (احمد' اصحاب سنن' ابن خزیمہ' ابنِ حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابنِ خزیمہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص بلا عذر تین جمعے چھوڑ دیتا ہے' وہ منافق ہے' رزین نے بھی اسے ذکر کیا ہے اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: کہ وہ اللہ سے لاتعلق اور بری ہے' احمد اور حاکم نے پہلی روایت کے الفاظ کی طرح اسے بیان کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے' ابنِ ماجہ میں یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)[حسن صحیح]

الترغيب فيما يقرأ يوم الجمعة

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی ترغیب

(٢١١) ((عن ابی سعیدٍ الخدریؓ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قالَ: مَن قَرأ سورۃَ الکھفِ فی یومِ الجُمعۃِ اضَاءَ لَہ مِنَ النُّورِ ما بینَ الجُمعَتینِ)) [رواہ النسائی والبیھقی مرفوعًا وصححہ الحاکم]

(٢١١) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے تو اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور جگمگا تا رہے گا۔ (نسائی و بیہقی نے اسے مرفوعاً روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

کتاب الصدقات وذکر ابوابہ

الترغیب فی اداء الزکاۃ وتاکید وجوبھا

زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب اور اس کے وجوب کی تاکید

(٢١٢) ((عن جابرٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رجلٌ یا رسولَ اللّٰہ: ارایتَ ان ادّٰی الرجلُ زَکَاۃَ مالِہ؟ فقالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : من ادّٰی زَکاۃَ مالِہ، فَقَدْ ذَھبَ عنہُ شرُّہ)) [رواہ الطبرانی فی الاوسط واللفظ لہ وصححہ ابن خزیمۃ والحاکم مختصراً: اذا ادّیتَ زَکاۃَ مالِكَ فقد اذھبتَ عنكَ شرَّہ۔ واخرج ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم فی صحاحھم عن ابی ھُریرۃَ ان رسول اللّٰہ ﷺ قالَ: اذا ادَّیتَ الزکاۃَ فقد قضیتَ ما علیكَ، ومن جمعَ مالاً حرامًا، ثم تصدّقَ بِہ لم یکن لہُ فیہِ اجرٌ، وکانَ اصرُہُ علیہ۔]

(٢١٢) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اگر آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو؟ فرمایا ''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو اس کے مال کا شر اس سے دُور ہو گیا[1] (طبرانی اوسط اور یہ الفاظ طبرانی ہی کی روایت کے ہیں۔ ابنِ خزیمہ و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور بایں الفاظ مختصر روایت کیا ہے کہ جب تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دو تو تم نے اس کے شر کو خود سے دور کر دیا' ابنِ خزیمہ' ابنِ حبان اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نے زکوٰۃ ادا کر دی تو اپنا ذمہ ادا کر دیا اور جس نے مال حرام جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا تو اس کے لیے اس میں کوئی اجر نہ ہوگا اور اس کا بوجھ اس پر ہوگا) [حسن لغیرہ]

(١) یعنی اس میں برکت ہوگی' نیک کاموں میں استعمال ہوگا اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت میں خرچ ہوگا اور قبر میں اس مال کی وجہ سے نہ عذاب ہوگا اور نہ اسے سانپ کی صورت دی جائے گی کہ وہ اسے ڈسنے اور عذاب دینے لگے' جیسا کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے متعلق حدیث میں آیا ہے۔ (عمارہ)

(۲۱۳) ((وعن الحسن قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: حَصِّنوا اموالَكُم بالزكاةِ، وداوُوا مرضاكُم بالصَّدقةِ، واستقبلوا امواجَ البلاءِ بالدعاءِ والتَّضرعِ۔)) [رواه ابوداود في المراسيل واخرجه الطبراني والبيهقي عن جماعة من الصحابة مرفوعًا متصلًا۔ والمرسل اشبه]

(۲۱۳) حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کو محفوظ کرو، صدقہ کے ساتھ اپنے مریضوں کا علاج کرو اور دُعا و گریہ زاری کے ساتھ بلا کی موجوں کا استقبال کرو (ابوداؤد نے اسے ''المراسیل'' میں روایت کیا ہے اور طبرانی و بیہقی نے صحابہ ؓ کی ایک جماعت سے اسے مرفوع و متصل روایت کیا ہے لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے)[ضعیف]

الترهيب من منع الزكاة حتى الحلي

زیورات اور دیگر اشیاء سے زکوٰۃ نہ دینے کی شدید وعید

(۲۱۴) ((عن عبدِ اللّٰه بنِ مسعودٍ ؓ عن رسولِ اللّٰه ﷺ قالَ: ما مِنْ احدٍ لا يُؤدّي زَكاةَ مالِهِ الا مُثِّلَ لهُ يومَ القيامةِ شجاعاً اقرعَ حتّى يُطوَّقَ بِه عُنُقَه، ثُمَّ قرا علينا النبيُّ ﷺ مِصداقَهُ من كِتابِ اللّٰهِ: وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ الْأيه۔ رواه ابن ماجه وهذا لفظه والنسائي وصححه ابن خزيمه واخرجه البزار والطبراني وصححه ابن خزيمه وابن حبان من حديث ثوبان بلفظ ((مَنْ تَركَ كَنزًا مثّلَ لهُ يومَ القيامةِ شجاعًا اقرعَ له زَبيبتَانِ يتبعه فيقول من انت فيقولُ: انا

(۲۱۴) حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کے مال کو قیامت کے دن ایک گنجے سانپ[1] کی شکل دے کر اس کی گردن میں طوق ڈال دیا جائے گا، پھر آنحضرت ﷺ نے اس کے مصداق کتاب اللہ سے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ . . ﴾ (جو لوگ مال میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں)۔ (ابن ماجہ، یہ الفاظ انہی کی روایت کے ہیں، نسائی۔ ابنِ خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بزار و طبرانی نے اسے روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ و ابنِ حبان نے اسے بروایت ثوبان ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس نے اپنے پیچھے خزانہ چھوڑا تو اسے ایک گنجے سانپ کی شکل دے دی

(۱) شجاع کے معنی سانپ یا نر سانپ کے ہیں اور نہایہ میں اقرع کے معنی یہ بیان کیے گئے کہ جس کے سر پر بال نہ ہوں، یعنی کہ وہ سانپ ایسا ہوگا گویا کثرت زہر اور طولِ عمر کے باعث اسکا سر گنجا ہوگا، زبیبہ سانپ کی آنکھ کے اوپر سیاہ نقطے کو کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہ دو ایسے نقطے ہوں گے جو اسکے مُنہ کو کھولے ہوئے ہوں گے اور حدیث کا آخری حصہ اس طرح ہے جیسا کہ ثوبان ؓ کی روایت میں ہے کہ وہ کہے گا کہ میں تمہارا وہ خزانہ ہوں جسے تم پیچھے چھوڑ کر آئے تھے، وہ اسکا پیچھا کرتا رہے گا حتی کہ اسکے ہاتھ کو اور پھر اسکے سارے جسم کو نگل جائے گا۔

كَنزُكَ ...... الحديث))

جائے گی' جس کی آنکھ کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کا پیچھا کرے گا' وہ کہے گا تُو کون ہے؟ تو وہ کہے گا کہ میں تمہارا خزانہ ہوں........... الحدیث) [صحيح]

(۲۱۵) ((وعن عليٍّ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : انَّ اللّٰهَ فَرضَ على اغنياءِ المُسلمينَ فى أموالِهِم بِقَدْرِ الذى يَسعُ فُقراءَ هُم ولَن يُجهِدَ الفُقَراءَ اذا جَاعُوا وَعَرُوا الا ما يصنعُ اغنياؤُهُم' الا وإنَّ اللّٰه يُحاسِبُهم حِساباً شَديدًا' ويُعذِّبُهم عذاباً اليمًا۔)) [رواه الطبراني في الاوسط والصغير وتفرد به ثابت بن محمد الزاهد۔ قالَ المصنف وهو صدوق روى عنهُ البخارى وغيره]

(۲۱۵) حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان دولت مندوں کے مال پر اس قدر فرض کیا ہے جو ان کے فقراء کی ضرورتوں کے لیے کافی ہو اور فقراء جب بھوکے اور ننگے ہوں گے تو ان کے اس مشقت میں پڑنے کا سبب اغنیاء کا ان کے ساتھ سلوک ہی ہوگا۔ خبردار! اللہ تعالیٰ دولت مندوں سے سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب سے دوچار کرے گا (طبرانی اوسط و صغیر' اس کا راوی ثابت بن محمد زاہد متفرد ہے مصنف فرماتے ہیں کہ وہ صدوق ہے' امام بخاری اور کئی دیگر ائمہ نے اس کی روایت کو لیا ہے) [ضعيف]

(۲۱۶) ((وعن انسِ بنِ مالكٍ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مانعُ الزكاةِ يومَ القيامةِ فى النَّارِ)) [رواه الطبراني في الصغير]

(۲۱۶) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن جہنم میں جائے گا''۔ (طبرانی صغیر) [حسن صحيح]

فصل فى زكاة الحلى وما جاء فى ذم التحلى بالذهب

زیورات کی زکوٰۃ کا بیان اور سونے کے زیورات پہننے کی مذمت میں کیا وارد ہوا ہے۔

(۲۱۷) ((عن عقبةَ بنِ عامرٍ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ كانَ يمنعُ اهلَهُ الحِليةَ والحريرَ' ويقولُ انْ كُنتُم تُحِبونَ حليةَ الجنَّةِ وحَريرَها فلا تَلبَسُوهُما فى الدُّنيا)) [رواه النسائى وصححه الحاكم۔ قالَ المصنف' الاحاديث التى ورد فيها الوعيد على تحلى النساء بالذهب تحتمل وجوها

(۲۱۷) حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کو زیور اور ریشم پہننے سے منع فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ اگر تم جنّت کے زیور اور ریشم کو پسند کرتے ہو تو انہیں دُنیا میں نہ پہنو (نسائی' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ جن احادیث میں عورتوں کے لیے زیور پہننے کی وعید آئی ہے' ان کی کئی تفسیریں ممکن ہیں (۱) یہ احادیث منسوخ ہیں کیونکہ عورتوں کے لیے سونے کے زیور پہننے کا جواز بھی ثابت ہے (۲) یہ وعید اس کے

من التاويل۔ احدها النسخ لثبوت اباحة تحلی النساء بالذهب۔ وثانیها فی حق من لا یودی الزکاۃ۔ وثالثها فی حق من اظهرت الزینة به۔ ورابعها الممنوع غلظ ذلک وعظمه۔]

لیے ہے جو زکوٰۃ ادا نہ کرے (۳) یہ وعید اس کے لیے ہے جو زیورات پہن کر زینت کا اظہار کرے اور (۴) ممانعت کا تعلق بڑے بڑے اور موٹے موٹے زیورات سے ہے) [صحیح]

الترغيب فی العمل علی الصدقة بالتقوی والترهيب من التعدی فیها والخیانة وما جاء فی المکّاسین والعشارین والعرفاء

فراہمی صدقات کے لیے تقویٰ کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب اور اس میں ظلم و خیانت پر وعید اور ناحق محصول، عشر وصول کرنے والوں اور سرداروں کے متعلق کیا وارد ہوا ہے

(۲۱۸) ((وعن رافعِ بنِ خَدیجٍ رضی اللہ عنہ سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ: العاملُ علی الصَّدقةِ بالحقِّ لِوجهِ اللّٰہِ کالغازی فی سبیلِ اللّٰہِ حتّٰی یَرجِعَ الی اهلِهٖ۔)) [رواہ احمد واللفظ له وابوداود والترمذی وحسنه وابن ماجه وصححه ابن خزیمة]

(۲۱۸) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حق کے ساتھ لوجہ اللہ صدقہ کی فراہمی کیلئے کام کرنے والا کارکن اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے غازی کی طرح ہے حتیٰ کہ وہ اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔ (یہ روایت احمد کے الفاظ ہیں، ابوداؤد و ابنِ ماجہ نے بھی اسے روایت کیا، ترمذی نے حسن اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن صحیح]

(۲۱۹) ((وعن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ عن النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: خیرُ الکسبِ کسبُ العاملِ اذا نَصَحَ۔)) [رواہ احمد]

(۲۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین کمائی عامل کی کمائی ہے بشرطیکہ وہ خیر خواہی اور اخلاص سے کام لے۔ (احمد) [حسن]

(۲۲۰) ((وعن عبدِ اللّٰہِ ابنِ بُرَیدة عن ابیهِ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ : منْ استعملناهُ علی عَملٍ فَرَزَقناهُ رِزقًا فما اخذَ بعدَ ذلکَ فهوَ غلول)) [رواہ ابوداؤد]

(۲۲۰) حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی ہم کام کے لیے ڈیوٹی لگائیں اور اسے اس کی اجرت دیں تو اس کے بعد اگر وہ کچھ لیتا ہے تو یہ خیانت ہے۔[1] (ابوداؤد) [صحیح]

(۱) 'غلول' کے معنی غنیمت میں خیانت اور مالِ غنیمت کی تقسیم سے قبل اس کے چوری کرنے کے ہیں، جو بھی کسی خفیہ چیز میں خیانت کرے تو وہ غلول ہے، 'غل' چمڑے یا لوہے کے طوق کو کہتے ہیں جس میں باندھ کر ہاتھوں کو گردن کے ساتھ جکڑ دیا جاتا ہے۔

فصل

(۲۲۱) ((عن عُقبةَ بنِ عامرٍ رضی اللہ عنہ سمعتُ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يقولُ: لا يَدخُلُ صاحب مكس الجنَّةَ يعني العشَّار۔)) [رواه ابوداود وصححه ابن خزيمه والحاكم وقال على شرط مسلم كذا قال]

(۲۲۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ زبردستی ٹیکس (۱) وصول کرنے والا جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ (ابوداؤد' ابن خزیمہ وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور حاکم نے اسے شرط مسلم کے مطابق قرار دیا ہے)
[ضعیف] ☆

(۲۲۲) ((و عنِ المقدامِ بنِ مَعْدِي كَرِبَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ضَرَبَ عَلى مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قالَ: افلَحْتَ يا قُدَيْمُ انْ مُتَّ ولَمْ تَكُنْ اميرًا وَلَا كاتبًا' ولاعريفا)) [رواه ابوداؤد]

(۲۲۲) حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھوں پر مارا اور فرمایا کہ قدیم اگر تم اس حالت میں فوت ہوئے کہ نہ امیر بنے' نہ سیکرٹری اور نہ نمبردار (۲) تو نجات پا جاؤ گے۔ (ابوداؤد) [ضعیف]

الترهيب من المسالة وتحريمها مع الغنى وما جاء في ذم الطمع والترغيب في التعفف والقناعة والاكل من كسب اليد

ضرورت کے نہ ہوتے ہوئے گداگری پر وعید اور ضرورت کے بغیر مانگنے کی حرمت' لالچ کی مذمت اور عفت' قناعت اور ہاتھ کی کمائی سے کھانے کی ترغیب

(۲۲۳) ((عنِ ابنِ عُمرَ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ النبيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تَزالُ المسالةُ باحدِكُم حتّٰى يلقَى اللّٰهَ عزَّوجلَّ' ولَيْسَ في وَجْهِهِ مُزْعَةُ

(۲۲۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو مانگنے کی عادت رہے گی حتٰی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک

(۱) مکس کے معنی ٹیکس کے ہیں یعنی وہ ٹیکس جسے ظلم اور زیادتی کے طور پر لگایا جائے اور صاحب مکس سے مراد: وہ عشر وصول کرنے والا ہے جو ناحق عشر وصول کرتا ہے۔

(۲) عریف قبیلہ یا جماعت کے اُمور کے نگران کو کہتے ہیں' جس کے ذریعے حاکم اعلیٰ ان لوگوں کے حالات سے باخبر رہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرداری و سربراہی سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ ایک آزمائش ہے۔

☆ تاہم رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث صحیح ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان صاحب مكس في النار ''بھتہ لینے والا جہنمی ہے۔'' (مسند احمد) (ازھر)

لَحمٍ۔)) [متفق علیه ۔ والمزعة بضم الميم وسكون الزاى بعدها مهملة: القطعة]

ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)
مُزْعَة ٹکڑے کو کہتے ہیں۔

(۲۲۴) ((وعنِ ابنِ عباسٍ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : منْ سَألَ الناسَ فی غیرِ فَاقةٍ نَزلَت به او عِیالٍ لا یُطیقُهم جاءَ یومَ القیامةِ بوَجهٍ لیسَ علیهِ لَحمٌ وقالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَنْ فَتَحَ علی نَفسِه بابَ مسالةٍ منْ غیرِ فَاقةٍ نزلت بِه۔ او عیالٍ لا یُطیقُهم فَتحَ اللّٰہُ علیه بابَ فَاقةٍ مِن حَیثُ لا یَحتَسِبُ۔)) [رواه البیهقی وهو جید فی الشواهد]

(۲۲۴) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسی ضرورت جس سے وہ دوچار ہو یا ایسی عیالداری جس کا بوجھ اُٹھانے سے عاجز ہو کے بغیر لوگوں سے سوال کرے گا تو وہ قیامت کے دن ایسے چہرے کے ساتھ آئے گا کہ اس پر گوشت نہ ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے ایسے فاقہ کے بغیر جس سے وہ دوچار ہوا یا ایسی عیالداری کے بغیر جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا سوال کا دروازہ کھول لیا تو اس پر اللہ تعالیٰ حاجت مندی کا دروازہ ایسی جگہ سے کھول دے گا جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا۔ (بیہقی' شواہد کے لیے یہ سند جید ہے) [حسن لغیرہ]

(۲۲۵) ((وعن عائِذِ بنِ عمرو رضی اللہ عنہ انَّ رجلًا اتی النبیَّ ﷺ یَسالهُ فاعطاهُ' فلمَّا وَضَعَ رِجلَهُ علی اسكفة الباب قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : لَو یَعلمُونَ ما فی المَسالةِ ما مَشی أحدٌ الی احدٍ یَسالُه۔)) [رواه النسائی وللطبرانی من حدیث ابنِ عباس لو یعلم صاحبُ المسالة ما لَهُ فیها لم یسال۔]

(۲۲۵) حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا' اس نے سوال کیا اور آپ نے اسے دے دیا' جب اس نے دروازے کی دہلیز پر قدم رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ سوال کرنا کتنا بڑا گناہ ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کے لیے نہ جائے۔ (نسائی' طبرانی میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ اگر سوال کرنے والے کو یہ معلوم ہوتا کہ اس میں اس کیلئے کتنا بڑا گناہ ہے تو وہ سوال نہ کرتا) [حسن لغیرہ]

(۲۲۶)((وعن علیٍّ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : منْ سَالَ مسالةً عن ظَهرِ غِنًی استكثَرَ بها مِن رَضْفِ جَهنَّمَ قالوا ومَا ظَهرُ غِنًی قالَ عَشاءُ لَیلةٍ۔)) [رواه عبدالله ابنِ احمد فی زیادات المسند والطبرانی فی الاوسط وسنده جیّد]

(۲۲۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بلاضرورت سوال کیا تو اس نے اپنے لیے جہنم کے گرم پتھروں کو بکثرت جمع کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا غیر ضرورت مند سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ایک رات کا کھانا ہونا۔ (عبداللہ نے اسے ''زیادات مسند'' میں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے) [حسن لغیرہ]

(۲۲۷) ((وعن ابی اُمامةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ

(۲۲۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رسولُ اللّٰه ﷺ : مَن يُبايِعُ؟ فقالَ ثَوبانُ مَولى رَسولِ اللّٰه ﷺ بَايِعْنَا يَا رَسولَ اللّٰهِ۔ قالَ عَلى ان لَا تَسالوا احَدًا شَيئًا قالَ ثَوبانُ: فَما لَهُ يا رسولَ اللّٰهِ؟ قالَ: الجنةُ۔ قالَ فبايعه ثَوبانُ۔ قالَ ابو اُمامَةَ فلقَد رَايتُه بِمكَّةَ فى أجْمَعِ ما يكُونُ النَّاسُ، يَسقُطُ سَوطُه وَهُو راكِبٌ۔ فَرُبَّما وَقَع على عَاتِقِ رَجلٍ فَياخُذُه الرَّجُل فَيُنَاوِلُه فَما ياخُذُه منهُ حتّٰى يكونَ هُو يَنزِلُ فياخُذُه)) [رواه الطبرانى من طريق على ابنِ زيد عن القاسم عنه، واخرجه احمد وابوداوود والنسائى من حديث ثوبان نفسه بلفظ: من يتكفَّل لى ان لا يسالَ الناسَ شيئًا اتكفَّلُ له بالجنةِ، فقلتُ: أنَا، فكانَ لا يسالُ احدًا شيئًا۔ وسنده صحيح زاد ابنُ ماجه: فكان ثوبان يقع سوطه وهو راكب فلا يقول لاحد ناولنيه حتّٰى ينزلَ فياخذه]

فرمایا کہ کون ہے جو بیعت کرے؟ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم سے بیعت لے لیجئے' فرمایا تم یہ بیعت کرو کہ کسی سے کوئی سوال نہ کرو گے' ثوبان نے عرض کیا: یارسول اللہ اسے کیا ملے گا؟ فرمایا جنت' تو ثوبان نے آپ سے بیعت کر لی' ابوامامہ بیان کرتے ہیں' میں نے انہیں مکہ میں لوگوں کے مجمع میں بھی دیکھا کہ وہ سواری پر سوار تھے' ان سے کوڑا گر جاتا اور بسا اوقات وہ کسی آدمی کے کندھے پر گرتا اور وہ آدمی اسے انہیں پکڑاتا تو اس سے نہ لیتے بلکہ اپنی سواری سے نیچے اُتر کر خود اسے پکڑتے۔ (طبرانی نے اسے بطریق علی بن زید از قاسم از ابوامامہ روایت کیا ہے جب کہ احمد' ابوداوود اور نسائی میں یہ روایت خود حضرت ثوبان ہی سے ان الفاظ میں مروی ہے کہ جو شخص مجھے یہ ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں میں نے عرض کیا: میں یہ ضمانت دیتا ہوں تو اس کے بعد وہ واقعی کسی سے کوئی سوال نہ کرتے تھے' اس کی سند صحیح ہے' ابنِ ماجہ میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ ثوبان سے سواری کے اوپر سے کوڑا گر جاتا تو وہ کسی سے یہ نہ کہتے کہ یہ مجھے پکڑا دو بلکہ خود سواری سے نیچے اُترتے اور اسے پکڑتے تھے) [ضعیف][1]

(۲۲۸)((وعن حَكيمِ بنِ حِزامٍ ﷺ قالَ: سالتُ رسولَ اللّٰه ﷺ فَاعطاني، ثُمَّ

(۲۲۸) حضرت حکیم بن حزام ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے عطا فرمایا۔ میں نے پھر

(۱) طبرانی کی سند ضعیف ہے تاہم ابوداوٗد' نسائی اور ابن ماجہ کی سند صحیح ہے۔ (ازھر)

سالتُه فاعطاني، ثُمَّ قالَ: يا حكيمُ: انَّ هذا المالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اخذَهُ بِسخاوةِ نَفسٍ بُورِكَ لَهُ فيهِ، ومن اخذهُ بإشراف نَفسٍ لم يُبارَكْ لهُ فيهِ وكانَ كالذي ياكُل وَلَا يَشْبَعُ، واليدُ العُليا خَيرٌ مِنَ السُّفلى۔ قالَ حَكيم: فقلتُ: يا رسولَ اللّٰهِ والذي بَعثكَ بالحق لا اَرْزَأُ احدًا بَعدكَ شَيئًا حتّٰى اُفارِق الدُّنيا، فكانَ ابوبكرٍ يدعُو حَكيمًا لِيعطيه العَطاءَ، فَيأبى ان يَقبلَ منه شيئًا، ثُمَّ انَّ عُمرَ دَعاهُ ليعطيه فابى ان يَقبلَه، فقالَ يا معشرَ المُسلمينَ: اُشهِدُكُم على حَكيمٍ انّي اعرِضُ عَليهِ حقَّهُ الذي قَسَمَ اللّٰه له في هذا الفَيءِ))، فيأبى أن يَأخُذَهُ، فَلم يرزَأْ حَكيمٌ أحدًا منَ الناسِ بعدَ النبيِّ ﷺ حتّٰى توفي [متفق عليه قوله يرزا براء ساكنة ثُمَّ زاي مهموز معناه ياخذ واشراف النفس بالمعجمة هو تطلعها طامعة للشيء والسخاوة ضد ذلك]

سوال کیا تو آپ ﷺ نے پھر عطا فرما دیا' پھر فرمایا: حکیم یہ مال سرسبز ومیٹھا ہے' جو اسے سخاوت نفس کے ساتھ لے اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو نفس کے طمع ولالچ کے ساتھ اسے لے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اور وہ اس شخص کے مانند ہوتا ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے کچھ نہ لوں گا حتی کہ دُنیا چھوڑ جاؤں گا' ابوبکر رضی اللہ عنہ حکیم کو بلاتے تا کہ انہیں کوئی عطیہ دیں مگر آپ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حکیم کو بلایا تا کہ انہیں کچھ دیں مگر انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا' اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے حکیم کے سامنے مالِ غنیمت میں سے ان کا حصہ پیش کیا مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ چنانچہ حضرت حکیم نے آنحضرت ﷺ کے بعد اپنی وفات تک کسی کو بھی تکلیف نہ دی۔ (بخاری ومسلم) یرزا کے معنی یاخذ یعنی لینے کے ہیں' اشراف النفس کے معنی کسی چیز کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے ہیں اور سخاوت نفس کے معنی اس کے برعکس ہیں۔

(۲۲۹)((وفي روايةٍ جَيِّدةٍ لابي يَعْلى عن ابي سعيدٍ الخدْريِّ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: وإن احَدَكُمْ لَيَخرُجُ بِصدَقةٍ مِنْ عِندي مُتابِّطَها، انما هي نار۔ قلتُ: كيفَ تُعطِيهِ وقدْ عَلِمتَ انَّها نار لَهُ؟ فقالَ فما

(۲۲۹) جید سند کے ساتھ ابویعلیٰ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص[1] میرے پاس سے صدقہ کو بغل میں لیے ہوئے نکلتا ہے یہ آگ کے سوا کچھ نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے کیوں دیتے ہیں جب کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ یہ اس کے لیے آگ ہے؟ فرمایا میں

(۱) اس حدیث کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے جسے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے فلاں فلاں شخص کو سنا کہ وہ آپ ﷺ کی اچھی تعریف کر رہے تھے اور ذکر کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے انہیں دو دینار دیئے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا لیکن فلاں تو ایسا نہیں ہے جس کو میں نے دس سے لے کر سو کے درمیان دیئے ہیں' لیکن پھر بھی وہ ایسا نہیں کہتا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے ایک شخص نکلتا ہے۔۔۔۔۔

أصنع يَأبَوْنَ الا مَسالَتي ويَابى اللّٰهُ لِيَ البُخلَ))

کیا کروں لوگ یہ مجھ سے مانگنے سے باز آنے سے انکاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو میری طرف بخل کی نسبت منظور نہیں۔ [صحیح]

(۲۳۰) ((وعن جابرٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : اِنَّ الرَّجُلَ لياتِيني فَيسالُني فأعطِيهِ فَينطلِقُ، وما يَحملُ في حِضْنِهِ الا النارَ۔))[رواہ ابن حبان]

(۲۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی میرے پاس آتا ہے مجھ سے مانگتا ہے میں اُسے دے دیتا ہوں اور جب وہ واپس جاتا ہے تو اپنی گود میں وہ آگ اُٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔ (ابن حبان)

(۲۳۱) ((وعن أبي بِشرٍ قَبيصَةَ بنِ المُخَارِقِ قالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً، فاَتيتُ رسولَ اللّٰه ﷺ اسألُهُ فيها فقالَ: اَقِمْ حتّٰى تاتِيَنَا الصَّدقةُ فنامُرَ لكَ بِها، ثُمَّ قالَ يا قَبِيْصَةَ: اِن المسالَةَ لا تَحِلُّ الا لاحدِ ثَلاثةٍ: رَجُلٍ تَحمَّلَ بِحَمالةٍ فحلَّتْ لَهُ المسالةُ حتّٰى يُصيبَها ثُمَّ يُمسِكُ، ورجُلٍ اصابَتْهُ جَائِحَة اجْتاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ المَسالَةُ حتّٰى يُصيبَ قِوَامًا مِنْ عَيشٍ، او سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، ورَجُلٍ اصابتهُ فاقَةٌ حتّٰى يقولَ ثَلاثَةٌ من ذَوِى الحِجَى من قَومِهِ : لقد اصَابَتْ فُلانًا فاقةٌ، فحلّتْ لهُ المسالةُ حتّٰى يُصيبَ قِوامًا من عيشٍ، او سِدادًا من عَيشٍ، فما سِواهُنَّ من المسالةِ، حَرامٌ يا قبيصَة سُحتٌ يا كُلها صَاحِبُها سُحتًا۔))
[رواه مسلم وابوداوود والنسائى
والحمالة بفتح المهملة هى الدية يتحملها قوم عن قوم۔ وقيل هو ما يتحمله المصلح بين فئتين فى ماله ليرفع بينهم القتال۔ الجائحة الأفة۔ والقوام

(۲۳۱) حضرت ابوبشر قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بوجھ اُٹھالیا تھا تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہریئے جب ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو ہم حکم دیں گے کہ اس میں سے تمہیں دیا جائے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کے لیے حلال ہے (۱) جس نے کوئی بوجھ اُٹھالیا تو اس کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتیٰ کہ وہ اس بوجھ کو اُتار دے اور پھر سوال سے رک جائے (۲) جس پر کوئی ایسی آفت آئے جو اس کے سارے مال کو تباہ کر دے تو اس کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتیٰ کہ اسے اس قدر مل جائے کہ جس سے اس کی معیشت درست ہو جائے یا فرمایا کہ اس کی معاشی ضرورت پوری ہو جائے (۳) وہ شخص جسے فاقہ پہنچے اور اس کی قوم کے تین عقلمند آدمی یہ گواہی دیں کہ فلاں شخص فاقہ سے دوچار ہے تو اس کے لیے سوال کرنا حلال ہے حتیٰ کہ اسے اس قدر مل جائے جس سے اس کی معیشت درست ہو جائے یا اس کی معاشی ضرورت پوری ہو جائے۔ اس کے سوا قبیصہ! سوال کرنا حرام ہے' سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے (مسلم' ابوداؤد' نسائی'
حمالہ کے معنی دیت کے ہیں جسے کچھ لوگ دوسروں کے بجائے اپنے ذمہ لے لیتے ہیں' یا اس کے معنی اس مالی ذمہ داری کے ہیں جسے دو جماعتوں میں صلح کرانے والا شخص اپنے ذمہ لے لیتا ہے' جائحہ کے معنی آفت کے ہیں' قوام سے مراد وہ مالی حالت ہے جس سے

بفتح القاف والكسر افصح: ما يقوم به حال الانسان والسداد بكسر المهملة هو ما يسد حاجته والحجى بكسر المهملة بعدها جيم مقصور: العقل]

انسان کا حال درست ہو جائے' سداد سے مراد وہ مال ہے جس سے انسان کی ضرورت پوری ہو جائے' حجی کے معنی عقل کے ہیں)

(۲۳۲) ((وعنِ ابنِ عباسٍ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : استَغْنُوا عنِ النَّاسِ' ولو بشوصِ السّواكِ۔)) [رواه الطبراني باسناد جيد]

(۲۳۲) حضرت ابنِ عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے بے نیاز ہو جاؤ خواہ مسواک صاف کرنے یا اسے توڑنے کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔ (بزار' طبرانی باسناد جید) [صحیح]

(۲۳۳) ((وعن ابی هُريرةَ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ انَّ اللّٰہَ يُحبُّ الغَنِيَّ الحَليمَ المُتعفِّفَ' ويُبغِضُ البَذى الفاجرَ السَّائلَ المُلحَّ۔)) [رواه البزار فى حديث اطول]

(۲۳۳) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ غنی' بُردبار اور دست سوال دراز نہ کرنے والے شخص کو پسند کرتا ہے اور فحش گو' فاجر' اصرار کے ساتھ سوال کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔ (بزار نے اسے طویل تر حدیث میں ذکر فرمایا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۲۳۴) ((وعن ابنِ عُمر ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : وهُو علي المِنبرَ' وذكرَ الصَّدقَةَ' والتَّعفُّفِ عن المسألةِ: اليدُ العُليا خَيرٌ مِنَ اليَدِ السُّفلى' والعُليا هيَ المُتَعفِّفةُ والسُّفلى: هيَ السَّائلةُ۔)) [متفق عليه۔ وحكى ابوداوود: ان اصحاب ايوب فى روايته عن نافع: اختلفوا فمنهم من قالَ المُنفقة ومنهم من قالَ المُتعَففة قالَ الخطابى: هذا الثانى اشبه لان اوّل الحديث انه ذكر التعفف عن المسالة۔ فعطف الكلام على شبه الذى خرج عليه اولى' ومن توهم ان العليا هى المعطية اخذا من الاستعلاء

(۲۳۴) حضرت ابنِ عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر صدقہ کرنے اور سوال سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والے ہاتھ سے مراد سوال نہ کرنے والا اور نیچے والے ہاتھ سے مراد سوال کرنے والا ہے (بخاری و مسلم۔ امام ابوداوٗد بیان کرتے ہیں کہ نافع سے روایت کرنے والے اصحاب ایوب کا ان الفاظ کے معنی میں اختلاف ہے' بعض نے کہا ہے کہ اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا ہے' بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد سوال سے بچنے والا ہے۔ خطابی فرماتے ہیں کہ یہ دوسرے معنی زیادہ مناسب ہیں کیونکہ اس حدیث کے ابتداء میں یہ ہے کہ آپ نے سوال سے اجتناب کا ذکر فرمایا لہذا اس پر عطف کلام زیادہ موزوں ہوگا' جس شخص کا یہ خیال ہے کہ علیا کا لفظ استعلا سے ہے اور اس کے معنی ہیں دینے والا تو یہ کوئی مناسب توجیہ نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد مجد و شرف کی بلندی ہے۔ (خطابی کا

فليس عندى بالوجه وانما هو من علاء المجد والكرم انتهى كلامه. وهو حسن]

۔کلام ختم ہوا اوران کی یہ بات خوب ہے۔)

(۲۳۵) ((وعن حكيم بن حزام رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: اليد العليا خير من اليد السفلى، وابدأ بمن تعول، وخير الصدقة ما كان عن ظهر غنى، ومن يستعفف يعفه الله، ومن يستغن يغنه الله)) [متفق عليه واللفظ للبخاری]

(۲۳۵) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اس سے شروع کرو جس کا نان ونفقہ تمہارے ذمہ ہو اور بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد استغنا قائم رہے[1] اور جو سوال سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا لیتا ہے اور جو استغنا اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۲۳۶) ((وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال لی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يا ابا ذر: أترى كثرة المال هو الغنى؟ قلت نعم يا رسول الله: قال: أفترى قلة المال هو الفقر؟ قلت نعم يا رسول الله. قال: انما الغنى غنى القلب والفقر فقر القلب.)) [رواه ابن حبان]

(۲۳۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ: "ابوذر! کیا تم کثرت مال کو دولت سمجھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا کیا تم قلت مال کو فقر سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا استغناء دِل کے غنی ہونے اور فقیری دِل کے فقر کا نام ہے۔ (ابن حبان) [صحیح]

(۲۳۷) ((وعن سهل بن سعد رضی اللہ عنہ قال: جاء جبريل الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال يا محمد: عش ما شئت فانك ميت، واعمل ما شئت فانك مجزي به، وأحبب من شئت فانك مفارقه، واعلم ان شرف المؤمن قيامه بالليل، وعزه استغناؤه عن الناس.)) [رواه الطبرانی فی الاوسط]

(۲۳۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! جتنا عرصہ چاہے زندہ رہو بالآخر فوت ہو جاؤ گے جو چاہے عمل کرو آس کا بدلہ ملے گا جس سے چاہے محبت کرو بالآخر اسے چھوڑ جاؤ گے اور خوب جان لو کہ مومن کے لیے شرف رات کے قیام میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیاز ہو جانے میں ہے۔ (طبرانی اوسط) [حسن لغیرہ]

(۲۳۸) (الف) ((وعن عبد الله بن عمرو

(۲۳۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

(۱) (عن ظہر غنی) علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس قسم کے موقعہ پر ظہر کا لفظ اشباع کلام کے لیے استعمال ہوتا ہے معنی یہ ہیں کہ افضل صدقہ وہ ہے کہ جسے انسان جب اپنے مال سے ادا کرے تو اس کے بعد بھی انسان کے پاس بقدر ضرورت باقی بچ جائے اسی لیے اس کے بعد فرمایا کہ اس سے شروع کرو جس کا نان ونفقہ تمہارے ذمہ ہو، بغوی فرماتے ہیں کہ مراد وہ دولت ہے جس سے انسان مصائب ومشکلات پر قابو پا سکے۔

بنِ العاصِ رضی اللہ عنہما انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قالَ: قَد افلَحَ مَنْ اسلَمَ وَرُزِق [کَفافًا] وقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِما آتاہُ)) [رواہ مسلم والترمذی وغیرھما]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کامیاب ہو گیا وہ شخص جو مسلمان ہوا اور اسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا[1] اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو دیا اس پر قناعت عطا فرمادی۔ (مسلم ترمذی اور کئی دیگر)

(۲۳۸) (ب) و عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ: ایاکم والطمع فانہ ھو الفقر و ایاکم وما یعتذر منہ۔ [رواہ الطبرانی فی الاوسط]

(۲۳۸) (ب) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طمع سے بچو اس لیے کہ طمع ہی اصل فقیری ہے اور ایسے کام سے بچو جس سے معذرت کرنا پڑے۔ (طبرانی اوسط)[2] [ضعیف]

(۲۳۹) ((وعن سَعدِ بنِ ابی وَقّاصٍ رضی اللہ عنہ قالَ: اتی النبی ﷺ رَجُلٌ، فَقالَ یا رسولَ اللّٰہِ اوْصِنی وَاَوْجِزْ، فقالَ: علیكَ بالایاس مما فی ایدی النَّاس، مثل حدیث جابر لکن بالافراد بلفظ ایاكَ۔)) [رواہ الحاکم وصححہ والبیھقی فی الزھد واللفظ لہ]

(۲۳۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے اور مختصر ہو فرمایا ''جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہو جاؤ'' اس کے بعد سعد نے اسے حدیث جابر ہی کی طرح[3] ایاکم کی بجائے ایاک کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حاکم نے اسے روایت کیا اور صحیح قرار دیا اور بیہقی نے اسے ''الزہد'' میں روایت کیا ہے اور یہ الفاظ بھی بیہقی کی روایت کے ہیں۔ [حسن لغیرہ]

(۲۴۰) ((وعن انسٍ رضی اللہ عنہ انَّ رَجُلًا مِنَ الانصارِ اتی النبیَّ ﷺ فَسالَہُ فقالَ: امَا فی بَیْتِكَ شَیءٌ؟ قالَ: بَلیٰ: حِلْسٌ نَلبَسُ بَعْضَہُ، ونَبسُطُ بَعْضَہُ، وقَعْبٌ نَشربُ فیہِ مِنَ الماءِ۔ قالَ: ائْتِنی بِھِما، فَاَتاہُ بِھِما فَاَخَذَھُما بِیدِہِ، فَقالَ مَن یَشتری ھذینِ؟

(۲۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ پہن لیتے ہیں اور کچھ حصہ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں، فرمایا ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ وہ لے آیا، آپ ﷺ نے ان

(۱) یعنی جو کم ہو نہ زیادہ بلکہ ضرورت و حاجت کے عین مطابق ہو۔

(۲) ملاحظہ: حافظ ابن حجر نے حدیث ۲۳۹ میں اس حدیث کی جانب اشارہ کیا ہے لیکن ''مختصر'' سے حذف کر دیا ہے۔ اسے اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہے تاکہ ان کا اشارہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ ازہر

(۳) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت کا تتمہ بھی یہی الفاظ ہیں اس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا طمع ولالچ سے بچو کہ یہ مستقل محتاجی ہے اور ایسے کام سے بچو جس سے معذرت کرنا پڑے۔

فقالَ رجل انا آخذُهما بِدرْهَمٍ۔ قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ :۔من يَزيدُ على دِرهمٍ مَرَّتَين، او ثلاثًا۔ قالَ رجلٌ: انا آخذُهما بدرهَمينِ فاعطاهما اِيَّاهُ، واخذَ الدّرهمَينِ فاعطاهُما الانصاريَّ فقالَ: اشتَرِ باحدِهما طَعامًا فانبُذْه الى اهلِكَ۔ واشتَرِ بالْآخَرِ قَدومًا فائتنى بهِ، فاتاهُ به فَشدَّ فيهِ رسولُ اللّٰه ﷺ عُودًا بيدِهِ، وَقالَ اذهبْ فاحتَطبْ وَبِعْ، وَلَا اَرينَّكَ خمسةَ عَشَرَ يَومًا، فَفَعل وجاءَ وَقَدْ اصابَ عَشرةَ دَرَاهِمَ فَاشْتَرى بِبعْضِها ثَوبًا وبِبَعْضِها طعامًا فقالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : هٰذا خَيْرٌ لَكَ مِن ان تَجى ءَ وَالمسالةُ نُكتةٌ فى وَجهِكَ يَومَ القِيامَةِ، انَّ المسالةَ لا تصلحُ الا لِثلاثٍ: لذىِ فَقرٍ مُدْقِعٍ، او لِذى غُرمٍ مُفْظِعٍ او لذى دَمٍ موجِعٍ۔)) [رواه ابوداوود واللفظ له واخرج الترمذى والنسائیؒ طرفا منه قالَ الترمذى حسن۔ الحلس بكسر الحاء والمهلة وسكون اللام بعدها سين مهملة: كساء غليظ يكون على ظهر البعير۔ وقوله مدقع بضم اوله وسكون الدال وكسر القاف: الذى يلصق صاحبه بالدقعاء اى الارض التى لا نبات بها والغرم بضم المعجمة: ما يلزم اداؤه تكلفًا لا فى عوض والمفظع بفاء وظاء مهملة الشديد الشنيع۔ وذى دم موجع

دونوں چیزوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا کون ہے جو ان دونوں کو خریدے؟ ایک آدمی نے کہا میں ان دونوں کا ایک درہم دیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا دو یا تین بار فرمایا کون ہے جو ایک درہم سے زیادہ دے؟ ایک آدمی نے کہا میں ان کو دو درہم سے لیتا ہوں، آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دو درہم لے کر انصاری کو دے دیئے اور فرمایا ایک درہم کا کھانا خرید کر گھر والوں کو دے آؤ اور دوسرے سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس آ جاؤ، چنانچہ وہ کلہاڑا لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس میں دستہ ڈال دیا اور فرمایا جاؤ اس کے ساتھ ایندھن کاٹو، بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس عرصہ میں دس درہم کما لئے جن میں سے کچھ کے اس نے کپڑے خرید لیے اور کچھ کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں خرید لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم قیامت کے دن اس طرح آؤ کہ تمہارے سوال کرنے کی وجہ سے تمہارے چہرے پر نشان ہو، سوال کرنا تو صرف ان شخصوں کے لیے جائز ہے (۱) جو بہت زیادہ فقیر ہو (۲) یا جسے شدید تاوان ادا کرنے پڑ جائے (۳) یا جسے کسی قریبی کی دیت ادا کرنا پڑ جائے (ابوداؤد، ترمذی ونسائی نے اس حدیث کا صرف ایک حصہ بیان کیا ہے۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، حلس اس کھردرے کپڑے کو کہتے ہیں جو اونٹ کی پشت پر ہوتا ہے، مدقع ایسا فقر جو بے گیاہ زمین کے ساتھ لٹا دینے والا ہو، غرم غین پر پیش کے ساتھ وہ رقم جو کسی چیز کے عوض میں نہیں بلکہ محض کسی ضمانت کے سبب دینا لازم ہو، مفظع کے معنی بہت سخت اور ذی دم، موجع کے معنی ہیں وہ شخص جو اپنے کسی قریبی قاتل کی طرف سے دیت کا ذمہ اُٹھا لے تا کہ اسے مقتول کے وارثوں کو ادا کر سکے)

[ضعيف]

الذی یتحمل دیة قریبه القاتل یدفعها الی اولیاء المقتول]

(۲۴۱) ((وعن المِقدام بنِ معدِی کرب رضی اللہ عنہ عنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم : قالَ ما اکلَ احدٌ طعامًا خیرًا من انْ یاکُلَ منْ عمِلَ یَدہٗ، وانَّ نبیَّ اللّٰهِ داوود کانَ یَاکُلُ مِنْ عَمِلَ یَدِہٖ))[رواہ البخاری]

(۲۴۱) حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ (بخاری)

الترغیب لمن نزلت به فاقة او حاجة ان ینزلها باللّٰه تعالیٰ

فاقہ یا حاجت میں مبتلا ہونے والے کو اسے اللہ کے سامنے پیش کرنے کی ترغیب

(۲۴۲) ((عن عبدِ اللّٰهِ بنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فانزلَهَا بالناسِ لَمْ تُسَدَّ فاقَتُه، ومَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ، فانزلها باللّٰهِ، فیُوشِكَ اللّٰهُ له بِرُزْقٍ عاجلٍ او آجلٍ۔)) [رواہ ابوداوود والترمذی وصححه هو والحاکم الا انه قالَ: الا اوشك اللّٰهُ له بالغِنَی اما بموت عاجلٍ او غِنَی أجل۔ وقوله یوشك ای یسرع وزنا ومعنی]

(۲۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو فاقہ پیش آئے اور وہ اسے لوگوں کے سپرد کر دے تو اس کا فاقہ دور نہ ہوگا اور جسے فاقہ پیش آئے اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر رزق عطا فرمادے (ابوداؤد، ترمذی و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا، حاکم کی روایت میں ہے کہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد موت یا دولت سے نواز دے) [صحیح]

(۲۴۳) ((ورُوِیَ عن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ جَاعَ اوْ احْتاجَ فَکَتَمَهُ الناسَ، وَاَفضٰی بِهٖ الی اللّٰهِ کان حَقًّا علی اللّٰهِ ان یَفتحَ له قوتَ سنةٍ من حَلالٍ)) [رواہ الطبرنی فی الاوسط]

(۲۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھوک یا کسی ضرورت سے دوچار ہوا اسے لوگوں سے چھپائے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تو اللہ تعالیٰ پر فرض ہے کہ حلال ذریعہ سے اس کے لیے ایک سال کی روزی کا دروازہ کھول دے۔ (طبرانی اوسط) [ضعیف جدا]

الترهيب مما اخذ من غير طيب نفس المعطى

ترہیب اس چیز کے لینے پر جسے دینے والا خوشدلی سے نہ دے رہا ہو

(۲۴۴) ((عن مُعاوية بن ابى سفيانَ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : لَا تُلحِفُوا فی المسالةِ۔ فَو اللّٰهِ لَا يَسالُنى احدٌ مِنكُم شَيئًا فَتُخرِجُ لَهُ مَسالتُه منى شيئًا، وانَا لَهُ كَارهٌ فَيُبارَكُ لَهُ فِيما اَعطَيتُهُ۔)) [رواه مسلم والنسائى، وفى رواية: انما انا خازِنٌ، فَمن اعطيتُهُ عَن طِيبِ نفسٍ فَيُبارِكُ لهُ فِيهِ ومن اعطيتُه عن مسالةٍ وشَرَهٍ كانَ كالذى ياكلُ ولا يشبعُ]

(۲۴۴) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے میں اصرار نہ کرو، اللہ کی قسم! اگر تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے اور اس کا سوال مجھ سے کچھ نکلوا لیتا ہے حالانکہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں تو جو کچھ میں اس کو دیتا ہوں تو اس میں اس کے لیے قطعاً برکت نہیں ہوتی (مسلم، نسائی، ایک روایت میں ہے کہ میں تو خازن ہوں، جسے میں خوش دلی سے دوں، اس کے لیے اس میں برکت ہوگی، اور جسے میں سوال کرنے کی وجہ سے اور اس کی طمع کے سبب دوں تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا)۔

الترغيب لمن جاء ه شى ء من غير مسالة ولا اشراف نفس فى قبوله

جسے کوئی چیز سوال اور نفسانی طمع ولالچ کے بغیر ملے اسے قبول کرنے کی ترغیب

(۲۴۵) ((عن ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما انَّ عُمر قالَ: كانَ رسولُ اللّٰه ﷺ : يُعطِينى العَطاءَ، فاقولُ اعطِهِ مَن هُوَ افقرُ اليهِ منّى۔ قالَ فقالَ: خُذهُ اذا جاءَكَ مِن هذا المالِ شَئٌ، وانتَ غَيرُ مُشرفٍ ولا سائلٍ، فَخُذهُ وَتَموَّلْهُ، وانْ شِئتَ فَكُلْه، وانْ شِئتَ فَتصدَّقْ بِه، وما لا فَلا تُتبِعه نَفسكَ۔ قالَ سَالمٌ فَلذكَ كانَ ابنُ عُمرَ لا يسالُ احدًا شيئًا وَلا يَرُدُّ شيئًا اُعْطِيهُ)) [متفق عليه]

(۲۴۵) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے عطیہ فرماتے تو میں عرض کرتا کہ اسے دیجئے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے تو آپ ﷺ فرماتے کہ جب تمہارے پاس یہ مال اس طرح آئے گا کہ نہ تمہیں طمع ولالچ ہو اور نہ تم سوال کرو تو لے لو اور اسے اپنے مال میں شامل کرلو، اگر چاہو تو اسے کھالو اور اگر چاہو تو اسے صدقہ کردو اور جو مال اس طرح نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگاؤ۔ سالم بیان کرتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کچھ نہ مانگتے تھے اور جو کچھ انہیں دیا جاتا اُسے رد نہ کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

الترهيب السائل ان يسال السائل بوجه الله غير الجنة وترهيب المسؤول بالله أو بوجه الله ان يمنع

سائل کے لیے وجہ اللہ کا واسطہ دے کر جنت کے سوا کچھ اور مانگنے اور مسئول کے لیے اللہ اور وجہ اللہ کا واسطہ دیئے جانے کے باوجود نہ دینے پر وعید

(۲۴۶) ((عن ابی موسیٰ الاشعریؓ انّه سَمِعَ رسولَ الله ﷺ يقولُ: مَلعونٌ مَن سَاَلَ بوجهِ اللّٰه، ومَلْعُونٌ مَن سُئِلَ بوجهِ اللّٰهِ ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَه مَالَمْ يَسالْ هُجْرًا)) [رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح الا شيخه يحيٰى بن عثمان بن صالح وهو ثقة لكن فيهِ مقال۔ وقوله هجرًا بضم الهاء وسكون الجيم اى امرًا قبيحًا]

(۲۴۶) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوجہ اللہ مانگے وہ ملعون ہے اور جس سے لوجہ اللہ مانگا گیا اور پھر اس نے مانگنے والے کو نہ دیا تو وہ بھی ملعون ہے بشرطیکہ وہ کسی بُری بات کا سوال نہ کرے (طبرانی' اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے طبرانی کے شیخ یحییٰ بن عثمان بن صالح کے جو اگرچہ ثقہ ہیں مگر ان میں کلام ہے' ھجراً کے معنی بُری بات کے ہیں) [حسن]

(۲۴۷) ((ورُوِیَ عن ابی عُبَيدَةَ مَولى رِفَاعَةَ بنِ رَافِعٍ عنِ النبیّ ﷺ نحوهُ ولم يذكر الاستثناء))

(۲۴۷) ابوعبیدہ مولیٰ رفاعہ بن رافع سے بھی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسی طرح فرمایا (لیکن اس میں استثنا نہیں ہے۔[1] [حسن لغیرہ]

(۲۴۸) ((وعن جَابِرٍؓ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : لا يُسالُ بِوجْه اللّٰه الا الجَنَّة۔))[رواه ابوداؤد]

(۲۴۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وجہ اللہ کا واسطہ دے کر جنت کے سوا کسی چیز کا سوال نہ کیا جائے۔ (ابوداؤد) [ضعیف]

(۲۴۹) ((وعن ابنِ عُمرؓ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَنِ اسْتعاذَ باللّٰهِ فاعِيذُوهُ، ومَن سَالَ باللّٰهِ فَاعطُوهُ، وَمَن دَعاكُم فاجيبُوهُ، ومَن صَنعَ اليكُمْ مَعروفًا

(۲۴۹) حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے ساتھ پناہ طلب کرے' اسے پناہ دے دو' جو اللہ کے نام سے مانگے اسے دے دو' جو تمہیں دعوت دے' اس کی دعوت قبول کرلو' جو تم سے نیکی کرے' اسے اس کا بدلہ دو' اگر بدلہ دینے کے لیے

(۱) یعنی اس میں حدیث کا آخری جملہ "بشرطیکہ وہ کسی بُری بات کا سوال نہ کرے" نہیں ہے۔

فَكافِئوهُ فإنْ لم تجدُوا مَا تُكَافِئونهُ فَادْعُوا لَهُ حتّٰى تَرَوْا انْ قَدْ كَافَاتُمُوهُ)) [رواه ابوداوود والنسائى وصححه ابنُ حبان والحاكم]

کچھ نہ پاؤ تو اس کے لیے اس قدر دُعا کرو کہ تم یہ خیال کرنے لگو کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے (ابوداؤد' نسائی' ابنِ حبان و حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

الترغيب فى الحث على الصدقة وما جاء فى جهد المقل

صدقہ کرنے کی ترغیب اور قلیل آمدنی والے کی کوشش کا بیان

(۲۵۰) ((عن ابى هُريرةَ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: مَن تصدَّقَ بعِدلِ تَمرةٍ مِنْ كَسبٍ طَيّبٍ، ولاَ يَقبلُ اللّٰهُ الا الطَّيبَ، فإنَّ اللّٰهَ يقبلُها بيمينِهِ، ويُربّيها لِصَاحِبِهَا كما يُربّى احدُكُم فلوه حتّٰى تكونَ مِثلَ الجَبَلِ)) [متفق عليه]

(۲۵۰) حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف پاک مال ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرمالیتا ہے اور اس کے لیے اس کی اس طرح تربیت کرتا ہے جس طرح تم اپنے گھوڑے کے چھوٹے سے بچے یا اپنے شیرخوار بچے کو[1] پالتے پوستے ہو حتی کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۲۵۱)((وعنْ عائشةَ ﷺ انَّهم ذَبَحُوا شاةً، فقالَ النبىُّ ﷺ: مَا بَقِىَ مِنهَا؟ قَالتْ: مَا بقى الا كَتِفُها۔ قَالَ: بَقى كُلُّها غَيْرَ كَتِفِها۔)) [رواه الترمذى وقال حسن صحيح۔ ومعناه انهم تصدقوا بها الا كتفها]

(۲۵۱) حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا باقی رہ گیا ہے؟ حضرت عائشہ ﷺ نے جواب دیا کہ صرف شانہ باقی رہ گیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا شانے کے سوا باقی سب کچھ بچ گیا ہے۔ (ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے' معنی یہ ہے کہ بکری کے شانے کے سوا باقی سارا گوشت صدقہ کر دیا ہے) [صحیح]

(۲۵۲) ((وعنْ ابى هُريرةَ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: مَا نَقصَتْ صَدقةٌ مِن مَالٍ وَما زَادَ اللّٰهُ عبدًا بِعفوٍ الا عِزًّا وَمَا تَواضَعَ احدٌ لِلّٰهِ الاّ رَفَعهُ اللّٰهُ۔)) [رواه

(۲۵۲) حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ مال کم نہیں کرتا' معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ انسان کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے' اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی وانکساری اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سربلند کر دیتا ہے۔

(۱) فلو کے معنی گھوڑے کے بچے یا شیرخوار بچے کے ہیں فل کے معنی الگ ہونے کے ہیں تو وہ بھی چونکہ اپنی ماں سے الگ ہو چکا ہوتا ہے اس لیے اس کو فلو کہتے ہیں۔

مسلم والترمذی] (مسلم' ترمذی)

(۲۵۳)((وعَنْ ابن مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایُّکم مالُ وَارِثہ احبُّ الیہِ منْ مَالِہِ؟ قالُوا یا رسولَ اللّٰہ: مَا مِنَّا احدٌ الا مالُہ احبُّ الیہِ منْ مَالِ وَارِثِہ قَالَ: فإنَّ مَالَہ ماقدم ومَالُ وَارِثِہِ مَا اخَّرَ۔)) [رواہ البخاری والنسائی]

(۲۵۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسند ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ پسند ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے اپنے پیچھے چھوڑا۔ (بخاری و نسائی)

(۲۵۴) ((وعَنْہُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: لِیَقِ احدُکم وَجھَہُ النَّارَ' ولَوْ بِشِقِّ تَمرةٍ)) [رواہ احمد باسناد صحیح]

(۲۵۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کو اپنا چہرہ جہنم کی آگ سے بچانا چاہیے خواہ کھجور ہی کے ذریعہ۔ (احمد' باسناد صحیح) [صحیح لغیرہ]

(۲۵۵) ((وعنْ انسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: انَّ الصَّدَقةُ لَتُطفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ وتدفَعُ مِیتَةَ السُّوءِ۔)) [رواہ الترمذی وحسنہ وصححہ ابن حبان]

(۲۵۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو مٹا دیتا اور بُری موت کو دور ہٹا دیتا ہے۔ (ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۲۵۶)((وعنْ ابی ھُریرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: قَالَ رجل: لَاَتَصدَّقَنَّ بِصَدَقةٍ' فَوَضَعَھا فی یَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوا یَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلی سَارِقٍ' فقالَ: اللّٰھُمَّ [لَکَ الحَمدُ] عَلٰی سَارِقٍ۔ لَاَتَصدَّقَنَّ بِصَدَقةٍ' فَخرجَ بِصَدَقةٍ

(۲۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں ضرور صدقہ کروں گا' چنانچہ اس نے اپنا صدقہ ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا' صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگ گئے کہ آج تو ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے تو اس آدمی نے کہا اے اللہ چور کے پاس صدقہ جانے پر بھی تیری تعریف ہے[1] پھر اس نے کہا کہ میں ضرور صدقہ کروں گا' وہ اپنے صدقہ کو

(۱) یعنی یا اللہ تعریف تیری ہے میرے لیے نہیں ہے کہ غیر مستحق کے ہاتھ میں اگر صدقہ چلا گیا ہے تو تعریف تیری ہے کہ یہ تیرے ارادے سے ہوا میرے ارادے سے نہیں اور اللہ تعالیٰ کے تمام ارادے خوبصورت ہیں۔ طیبی فرماتے ہیں کہ جب اس نے ارادہ تو یہ کیا کہ مستحق کو صدقہ دے مگر اس نے اسے ایک زانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ کی اس نے تعریف اس لیے کی کہ وہ اس سے زیادہ بدترین شخص کے ہاتھ میں نہ گیا لیکن پہلے معنی زیادہ واضح ہیں کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سامنے سر اطاعت جھکا دیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کیونکہ وہ ہر حال میں لائق تعریف ہے ناپسندیدہ حالات میں بھی اس کے سوا کسی کے تعریف نہیں کی جا سکتی۔ حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو فرماتے اللّٰھم لک الحمد علی کل حال (اے اللہ! تیری ہر حال میں تعریف ہے) (فتح الباری)

فَوَضَعَها فی یَدِ زَانِیَةٍ فَاَصْبَحُوا یَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی زَانِیَةٍ۔ قَالَ: اللّٰھُمَّ لَكَ الحَمدُ عَلٰی زَانِیَةٍ، لَاَتصدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخرجَ بِصَدَقَةٍ فَوَضَعَھا فی یَدِ غَنِیٍّ فَاَصْبَحُوا یَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّیْلَةَ عَلٰی غَنِیٍّ۔ قالَ: اللّٰھُمَّ لَكَ الحَمدُ عَلٰی سَارِقٍ وَ زَانِیَةٍ و غَنِیٍّ فَقِیلَ لَهُ: امَّا صَدقتُكَ عَلٰی سَارقٍ: فَلَعلَّهُ ان یَستَعْفِفَ عَنْ سَرِقَتِهٖ، وَاما الزَّانیةُ: فلعلَّها ان تَستَعْفِفَ عَن زِنَاها، وامَّا الغنیُّ: فَلعلَّهُ ان یَعتبِرَ فَیُنفِقَ مما اعطاهُ اللّٰهُ۔)) [متفق علیه واللفظ للبخاری وفی روایة مسلم: امَّا صَدقتُكَ فَقد تُقِبِّلَتْ۔]

لے کر نکلا تو اس نے اسے ایک زانیہ عورت کے ہاتھ پر رکھ دیا صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ عورت پر صدقہ کیا گیا ہے اس نے کہا! زانیہ کے پاس صدقہ جانے پر بھی تیری تعریف ہے اس نے کہا کہ میں آج ضرور صدقہ کروں گا چنانچہ اپنے صدقہ کو لے کر باہر نکلا تو اس نے ایک دولت مند آدمی کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا صبح ہوئی تو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک دولت مند آدمی کے ہاتھ پر صدقہ دیا گیا ہے اس نے کہا اے اللہ! چور زانی عورت اور دولت مند شخص کے ہاتھ میں صدقہ جانے پر بھی تیری تعریف ہے اس سے (خواب میں) کہا گیا کہ چور کے ہاتھ میں تیرا صدقہ جو چلا گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ چوری سے باز آ جائے ہو سکتا ہے کہ زانی عورت بدکاری سے باز آ جائے اور ہو سکتا ہے کہ دولت مند شخص عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو مال عطا فرمایا ہے وہ بھی اس میں سے خرچ کرے (بخاری و مسلم یہ الفاظ صحیح بخاری کی روایت کے ہیں اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ تیرا صدقہ قبول ہو گیا)[1]

(۲۵۷) ((وعنْ انسِ بنِ مالكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: تَصدَّقُوا، فِانَّ الصدَقَةَ فِكاكُكُم مِنَ النَّارِ۔)) [رواه البیهقی]

(۲۵۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ کیا کرو بے شک صدقہ جہنم کی آگ سے بچنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ (بیہقی) [ضعیف]

(۲۵۸) ((وعنْ عمرو بن عوف ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: ان صدَقَةَ المُسلِم تَزِیدُ فی العُمُرِ، وتَمنعُ مِیتَةَ السُّوءِ، ویُذهِبُ اللّٰهُ بِها الكِبْرَ وَالفَخْرَ۔)) [رواه الطبرانی]

(۲۵۸) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے بُری موت کو روکتا اور تکبر اور فخر کو دور کرتا ہے۔ (طبرانی) [ضعیف جدا]

(۱) طبرانی کی روایت میں ہے کہ اسے خواب میں یہ برا محسوس ہوا اس لیے کرمانی فرماتے ہیں کہ خواب میں اس سے یہ کہا گیا ایک قول یہ ہے کہ اس نے کسی فرشتہ یا ہاتف وغیرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا یا اسے نبی نے یہ بتایا یا اس دور کے کسی عالم نے یہ فتویٰ دیا۔ (فتح الباری)

(۲۵۹) ((وعنْ ابی هُریرةَ ﷛ قالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : سَبقَ دِرهَمٌ مائةَ الفِ فقالَ رجلٌ: وكيفَ ذلِكَ يا رَسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: رَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ اخذَ مِن عُرضِه مائةَ الفِ دِرهمٍ تَصدَّقَ بِها، وَرَجلٌ لَيسَ لَهُ الا دِرْهَمانِ فاخَذَ احدَهُما فَتَصدَّقَ بِه)) [رواه النسائی وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم]

(۲۵۹) حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک درہم ایک لاکھ درہم سے سبقت لے گیا' ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کس طرح؟ فرمایا: ''ایک آدمی کے پاس بہت زیادہ مال تھا تو اس نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم لیا اور صدقہ کر دیا اور دوسرے آدمی کے پاس صرف دو درہم تھے اس نے ایک کو صدقہ کر دیا۔'' (نسائی' ابن خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

(۲۶۰) ((وعنْ اُمِّ بُجَيدٍ ﷛ انَّها قالتْ: يا رسولَ اللّٰه انَّ المِسكينَ لَيقُومُ عَلى بابی فَما اَجِدُ لَهُ شَيئًا اُعطِيهِ اياهُ، فقالَ لَها رسولُ اللّٰه ﷺ : ان لَّمْ تَجدی الا ظِلْفًا مُحرَقًا فادْفعيهِ اليه فی يده)) [رواه الترمذی وصححه هو وابن خزيمة وابن حبان وفی رواية لابن خزيمة : لا تردی سائلك ولو بظلف۔ والظلف بكسر المعجمة وفتح اللام ثُمَّ فاء للبقر والغنم بمنزلة الحافر]

(۲۶۰) حضرت ام بجید ﷛ سے روایت ہے' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جاتا ہے مگر میرے پاس اسے دینے کو کچھ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تمہارے پاس جلا ہوا کھر ہو تو وہی اسے دو۔ (ترمذی' ابن خزیمہ و ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہ کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ خواہ اسے کھر ہی دو)۔ [صحیح]

الترغيب فی صدقة السر

مخفی صدقہ کرنے کی ترغیب

فيه حديث ابی هُريرةَ فی السَّبعةِ الذينَ

اس مسئلہ میں وہ حدیث ابو ہریرہ ﷛ ہے[1] جس میں ہے کہ سات

(۱) پوری حدیث اس طرح ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سات شخص ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ عطا فرمائے گا کہ اس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) امام عادل (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں نشو ونما پائی (۳) وہ آدمی جس کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہے (۴) وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' اس پر ہی وہ جمع ہوتے اور اسی پر وہ الگ ہوتے ہیں (۵) وہ آدمی جسے کوئی صاحب منصب و جمال عورت دعوتِ گناہ دے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں' (۶) وہ آدمی جو صدقہ کرتا ہے اور اس قدر چھپا کر کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (۷) وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

يُظِلُّهُم اللّٰه فِي ظِلِّ عَرشِهٖ: ورجلٌ تَصدَّق بِصَدَقةٍ فاخفاها حتّٰى لا تعلمَ شِمالُه ما تُنفِقُ يَمينُه)) [متفق عليه]

قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا' ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو صدقہ کرتا ہے تو اسے اس قدر چھپا کر کرتا ہے کہ بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۲۶۱) ((عن ابی اُمامةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : صَنائع المَعروفِ: تَنفي مَصارِعَ السُّوءِ وصَدقةُ السِّرِّ: تُطفئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ وَصِلَةُ الرَّحِمِ: تَزيدُ في العُمُرِ۔)) [رواه الطبراني بسند حسن]

(۲۶۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھے کام بُری اموات سے بچاتے ہیں۔ اور پوشیدہ صدقہ رب تعالیٰ کے غضب (کی آگ) کو بجھا دیتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ (طبرانی نے اسے حسن سند کے ساتھ روایت کیا) [حسن لغيره]

الترغيب في الصدقة علي الزوج والاقارب وتقديمهم علي غيرهم والترهيب من ان يسأل الانسان مولاه أو قريبه من فضل ماله فيبخل عليه

خاوند اور قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کرنے اور انہیں دوسروں پر ترجیح دینے کی ترغیب اور اس بات پر وعید کہ انسان سے اس کا چچازاد قریبی رشتہ دار سوال کرے اور وہ اس پر بخل کرے

(۲۶۲) ((عن سَلمانَ بنِ عامرٍ عنِ النبيِّ ﷺ قَالَ: الصَّدقةُ عَلى المسكينِ صَدقةٌ' وعَلى ذي الرَّحِمِ ثِنتانِ: صَدقةٌ وَصِلَةٌ۔)) [رواه النسائي والترمذي وحسنه' وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم' ولفظ ابن خزيمه: وعَلى القَريبِ صَدَقتانِ صَدَقة وصِلَة۔]

(۲۶۲) حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسکین پر صدقہ ایک صدقہ ہے مگر قریبی رشتہ داروں پر دو صدقے (۱) ایک صدقہ اور (۲) صلہ رحمی (نسائی' ترمذی' نے اسے حسن اور ابن خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے' ابن خزیمہ کی روایت میں ''ذی الرحم'' کے بجائے القریب کا لفظ ہے) [حسن صحيح]

(۲۶۳) ((وعنْ حَكيمِ بنِ حِزامٍ انَّ رَجلًا سالَ رسولَ اللّٰه ﷺ : عن الصَّدقاتِ ايُّها افضلُ؟ قَالَ: عَلى ذِي الرَّحِمِ الكاشِحِ۔)) [رواه احمد والطبراني احمد بسند

(۲۶۳) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ''اس قریبی رشتہ دار پر جو اپنے پہلو میں دشمنی چھپائے ہوئے ہو (احمد' طبرانی' بسند حسن' کاشح اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے پہلو میں

حسن والكاشح بالشين المعجمة: هو الذی يضم عداوته فی كشحه]

دشمنی چھپائے ہوئے ہو)[صحيح لغيره]

(٢٦٤) ((وعنْ بَهْزِ بْنِ حكيمٍ عن ابيهِ عن جدّهِ قَالَ: قلتُ يا رسولَ اللّٰه مَن ابرُّ؟ قَالَ: اُمَّكَ، ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ، ثُمَّ اباكَ، ثُمَّ الاقربَ فَالاقرب۔ قَالَ: وَقالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: لا يسالُ رَجلٌ مَولَاهُ مِن فَضلٍ هُوَ عِندَهُ فَيمنعهُ الا دُعِيَ لَهُ يَومَ القِيَامَةِ فَضلُهُ الذی مَنَعَهُ شُجاعًا اقرَعَ۔)) [رواه ابوداود واللفظ له والنسائی والترمذی وحسنه قَالَ ابوداود: الاقرع الذی ذهب شعر راسه من الكبر]

(٢٦٤) حضرت بھز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی ماں سے اپنی ماں سے پھر اپنی ماں سے پھر اپنے باپ سے پھر جو جس قدر قریبی ہو، راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آقا سے اس کے زائد مال کا سوال کرے اور وہ انکار کر دے تو اس زائد مال کو روز قیامت گنجے سانپ کی شکل میں بلایا جائے گا (ابوداؤد نسائی ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے ابوداود فرماتے ہیں کہ اقرع اسے کہتے ہیں کہ بڑھاپے کے باعث جس کے سر کے بال ختم ہو گئے ہوں)[حسن]

الترغيب فی القرض وما جاء فی فضله

قرض دینے کی ترغیب وفضیلت

(٢٦٥) ((عن عبدِ اللّٰهِ بنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ عنِ النبیِّ ﷺ: كُلُّ قَرضٍ صَدَقَةٌ)) [رواه الطبرانی بسند حسن والبيهقی]

(٢٦٥) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر قرض صدقہ ہے (طبرانی نے بسند حسن اور بیہقی نے اسے روایت کیا ہے)[صحيح لغيره]

(٢٦٦) ((وعنه انَّ النبیَّ ﷺ قَالَ: ما مِن مُسلمٍ يُقرِضُ مُسلمًا قَرضًا مرّتين الا كانَ كصَدَقَتِهِ مَرَّةً)) [رواه ابن ماجه وصححه ابن حبان واخرجه البيهقی مرفوعًا وموقوفًا]

(٢٦٦) انہی (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو دو بار قرض دیتا ہے تو اسے ایک بار صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے (ابن ماجہ ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے بیہقی نے اسے مرفوع و موقوف دونوں طرح روایت کیا ہے)

الترغيب فی التيسير علی المعسر وانظاره والوضع عنه

تنگ دست کیلئے آسانی پیدا کرنے مہلت دینے اور معاف کر دینے کی ترغیب

(٢٦٧) ((عن ابی هُريرةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ

(٢٦٧) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَن یسَّر علی مُعسِرٍ (فی الدنیا) یَسَّر اللّٰہ علیہِ فی الدُّنیا والآخِرَۃِ)) [رواہ مسلم فی حدیث، واخرجه ابن حبان ھکذا مختصراً واخرجه الطبرانی ولفظه: اشھد علی رسول اللّٰہ ﷺ لسمعته ﷺ یقول: انَّ اولَ الناسِ یَستظِلُّ فی ظِلِّ اللّٰہ یومَ القِیامَۃِ لرجلٌ اَنظرَ مُعسِرًا حتی یَجدَ شَیئًا، او تصدَّق عَلیہِ بما یَطلِبُہُ یقولُ: مَالی عَلیکَ صَدقۃٌ ابتغاءِ وَجہِ اللّٰہِ ویَحرِقُ صَحیفَتَہُ۔ ای یقطع العھدۃ التی علیه واخرجه البغوی فی شرح السنة بلفظ: من نَفَّسَ عَنْ غریمِہٖ، اَو مَحی عنہُ کانَ فی ظِلِّ العَرشِ یومَ القِیامۃِ۔ ولعبد اللّٰہ بن احمد فی زیادات المسند: أظلَّ اللّٰہ عبدًا فی ظِلّہ یومَ لا ظِلَّ الا ظِلّہ انظرَ مُعسِراً، او ترَکَ لِغارِمٍ۔ واخرجه الطبرانی فی الکبیر من حدیث اسعد بن زرارۃ وفی الاوسط من حدیث شداد بن اوس۔]

نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست پر آسانی کرے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا (مسلم نے اسے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا، ابن حبان نے اس طرح اسے مختصر روایت کیا اور طبرانی نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ روزِ قیامت سب سے پہلا شخص جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں جگہ حاصل کرے گا، وہ ہوگا جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی حتیٰ کہ وہ کچھ پالے یا اپنے قرض کو اس پر صدقہ کرتے ہوئے کہے کہ میرا مال اللہ کی رضا کے لیے تجھ پر صدقہ ہے اور پھر وہ دستاویز کو آگ میں جلا دے یعنی اسے معاف کر دے، بغوی نے ''شرح السنہ'' میں اسے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ جس نے اپنے مقروض پر آسانی کی یا اسے معاف کر دیا تو وہ روزِ قیامت عرشِ الٰہی کے سایہ تلے ہوگا، عبداللہ بن احمد کے ''زیادات المسند'' میں اس طرح اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا، جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا مقروض کے قرض کو معاف کر دیا، طبرانی کبیر میں یہ اسعد بن زرارہ سے اور اوسط میں شداد بن اوس سے ہے)

(۲۶۸) ((وعنْ ابی ھُریرۃَ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ: کانَ رَجُلٌ یُداینُ النَّاسَ، وکانَ یقولُ لِفتاہُ: اذا اتیتَ مُعسِرًا، فَتجاوَزْ عنہُ لَعلَّ اللّٰہ یَتجاوزُ عنَّا، فَلقی اللّٰہ فَتجاوزَ عَنہُ۔)) [متفق علیه]

(۲۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا اور اپنے غلام سے کہا کرتا تھا کہ جب تم کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو اس سے درگزر کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے، چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

الترغیب فی الانفاق فی وجوہ الخیر کرما والترھیب من الامساک فی الادخار شحا

نیکی کے کاموں میں فراخ دلی کے ساتھ خرچ کرنے کی ترغیب اور بخل و کنجوسی پر وعید

(۲۶۹) ((عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما مِنْ یوم یُصبحُ العِبادُ فیہِ الا مَلَکَان یَنزلانِ مِنَ السَّماء فیقولُ احدُھُما اللّٰھُمَّ اعطِ مُنفقًا خَلَفًا وَیقولُ الآخرُ: اللّٰھُمَّ اعطِ مُمْسکًا تَلَفًا۔)) [متفق علیہ]

(۲۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز صبح کے وقت آسمان سے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخل سے کام لینے والے کو تباہی سے دوچار کر۔ (بخاری و مسلم)

(۲۷۰) ((وعنْ ابن مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخلَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم : عَلی بِلالٍ وعِندَہُ صُبَر مِن تَمرٍ۔ فقالَ: مَا ھذا یَا بِلالُ؟ قَالَ اعدَدْتُ لاضیافِکَ۔ قَالَ: اما تَخشی ان تکونَ لَکَ دُخانٌ فی نَار جَھنَّم، اَنفِقْ بِلالُ، ولَا تَخشَ مِن ذی العَرشِ اِقْلالًا۔)) [رواہ البزار بإسناد حسن والطبرانی نحوہ]

(۲۷۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کے پاس کھجوروں کے ڈھیر تھے، فرمایا: بلال یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یہ میں نے آپ کے مہمانوں کے لیے تیار کیا ہے، فرمایا: کیا تم ڈرتے نہیں کہ جہنم کی آگ کا دھواں تمہیں لگے، بلال خرچ کردو، عرش والے سے کمی کا اندیشہ نہ رکھو۔ (بزار باسناد حسن، طبرانی) [صحیح لغیرہ]

(۲۷۱) ((وعنْ اسماءَ بنتِ ابی بکرٍ رضی اللہ عنہما قالتْ: قَالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تُوکی فَیُوکی عَلیکِ۔ وفی روایۃ: انفِقی او انفَحی او ارضَخی ولا تُحصی فیُحصی اللّٰہُ علیکِ، وَلا تُوعی فیُوعی اللّٰہُ علیکِ۔)) [متفق علیہ قولہ انفحی بالفاء والحاء المھملۃ وارضخی بالضاد والخاء المعجمتین وانفقی الثلاثۃ بمعنی واحد وقولہ لا توکی ای لا تسدی، الوعاء

(۲۷۱) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باندھ کر نہ رکھو وگرنہ تجھ سے باندھ کر رکھے گا، ایک روایت میں ہے کہ خرچ کرو اور گن گن کر نہ رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی گن کر دے گا، جمع کر کے نہ رکھو اللہ تعالیٰ تم سے جمع کر کے رکھے گا۔ (بخاری و مسلم، انفحی، ارضخی اور انفقی کے ایک ہی معنی ہیں (یعنی خرچ کرو) اور یہ جو فرمایا لاتوکی تو اس کا معنی ہے کہ برتن پر رسی باندھ کر نہ رکھو۔ وکاء رسی کو کہتے ہیں جو باندھ دی جاتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے، اسے ازراہِ بخل روک کر نہ رکھو۔

الوکاء وھو الرباط الذی یربط به' یقول:
لا تمنعی ما فی یدك]

(۲۷۲) ((وعنْ بلالٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لی رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یا بلالُ: مُت فَقیرًا وَلَا تَمُتْ غَنیًا۔ قلتُ وَکیفَ لی بذلِكَ؟ قال ما رزقت فلا تخبأ وما سئلت فلا تمنع فقلت یا رسول الله وکیف لی بذلك هُوَ ذلكَ او النارُ۔)) [رواہ الطبرانی وابو الشیخ فی کتاب الثواب وصححه الحاکم ولفظه: الق اللّٰه فقیرًا ولا تَلقهُ غنیًا' والباقی بنحوہ]

(۲۷۲) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا بلال! فقیر بن کر مرؤ دولت مند کی حیثیت سے نہ مرؤ میں نے عرض کیا یہ کیسے ممکن ہے؟ فرمایا جو رزق تمہیں میسر ہو اسے نہ چھپاؤ اور جو تم سے مانگا جائے اُسے نہ روکو۔ میں نے عرض کیا یہ کیسے ممکن ہے؟ (فرمایا) بات اسی طرح ہے یا پھر جہنم ہے (طبرانی' ابوالشیخ' کتاب الثواب' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں اللہ تعالیٰ سے فقیر کی حالت میں ملؤ دولت مند کی حیثیت سے نہ ملؤ باقی روایت اسی طرح ہے)[ضعیف]

(۲۷۳) ((وعنْ انسِ بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ اُھدِیَتْ للنبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلاثُ طَوائِرُ فاطْعَم خَادِمَهُ طَائرًا: فَلما کانَ مِنَ الغَدِ اتتْ بِها۔ فقالَ لها رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : اَلَمْ اَنهكِ ان تَرفعی شَیئًا لغَدٍ: فاِنَّ اللّٰهَ یَاتی بِرزقِ غَدٍ)) [رواہ ابویعلٰی ورواته ثقات]

(۲۷۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین پرندے بطور تحفہ پیش کیے گئے' آپ نے ایک پرندہ خادمہ کو کھانے کے لیے دے دیا اگلا دن ہوا تو وہ اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تمہیں کل کے لیے کچھ بچا کر رکھنے سے منع نہیں کیا تھا کل کے لیے کچھ بچا کر نہ رکھنا' کل بھی اللہ تعالیٰ رزق دے گا۔ (ابویعلیٰ' اس کے راوی ثقہ ہیں)[ضعیف]

(۲۷۴) ((واخرج ابن حبان عن انسٍ ان النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کانَ لا یدّخرُ شَیئًا لغدٍ۔))

(۲۷۴) ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے۔[صحیح]

(۲۷۵) ((واخرج احمد و ابو یعلی من حدیث ابی ذرٍّ ان النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم التَفتَ الی اُحُدٍ' فقالَ والذی نفسی بیدِہٖ : ما یَسُّرنی انَّ اُحُدًا تَحَوَّل لی ذَھبًا اُنفقُه فی سبیل اللّٰه واموتُ یومَ اموتُ ادعُ منهُ دِینارَین الا دِینارَینِ اُعِدُّھما لِلدَّینِ ان کَانَ۔))[و

(۲۷۵) احمد و ابویعلیٰ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے لیے اُحد پہاڑ سونے کا بن جائے جسے میں اللہ کی راہ میں خرچ کروں اور جس دن مجھے موت آئے تو یہ حال ہو کہ میں ان میں سے دو دینار چھوڑ مروں سوائے اس کے کہ میں انہیں قرض کی ادائیگی کے

سند احمد جید قوی]

لیے رکھ لوں' اگر قرض ہو۔ (مسند احمد کی سند جید قوی ہے) [حسن صحیح]

(۲۷۶) ((وعنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: تُوفّی رجلٌ منْ اهلِ الصُّفّةِ فوجدُوا فی شَملتِهِ دِینَارینِ، فذکروا ذلكَ للنبیِّ ﷺ فقالَ: کَیّتانِ)) [رواه احمد وصححه ابن حبان]

(۲۷۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوا تو اس کی چادر سے دو دینار ملے' صحابہ نے اس کا آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو داغ ہیں۔ (احمد' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا) [حسن صحیح]

(۲۷۷) ((وعنْ ابی هریرة رضی اللہ عنہ عنِ[1] النبیِّ ﷺ انه اُتیَ برجلٍ یُصلی عَلیهِ فقالَ کَمْ تَركَ؟ قَالُوا دِینارَینِ او ثَلاثةً، قَالَ: تركَ کَیّتینِ او ثَلاثَ کَیّاتٍ۔ فلقیت عبد اللّٰه ابن القسم مولی ابی بکر فقالَ: ذاك رجل کان یسال الناس تکثُّرا)) [رواه البیهقی من رواته یحیی بن عبد الحمید الحمانی]

(۲۷۷) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک شخص کا جنازہ پڑھنے لگے تو فرمایا کہ اس نے کتنا مال چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا دو یا تین دینار' فرمایا اس نے دو یا تین داغ چھوڑے ہیں' راوی بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن قاسم مولیٰ ابی بکر سے ملا تو انہوں نے بتایا کہ وہ شخص مال زیادہ کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کیا کرتا تھا۔ (بیہقی کے راویوں میں یحییٰ بن عبدالحمید حمانی بھی شامل ہے)

الترغیب فی صدقة المراة مِن مال زوجها وترهیبها منها اذا لم یاذن

عورت کے لیے اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کرنے کی ترغیب اور اسکے اجازت نہ دینے کی صورت پر وعید

(۲۷۸) ((عائشه رضی اللہ عنہا عن جَدِّهٖ (عنِ النبیِّ ﷺ) قال: اذا تَصدّقت المَراةُ من بیتِ زَوجِها کانَ لَها اجرٌ وَلِلزَوجِ مثلُ ذٰلِكَ، وللخازن مثل ذلك لا ینقُصُ کلُّ واحدٍ مِنهم مِن اجرِ صَاحِبه شَیئًا، لَهُ بما کَسَبَ، ولها بما انفقتْ۔)) [رواه

(۲۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا[2] سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے شوہر کے گھر سے صدقہ کرے تو اسے اس کا اجر ملے گا اور شوہر کو بھی اس کے برابر ثواب ملے گا' اور خازن کو بھی اس کی مانند ملے گا دوسرے کے اجر و ثواب کو کم نہ کرے گا' شوہر کو کمانے کا ثواب ملتا ہے اور بیوی کو خرچ کرنے کا۔ (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے) [صحیح]

(۱) مطبوعہ نسخہ میں مسعود بن عمر ہے۔ تصحیح شعب الایمان سے کی گئی ہے۔ (ازھر)

(۲) مطبوعہ نسخہ میں اور الترغیب میں عمرو بن شعیب ہے اور متن بھی ناقص ہے جامع الترمذی سے تصحیح کی گئی ہے۔ (ازھر)

الترمذی وقال حدیث حسن]

(۲۷۹) ((وعنْ ابی امامةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ یقولَ فی خُطبَتِه عامَ حَجَّةِ الوَدَاع: لا تُنفِقْ امراةٌ شَیئًا مِنْ بیت زوجِها الا بِاِذْنِ زَوْجِها۔ قِیل یا رسولَ اللّٰهِ: وَلَا الطعامَ؟ قَالَ ذلكَ افضَلُ اموالِنا۔)) [رواه االترمذی وقال: حدیث حسن]

(۲۷۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے کچھ بھی اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے' عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا وہ کھانا بھی خرچ نہ کرے؟ فرمایا یہ تو ہمارا افضل مال ہے۔ (ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے) [حسن]

الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء والترهیب من متعه

کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی ترغیب اور اسے روکنے پر وعید

(۲۸۰) ((عن عبدِ اللّٰه بنِ عمرٍو ان رَجلًا سالَ رسولَ اللّٰهِ ﷺ ایُّ الْاِسلامِ خَیرٌ؟ قَالَ: تُطعِمُ الطَّعامَ، وتَقرأُ السَّلامَ عَلی مَن عَرفْتَ ومَنْ لَمْ تَعرِفْ۔)) [متفق علیه]

(۲۸۰) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا یہ کہ تو کھانا کھلائے اور ہر شخص کو خواہ تو اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو' سلام کرے۔ (بخاری ومسلم)

(۲۸۱) ((وعنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ عمرٍو قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: مَن اطعمَ اخاهُ حَتّٰی یُشبِعَهُ، وسَقَاهُ مِنَ الماءِ حتّٰی یُروِیَهُ باعدَهُ اللّٰه مِنَ النارِ سَبعَ خَنادِقَ ما بینَ کُلِّ خَندقَینِ مَسیرةُ خمسِ مائةِ عامٍ۔)) [رواه الطبرانی وابو الشیخ فی الثواب والبیهقی وصححه الحاکم]

(۲۸۱) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی کو کھانا کھلائے حتّٰی کہ وہ سیر ہو جائے اور پانی پلائے حتّٰی کہ وہ سیر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے سات خندق دور کر دے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔ (طبرانی' ابوالشیخ' الثواب؛ بیہقی' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [موضوع]

(۲۸۲) ((وعنْ ابن مسعودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: یُحشَرُ النَّاسُ یومَ القیامةِ اعرَی مَا کانوا قَطُّ، واجوَعَ ما کانوا قَطُّ، واظماَ مَا کانوا قَطُّ، وانصبَ ما کانوا قَطُّ، فمنْ کَسی للّٰه عزّوجلَّ کَساهُ اللّٰه، ومَن اطعمَ

(۲۸۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ قیامت کے دن اس قدر ننگے اٹھائے جائیں گے کہ کبھی ایسے عریاں نہ ہوئے ہوں گے' اس قدر بھوکے اٹھائے جائیں گے کہ کبھی ایسے بھوکے نہ ہوں گے' اس قدر پیاسے اٹھائے جائیں گے کہ کبھی ایسے پیاسے نہ ہوئے ہوں گے اور اس قدر تھکے ہوں گے کہ انہیں کبھی ایسی تکان نہ

لِلّٰہِ عزَّ وجلَّ اطعمَہُ اللّٰہُ، ومَن سَقی لِلّٰہِ عزَّ و جلَّ سَقاہُ اللّٰہُ، ومَن عَمِلَ لِلّٰہِ عزَّ و جلَّ اغناہُ اللّٰہُ، ومَن عَفَی لِلّٰہِ اَعفاہُ اللّٰہُ۔))

[رواہ ابن ابی الدنیا موقوفًا (و) روی مرفوعًا بھذا اللفظ ایضاً]

ہوئی ہوگی تو جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پہنایا اللہ تعالیٰ اسے لباس پہنا دے گا' جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے کھانا کھلا دے گا' جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پلایا' اللہ تعالیٰ اُسے پلا دے گا' جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کیا' اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کیا' اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا (ابن ابی الدنیا نے اسے موقوف روایت کیا ہے نیز انہی الفاظ کے ساتھ یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے) [ضعیف]

(۲۸۳) ((وعنْ ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ: انَّ اللّٰہَ عزَّ و جلَّ یقولُ یومَ القیامۃِ یا ابنَ آدمَ: مرضت فلم تَعُدنی۔ قَالَ یا ربِّ: کَیفَ اعودُك وانتَ ربُّ العالَمینَ؟ قَالَ: اما عَلِمت انَّ عَبدی فُلانًا مَرِضَ فلم تَعُدْہُ، اما عَلِمتَ انكَ لَوْ عُدتَہُ لَوجدتَنی عِندَہُ۔ یا ابنَ آدمَ: استَطعمتُكَ فلم تُطعِمنی۔ قَالَ: یا ربِّ کیفَ اُطعمُكَ، وانتَ ربُّ العَالمینَ؟ قَالَ: اما علِمتَ انہُ استَطعَمَكَ عَبدی فُلان فلمْ تُطعِمْہُ، اما عَلِمتَ انكَ لو اطعمتَہُ لوجدتَ ذلكَ عِندی۔ یا ابنَ آدمَ: اِسْتَسْقَیْتُكَ، فلَم تَسقِنی۔ قَالَ: یا ربِّ کیفَ اسقِیكَ، وانتَ ربُّ العَالَمین۔ قَالَ: اِستَسْقاك عبدی فلانٌ فلم تَسْقِہِ، اما انك

(۲۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا' اے ابن آدم! میں بیمار ہوا[1] لیکن تُو نے میری بیمار پُرسی نہ کی' بندہ کہے گا اے اللہ میں تیری کیسے عیادت کرتا تو تو ربّ العالمین ہے؟ اللہ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اس کی عیادت نہ کی' کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے بھی اس کے پاس پاتا' اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا' عرض کرے گا اے اللہ! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا تو تو ربّ العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے اسے نہ کھلایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب ہمارے پاس پاتا' اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا' بندہ عرض کرے گا اے اللہ میں تجھ سے کس طرح پانی پلاتا تو تو ربّ العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے اسے پانی نہ پلایا اگر تو اسے

(۱) امام نووی فرماتے ہیں کہ مرض کی اضافت اگرچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف کی گئی مگر شرف اور تقرب کی وجہ سے' اس سے مراد بندہ ہے اور "تو مجھے اس کے پاس پاتا" کے معنی یہ ہیں کہ میری طرف سے ثواب اور عزت کو اس کے پاس پاتا اور اس کی دلیل حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا' واللہ اعلم

لَوْ سَقَيْتَهُ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِندى)) [رواه مسلم]

پانی پلاتا تو اس کا ثواب میرے پاس پاتا۔(مسلم)

(۲۸۴) ((ورُوِیَ عن عُمر بنِ الخطاب ﷺ قَالَ: سُئِلَ رسولُ اللّٰه ﷺ ایُّ الأعمالِ افضلُ؟ قَالَ ادخالُكَ السُّرورَ علی مُؤمِنٍ اشبعتَ جُوعَتَهُ، او كسوتَ عَورَتَهُ، او قَضيتَ حَاجتَهُ۔)) [رواه الطبرانی فی الاوسط واخرجه ابو الشیخ فی الثواب من حدیث ابن عمرو فی روایة له: احب الاعمالِ الی اللّٰهِ سُرورٌ تُدخِلُهُ علی مُسلمٍ او تكشِفُ عنهُ كربةً، او تطردُ عنهُ جُوعًا، او تقضی عنهُ دینًا]

(۲۸۴) حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: تمہارا اپنے مومن بھائی کو خوشی و مسرت پہنچانا کہ تو اسے سیر کر کے اس کی بھوک کو مٹا دے یا اسے لباس پہنا دے یا اس کی کسی حاجت کو پورا کر دے۔ (طبرانی اوسط) ابوالشیخ کی کتاب الثواب میں ابن عمرو ؓ کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل عمل یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوشی و مسرت سے دوچار کر دے یا اس کی کسی مصیبت کو دور کر دے یا اس کی بھوک مٹا دے یا اس کے قرض کو ادا کر دے)[حسن لغیرہ]

(۲۸۵) ((وعنْ ابی هُریرةَ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال: بَینما رَجُل یَمشی بطریقٍ اشتَدَّ عَلیهِ الحرُّ فَوَجَد بئرًا۔ فنَزَل فیها فَشرِبَ، ثُمَّ خرَجَ۔ فاِذا كَلبٌ یَلهثُ یاكُلُ الثَّری منَ العَطَشِ، فقالَ الرجلُ: لَقَدْ بَلَغَ هذا الكلبَ من العَطَشِ۔ مثلُ الذی كانَ بَلَغَ منّی، فنزَلَ الیهِ فَملَا خُفَّهُ مَاءً، ثُمَّ امسكَهُ بِفیهِ حتّی رَقی فَسقَی الكلب فَغَفرَ لَهُ۔ قالوا: یا رسولَ اللّٰهِ اِن لَنا فی البَهائِمِ اجرًا؟ فقالَ فی كُلِّ كبدٍ رَطْبةٍ اجرٌ۔)) [متفق علیه وفی روایة

(۲۸۵) حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی راستہ پر چل رہا تھا کہ اسے سخت گرمی لگی، اس نے ایک کنواں دیکھا تو اس میں اتر گیا اور پانی پیا۔ پھر جب وہ کنویں سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے وہ گیلی مٹی کو کھا رہا ہے، آدمی نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اس طرح پیاس لگی ہوئی ہے جس طرح مجھے پیاس لگی تھی وہ دوبارہ کنویں میں اترا، اس نے اپنے موزے کو پانی سے بھرا اور اسے کتے کے منہ سے لگا دیا، اس طرح کتے نے پانی پی لیا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر کی[1] اور اسے معاف فرما دیا، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کیا جانوروں میں بھی اجر ہے؟ فرمایا ہر زندہ چیز میں اجر ہے (بخاری و مسلم، ابن

(۱) ابن اثیر "النہایہ" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک "الشکور" بھی ہے جس کے معنی ہیں: وہ جس کے پاس بندوں کے چھوٹے اعمال بھی بڑھتے رہتے ہیں اور وہ ان کا کئی گنا زیادہ اجر و ثواب دیتا ہے تو اس کا بندوں کا شکر کرنے کا معنی انہیں معاف کر دینا ہے، شکرت لک اور شکرتک کے محاورے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں پہلا زیادہ فصیح ہے۔

لابن حبان: فشكر الله له فادخله الجنةَ۔]

حبان کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اس کی قدر افزائی فرمائی اور جنت میں داخل فرمادیا)

(۲۸۶) ((وروى عن ابى هُريرةَ قَالَ: ليسَ صَدَقةٌ اعظَمَ اجراً منْ ماءٍ۔)) [رواه البيهقى]

(۲۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانی سے بڑھ کر زیادہ اجر وثواب والا اور کوئی صدقہ نہیں ہے۔ (بیہقی) [حسن لغیرہ]

(۲۸۷) ((وعنْ أنسٍ رضی اللہ عنہ إن سعدَ بنَ عبادةَ اتى النبيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ: يارسولَ اللّٰه: إنَّ امى ماتَتْ ولَم تُوصِ افَيَنْفعُها ان اتصدَّقَ عَنها؟ قالَ: نَعمْ، وعليكَ بِالماءِ۔)) [رواه الطبرانى فى الاوسط ورواته ثقات۔ واخرجه ابوداوود من حديث سعد بن عبادة نفسه قَالَ: قلتُ يا رسولَ اللّٰه ان امى ماتَت، فاى الصَّدقةِ افضلُ؟: قَالَ: الماء فحفرَ بئرًا وقالَ: هذهٖ لأمِّ سعدٍ۔ واخرجه ابن خزيمة وابن ماجه]

(۲۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے انہوں نے کوئی وصیت تو نہیں کی لیکن میں ان کی طرف سے اگر کوئی صدقہ کروں تو کیا اس کا انہیں فائدہ ہوگا؟ فرمایا ہاں، لہٰذا پانی کا صدقہ کرو۔ (طبرانی اوسط، اس کے راوی ثقہ ہیں، ابوداؤد میں یہ حدیث خود حضرت سعد بن عبادہ ہی سے مروی ہے کہ یارسول اللہ! میری ماں فوت ہوگئی ہیں تو ان کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا پانی تو حضرت سعد نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ کنواں اُمّ سعد کا ہے۔ (ابن خزیمہ، ابن ماجہ) [صحیح]

فصل

(۲۸۸) ((وعنْ ابى هُريرةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : ثَلاثَةٌ لا يُكلِّمُهم اللّٰهُ وَلا يَنظرُ اليهم يومَ القِيامَةِ، وَلا يُزكِّيهِم، ولَهُم عذابٌ اليمٌ: رَجلٌ على فَضلِ ماءٍ بفلاةٍ فَمنعهُ ابنَ السَّبيلِ۔)) [الحديث متفق عليه]

(۲۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے نہ کلام فرمائے گا، نہ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس کے پاس جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو مگر وہ اس سے مسافر کو روکے۔۔۔۔۔الحدیث (بخاری و مسلم)

الترغیب فی شکر المعروف ومکافاۃ فاعلہ والدعاء لہ والترھیب من جحدہ وعدم شکرہ

نیکی کا شکریہ ادا کرنے، محسن کا بدلہ دینے اور اسکے حق میں دُعا کرنے کی ترغیب اور نیکی کے انکار و عدمِ تشکر پر وعید

(۲۸۹) ((عن اُسامۃَ بنِ زَیدٍ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَن صُنِعَ الیہ معروفٌ فقالَ لِفاعِلِہ: جَزَاکَ اللّٰہُ خَیرًا، فَقد ابلَغَ فی الثَّناء۔ وفی روایۃ: مَنْ اُوْلِی مَعروفًا، او اُسْدِیَ الیہِ مَعروفٌ نحوہ)) [رواہ الترمذی وقال: حسن غریب وسقط من بعض النسخ، ورواہ الطبرانی فی الصغیر مختصراً: اذا قالَ الرجل جزاك اللّٰہ خیراً فقد ابلغ فی الثناء]

(۲۸۹) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی نیکی کی گئی اور اس نے نیکی کرنے والے سے یہ کہہ دیا کہ جزاک اللہ خیر (اللہ تعالیٰ تجھے اچھا بدلہ دے) تو اس نے تعریف کا حق ادا کر دیا، ایک روایت میں "مَنْ اُوْلِی مَعروفًا یا اُسْدِی الیہِ مَعروف" کے الفاظ ہیں (معنی ایک ہی ہیں) ترمذی نے اسے حسن غریب قرار دیا ہے اور بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے، طبرانی صغیر میں یہ روایت مختصراً اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جب آدمی جزاك اللّٰہ خیرا تو اس نے تعریف کا حق ادا کر دیا) [صحیح]

(۲۹۰) ((وعنْ الاشعثِ بنِ قیسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : انَّ اشکرَ النَّاسِ للّٰہ اشکرُھُم للنَّاسِ وفی روایۃ: لَا یَشکُرُ اللّٰہَ مَن لا یَشکرُ النَّاسَ)) [رواہ احمد ورواتہ ثقات]

(۲۹۰) حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے لوگوں کا شکر گزار رہے تو وہ لوگوں کے لیے بھی سب سے بڑا شکر گزار ہے، ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔ (احمد، اس کے راوی ثقہ ہیں) [صحیح]

کتاب الصوم وذکر ابوابہ

الترغیب فی صوم رمضان وتاکید وجوبہ

رمضان کے روزے کی ترغیب اور وجوب کی تاکید

(۲۹۱) ((عن ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ عنِ النبیِّ ﷺ قَالَ: مَن صَامَ رَمضانَ ایمانا و احتسابا

(۲۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب [1] کی نیت سے

(۱) علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ایمانا واحتسابا کے معنی یہ ہیں کہ وہ نیت وعزیمت کے ساتھ روزہ رکھے یعنی تصدیق کے ساتھ روزہ رکھے ثواب کی رغبت ہو اور دل کی خوشی کے ساتھ روزہ رکھے یہ نہ ہو کہ بادل نخواستہ اور اسے بوجھ سمجھتے ہوئے روزہ رکھے دنوں کو لمبا بھی نہ سمجھے۔ ہاں البتہ لمبے دنوں کو غنیمت ضرور جانے کہ ان میں ثواب بھی زیادہ ہوگا، بغوی فرماتے ہیں کہ احتسابا کے معنی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کے حصول کے لئے!

غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِهِ۔)) [متفق عليه وفي رواية للنسائي عن قتيبة عن سفيان: وما تاخر۔ قَالَ المصنف تفرد بها قتيبة]

رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (بخاری و مسلم۔ نسائی کی روایت قتیبہ از سفیان میں ہے کہ پچھلے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے مصنف فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کے روایت کرنے میں قتیبہ متفرد ہے)

(۲۹۲) ((وروى البيهقيُّ في حديث ابن مسعود في آخره: ولِلّٰهِ عندَ كلِّ فِطرٍ من شَهرِ رَمضانَ كلَّ لَيلةٍ عتقاء مِنَ النَّارِ سِتُّون الفًا، فإذا كانَ يومَ الفِطرِ اعتقَ اللّٰهُ مِثلَ ما اعتقَ في جَميعِ الشَّهرِ ثلاثينَ مَرَّةً ستين الفا ستين الفا))

(۲۹۲) بیہقی نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے آخر میں یہ روایت کیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں ہر رات افطار کے وقت اللہ ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے اور جب یوم فطر ہوتا ہے تو اللہ اتنے لوگوں کو آزاد کرتا ہے جتنے اس نے سارے مہینے میں آزاد کیے تھے یعنی تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار)[1] [ضعيف]

(۲۹۳) ((وعن ابي هُريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ: اذا جاءَ رمضانُ فُتِّحَت ابوابُ الجنَّةِ، وغُلِّقتْ ابوابُ النَّارِ، و صفدت الشياطين))[متفق عليه]

(۲۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔[2] (بخاری و مسلم)

(۲۹۴) ((وعنهُ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلاثةٌ لا تُرَدُّ دَعوتُهُم: الصَّائمُ حتّٰى يُفطِرَ، والإمامُ العادلُ، ودعوةُ المظلوم يَرفعُها اللّٰهُ فوقَ الغَمامِ، ويُفتحُ لها ابوابُ السَّماءِ، ويقولُ الربُّ عزَّ و جلَّ: وعِزَّتي

(۲۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں ہوتی: (۱) روزہ دار کی حتیٰ کہ وہ افطار کرے (۲) امام عادل اور (۳) مظلوم کی دُعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اُٹھا لیتا ہے اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ مجھے اپنی

(۱) حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مکمل اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے سارا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا' سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح کے وقت ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے کہ اے نیکی کے طالب! قصد کر اور خوش ہو جا اور اے برائی کے طالب! رک جا اور آنکھیں کھول ہے کوئی جو اپنے گناہوں کی معافی چاہنے والا ہو اور اسے معاف کر دیا جائے ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے' ہے کوئی دُعا کرنے والا اس کی دُعا کو قبولیت سے نوازا جائے' ہے کوئی سائل کہ اس کا سوال پورا کر دیا جائے'......الخ۔

(۲) اس کے معنی یہ ہیں کہ شیاطین لوگوں کو خراب کرنے کے مقصد تک اس طرح رسائی حاصل نہیں کر سکتے جس طرح وہ عام دنوں میں رسائی حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ لوگ روزے' قرأت قرآن اور دیگر عبادات میں مشغول ہوتے ہیں' اس لیے وہ خواہشات نفس کی تکمیل سے باز رہتے ہیں۔

في حديث والترمذي وحسنه ولفظه: الصائم حين يفطر۔ وابن ماجه وصححه ابن خزيمة وابن حبان۔ وفي رواية البزار: ثلاثةٌ حقٌّ على اللهِ ان لا يَرُدَّ لَهُم دعوةً: الصَّائمُ حتّٰى يُفطِرَ، والمسافرُ حتّٰى يَرجعَ، والمظلومُ حتّٰى يَنْتصِرَ۔]

عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا خواہ ایک مدت کے بعد (احمد ترمذی نے اسے حسن کہا اور اس میں لفظ یہ ہے کہ: "روزہ دار کی جب وہ افطار کرے" ابن ماجہ ابن خزیمہ و ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے بزار کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کی دُعا کو رَدّ نہ کرے (۱): روزہ دار حتّٰی کہ وہ افطار کرے (۲) مسافر حتّٰی کہ واپس لوٹ آئے اور (۳) مظلوم حتّٰی کہ بدلہ لے لے۔[۱] [ضعیف]

الترهيب من افطار شيء من رمضان عن غير عذر

عذر کے بغیر رمضان کا روزہ چھوڑنے پر وعید

(۲۹۵) ((عن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ (قالَ:) مَن اَفطرَ يَومًا مِن رمَضانَ مِن غيرِ رُخصةٍ، ولا مرضٍ، لم يقضه صَومُ الدَّهرِ كُلِّه، وَان صَامَهُ۔)) [رواه الأربعة وصححه ابن خزيمة واخرجه البيهقي]

(۲۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رخصت یا مرض کے بغیر رمضان کے ایک دن کا روزہ چھوڑتا ہے تو زمانہ بھر کے روزے بھی اس کی قضا نہ بن سکیں گے[۲] اگر وہ (عملی طور پر) رکھ بھی لے (اربعہ ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بیہقی) [ضعیف]

الترغيب في الصوم مطلقًا وما جاء في فضله

مطلقاً روزے کی ترغیب وفضیلت

(۲۹٦) ((عن ابی هُريرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: قالَ اللّٰه عزَّ و جلَّ: كلُّ عَمِلِ ابن ادمَ لَهُ، الاَ الصِّيامَ فاِنَّه لي، وانا

(۲۹٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے لیکن روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا بھی میں خود ہی دوں گا،

---

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ابومدلہ ضعیف ہے جس کے بارہ میں ابن مدینی فرماتے ہیں کہ اس کا نام معلوم نہیں، یہ مجہول ہے اور اس سے ابومجاہد کے علاوہ اور کسی نے روایت نہیں کیا ہے لہٰذا امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن قرار دینا درست نہیں ہے، سلسلہ ضعیفہ ج ۳ ص ۵۳۴۔۵۳۵ (مترجم)

(۲) اس حدیث میں رمضان کا ایک بھی روزہ چھوڑنے پر وعید ہے کیونکہ جان بوجھ کر ایسا کرنے والے کا ثواب کم اور اُجر ضائع ہو جائے گا اور آدمی اس اُجر و ثواب کو دوبارہ حاصل نہیں کر سکے گا خواہ وہ ساری زندگی نفل روزے رکھتا رہے یعنی ساری زندگی کے نفل روزے بھی رمضان کے ایک دن کے روزے کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ (عمارہ)

اجزی به ' والصّیامُ جُنّةٌ' فاِذا کانَ یومُ صومِ احدِکُم فَلا یَرفُثْ' وَلَا یَصخَبْ' فاِنْ سابَّهٗ احدٌ' او قاتَلَهٗ فلْیقلْ: انّی صَائمٌ انی صَائِمٌ' والذی نَفسُ مُحمدٍ بِیدِهٖ لَخَلُوفُ فَمِ الصَّائمِ اطیبُ عندَ اللّٰهِ من رِیحِ المِسكِ' للصَّائِمِ فَرحتانِ یَفرحُهُما: اذا افطرَ فَرِحَ بِفطرِهٖ واذا لَقی رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَومِهٖ۔)) [متفق علیه واللفظ للبخاری]

روزہ ڈھال ہے لٰہذا جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو وہ فحش گفتگو نہ کرے اور نہ شور و غوغا کرے' اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں' میں روزہ دار ہوں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوگی' روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں' جن سے وہ خوش ہوتا ہے (۱) جب وہ افطار کرتا ہے تو افطار سے خوش ہوتا ہے اور (۲) جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے سے خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم' یہ الفاظ صحیح بخاری کی روایت کے ہیں)

(۲۹۷) ((وعَن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن النبیِّ ﷺ قالَ: الصومُ جنة)) [رواه الترمذی فی حدیث طویل صححه]

(۲۹۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ[1] سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے[2] (ترمذی نے اسے ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۲۹۸) ((وعَن عبداللهِ بنِ عَمرو رضی اللہ عنہما انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: القرآنُ والصیامُ یَشفعانِ للعبدِ یومَ القیامةِ یقولُ الصِّیامُ: ای رَبِّ مَنعتُهُ الطَّعامَ والشَّهوةَ فَشفِّعنی فیه: ویَقولُ القُرآنُ: مَنعتُهُ النَّومَ باللیلِ فشفِّعنی فیهِ۔ قالَ فَیُشفَّعَانِ۔)) [رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح وصححه الحاکم واخرجه ابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع باسناد حسن]

(۲۹۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن اور روزہ قیامت کے دن بندے کی شفاعت کریں گے' روزہ کہے گا اے اللہ میں نے اسے کھانے اور شہوت سے روکا لٰہذا اس کے بارہ میں میری شفاعت قبول فرمالے اور قرآن کہے گا اے اللہ! میں نے اسے رات کو سونے سے روکا لٰہذا اس کے بارہ میں میری شفاعت قبول فرمالے تو ان دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔ (طبرانی' اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الجوع'' میں اسے باسناد حسن بیان کیا ہے) [حسن صحیح]

---

(۱) حدیثِ معاذ کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے جیسا کہ ''الترغیب والترھیب'' میں ان سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے یارسول اللہ ﷺ! فرمایا روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۲) الجُنَّة کے معنی بچاؤ اور پردہ کے ہیں مفہوم یہ ہے کہ روزے دار کو گناہوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔

(٢٩٩) ((وعَن سَلمة بنِ قَيصَرَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: مَن صامَ يومًا ابتغاءَ وَجهِ اللّٰهِ بَاعَدَهُ اللّٰهُ من جهنَّمَ كَبُعدِ غُرابٍ طَارَ وهُوَ فَرخٌ، حتّٰى مات هَرَمًا۔)) [رواه ابو يعلٰى و البيهقى]

(٢٩٩) حضرت سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اتنا دور کر دیتا ہے جتنا فاصلہ وہ کوا طے کرتا ہے جو پیدا ہوتے ہی اُڑنا شروع کر دے اور بوڑھا ہو کر فوت ہو۔(ابویعلیٰ، بیہقی) [ضعيف]

(٣٠٠) ((وعَن أبى سعيد رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : ما مِن عَبدٍ يَصومُ يَومًا فى سَبيلِ اللّٰهِ الا باعَدَ اللّٰهُ بذلكَ اليومِ وَجهَهُ عَنِ النَّارِ سَبعينَ خَريفًا۔)) [متفق عليه]

(٣٠٠) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کی وجہ سے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر خریف دور کر دیتا ہے۔(بخاری و مسلم)

باب فى صيام التطوع

نفل روزوں کا بیان

الترغيب فى صوم ست من شوال

شوال کے چھ روزوں کی ترغیب

(٣٠١) ((عَن ثَوبانَ رضی اللہ عنہ عن رسولِ اللّٰهِ ﷺ قالَ: مَن صامَ ستَّةَ ايّامٍ بَعدَ الفِطرِ كانَ تمامَ السنةِ، مَن جاءَ بالحسنةِ فلَهُ عَشرُ امثالِها۔)) [رواه النسائى وابن ماجه وهذا لفظه وزاد النسائى فَشَهرٌ بعشرةِ أشهرٍ بعدَ الفطرِ تمامُ السنةِ۔ ولابن خزيمة نحوه، واخرجه ابن حبان بلفظ: من صام رمضان، وستًا من شوال، فقد صام السنة۔ رواه احمد والبزار

(٣٠١) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ سارے سال کے روزے رکھنے کی طرح ہوگا کہ جو نیکی کرے اسے اس کا دس گنا اَجر و ثواب ملتا ہے۔(نسائی، ابن ماجہ، اور یہ لفظ ابن ماجہ کے ہیں نسائی کی روایت میں یہ الفاظ زائد بھی ہیں کہ مہینے کا ثواب دس مہینوں کے بقدر اور عید الفطر کے بعد چھ دنوں کے روزے (ملا لیے جائیں) تو ان کا ثواب سال بھر کے روزوں کے بقدر ہے' (ابن خزیمہ، ابن حبان میں یہ الفاظ ہیں کہ جس نے رمضان کے اور چھ شوال کے روزے رکھے تو اس نے گویا سارا سال روزے رکھے' احمد، بزار'

والطبرانی والبیهقی من حدیث جابر۔]

طبرانی، بیہقی بروایت جابر) [صحیح]

الترغيب فی صوم يوم عرفة لمن لَم يكن بها

جو شخص عرفہ میں نہ ہو اس کے لیے عرفہ کے دن کے روزے کی ترغیب

(۳۰۲) ((وعَن ابی قَتادَة رضی اللہ عنہ قالَ: سُئِلَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم عن صَومِ يَومِ عَرفةَ قالَ: يُكفِّرُ السَّنةَ الماضِيَةَ والباقِيَة۔)) [رواه مسلم والاربعة ولفظ الترمذی: صيامُ يومِ عرفة انّی احتسِبُ علی اللّٰهِ ان يُكفِّرَ السَّنَةَ التی بَعدَهُ، والسَّنةَ التی قَبلَهُ]

(۳۰۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے دن کے روزے کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، اربعہ، ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عرفہ کے دن کے روزے کے بارہ میں مجھے اللہ تعالیٰ سے یہ اُمید ہے کہ وہ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دے گا)

فصل

(۳۰۳) ((عن ابی هُريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم نهی عَن صومِ يومِ عَرفةَ بِعَرفة۔)) [رواه ابوداوود والنسائی وصححه ابن خزيمة واخرجه الطبرانی فی الاوسط من حديث عائشة۔ قالَ المصنف اختلف العلماء فی صوم يوم عرفة فقالَ ابن عمر لم يصمه النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ولا ابو بكر، ولا عمر، ولا عثمان، وانا لا اصومه وكان مالك والثوری: يختاران الفطر، وكان ابن الزبير وعائشة: يصومان (يوم عرفة) ورُوِیَ ذلك عن عثمانَ بنِ ابی العاص ، وكانَ اسحٰقُ: يَميل الی الصوم، وقالَ: عطاء: اصوم فی الشتاء لا فی الصيف، وقالَ قتادة: لا باس

(۳۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ میں یوم عرفہ کے روزے سے منع فرمایا (ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، طبرانی اوسط بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) مصنف فرماتے ہیں کہ علماء کا یوم عرفہ کے روزے میں اختلاف ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ نہیں رکھا، نہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، نہ عمر رضی اللہ عنہ نے، نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اور میں بھی نہیں رکھتا، امام مالک اور ثوری بھی روزہ نہ رکھنے کو پسند کرتے تھے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عرفہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ عثمان بن ابی العاص سے بھی یہی روایت ہے، اسحاق کا میلان روزہ کی طرف تھا، عطا فرماتے ہیں کہ میں سردیوں میں روزہ رکھتا ہوں اور گرمیوں میں نہیں، قتادہ فرماتے ہیں کوئی حرج نہیں اگر آدمی دُعا کے لیے کمزور نہ ہو جائے، امام شافعی فرماتے ہیں کہ غیر حاجی کے لیے مستحب ہے لیکن حاجی کے لیے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ روزہ نہ رکھے تا کہ دُعا کے لیے اسے تقویت حاصل ہو۔ امام احمد

به اذا لم یضعف عن الدعاء' وقالَ الشافعی: یستحب لغیر الحاج ' واما الحاج فاحب الی ان یفطر لیقویه علی الدعاء وقالَ احمد: ان قدر علی ان یصوم صام والاّ افطر فهو یوم یحتاج فیه الی القوة]

فرماتے ہیں کہ اگر روزے کی طاقت ہو تو روزہ رکھ لے ورنہ نہ رکھے کیونکہ اس دن قوت وطاقت کی ضرورت ہے)[ضعیف]

الترغیب فی صیام شهر اللّٰه المحرم

اللہ کے مہینے محرم کے روزے کی ترغیب

(۳۰۴) ((عن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : افضلُ الصِّیامِ بعدَ رَمضانَ شهرُ اللّٰهِ المحرَّمُ۔)) [رواہ مسلم فی حدیث واخرجه النسائی والطبرانی من حدیث جُندبِ بنِ سفیان ولفظه: شهرُ اللّٰه الذی تدعونه المحرم]

(۳۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کا ہے (مسلم' نسائی وطبرانی نے اسے بروایت جندب بن سفیان بیان کیا ہے اور الفاظ یہ ہے کہ اللہ کا یہ مہینہ جسے تم محرم کہتے ہو)

الترغیب فی صوم یوم عاشوراء والتوسع فیه علی العیال

یوم عاشورہ کے روزے اور اہل وعیال پر کشادگی کی ترغیب

(۳۰۵) ((عن ابی قَتادةَ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ سُئِلَ عن صِیامِ یومِ عَاشوراء فقالَ: یُکفِّرُ السَّنةَ الماضیةَ۔)) [رواہ مسلم وابن ماجه ولفظه: قالَ صیام یومِ عاشوراء انی احتَسِبُ علی اللّٰهِ ان یکفِّر السَّنةَ التی بَعْدَها]

(۳۰۵) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشورہ کے روزے کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس سے گزشتہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم' ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ یوم عاشورا کے روزے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ اس سے بعد میں آنے والے سال کے گناہ معاف فرما دے گا)

(۳۰۶) ((وعَنِ ابنِ عباسٍ رضی اللہ عنہما انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ صامَ عَاشوراءَ وَامرَ بصیامِه۔))

(۳۰۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کا روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا (بخاری و

[متفق عليه' وعند مسلم: ما علمتُ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ صامَ يومًا يَطلبُ فَضلَهُ على الايَّامِ الا هذا اليَومَ ' يعني عاشُوراء ولا شهرًا يطلبُ فَضلَهُ على الشُّهورِ الا هذا الشَّهرَ يعني رَمضانَ۔ وللطبراني في الاوسط: لم يكُنْ يتوخَّى فضلَ يومٍ على يومٍ بعدَ رمضَانَ الا عاشُوراءَ۔ وله في الكبير ليسَ ليومٍ على يومٍ فضل في الصيامِ الا شهرَ رمضانَ' ويومَ عاشوراءَ]

مسلم' مسلم کی روایت میں ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسے دن کا روزہ رکھا ہو جس کی دوسرے دنوں پر فضیلت کے طالب ہوں' سوائے اس دن یعنی عاشوراء کے اور نہ آپ ﷺ نے کسی مہینے کے روزے رکھے ہوں کہ اس کی دوسرے مہینوں پر فضیلت کے طالب ہوں' سوائے اس مہینے یعنی رمضان کے ''طبرانی اوسط'' میں ہے کہ رمضان کے بعد آپ ﷺ کسی دن کی دوسرے دن پر فضیلت قرار نہیں دیتے تھے سوائے عاشوراء اور ''معجم کبیر'' میں ہے کہ روزہ کے اعتبار سے ماہ رمضان اور یوم عاشوراء کے علاوہ کسی دن کو دوسرے دن پر فضیلت حاصل نہیں ہے)

(۳۰۷) ((وعَن ابي سعيدٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَن صامَ عاشُوراء غُفِرَ لَهُ سنةٌ۔)) [رواه الطبراني في الاوسط]

(۳۰۷) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا اس کے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (طبرانی اوسط) [صحيح لغيره]

فصل

(۳۰۸) ((عن ابي هُريرةَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: من اَوسعَ علٰى عِيالِهِ وَاَهلِه يومَ عَاشوراء ' اَوْسَعَ اللّٰه عليه سائِرَ سَنتِهٖ)) [رواه البيهقي وغيره من طرق ' وقالَ: هي وان كانت ضعيفة لكن اذا ضم بعضها الى بعض احدثت قوة]

(۳۰۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے اہل وعیال پر عاشوراء کے دن توسیع کی اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال رزق میں فراخی کرے گا (بیہقی وغیرہ نے اسے کئی طرق سے روایت کیا ہے اگرچہ یہ طرق ضعیف ہے لیکن جب انہیں آپس میں ملایا جائے تو قوی ہو جاتے ہیں) [1] [ضعيف]

(۱) اس حدیث کے تمام طرق ہی ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیہقی نے خود اس کی صراحت فرمائی ہے' اسی طرح ملا علی قاری نے حافظ ابن قیم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عاشوراء کے دن سرمہ' تیل اور خوشبو وغیرہ استعمال کرنے کے بارہ میں جو احادیث مروی ہیں' یہ سب کذاب لوگوں کی وضع کردہ ہیں اور ان کے مقابلہ میں کچھ لوگوں نے اسے غم وحزن کا دن قرار دے رکھا ہے تو یہ دونوں گروہ بدعتی اور اہلسنت سے خارج ہیں۔ سچے اہلسنت اس دن صرف وہی کام کرتے ہیں جس کا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے اور وہ ہے روزہ رکھنا اور شیطان نے اس دن جن بدعات کے ارتکاب کا حکم دیا ہے' یہ ان سے سخت اجتناب کرتے ہیں)۔ (موضوعات ص' ۱۲۲ مترجم)

الترغيبُ فی صومِ شعبان وفضل لیلة نصفه

شعبان کے روزے کی ترغیب اور اس کی پندرھویں رات کی فضیلت

(٣٠٩) ((عن عائشة ﷺ انَّ النبیَّ ﷺ کانَ یصومُ شعبانَ کلَّهُ قالت قُلتُ: یا رسولَ اللّٰهِ احبُّ الشُّهورِ الیكَ انْ تَصومَ شَعبانَ؟ قالَ: ان اللّٰه یکتبُ فیهِ علی کُلِّ نَفسٍ مَیِّتةٍ تِلكَ السَّنةَ، فاُحِبُّ ان یاتینی اجلی، وانَا صائِم۔)) [رواہ ابویعلٰی وفی روایة لابی ابوداوود قالت: کان احبَّ الشُّهور الی رسولِ اللّٰه ﷺ ان یصومَهُ شَعبانُ، ثمَّ یصلُهُ برمَضانَ۔]

(٣٠٩) حضرت عائشہ ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ سارے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا سارے مہینوں میں سے آپ کو یہ پسند ہے کہ آپ شعبان کے روزے رکھیں؟ فرمایا کہ اس سال جس جس جاندار نے فوت ہونا ہوتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ اس مہینے میں لکھ لیتے ہیں لہذا میں پسند کرتا ہوں کہ میری موت اس حال میں آئے کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہو[1] (ابویعلیٰ، ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مہینوں میں سب سے زیادہ پسند یہ بات تھی کہ آپ شعبان کے روزے رکھیں پھر آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے)

[ضعیف]

فصل

(٣١٠) ((عن معاذِ بنِ جبلٍ ﷺ عن النبیِّ ﷺ قالَ: یَطَّلعُ اللّٰهُ إلی جَمیعِ خلقِه لیلةَ النِّصفِ من شَعبانَ فَیغفِرُ لَجمیعِ خَلقِه الَّا لمشركٍ او مُشاحِنٍ)) [رواہ الطبرانی وصححه ابن حبان]

(٣١٠) حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مشرک یا کینہ پرور کے سوا ساری مخلوق کو معاف فرما دیتا ہے۔[2] (طبرانی، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

الترغیبُ فی صومِ ثلاثةِ ایَّام من کل شهر سیما الایَّام البیض

ہر ماہ تین دن خصوصاً ایّامِ بیض کے روزوں کی ترغیب

(١) اس حدیث کی سند انتہائی ضعیف ہے علاوہ ازیں قرآن حکیم کی متعدد آیات (سورۃ الدخان اور سورۃ القدر) نیز صحیح احادیث اس باب میں صریح ہیں کہ تمام اُمور کے فیصلے لیلۃ القدر میں کئے جاتے ہیں نہ کہ ماہِ شعبان کی کسی مخصوص رات میں۔ قاضی ابوبکر ابن العربی لکھتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں رات سے متعلق کوئی روایت قابل اعتماد نہیں ہے۔ نہ اس کی فضیلت کے بارے میں نہ اس بارے میں کہ اس رات قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ (احکام القرآن)

(٢) اس کی سند ضعیف ہے۔

(۳۱۱) ((عن عبدِ اللّٰہ بنِ عمرو بن العاص ؓ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : صومُ ثلاثةِ ایّامٍ من کُلِّ شھرٍ صومُ الدھرِ کلّہ))[متفق علیہ]

(۳۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماہ تین دن کے روزے رکھنا گویا زندگی بھر کے روزے رکھنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۳۱۲) ((وعَنهُ ؓ انَّ النبیَّ ﷺ قالَ لَہٗ: بَلَغنی انَّکَ تَصومُ النَّھارَ۔ وتَقومُ اللّیل فَلا تَفعلْ، فانَّ لِجسَدِکَ عَلیکَ حَقًّا ولِعینِکَ عَلیکَ حَقًّا، وان لزوجِکَ عَلیکَ حَقًّا صُمْ وافطِرْ، صُمْ مِنْ کُلِّ شھرٍ ثَلاثةَ ایّامٍ، فَذلکَ صَومُ الدّھرِ۔ قلتُ: یَا رسولَ اللّٰہ انَّ لی قُوةً قالَ: فَصمْ صَومَ داوٗد: صُمْ یَومًا وافطِرْ یَومًا: فَکانَ یَقولُ: یَا لیتنی اخذتُ بالرخصَة))[متفق علیہ]

(۳۱۲) حضرت عبداللہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر قیام کرتے ہو، ایسا نہ کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے لہٰذا روزہ رکھو بھی اور نہ بھی رکھو، ہر ماہ تین روزے رکھ لو یہ زندگی بھر کے روزے ہوں گے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے طاقت حاصل ہے، فرمایا حضرت داؤدؑ کی طرح روزہ رکھو، یعنی ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو۔ عبداللہ کہا کرتے تھے اے کاش میں رخصت کو قبول کر لیتا۔[1] (بخاری و مسلم)

(۳۱۳) ((وعَن ابی ذرٍّ ؓ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَن صَامَ من کُلِّ شَھرٍ ثَلاثَةَ ایّامٍ، فَذلکَ صِیَامُ الدَّھرِ، وانزَلَ اللّٰہُ تصدیقَ ذٰلکَ فِی کِتابہٖ: مَن جاءَ بالحسنةِ فلہٗ عَشرُ امثالِھا۔ الیومُ بِعَشرةِ ایّامٍ۔)) [رواہ احمد والترمذی واللفظ لہٗ وقالَ: حسن۔ والنسائی وصححہ ابن خزیمة۔ وفی روایة للنسائی: من صَامَ ثلاثةَ ایّامٍ من کُلِّ شھرٍ۔ فَقَد تَمَّ صومُ الشَّھر، او

(۳۱۳) حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہر ماہ تین دن روزے رکھ لے تو یہ زندگی بھر کے روزے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق قرآن مجید میں اس طرح نازل فرمائی ہے کہ "جو شخص نیکی کرے گا تو اسے اس سے دس گنا ثواب ملے گا" یعنی ایک دن کا دس دنوں کے بقدر ثواب ہو گا (احمد، نسائی، ترمذی نے اسے حسن اور ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا ہے) نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ہر ماہ تین روزے رکھے اس نے پورے مہینے کے روزے رکھے یا اسے پورے مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا، ان کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر تم مہینے

(۱) عبداللہ نے یہ اس وقت کہا جب ان کی عمر زیادہ ہو گئی اور وہ اس کی محافظت سے عاجز آ گئے تھے جس کا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس عہد کیا تھا اور اب اسے توڑنا بھی ممکن نہ تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ بنو کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا لیکن پھر اس نے قیام لیل کو ترک کر دیا، اس حدیث اور ابن عمرو ؓ کی اس بات سے معلوم ہوا کہ نیکی کی جو عادت بن جائے اس پر دوام کرنا چاہیے اور اس میں کمی نہیں آنے دینا چاہیے۔ (نووی ص ۱۰۵)

فله صومُ الشَّهرِ۔ وفي رواية لهم: اذا صمتَ من الشَّهرِ ثلاثةً فصُم ثلاثَ عَشْرةَ واربعَ عَشرةَ وخمس عَشْرةَ]

میں تین روزے رکھنا چاہو تو ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھ لو)۔[صحیح]

(۳۱۴) ((وعَن ابن عُمر ﷺ ان رجُلًا سالَ النبیَّ ﷺ عن الصِّیامِ؟ فقالَ: عَلیكَ بالبِیضِ: ثَلاثةَ ایَّامٍ من كُلِّ شهرٍ۔)) [رواہ الطبرانی فی الاوسط، رواته ثقات]

(۳۱۴) حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے روزہ کے بارہ میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (ایامِ بیض کا التزام کرلو یعنی ہر ماہ ایامِ بیض کے تین روزے رکھ لو۔ (طبرانی اوسط، اس کے راوی ثقہ ہیں)[موضوع] (۱)

الترغيب في صوم يوم الاثنين والخميس

سوموار اور جمعرات کے روزے کی ترغیب

(۳۱۵) ((عن ابی هُریرةَ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ كانَ یصومُ الاثنین والخَمیس، فقیلَ یا رسولَ اللّٰه: انَّكَ تَصومُ الاثنَینَ والخَمیسَ، فقالَ انَّ یومَ الاثنینِ والخَمیسِ یَغفِرُ اللّٰهُ فِیهما لكلِّ مُسلمٍ الا مُهتَجرِینَ یقول: دعْهما حتَّی یَصطَلِحا۔)) [رواہ ابن ماجه ورواته ثقات وهو عند مسلم وابی داوود والترمذی باختصار ذكر الصوم]

(۳۱۵) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں؟ فرمایا سوموار اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ مسلمان کو معاف فرما دیتے ہیں، سوائے ان دو کے جنہوں نے آپس میں قطع تعلق کر رکھا ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو حتی کہ یہ آپس میں صلح کریں (ابن ماجہ، اس کے راوی ثقہ ہیں، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں روزے کا ذکر نہیں ہے)[صحیح لغیرہ]

الترغيب في صوم الاربعاء والخميس والجمعة والسبت وما جاء في النهي عن تخصيص الجمعة بالصوم والسبت

بدھ، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے روزہ کی ترغیب اور خاص جمعہ و ہفتہ کے روزے کی ممانعت

(۳۱۶) ((عن جُوَیْرِیةَ بنتِ الحارِثِ ﷺ انَّ النبیَّ ﷺ دَخلَ علیها یومَ الجُمعةِ ،

(۳۱۶) حضرت جویریہ بنت حارث ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جمعہ کے دن ان کے پاس گئے تو وہ روزے سے

(۱) ایام بیض کا روزہ رکھنے کی فضیلت میں صحیح احادیث اس موضوع روایت سے مستغنی کرتی ہیں۔ (محدث البانی ﷫)

وھِیَ صَائِمۃٌ۔ فقالَ: اصُمْتِ امسِ؟ قالَت: لَا۔ قالَ: اتُرِیدینَ ان تَصُومی غَدًا؟ قالَتْ: لا۔ قَالَ: فافطری)) [رواہ البخاری و ابوداؤد]

تھیں' آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' فرمایا کیا تمہارا کل بھی روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر آج کے روزے کو بھی توڑ دو۔ (بخاری و ابوداؤد)

(۳۱۷) ((وعَن ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ قالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقولُ: لَا یَصومَنَّ احدکُم یومَ الجُمعۃِ الا ان یَصُومَ یَومًا قَبلَہ او یَومًا بَعْدَہُ۔))[متفق علیہ] وفی روایۃ لابن خزیمۃ: انَّ یومَ الجُمعۃ یومُ عیدٍ فَلا تَجعلُوا یومَ عِیدِکُم یومَ صِیامِکُم الا ان تَصُوموا قَبلَہُ او بَعدہُ۔

(۳۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی (خاص) جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے اِلّا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا بھی روزہ رکھے۔ (بخاری و مسلم) ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے لہٰذا عید کے دن کو روزے کا دن نہ بناؤ اِلّا یہ کہ تم اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا بھی روزہ رکھو۔

الترھیب من ان تصوم المراۃ تطوعًا إلا باِذن زوجھا

خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کے لیے نفل روزے کی ممانعت

(۳۱۸) ((عَن ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قالَ: لَا یَحلُّ لامرَاۃٍ ان تصومَ ' وزَوجُھا شَاھِدٌ الا باِذنِہ)) [متفق علیہ وفی روایۃ لاحمد وابی داوود وغیرھما: غَیْرَ رَمَضانَ۔]

(۳۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کا شوہر موجود ہو اور وہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے (بخاری و مسلم' احمد' ابوداؤد اور دیگر کی روایت میں ہے غیر رمضان (رمضان کے علاوہ)

الترھیب من الصوم فی السفر لمن یشق علیہ

جسے تکلیف ہوتی ہو اس کے لیے سفر میں روزے کی ممانعت

(۳۱۹) ((عن جابرٍ رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ خرجَ عامَ الفَتحِ الی مکّۃَ فی رَمضانَ حتّٰی بلغَ کراعَ الغمیم فَصامَ وصَامَ

(۳۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور جب کراع الغمیم (۱) میں پہنچے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور دوسرے لوگوں نے

(۱) غمیم' غسفان سے آٹھ میل آگے ایک وادی کا نام ہے اور کراع اس سے متصل ایک کالا پہاڑ ہے' یہ مقام مدینہ سے سات مراحل کے فاصلہ پر ہے۔

الناسُ ، ثُمَّ دَعا بقَدَحٍ من ماءٍ فرفعهُ حتّٰی نظَرَ الناسُ اِلیهِ، ثُمَّ شَرِبَ ، فقیلَ لَهٗ: بعدَ ذٰلِكَ انَّ بَعضَ النَّاسِ قَد صَامَ فقالَ: اولئك العصاة، اولئك العصاة وفی روایة فقیل لَهٗ: ان بعضَ الناسِ قَد شَقَّ علیهِم الصِّیامُ، وانما یَنظُرونَ فیما فَعلتَ، فَدعا بِقَدحٍ من ماءٍ بعدَ العَصرِ فَشرِبَ)) [رواہ مسلم] قوله کراع بضم الکاف والغمیم بفتح المعجمة موضع قریب من عسفان]

بھی روزہ رکھا، پھر آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا، اسے اُٹھایا حتی کہ لوگوں نے دیکھا تو آپ ﷺ نے پانی نوش فرمالیا، اس کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بعض لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ نافرمان ہیں''۔ [1] ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ لوگوں کو روزہ بہت گراں محسوس ہو رہا ہے اور وہ آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہے ہیں تو آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اسے نوش فرمالیا (مسلم) کراع کاف کے ضمہ کے ساتھ اور الغمیم غین کے فتحہ کے ساتھ ہے اور یہ عسفان کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

(۳۲۰) ((وعَن جابرٍ رضی اللہ عنہ قالَ: کان رسولُ اللّٰه ﷺ فی سَفرٍ فرَاَی رَجلًا قد اجتَمع علیهِ الناسُ وقَد ظُلِّل علیهِ ، فقالَ ما بَالُه؟ قَالُوا: رَجُلٌ صَائمٌ، فَقالَ: لَیسَ البِرُّ ان تَصومُوا فی السَّفرِ۔)) [متفق علیه وفی روایة: علیکُم برُخصَةِ اللّٰهِ التی ارخَصَ لکُم وفی روایة للنسائی: یُرَشُّ علیهِ الماءُ ، وزاد فی آخرہ: علیکم برخصة الله التی رخّصَ لکم فاقْبلُوها]

(۳۲۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس پر لوگ جمع تھے اور اس پر سایہ کیا گیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک روزے دار آدمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نیکی یہ نہیں ہے کہ تم سفر میں روزہ رکھو۔ (بخاری ومسلم، ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس رخصت کو قبول کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ اس پر پانی کے چھینٹے مارے جا رہے تھے اور آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس رخصت کو قبول کرو جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہے)

(۳۲۱) ((وعَن کَعبِ بن عاصم الاشعریِّ رضی اللہ عنہ قالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ یقولُ: لَیس مِن البِرِّ الصِّیامُ فی السَّفرِ)) [رواہ النسائی وابن ماجه وسندہ صحیح وھو عند احمد بلفظ: لَیسَ مِنَ امْبِرا

(۳۲۱) حضرت کعب بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سفر میں روزہ نیکی نہیں ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ، اس کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد کی روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: لیس من امبر امصیام فی امسفر (یہ بعض اہل یمن کی لغت ہے) [صحیح]

(۱) یہ ان لوگوں کے بارہ میں ہے جنہیں روزے سے تکلیف پہنچی ہو یا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں بیان جواز کی مصلحت کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کا تاکیدی حکم دیا گیا ہو اور پھر انہوں نے اس کی مخالفت کی ہو۔ بہر حال ان دونوں معنوں کے مطابق سفر میں روزہ رکھنے والا عاصی نہ ہوگا جب کہ اسے روزے سے تکلیف نہ ہوتی ہو تو پہلی تاویل کی تائید دوسری روایت کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے کہ لوگوں کو روزہ بہت گراں محسوس ہوا۔ (نووی ۱۰۷)

مصيامُ في امُسَفرِ بدل اللام ميم في المواضع كلها' وهي لغة لبعض اهل اليمن]

(۳۲۲) ((وعَن ابي عُمرَ رضی اللہ عنہ انَّ النبيَّ ﷺ قالَ: انَّ اللّٰهَ تَبارَكَ وتَعالٰي يُحِبُّ ان تُوتى رُخَصُهُ كَما يكْرَهُ ان تُوتى مَعصيَتُهُ)) [رواه احمد والبزار والطبراني في الاوسط' وصححه ابن خزيمة وابن حبان' وفي رواية لابن خزيمه: كما يحب ان تُترَكَ معصيتُه۔ واخرجه البزار والطبراني وصححه ابن حبان من حديث ابن عباس كالاول]

(۳۲۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں کو قبول کیا جائے جس طرح کہ وہ اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے۔ (احمد' بزار' طبرانی اوسط۔ ابن خزیمہ و ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جس طرح وہ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی کو ترک کر دیا جائے' بزار' طبرانی' ابن حبان میں یہ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے اور اسے بھی انہوں نے پہلی روایت کی طرح صحیح قرار دیا ہے) [حسن صحیح]

(۳۲۳) ((وعَن عبد الله بنِ يزيدِ ابن آدمَ حدثني ابو الدَّرداءِ وواثلة وابو امامة وانس انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: انَّ اللّٰهَ يُحبُّ ان تُقبلَ رُخَصُه كما يُحِبُّ العبدُ مغفرةَ ربِّه۔)) [رواه الطبراني في الكبير والاوسط]

(۳۲۳) عبداللہ بن یزید بن آدم سے روایت ہے کہ مجھے ابوالدرداء' واثلہ' ابوامامہ اور انس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کی رخصتوں کو قبول کر لیا جائے جس طرح بندہ اپنے رب کی مغفرت کو پسند کرتا ہے۔ (طبرانی' کبیر واوسط) [موضوع]

(۳۲۴) ((وعَن انسٍ رضی اللہ عنہ قالَ: كُنَّا معَ النبيِّ ﷺ في سَفرٍ فَمِنَّا الصَّائمُ' ومِنا المُفطِرُ۔ قالَ فَنزلْنا مَنزِلًا في يومٍ حارٍّ ' واكثرُنا ظِلًّا صاحبُ الكِسَاءِ' فَمِنا مَن يتَّقي الشَّمسَ بيدِه۔ قالَ: فَسقطَ الصُّوَّامُ' وقامَ المُفطرونَ: فضَربوا الابنيةَ وَسَقَوُا الرِّكابَ' فقالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : ذهبَ المُفطرونَ اليومَ بالاَجرِ)) [رواه مسلم]

(۳۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' سخت گرم دن تھا ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور جس کے پاس چادر تھی اس کے پاس گویا سب سے زیادہ سایہ تھا' کچھ لوگ اپنے ہاتھ ہی سے سورج کی گرمی سے اپنے آپ کو بچا رہے تھے لیکن ہوا یہ کہ (گرمی کی تاب نہ لاتے ہوئے) روزہ دار گرنے لگے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا وہ اُٹھے' انہوں نے خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

آج روزہ نہ رکھنے والے زیادہ اجر لے گئے۔ (مسلم)

(۳۲۵) ((عن ابی سعید الخدریؓ رضی اللہ عنہ قالَ: غزونا مع رسولِ اللّٰہ ﷺ لِستَّ عَشَرۃَ مضَتْ مِنْ رَمضانَ، فَمِنا مَن صَامَ ومِنا مَن افطَرَ، فلَمْ یَعبِ الصَّائِمُ عَلی المُفْطِرِ وَلا المُفطِرُ علی الصَّائِم۔ وفی روایۃ: یَرَون انَّ من وَجَد قُوَّۃً فصامَ فاِنَّ ذلكَ حَسنٌ، ویَرونَ مَن وَجَد ضَعفًا فافطرَ فاِنَّ ذلكَ حسنٌ۔)) [رواہ مسلم وغیرہ۔ وقالَ المصنف اختلف العلماء فی الصوم فی السفر والفطر فقالَ انس: الصوم افضل، ویحکی عن عثمان ابن ابی العاصی والیه ذهب النّخعی وسعید بن جبیر والثوری وابو ثور واصحاب الرای وقالَ مالك، والشافعی، وفضیل ابن عیاض: الصوم افضل لمن قوی علیه۔ وقالَ ابن عمر، وابن عباس، و سعید بن المسیب، والاوزاعی، والشعبی، واحمد واسحق: الفطر افضل، وروی عن عمر بن عبد العزیز، وَقتادۃ ومجاهد: افضلهما ایسرهما علی المرء، قالَ ابن المنذر فبه اقول۔ قالَ المصنف وهو حسن]

(۳۲۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سولہ رمضان کو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا، روزہ رکھنے والے نے نہ رکھنے والے کو اور نہ رکھنے والے نے رکھنے والے کو کوئی الزام نہ دیا، اور ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ جس میں قوت تھی اور اس نے روزہ رکھ لیا تو یہ اچھا ہے اور جس میں کمزوری تھی اور اس نے روزہ نہ رکھا تو یہ بھی اچھا ہے (مسلم اور دیگر۔ مصنف فرماتے ہیں کہ علماء کا سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں اختلاف ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روزہ افضل ہے، عثمان بن ابی العاصی، نخعی، سعید بن جبیر، ثوری، ابوثور، اصحاب رائے، مالک، شافعی اور فضیل بن عیاض کا مذہب ہے کہ جس میں طاقت ہو اس کے لیے روزہ افضل ہے، ابن عمر، ابن عباس، سعید بن میتب، اوزاعی، شعبی، احمد اور اسحاق کا مذہب یہ ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے، عمر بن عبدالعزیز، قتادہ اور مجاہد سے روایت ہے کہ افضل وہ ہے جو آدمی پر آسان ہوا۔ ابن منذر کہتے ہیں میں بھی اسی کا قائل ہوں اور مصنف فرماتے ہیں کہ یہ رائے خوب ہے)

باب آداب الصوم الترغیب فی السحور لا سیما بالتمر والترغیب فی الفطر علی التمر

روزے کے آداب، سحری کھانے اور خصوصاً سحر وافطار میں کھجور استعمال کرنے کی ترغیب

(۳۲٦) ((عن انسِ بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ: تَسحَّروا، فاِنَّ فی

(۳۲٦) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھاؤ، سحری کھانے میں برکت ہے۔

السُّحور بَرکة۔)) [متفق علیه]

(بخاری ومسلم)

(۳۲۷) ((وعَن عمرو بنِ العاص قالَ: فصلُ ما بینَ صِیامِنا، وصِیامِ اھلِ الکتابِ اکلةُ السّحورِ)) [رواہ مسلم واصحاب السنن]

(۳۲۷) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا کھانا ہے۔[1] (مسلم و اصحاب سنن)

(۳۲۸) ((وعَن ابن عُمرَ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : انَّ اللّٰه ومَلائِکتَه یُصلُّونَ عَلی المُتسحِّرینَ۔)) [رواہ الطبرانی وصححه ابن حبان]

(۳۲۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (طبرانی، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

[حسن صحیح]

(۳۲۹) ((وعَن عبدِ اللّٰه بنِ عبّاسٍ رضی اللہ عنہما انَّ النبیَّ ﷺ قالَ: ثَلاثة لیسَ علیھم حِسابٌ فیما طَعِموا ان شاءَ اللّٰهُ اذا کانَ حلالاً: الصّائمُ، والمتَسحِّرُ، والمُرابطُ فی سَبیلِ اللّٰه۔)) [رواہ البزار والطبرانی]

(۳۲۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے ان شاء اللہ کوئی حساب نہ ہوگا۔[2] وہ جو چاہیں کھائیں بشرطیکہ حلال ہو (۱) روزہ دار (۲) سحری کھانے والا اور (۳) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والا۔ (بزار، طبرانی)

[موضوع]

(۳۳۰) ((وعَن ابی سعیدِ الخُدریِّ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : السُّحورُ کلُّهُ برکَةٌ فَلا تَدعُوہُ ولَو ان یجرع احدُکم جَرعَةً من ماءٍ، فإنَّ اللّٰه ومَلائِکتَهُ یُصلُّونَ عَلی المتَسحِّرینَ۔)) رواہ احمد بسند قوی واخرجه ابن حبان من حدیث ابن عمر مختصراً بلفظ: تسحروا ولو بجرعة من ماء۔]

(۳۳۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھانا سراپا برکت ہے لہٰذا اسے نہ چھوڑو خواہ تم پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (احمد بسند قوی، ابن حبان نے اسے بروایت ابن عمر مختصراً ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ سحری کھاؤ خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی سہی) [حسن لغیرہ]

---

(۱) یعنی ہمارے اور ان کے روزوں کے مابین فرق و امتیاز سحری ہے، وہ سحری نہیں کھاتے جب کہ ہم سحری کھانے کو مستحب سمجھتے ہیں۔ (نووی)

(۲) کیونکہ قیامت کے دن حساب اور سوال تو ضروری ہے خواہ حلال ہی ہو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم﴾ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ بلا حساب جنت میں داخل کرنا چاہے گا ان کا حساب نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی ان لوگوں میں سے بنا دیں جو بلا حساب جنت میں جائیں گے۔

(۳۳۱) ((وعَن سلمانَ بنِ عامرٍ الضَّبّي عنِ النبيِّ ﷺ قالَ: مَن وَجَد تمرا فَلْيُفطِرْ عَليهِ، ومَن لَمْ يَجدْ التَّمرَ فليُفطِرْ عَلى المَاءِ، فإنَّ المَاءَ طَهُورٌ۔)) [رواه الترمذى وصححه ابوداوود وابن ماجه وصححه ابن حبان وفى رواية: اذا افطر احدكم فليفطر على تمر فإنّه بركةٌ والباقى نحوه ، وعند ابن خزيمة وابن حبان والحاكم من حديث انس نحو الاول]

(۳۳۱) حضرت سلمان بن عامر ضی ﷺ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص کھجور پائے وہ کھجور پر افطار کرے اور جو کھجور نہ پائے وہ پانی سے افطار کرے کیونکہ پانی پاک کرنے والا ہے (ترمذی ابوداوٗد ابن ماجہ اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی جب افطار کرے تو اسے کھجور سے افطار کرنا چاہئے کہ یہ بابرکت ہے باقی حدیث اسی طرح ہے ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم میں بروایت انس پہلی حدیث ہی کی طرح الفاظ ہیں)[ضعیف] (۱)

(۳۳۲) ((وعَن انسٍ ﷺ قالَ: كانَ رسولُ اللّٰه ﷺ : يُفطِرُ قَبلَ ان يُصلِّيَ عَلى رُطَبَاتٍ ، فإن لَمْ يكُن رُطَبَاتٌ فَتمَراتٍ ، فإنْ لم تكُن تَمراتٌ، حساحَسَوات من مَاءٍ۔)) [رواه ابوداوود والترمذى وحسنه واخرجه ابويعلى بلفظ: كانَ يُفطِرُ على ثلاثِ تَمَراتٍ او شيءٍ لم تُصبه النارُ]

(۳۳۲) حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار کیا کرتے تھے اگر تر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی نوش فرما لیا کرتے تھے (ابوداوٗد ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور ابویعلی نے اسے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ تین کھجوروں یا کسی ایسی چیز سے جسے آگ نے نہ چھوا ہو روزہ افطار فرمایا کرتے تھے)(۲) [ضعیف جدا]

الترغيب فى تعجيل الفِطر وتاخير السحور

افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کی ترغیب

(۳۳۳) ((عن سهلِ بنِ سعدٍ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: لا يزالُ الناسُ بخيرٍ

(۳۳۳) حضرت سہل بن سعد ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار

(۱) محدث البانی رحمہ اللہ نے پہلے اسے صحیح الجامع الصغیر میں رکھا تھا۔ آخر میں ان کی تحقیق یہ تھی (ازھر)

(۲) یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالواحد بن ثابت ہے جسے امام بخاری نے "منکر الحدیث" عقیلی نے لا یتابع علی ھذا الحدیث اور ہیثمی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اوشی لم تصبہ النار (یا آپ ایسی چیز سے افطار کرنا پسند فرماتے جو آگ کی پکی نہ ہوتی) کے الفاظ بیان کرنے میں یہ ضعیف راوی متفرد اور ثقہ راویوں کے مخالف ہے۔ سلسلہ ضعیفہ ج ۲ ص ۴۲۵ ارواء الغلیل حدیث ۹۰۴۔ مترجم)

ما عجّلوا الفِطْرَ۔)) [متفق علیه وفی روایة ابن حبان: لا تزال امتی علی سبیلی مَا لم تَنْتظِرْ بِفِطرها النُّجومَ۔ واخرجه ابن ماجه عن ابی هُریرةَ مثل الاول' واخرجه ابوداود وابن ماجه وصححه ابن خزیمة وابن حبان بلفظ: لا یَزالُ الدِّینُ ظاهرًا ما عجَّلَ الناسُ الفطرَ لانَّ الیهودَ والنَّصاری یُوَخِّرونَه]

میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلمؒ ابن حبان کی ایک روایت میں ہے کہ میری امت اس وقت تک میرے راستہ پر رہے گی جب تک وہ افطار کے لیے ستاروں کا انتظار نہ کرے گی' ابن ماجہ نے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پہلی حدیث ہی کی طرح روایت کیا ہے نیز ابوداؤد ابن ماجہ نے روایت کیا اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں)

(۳۳۴) ((وعَن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: قالَ اللّٰه عزَّ و جلَّ: ان احبَّ عبادی الیَّ اعجلُهُم فِطراً۔)) [رواه احمد والترمذی وحسنه وابن خزیمة و ابن حبان]

(۳۳۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب افطار میں بہت جلدی کرنے والا ہے۔ (احمدؒ ابن خزیمہ' ابن حبان' ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے)

[ضعیف]

(۳۳۵) ((ورُوی عن یَعلی بنِ مُرَّةَ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: ثَلاثةٌ یُحبُّها اللّٰهُ: تَعجیلُ الافطارِ ' وتاخیرُ السُّحورِ ' وضَربُ الیَدَینِ احداهُما عَلی الاُخری فی الصلاة)) الطبرانی فی الاوسط]

(۳۳۵) یعلیٰ بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین اُمور ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے (۱) افطار میں جلدی کرنا (۲) سحری میں تاخیر کرنا اور (۳) نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے پر باندھنا۔ (طبرانی اوسط) [ضعیف]

(۳۳۶) ((وعَن انسِ بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ قالَ: ما رایت رسولَ اللّٰه ﷺ قَطُّ صَلّی صَلاةَ المغربِ حتّٰی یُفطِرَ' وَلَوْ عَلٰی شَربةٍ مِن ماءٍ۔)) [رواه ابویعلٰی وصححه ابن خزیمه وابن حبان]

(۳۳۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے افطار سے پہلے کبھی نمازِ مغرب کو ادا فرمایا ہو خواہ پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرتے۔ (ابویعلٰی' ابن خزیمہ و ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

[صحیح]

الترغيب في اطعام الصائم

روزہ دار کو کھانا کھلانے کی ترغیب

(۳۳۷) ((عن زَيدِ بنِ خَالِدِ الجُهَنيِّ رضی اللہ عنہ عنِ النبيِّ ﷺ قالَ: مَن فطَّرَ صَائمًا كان لَهُ مثلُ اجرِهِ غيرَ انَّه لا يَنقُصُ مِن اجرِ الصَّائم شيءٌ۔)) [رواه الاربعة وصححه الترمذی وابن خزيمة وابن حبان]

(۳۳۷) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اسے بھی روزہ دار جتنا ہی اَجر وثواب ملتا ہے اور اس سے روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ (اربعہ، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [صحيح]

الترهيب من الغيبة والفحش والكذب ونحو ذلك للصائم

روزہ رکھ کر غیبت، فحش گفتگو اور جھوٹ وغیرہ پر وعید

(۳۳۸) ((عَن ابی عُبيدةَ بنِ الجرَّاحِ رضی اللہ عنہ سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: الصيامُ جُنَّةٌ ما لَم يَخرِقْهَا۔)) [رواه النسائی وصححه ابن خزيمة واخرجه الطبرانی فی الاوسط من حديث ابی هُريرةَ وزاد: قيل وبِمَ يَخرِقُها؟ قالَ بِكِذبٍ او غيبةٍ۔]

(۳۳۸) حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ ڈھال ہے بشرطیکہ اس میں سوراخ نہ کیا جائے (نسائی، ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے ''طبرانی اوسط'' میں بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اس ڈھال میں سوراخ کس طرح ہوتا ہے؟ فرمایا جھوٹ یا غیبت سے)[1] [ضعيف]

(۳۳۹) ((عن ابی هُريرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: رُبَّ صَائِمٍ ليسَ لَهُ مِن صِيامِهِ الَّا الجُوعُ، ورُبَّ قائمٍ ليسَ لَهُ من قِيامِهِ الا السَّهرُ۔)) [رواه ابن ماجه واللفظ لَهُ وصححه ابن خزيمة والحاكم

(۳۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کئی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کئی قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ انہیں اپنے قیام سے سوائے بیداری کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا (یہ الفاظ ابن ماجہ کی روایت کے ہیں۔ ابن خزیمہ و حاکم

---

(۱) یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس کی سند میں ربیع بن بدر ہے، جس کے بارہ میں امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ: وعامة حديثه مما لا يتابعه احد عليه۔ علامہ ذہبی نے ''الضعفاء والمتروکین'' میں لکھا ہے کہ امام دارقطنی اور دیگر محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی ''تقریب'' میں اسے متروک قرار دیا ہے۔ سلسلہ ضعیفہ ج ۳ ص ۶۳۱ (مترجم)

ولفظهما: ربَّ صائمٍ حظُّهُ مِن صِيامِهِ الجُوعُ والعطشُ ، ورُبَّ قائمٍ حَظُّه مِن قِيامِهِ السَّهرُ۔ واخرجه النسائی ایضاً والبیهقی نحوه واخرجه الطبرانی من حدیث ابن عُمرَ بسند لا باس به]

نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزہ سے ان کا نصیب صرف بھوک اور پیاس ہے اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ قیام سے ان کا حصہ صرف بیداری ہے' نسائی' بیہقی نے اس کے قریب قریب روایت کیا اور طبرانی نے اسے ابن عمر سے بسند لا باس بہ روایت کیا ہے) [حسن صحیح]

الترغيب فی قيام ليلة القدر

لیلۃ القدر کے قیام کی ترغیب

(۳۴۰) ((وعَن ابی هُریرةَ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم مَن قَامَ لَيلةَ القدرِ اِيماناً وَاحتساباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ۔)) [متفق عليه وفی رواية للنسائی: وَمَا تَاَخَّرَ۔]

(۳۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بحالت ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کیا اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (بخاری و مسلم' نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ بعد کے تمام گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے)

الترغيب فی الاعتكاف

اعتکاف کی ترغیب

(۳۴۱) ((عن عَلیِّ بنِ الحُسَينِ عن ابيهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : مَن اعتكَفَ عَشْرًا فی رَمَضانَ كانَ كَحَجَّتين وعُمرتين)) [رواه البيهقی]

(۳۴۱) حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف کیا تو یہ دو حجوں اور دو عمروں کی مانند ہے۔ (بیہقی) [موضوع]

الترغيب فی صدقة الفطر وتاكيد وجوبها

صدقہ فطر کی ترغیب اور وجوب کی تاکید

(۳۴۲) ((عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم : صدقةُ الفِطر طُهرةٌ

(۳۴۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ فطر لغو و بے ہودہ باتوں سے روزہ دار کو پاک کرتا

للصَّائم مِنَ اللَّغوِ والرَّفَثِ وطُعمَةً لِلمساكين، مَن ادَّاها قبل الصلاة فهيَ زَكاةٌ مَقبولَةٌ، ومَنْ ادَّاها بَعْدَ الصَّلاة، فهيَ صدَقَةٌ مِنَ الصَّدقاتِ)) [رواه ابوداود وابن ماجه والحاكم]

اور مسکینوں کو کھانا فراہم کرتا ہے، جس نے نماز سے قبل ادا کیا(۱) تو یہ مقبول زکوٰۃ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہوگا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم) [حسن]

(۳۴۳) ((وعَن جَريرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : صومُ شَهرِ رَمضانَ مُعلَّقٌ بَيْنَ السماءِ والارض ، وَلَا يُرفَعُ الا بزكاةِ الفِطرِ۔)) [رواه ابو حفص ابن شاهين في فضل رمضان وقَالَ: حديث جيد بهذا الإسناد غريب]

(۳۴۳) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماہِ رمضان کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے اور زکوٰۃ فطر ادا کرنے کے بعد اُوپر جاتا ہے (ابوحفص بن شاہین نے اسے ''فضائل'' میں روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث جید ہے تاہم اس سند سے غریب ہے) [ضعیف]

كتاب العيدين والاضاحي وذكر ابوابه

عیدین اور قربانی کا بیان اور اس کے متعلقہ ابواب

الترغيب في الاضحية وما جاء فيمن لم يضح مع القدرة ومن باع جلد اضحيته

قربانی کرنے کی ترغیب اور قدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے اور اپنی قربانی کی کھال بیچنے والے کے بارے میں کیا وارد ہے؟

(۳۴۴) ((عن ابي هُريرةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَن وَجَدَ سَعةً لَان يُضحّي فلم يُضحِّ: فَلا يَحضُرَنَّ معَنا مُصلَّانَا۔)) [رواه الحاكم مرفوعًا وموقوفًا ولعله اشبه۔]

(۳۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنے کی طاقت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے، وہ ہمارے ساتھ عیدگاہ میں نہ آئے۔ (حاکم نے اسے مرفوع وموقوف روایت کیا ہے اور شاید یہی قرین صواب ہے) [حسن]

---

(۱) یعنی اگر اس نے نمازِ عید سے قبل ادا کر دیا تو اس نے فریضہ زکوٰۃ فطر ادا کر دیا اور اگر اس نے نماز کے بعد ادا کیا تو فرض ادا نہ ہوا، وہ گناہگار ہوگا لہٰذا اس صورت میں توبہ لازم ہے اور نماز کے بعد ادا کرنا اس کا عام صدقہ ہوگا۔

(۳۴۵) ((وعنه قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ : مَن بَاعَ جِلدَ الاضحيةِ فَلا اُضحيَةَ لَهٗ))[رواه الحاكم]

(۳۴۵) حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی قربانی کی کھال کو فروخت کردے اسکی قربانی نہیں ہوتی۔ (حاکم) [حسن]

الترهيب من المثلة بالحيوان ومن قتله لغير الاكل وما جاء في تحسين القتلة والذبحة

جانور کا مثلہ کرنے' نہ کھانا ہو تو ذبح کرنے پر وعید اور احسن انداز میں ذبح کرنے کا حکم

(۳۴۶) ((وعَن شَدَّادِ بنِ اوسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : انَّ اللّٰه كتبَ الاحسانَ على كلِّ شيءٍ ، فِاذا قَتلتُم فاحسِنُوا القِتلَةَ، واِذا ذَبَحتُم فاحسِنُوا الذِّبحة ، ولُيُحِدَّ احدُكم شَفرتَهٗ ، ولُيرِحْ ذَبيحَتَهٗ۔))[رواه مسلم و الاربعة]

(۳۴۶) حضرت شداد بن اوس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو احسن انداز میں کرنے کو فرض قرار دیا ہے لہذا قتل کرو تو احسن طریقے سے کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے کرو' چھری تیز کرلو اور جانور کو راحت پہنچاؤ۔ (مسلم' اربعہ)

(۳۴۷) ((وعَن ابن عباسٍ ؓ قَالَ: قَالَ مرَّ رسولُ اللّٰه ﷺ عَلى رجُلٍ واضعٍ رِجلَهٗ عَلىٰ صَفحَةِ شاةٍ ، وَهُو يُحِدُّ شَفرتَهٗ، وَهي تَلحظُ اليهِ ببصرِهَا۔ قَالَ افَلا قَبلَ هذا؟ او تُريدُ ان تُميتها موتات۔)) [رواه الطبراني في الكبير والاوسط ورجاله رجال الصحيح]

(۳۴۷) حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا' جس نے اپنے پاؤں کو بکری کے پہلو پر رکھا ہوا تھا اور وہ چھری کو تیز کر رہا تھا جب کہ بکری اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی' آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ کام اس سے پہلے کیوں نہ کرلیا؟ کیا تو اسے کئی بار مارنا چاہتا ہے۔ (طبرانی' کبیر و اوسط' اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں) [صحیح]

(۳۴۸) ((وعَن ابن عَمروٍ ؓ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ : مَا مِن انسانٍ يَقتُلُ عُصفُوراً' فَما فَوقَها بِغير حَقِّها الّا سالَه اللّٰه عزَّ و جلَّ عَنها۔ قيلَ يا رسولَ اللّٰهِ وَما حقُّها؟ قَالَ: تَذبحُها فَتَاكُلَها ، وَلا تَقطعُ راسها' فترمي بها۔)) [رواه النسائي وصححه الحاكم]

(۳۴۸) حضرت ابن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان چڑیا یا اس سے بھی زیادہ چھوٹے جانور کو ناحق قتل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بارہ میں ضرور پوچھے گا' عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا ذبح کر کے کھالو اور یہ نہ کرو کہ سر کاٹو اور پھینک دو۔ (نسائی' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغیرہ]

(۳۴۹) ((وعَن ابى صَالح الحنفیؒ عن رَجلٍ من اصحاب النبیؐ ﷺ ۔ اراہ ابنَ عُمر ۔ سَمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقولُ: مَن مثَّلَ بذی رُوحٍ: ثُمّ لَم یَتُبْ مَثَّلَ اللّٰہ بہِ یومَ القیامَۃِ۔)) [رواہ احمد ورواتہ ثقات مشہورون]

(۳۴۹) ابوصالح حنفی ایک صحابی سے جو میرے خیال میں ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں' روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشادفرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی بھی ذی روح کا مثلہ کیا اور پھرتوبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا مثلہ کرے گا۔(احمد' اس کے روای ثقہ اور مشہور ہیں)[ضعیف]

کتاب الحج وذکر ابوابہ

الترغیب فی الحج والعمرۃ وتاکید وجوبھا وما جاء فیمن خرج بقصد النسک فمات

حج وعمرہ کی ترغیب اوران کے موکد وجوب کا ذکر اوراس شخص کا بیان جو مناسک ادا کرنے کے ارادہ سے نکلا اور فوت ہوگیا

(۳۵۰) ((عن ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سُئلَ رسولُ اللّٰہ ﷺ ایُّ العملِ افضلُ؟ قَالَ: ایمانٌ باللّٰہِ ورسولہ ' قَالَ: ثُمَّ ماذَا؟ قَالَ: الجھادُ فی سَبیلِ اللّٰہ۔ قَالَ ثُمَّ ماذا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔)) [متفق علیہ ولابن حبان: افضلُ الاعمال عندَ اللّٰہِ ایمانٌ لا شَکَّ فیہِ ' وغَزْوٌ لَا غلولَ فیہِ' وحجٌّ مبرورٌ۔ قَالَ ابوھُریرۃَ حجۃ مَبرورۃ تُکفِّر خطایا سنۃٍ]

(۳۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ایمان' پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ' پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا حج مبرور (بخاری ومسلم' ابن حبان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل عمل ایسا ایمان ہے جس میں شک نہ ہو' ایسا جہاد جس (کے مال غنیمت) میں خیانت نہ ہو اور حج مبرور۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حج مبرور ایک سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے)[1]

(۳۵۱) ((وعنہ سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقولُ: مَن حَجَّ ' فَلم یَرفُثْ ' وَلَمْ یَفسُقْ رَجعَ من ذُنوبِہ کَیومَ ولدتہ اُمُّہ۔)) [متفق علیہ وفی روایۃ الترمذی۔ غُفِرَ لَہُ

(۳۵۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوارشادفرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کیا اوراس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر لوٹے گا جس طرح وہ اس دن پاک تھا جب اسے

(۱) غلول کے معنی تقسیم سے قبل مال غنیمت میں چوری اور خیانت ہے۔

ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ وقد تقدم تفسیر الرفث فی کتاب الصیام]

اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا تھا۔ (بخاری و مسلم' ترمذی کی روایت میں ہے کہ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ رفث کی تفسیر کتاب الصیام میں گزر چکی ہے)

(۳۵۲) ((وعَنْهُ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ: العُمرةُ الی العُمرَةِ كَفَّارَةٌ لِما بَينهُما وَالحَج المَبرورُ لَيسَ لَه جَزاءٌ الا الجنةَ۔))[متفق علیه]

(۳۵۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کا صلہ جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۳۵۳) ((وعَن عَمرو بنِ العاص رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسولُ اللّٰہ ﷺ : اَما عَلِمتَ ان الاسْلامَ يَهدمُ ما كانَ قَبلَهُ ، وانَّ الهِجرَةَ تَهدِمُ ما كَانَ قَبلها، وانَّ الحَجَّ يَهدِمُ مَا كانَ قَبلهٗ۔)) [رواہ ابن خزیمة مختصراً واخرجه مسلم مطولاً]

(۳۵۳) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی پہلے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے (ابن خزیمہ نے اسے مختصر اور مسلم نے مفصل روایت کیا ہے)

(۳۵۴) ((وعَن عَائِشةَ رضی اللہ عنہا قَالَت: يا رسولَ اللّٰہ نَرى الجهادَ افضلَ الاعمالِ افلا نُجاهِدُ؟ قَالَ: لكنَّ افضَلَ الجِهادِ حَجٌّ مَبرورٌ)) [رواہ البخاری وفی روایة لابن خزیمة، قلت یا رسولَ اللّٰہ هل علی النّساءِ مِنْ جِهادٍ قَالَ: عَليهِنَّ جِهادٌ لا قِتال فيهِ ، الحَجُّ والعُمرَةُ]

(۳۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد افضل ترین عمل ہے تو کیا ہم بھی جہاد نہ کریں؟ فرمایا: لیکن افضل جہاد حج مبرور ہے (بخاری' ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا عورتوں پر بھی جہاد فرض ہے' فرمایا ہاں ان پر وہ جہاد فرض ہے' جس میں قتال نہیں ہے یعنی حج و عمرہ)

(۳۵۵) ((وعَن عبدِ اللّٰہ یعنی ابن مسعودٍ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : تابِعُوا بَيْنَ الحجِّ والعُمرةِ ، فاِنَّهما يَنفيانِ الفَقرَ والذُّنوبَ كَما يَنفی الكِيرُ خبثَ الحديدِ والذَّهبِ وَالفِضَّةِ ، ولَيسَ للحجَّةِ

(۳۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پے بہ پے حج و عمرہ کرتے رہو یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت کے بغیر اور کچھ ہے ہی نہیں۔ (ترمذی' ابن خزیمہ و ابن حبان نے

الْمَبرورَةِ ثَوابٌ الا الجنةَ)) [رواہ الترمذی وصححه ابن خزیمة وابن حبان]

اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۳۵۶) ((وعَن ابن عُمرَ رضی اللہ عنہما سمعتُ النبیَّ ﷺ یقولُ : ما تَرْفَعُ ابلُ الحَاجِّ رِجْلًا ولا تَضَعُ یدًا الا کَتبَ اللّٰهُ لَهُ بها حَسنةً ، او مَحا عنهُ سَیِّئةً ، او رَفَعَه بها درجةً)) [رواہ البیهقی وابن حبان فی حدیث]

(۳۵۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حاجی کا اونٹ جب بھی قدم اُٹھاتا اور ہاتھ (اگلا پاؤں) رکھتا ہے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھ دیتا ہے' یا ایک بُرائی مٹا دیتا ہے یا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے (بیہقی وابن حبان نے ایک حدیث کے ضمن میں اسے بیان کیا ہے) [حسن لرفع]

(۳۵۷) ((عنِ ابن عمرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه ﷺ : استَمتِعُوا بِهذا الْبَیْتِ فقدْ هُدِمَ مَرَّتینِ ، ویُرفَعُ فی الثَّالثَةِ)) [رواہ البزار والطبرانی وصححه ابن خزیمة وابن حبان والحاکم قَالَ ابن خزیمة : قوله: یرفع فی الثالثة ، یرید ، بعد الثالثة]

(۳۵۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس گھر سے فائدہ اُٹھالو کیونکہ اسے دو بار منہدم کیا جا چکا ہے اور تیسری بار کے بعد اسے اوپر اُٹھالیا جائے گا (بزار' طبرانی' ابن خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۳۵۸) ((وروی عن عبدِاللّٰه بن عباسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : تعجَّلوا الحَجَّ ، فإنِ احدكُم لا یدری مَا یعرِضُ لَهُ))[رواہ الاصفهانی]

(۳۵۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج جلد ادا کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ (آئندہ اسے کیا صورتحال) پیش آ جائے۔ (اصفہانی)(۱) [حسن لغیرہ]

(۳۵۹) ((وعَن ابن عمرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: کنتُ جالسًا معَ النبیِّ ﷺ فی مَسجدِ مِنی ، فاتاهُ رجلٌ منَ الانصارِ ، ورَجُلٌ من ثَقِیفٍ ، فسلَّما ثُمَّ قَالَا: یا رَسولَ اللّٰهِ جِئنا نَسالُكَ ، فقَالَ: ان شِئتُما اخبرْتُکُما بما

(۳۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں مسجد منیٰ میں آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک انصار سے اور ایک ثقیف سے آدمی آیا' انہوں نے سلام کیا اور پھر کہا یارسول اللہ ﷺ ! ہم آپ ﷺ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ تم کیا

(۱) اسے احمد' ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو الارواء (۹۷۲) للمحدث البانی رحمہ اللہ (ازھر)

جئتُما تَسالانی عَنهُ، فعلتُ، وانْ شِئتُما انْ اُمسِكَ وَتسالانی فعلتُ؟ فقَالَا: اخبِرْنا یا رسولَ اللّٰہِ، فقَالَ الثقفیُّ للانصاری سَلْ۔ فقَالَ: اخبِرْنی یا رسولَ اللّٰہِ، قَالَ: جئتَنی تَسالُنی عَن مَخرجِكَ من بَیتِكَ تَؤمُّ البیتَ الحَرامَ، وَمَا لَكَ فیهِ، وعَن رَكْعتیكَ بعدَ الطوَّافِ وَما لَكَ فِیهِما، وعَن طَوافِكَ بینَ الصَّفا وَالمَروةِ وَما لكَ فِیهِ، وعَن وُقوفِكَ عَشیةَ عَرفةِ وَما لَكَ فِیهِ، وعَن رَمْیكَ الجِمارَ ومَا لَكَ فِیهِ، وَعَن نَحرِكَ وَمَا لَكَ فِیهِ معَ الافَاضةِ، فقَالَ: وَالذی بَعثَكَ بالحقِّ لعَنْ هذا جئتُ اسالُكَ۔ قَالَ فَانَّكَ اذا خَرجتَ مِن بَیتِكَ تَؤمُّ المَسجدَ الحَرامَ لا تَضعُ نَاقَتُكَ خُفًّا، وَلا تَرفعُهُ الا كُتبَ اللّٰہُ لَكَ بِه حسنةً، وَمَحی عَنكَ بِه خَطیئةً، وَاَما رَكْعتاكَ بعدَ الطَّوافِ فَهُوَ كَعِتقِ رقَبةٍ من بَنی اِسماعیلَ، واما طَوافُكَ بینَ الصَّفا والمَروةِ فَهوَ كَعِتقِ سَبعین رَقَبةً، واما وُقُوفُكَ عَشیَّةَ عَرفةِ فَاِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ یَهبطُ الی السَّماءِ الدُّنیا فَیُباهی بِكُم المَلائِكةَ یقولُ: عِبادی جَاؤنی شُعثًا غُبرًا مِن كُلِّ فَجٍّ عَمیقٍ یَرجُونَ جَنَّتی، فَلو كانَتْ ذُنوبهم كَعدَدِ الرَّملِ، او كقَطرِ المَطرِ او كَزَبَدِ البَحرِ لَغفرتُها، اَفیضوا عِبادی مَغفُورًا لَكُم، ولِمَنْ شَفَعتُم لَهُ۔ واما

پوچھنے آئے ہو اور اگر تم چاہو تو تم پوچھو اور میں جواب دے دیتا ہوں؟ دونوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ارشاد فرمایئے ثقفی نے انصاری سے کہا پہلے آپ پوچھئے تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے بتایئے (میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ تم جب بیت الحرام کے قصد وارادہ سے اپنے گھر سے نکلتے ہو تو اس کا کتنا ثواب ہے؟ طواف کے بعد جب دو رکعتیں پڑھتے ہو تو اس کا کتنا ثواب ہے؟ صفا ومروہ کے طواف میں کتنا ثواب ہے؟ وقوف عرفہ میں کتنا ثواب ہے؟ رمی جمار میں کتنا ثواب ہے؟ قربانی وافاضہ میں کتنا ثواب ہے؟ یہ سن کر اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ ﷺ سے یہی پوچھنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم بیت الحرام کے قصد وارادہ سے گھر سے نکلتے ہو تو تمہاری ناقہ جب بھی قدم رکھتی اور اُٹھاتی ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ایک نیکی لکھ دیتا اور ایک بُرائی مٹا دیتا ہے' طواف کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے کا ثواب بنی اسماعیل میں سے ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ہے' صفا ومروہ کے طواف کا ثواب ستر گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہے' وقوف عرفہ کے وقت اللہ تعالیٰ آسمان دُنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے (جس طرح اس کی ذات اقدس کے شایان شان ہے) اور تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے اطراف واکناف عالم سے پراگندہ حال وغبار آلود آئے ہیں جو کہ میری جنت کے اُمیدوار ہیں' ان کے گناہ اگر ریت کے ذرّوں' بارش کے قطروں اور سمندر کی جھاگ کے بقدر ہوں تو میں ان سب کو معاف کر دوں گا میرے بندو! تم واپس لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بھی معاف کر دیا اور ان کو بھی جن کی تم نے شفاعت کی ہے۔ رمی جمار کا ثواب یہ ہے کہ ایک ایک کنکری کے بدلے تباہ و برباد کر دینے والے ایک ایک کبیرہ

رَمْيُكَ الجمارَ فَلَكَ بِكلِّ حَصاةٍ رَمَيتها يُكَفِّر كَبيرةً مِنَ المُوبقات ، وَاما نَحرُكَ فَهُوَ مَذخورٌ لكَ عندَ ربِّكَ، واما حِلاقُكَ راسكَ فلَكَ بِكُلِّ شَعرةٍ حَلقتَها حَسنةٌ ويُمْحى عنْكَ بها خَطيئَةٌ واما طَوافُكَ بالبيتِ بعدَ ذلكَ، فإنَّكَ تَطوفُ وَلا ذَنبَ لَكَ ، ياتى مَلَكٌ حتّٰى يضع يَدَيهِ بينَ كتِفيك فيقولُ: اعملْ فيما تَستقبلُ فقدْ غُفِرَ لَكَ ما مضَى۔)) [رواه الطبراني]

گناہ کو معاف کر دیا جاتا ہے' تمہاری قربانی تمہارے رب کے ہاں تمہارا ذخیرہ ہے' سر منڈانے کا ثواب یہ ہے کہ ہر ہر بال کے بدلے ایک نیکی حاصل ہوتی اور ایک بُرائی مٹا دی جاتی ہے اور اس کے بعد بیت اللہ کا جب تم طواف کرتے ہو تو اس حالت میں کرتے ہو کہ تمہارا کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ آتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو تمہارے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ کر یہ کہتا ہے مستقبل میں (اچھے) عمل کرو' ماضی کے تو سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ (طبرانی) [حسن لغيره]

فصل

(۳۶۰) ((عن ابى سعيدٍ الخدريِّ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: انَّ عبدًا صحَّحتُ لَهُ جِسمَهُ ، وَوسَّعتُ عليهِ فى المعيشةِ ، تَمضى عليهِ خَمسةُ اعوامٍ لا يفِدُ الىَّ مَحرومٌ۔)) [رواه ابن حبان والبيهقى وكان الحسن بن صالح بن حيى كذا يعجبه هذا الحديث وبه ياخذ، ويحب للرجل الموسر الصحيح ان لا يترك الحج خمس سنين]

(۳۶۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بندہ جسے میں جسمانی صحت سے نوازوں اور رزق میں اسے فراخی عطا کروں پانچ سال گزر جائیں اور وہ میرے پاس نہ آئے تو وہ محروم ہے۔ (ابن حبان' بیہقی' حسن بن صالح بن حی کو یہ روایت بہت پسند تھی وہ اسی پر عمل کرتے تھے اور وہ خوشحال اور تندرست آدمی کے لیے یہ پسند کرتے تھے کہ وہ پانچ سال سے زیادہ عرصہ کے لیے حج کو نہ چھوڑے)۔ [صحيح لغيره]

فصل

(۳۶۱) ((عن ابى هُريرةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : من خَرَجَ حَاجًّا فَماتَ كُتِبَ لَهُ اجرُ الحاجِّ الى يَومِ القيامَةِ ، وَمَن خَرجَ مُعتَمِرًا فماتَ كُتِبَ لَهُ اجرُ المعتمرِ

(۳۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج کے لیے نکلا اور وہ فوت ہو گیا تو اس کے لیے قیامت کے دن تک حج کرنے والے کا اجر و ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص عمرہ کے لیے نکلا اور فوت ہو گیا تو اس کے لیے قیامت کے

الی یَومِ القِیامۃِ ، مَن خَرجَ غَازِیًا فَماتَ کُتِبَ لہُ اجرُ الغازی الی یَومَ القیامۃ)) [رواہ ابو یعلٰی ورواتہ ثقات]

دن تک عمرہ کرنے والے کا اَجر وثواب لکھا جائے گا اور جو شخص جہاد کے لیے نکلا اور فوت ہوگیا تو اس کے لیے قیامت کے دن تک جہاد کرنے والے کا اَجر وثواب لکھا جائے گا۔ (ابو یعلٰی' اس کے راوی ثقہ ہیں) [صحیح لغیرہ]

ترھیب من قدر علی الحج فلم یحج

طاقت کے باوجود حج نہ کرنے پر وعید

(۳۶۲) ((روی البھیقی من حدیث ابی امامۃ بلفظ: مَن لم تَحبِسْہُ حاجۃٌ ظاھرۃٌ او مَرضٌ حابسٌ او سُلطانٌ جَائرٌ ولم یَحُجَّ فلْیَمتْ إن شاء یھودیًا او نصرانیًا))

(۳۶۲) بیہقی نے ابو امامہ کی حدیث ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ جس کو کسی واضح ضرورت یا سخت بیماری یا ظالم بادشاہ نے نہ روکا ہو اور وہ حج نہ کرے تو وہ خواہ یہودی ہو کر فوت ہو جائے یا عیسائی ہو کر! [ضعیف]

ترھیب المراۃ من الخروج من بیتھا وامرھا بعد قضاء الفرض ان تلازم بیتھا

عورت کے لیے گھر سے نکلنے پر وعید اور فرض ادا کرنے کے بعد گھر ہی میں رہنے کا حکم

(۳۶۳) ((عن ابی ھُریرۃَ ﷺ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ لِنسائِہِ عامَ حَجۃِ الوَداعِ: ھذِہِ ، ثُمَّ ظُھورُ الحُصرِ۔ قَالَ وکان

(۳۶۳) حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے سال ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا یہ حج کر لو اور پھر چٹائیوں کی پشتیں لازم پکڑ لو [1] حضرت

(۱) شیخ عمارہ آنحضرت ﷺ کے اس حکیمانہ ارشاد کے بارے میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ازواجِ مطہرات کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ فرض حج ادا کریں اور صرف فرض حج کی ادائیگی کے لیے گھروں سے نکلیں پھر اپنے گھروں ہی میں رہیں اور چٹائیوں پر بیٹھی رہیں' یہ ایک معاشرتی وعمرانی مسئلہ ہے کہ رسولِ رحمت اور انسانی دلوں کے طبیب ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو صرف فریضہ حج کے لیے گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا اس فرض کی ادائیگی کے بعد فتنہ کے خوف اور اختلاط کے ڈر سے بچنے کے لیے اپنے گھروں ہی میں رہو تا کہ میاں بیوی محبت واُلفت کے ساتھ سعادت مندی کی زندگی بسر کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں پاکباز خواتین سیدہ زینب اور سیدہ سودہ فرماتی ہیں کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد وہ کبھی جانور پر سوار نہ ہوں گی' ہمیں یہ ادبِ نبوی اور کمال فطری ہی کافی ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی کہ عورت اپنے گھر کے اندر رہے' اپنی عزت کی حفاظت کرے' سیرت کو پاک رکھے اور اپنے آپ کو حجاب میں مستور رکھے تا کہ جب وہ حج کے لیے نکلے تو اس کی ہیبت نے اس کا احاطہ کیا ہو' عزت واجلال نے اسے ڈھانپ رکھا ہو اور اللہ تعالیٰ کا احسان ورعایت اس کے شاملِ حال ہو' اب سوال یہ ہے کہ کیا میری قوم رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کو اس دور میں پڑھتی اور ان پر عمل کرتی ہے؟ کیا وہ عورتوں کو گھر سے نکلنے اور اپنی زیب وزینت کے اظہار کرنے سے منع کرتی ہے! مگر آہ! آج ہمارے معاشرے میں مرد وزن کا کس قدر اختلاط ہے جس کی وجہ سے معاشرہ اخلاقی انارکی کا شکار ہو گیا ہے' پردہ کو اُتار کر درحقیقت حرماتِ الٰہی کی پردہ دری کی گئی ہے' آنحضرت ﷺ کے مذکورہ ارشاد کا یہ مطلب بھی ہے کہ جو خواتین اپنے دلوں میں اللہ کا خوف رکھتی' اس کے عذاب سے ڈرتی اور اس کے ثواب کی اُمیدوار ہیں انہیں اپنے =

کلهن یحججن الا زینبَ بنتَ جحشٍ وسودةَ بنتَ زَمْعة فکانَتا تقولانِ لا واللّٰه لا تُحرِّکُنا دابةٌ بعد قولِ رسولِ اللّٰه ﷺ۔)) [رواه احمد]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حج کرتی رہیں مگر سوائے زینب بنت جحش اور سودہ بنت زمعہ کے وہ فرمایا کرتی تھیں کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے بعد وہ کبھی جانور پر سوار نہ ہوں گی۔ (احمد) [حسن صحیح]

الترغیب فی النفقة فی الحج والعمرة وما جاء فیمن انفق من مال حرام؟

حج وعمرہ پر خرچ کرنے کی ترغیب نیز مالِ حرام خرچ کرنے والے کے بارے میں کیا وارد ہے؟

(۳۶۴) ((وعَن عائشةَ رضی اللہ عنہا انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ لها فی عمرتِها: انَّ لَكِ مِنَ الاجرِ عَلی قَدْرِ نَصَبِكِ وَنفقَتِكِ۔)) [رواه الحاکم وفی روایة لهُ انما اجرُكِ فی عُمرَتِكِ علی قَدْرِ نَفَقتِكِ۔ قوله نصبك: هو تعبك۔ وزنًا ومعنی۔]

(۳۶۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عمرہ ادا کر رہی تھیں کہ عمرہ کا تمہیں اپنی مشقت اور اپنے خرچ کے بقدر ثواب ملے گا۔ (حاکم' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تمہارے عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ کے مطابق ملے گا۔ نصب تعب کے وزن پر ہے اور اس کے ہم معنی بھی ہے یعنی اس کے معنی مشقت کے ہیں) [صحیح]

(۳۶۵) ((وروی عن بریدة رضی اللہ عنہ قَالَ: رسول اللّٰه ﷺ: النفقة فی الحج کالنفقة فی سبیل اللّٰه: الدرهم بسبع مائة۔)) [رواه احمد والطبرانی فی الاوسط والبیهقی]

(۳۶۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج میں خرچ کرنا' اللہ کی راہ (جہاد) میں خرچ کرنے کی طرح ہے یعنی ایک درہم کا ثواب سات سو درہم خرچ کرنے کے برابر ہوگا۔ [ضعیف]

(۳۶۶) ((وعَن جابرٍ رضی اللہ عنہ۔ رَفَعهُ۔ قَالَ: ما اَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ۔ قِیلَ لجابرٍ مَا الامعارُ: قَالَ ما افتقرَ۔)) [رواه البزار والطبرانی فی الاوسط الرجال رجال الصحیح]

(۳۶۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ حج کرنے والا کبھی فقیر نہ ہوگا۔ حضرت جابرؓ سے ''امعار'' کے معنی پوچھے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں کہ وہ فقر میں مبتلا نہیں ہوتا۔ (بزار' طبرانی اوسط۔ اس حدیث کے رجال' صحیح کے رجال ہیں)[1] [ضعیف]

= گھروں ہی میں رہنا اور اظہار زیب وزینت سے کوسوں دور رہنا چاہیے' بخدا! یہی زندگی کی سعادت وکامرانی کا دستور اور نیک خواتین کا طریقہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ (اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں' اس طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ (احزاب: ۳۳)

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی شریک بن عبداللہ قاضی سوءِ حفظ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ علی بن احمد تمیمی ثقہ نہیں اور بھی کئی راوی غیر معروف ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ''سلسلہ الاحادیث الضعیفہ'' البانی ص ۴۶۲ ۔ ۴۶۳ ج ۴ (مترجم)

(۳۶۷) ((وَرُوِی عن ابی هُریرة رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : اذا خَرجَ الرَّجلُ حَاجًّا بِنَفقةٍ طَيِّبةٍ ، وَوَضَعَ رِجلَه فی الغَرزِ فَنَادَی: لَبَّيكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيكَ۔ نَاداهُ مُنادٍ مِنَ السَّماءِ لَبَّيكَ وَسَعديكَ، زَادُكَ حَلالٌ، ورَاحلتُكَ حلالٌ، وحجُّك مبرورٌ غيرُ مازورٍ، وإذا خرجَ بالنَّفقةِ الخَبيثةِ فَوَضَعَ رِجله فی الغَرزِ، فَنادَی: لَبَّيكَ ، نَاداهُ مُنادٍ مِنَ السماءِ لَا لَبَّيكَ وَلَا سَعديكَ زادُكَ حرَامٌ، ونفقتُكَ حَرامٌ، وحَجُّكَ مازورٌ غيرُ مَبرورٍ۔)) [رواه الطبرانی فی الاوسط و أخرجه الاصفهانی من حديث سلمة مولی عمر ابن الخطاب مرسلا مختصراً۔ قوله الغرز بفتح الغين المعجمة وسكون الراء بعدها زای هو الركاب من جلود۔]

(۳۶۷) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص پاک نفقہ کے ساتھ حج کے لیے نکلے رکاب میں پاؤں رکھے اور کہے لَبَّیکَ اللّٰهُمَّ لَبَّیکَ (حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں)! تو آسمان سے ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے میں حاضر ہوں' سعادت مندی تیرے لیے تیرا زادِراہ حلال ہے' تیری سواری حلال ہے' تیرا حج مبرور ہے' اس میں گناہ نہیں ہے اور جب کوئی حرام مال سے حج کے لیے نکلے' رکاب میں پاؤں رکھے اور کہے لبیک تو آسمان سے ایک منادی کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے نہ تیرا لبیک قبول اور نہ تو سعادت مند ہے' تیرا زادِراہ حرام ہے' تیرا نفقہ حرام ہے' تیرا حج مقبول نہیں ہے بلکہ مردود ہے (طبرانی اوسط۔ اصفہانی نے اسے بروایت سلمہ مولیٰ عمر بن خطاب مرسل و مختصر بیان کیا ہے[1] غرز غین کے فتحہ اور ر کے سکون کے ساتھ۔ چمڑے کی رکاب کو کہتے ہیں۔ [ضعيف جدا]

الترغيب فی العمرة فی رمضان

رمضان میں عمرہ کی ترغیب

(۳۶۸) ((عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: ارادَ رسولَ اللّٰه ﷺ الحجَّ۔ فَقَالَت امراةٌ لزَوجها: اَحْجِجْنی مَعَ رسولِ اللّٰه ﷺ قَالَ: ما عِندِی ما احِجُّكِ عليهِ ، فقالتْ۔

(۳۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج پر بھیج دیجئے' اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر میں تمہیں بھیجوں۔ عورت نے کہا مجھے اپنے

(۱) یہ حدیث سخت ضعیف ہے' اس کی سند میں ایک راوی سلیمان بن داؤد یمانی ہے جسے ابن معین نے ''لیس بشیء'' اور امام بخاری نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں جسے منکر الحدیث کہوں اس کی حدیث کو بیان کرنا حلال نہیں۔ امام ابن حبان نے اسے ضعیف اور کئی دیگر ائمہ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ سلسلہ ضعیفہ ص ۲۱۲' ج ۳ (مترجم)

احجِجْنی عَلٰی جَمَلِكَ فُلانٍ؟ قَالَ: ذلك فی سبیلِ اللّٰہِ ، فاتی رسولَ اللّٰہ ﷺ فَذکرَ ذلكَ لَہٗ فقالَ: اما انَّكَ لَوْ احجَجْتَھا علیہِ لَکانَ فی سَبیلِ اللّٰہِ۔ قَالَ: وانَّھا امرَتْنی ان اسالكَ ما یَعدِلُ حَجۃً مَعكَ؟ قَالَ اَقرِاھا السلامَ ورَحمۃَ اللّٰہ وبرکاتِہٖ واخبرُھا انھا تَعدِلُ حَجَّۃً مَعی عُمرۃٌ فی رَمضانَ۔)) [رواہ ابوداوود، واللفظ لَہٗ وصححہ ابن خزیمۃ واصلہ فی المتفق علیہ، ولفظ البخاری عمرۃٌ فی رَمضانَ تَعدلُ حُجَّۃً۔ او قَالَ: حَجۃٌ معی ولفظ مسلم قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : لامراۃٍ مِنَ الانصارِ ، یُقَالُ لَھا اُمُّ سنانٍ: ما مَنَعكِ ان تَحُجّی مَعنا؟ فَذکرَ نَحوہ۔ ورواہ ابن حبان بلفظ۔ جاءت اُمُّ سُلَیمٍ فقَالَتْ حَجَّ ابوطلحۃَ وابنُہ وترَکانی؟ فقَالَ: یا اُمَّ سُلیمٍ عُمرۃٌ فی رَمضانَ تَعدلُ حَجۃً مَعی۔]

فلاں اونٹ پر بھیج دو؟ اس نے کہا کہ یہ تو وقف فی سبیل اللہ ہے چنانچہ اس کے بعد اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے اس اونٹ پر حج کے لیے بھیج دو تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہوگا' آدمی نے عرض کیا میری بیوی نے کہا تھا کہ میں آپ سے یہ بھی پوچھوں کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر کونسا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اور یہ بتانا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے (ابوداؤد' ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کا اصل متفق علیہ ہے' بخاری کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ رمضان میں عمرہ (کا ثواب) حج کے بقدر ہے یا فرمایا کہ میرے ساتھ حج کے بقدر ہے' مسلم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت سے فرمایا جس کا نام اُمِ سنان تھا: آپ ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتیں پھر تقریباً یہی بات ذکر کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن حبان میں الفاظ یہ ہیں کہ اُمّ سلیم آئیں اور انہوں نے کہا کہ ابوطلحہ اور ان کا بیٹا حج کے لیے چلے گئے ہیں مگر مجھے چھوڑ گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اُمّ سلیم! رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے) [حسن]

الترغیب فی التواضع فی الحج والتبذل ولبس الدون من الثیاب اقتداء بالانبیاء علیھم السلام

حج میں عجز وانکساری اور انبیاء کرامؑ کی اقتداء کرتے ہوئے سادہ لباس پہننے کی ترغیب

(۳۶۹) ((عنِ ابن عمرَ ؓ ان رجُلًا قَالَ: لرسولِ اللّٰہِ ﷺ : من الحاجُّ؟ قَالَ: الشَّعِثُ التَّفِلُ۔ قَالَ: فایُّ الحجِّ افضلُ؟ قَالَ: العَجُّ وَالثَّجُّ۔ قَالَ: ومَا السَّبیلُ؟ قَالَ:

(۳۶۹) حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حاجی کون ہے؟ فرمایا جس کے بال پراگندہ اور (میل کچیل کی وجہ سے) اس سے بدبو آتی ہو۔ اس نے عرض کیا کون سا حج افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بلند

الزَّادُ' وَالرَّاحلةُ۔)) [رواه ابن ماجه وعند الترمذی عنه: جاءَ رجلٌ فقَالَ: یا رسولَ اللّٰہِ ما یوجِبُ الحَجَّ: قَالَ: الزادُ والرَّاحلۃ۔ وقَالَ: حسن ۔ وسیاتی فی الوقوف بعرفه من طرق یقولُ اللّٰہ انظروا الی عبادی اتونی شُعثًا غُبرًا' والشعث بفتح المعجمة وکسر العین المهملة : البعید العهد بتسریح شعره' وغسله۔ والتفل بفتح المثناة وکسر الفاء: وهو الذی ترك الطیب والتنظیف حتّٰی تغیرت رائحته۔ والعج بمهملة ' وتشدید ثقیلة : رفع الصوت بالتلبیة ' او بالتکبیر۔ والثج بالمثلثة۔ ثمَّ جیم نحر البُدْن۔]

آواز سے (لبیک) پکارنا اور (قربانی کے جانوروں کا) خون بہانا' اس نے عرض کیا ''سبیل'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادِراہ اور سواری (ابن ماجہ' ترمذی میں بھی انہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! کونسی چیز ہے جو حج کو واجب کر دیتی ہے؟ فرمایا زادِراہ اور سواری! ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے ''وقوفِ عرفہ'' میں کئی طرق سے یہ حدیث آگے آئے گی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میرے بندوں کو دیکھو وہ میرے پاس پراگندہ بال اور غبار آلود آئے ہیں۔۔۔) شعث ۔ شین کے فتحہ اور عین کے کسرہ کے ساتھ وہ شخص جسے کنگھی کیے دیر ہو جائے اور تفل تاء کے فتحہ اور ف کے کسرہ کے ساتھ وہ شخص جو خوشبو اور صفائی چھوڑے رکھے یہاں تک کہ اس کی بُو بدل جائے۔ عج عین اور جیم مشددہ کے ساتھ اللہ اکبر اور لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنا اور الثج ث اور جیم کے ساتھ اُونٹ قربان کرنا۔ [ضعیف]

الترغیب فی الاحرام والتلبیة ورفع الصوت بها

احرام اور بلند آواز سے تلبیہ کی ترغیب

(٣٧٠) ((عن خلّادِ بنِ السَّائبِ عن ابیهِ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : اتانی جِبریلُ فامَرنی ان آمرَ اصحابی ان یَرفَعوا اَصْواتَهم بالِاهلالِ وَالتَّلبیةِ۔)) [رواه اصحاب السنن' وصححه الترمذی وابن خزیمة وزاد ابن ماجه فی روایته فانها شعار الحج۔ واخرجه ابن ماجه: ایضاً: وابن خزیمة وابن حبان والحاکم من حدیث زید بن خالد الجهنی بالزیادة۔]

(٣٧٠) خلاد بن سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ آئے اور انہوں نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ لبیک بلند آواز سے پکاریں (اصحاب سنن' ترمذی اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا اور ابن ماجہ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ حج کا شعار ہے نیز ابن ماجہ' ابن خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو کچھ زیادہ الفاظ کے ساتھ زید بن خالد جہنی سے بھی روایت کیا ہے) [صحیح]

الترغيب في الاحرام من المسجد الاقصى

مسجد اقصیٰ سے احرام باندھنے کی ترغیب

(۳۷۱) ((عن أُمّ حَكِيمِ بنتِ امية بنِ الاخنَسِ عن اُم سَلمةَ ﷞ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: مَن اهلَّ بعُمرةٍ من بَيتِ المَقدسِ غُفِرَ لَه۔)) [رواه ابن ماجه۔ وفي رواية لَهٗ كَانت كَفارةً لما قَبلها مِنَ الذُّنوب، قَالتْ: فخرجتُ مع ابي من بَيتِ المقدسِ بعُمرةٍ۔ واخرجه ابن حبان بلفظ غُفر لَهٗ ما تقدَّم من ذَنبه۔ قَالَ: فَركبتْ اُم حكيم۔ واخرجه ابوداوود والبيهقي، بلفظ من اهل بحجة، او عمرة من المسجد الاقصى مثله۔ وزاد، ما تاخَّرَ أَوْوَجبَتْ لَهُ الجنةُ۔ وفي روايته للبيهقي وَوَجَبت لَهُ الجنةُ بالواو بدل أووجبت۔]

(۳۷۱) اُم حکیم بنت امیہ بن اخنس، حضرت اُم سلمہ ﷞ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھے، اسے معاف کر دیا جاتا ہے (ابن ماجہ، ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کے تمام سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، یہ بیان کرتی ہیں کہ چنانچہ میں عمرہ کی نیت سے اپنے باپ کے ساتھ بیت المقدس سے روانہ ہوئی، ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اس وجہ سے اُم حکیم بیت المقدس سے سفر کر کے آئیں، ابوداؤد اور بیہقی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص حج یا عمرہ کا مسجد اقصیٰ سے احرام باندھے تو اسکے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے یا اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے، بیہقی کی روایت میں أَوْوَجبت کے بجائے وَوَجَبَتْ کا لفظ ہے۔[1] یعنی اس کے پہلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ [ضعیف]

الترغيب في الطواف واستلام الحجر الاسود والركن اليماني وما جاء في فضلهما وفضل المقام ودخول البيت

طواف، حجر اسود اور رُکن یمانی کو ہاتھ لگانے کی ترغیب، نیز یہ بیان کہ ان دونوں مقام کی فضیلت اور بیت اللہ میں داخل ہونے کے بارے میں کیا وارد ہے؟

(۳۷۲) ((عن عبدِاللّٰه بنِ عُبيدِ بنِ عُميرٍ انه سَمعَ اباهُ يقولُ لابن عمرَ: مالي لا

(۳۷۲) عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے سنا، عبداللہ بن عمر سے کہہ رہے تھے کیا بات ہے میں نے

(۱) امام منذری نے "مختصر السنن" میں لکھا ہے کہ راویوں کا اس کے متن اور سند میں بہت اختلاف ہے، اس کی سند میں حکیم ضعیف ہے اور پھر اس کے سند و متن میں اضطراب بھی ہے سلسلہ ضعیفہ ج ا ص ۲۴۸۔۲۴۹" (مترجم)

اراكَ تستلِمُ الا هذينِ الرُّكنَينِ الحَجر الاسودَ ' والرُّكنَ اليمانيَّ؟ فقَالَ ابنُ عمرَ: انْ افعلْ فقد سَمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ : يقولُ: انَّ استلامَهما يَحُطُّ الخطايا۔ قَالَ وسمعتُه يقولُ: مَن طَافَ اُسبوعًا يُحصيهِ' وصَلّٰى رَكعَتينِ كانَ كعدلِ رَقبةٍ۔ قَالَ: وسَمعتُه يقولُ: ما رَفَع رَجلٌ قَدماهُ وَلا وَضَعهُما الَّا كُتِبَ لَهُ ' عَشرُ حَسَناتٍ ' وحُطَّ عنهُ عَشرُ سيئات' وَرُفِعَ لَهُ عَشرُ دَرجاتٍ۔)) [رواه احمد و هذا لفظه]

آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف رکنین یعنی حجر اسود اور رکن یمانی ہی کو ہاتھ لگاتے ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ان کو ہاتھ لگانا' گناہوں کو مٹا دیتا ہے نیز میں نے آپ ﷺ کو یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو طواف کے سات چکر پورے کرے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کا ثواب گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی جب بھی اپنے دونوں پاؤں اُٹھاتا اور انہیں رکھتا ہے تو اس ۔۔۔۔ کے بدلہ میں اسکے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں' دس بُرائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں (یہ الفاظ مسند احمد کی روایت کے ہیں) [صحيح لغيره لابن عمر]

(۳۷۳) ((وعَن محمَّدِ بنِ المُنكدرِ عن ابيهِ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ :مَن طافَ بالبيتِ اسبوعًا لا يَلغو فِيهِ كانَ كَعِدْلِ رَقبةٍ يُعتِقُها۔)) [رواه الطبرانی ' ورجاله ثقات]

(۳۷۳) محمد بن منکدر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے سات چکر لگائے اور اس میں کوئی لغو کام نہ کرے تو اس کا ثواب گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (طبرانی' اس کے رجال ثقہ ہیں) [صحيح لغيره]

(۳۷۴) ((وعَن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما انَّ النبيَّ ﷺ قَالَ الطَّوافُ حولَ البيتِ صَلاةٌ الا انّكم تَتكلّمون فِيهِ ' فمن تكلَّم فَلا يَتكلَّمْ الا بِخَيرٍ۔)) [رواه الترمذی' واللفظ له' وابن حبان]

(۳۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے اردگرد طواف کرنا بھی نماز ہے لیکن اس میں تم کلام کر سکتے ہو لہٰذا جو شخص کلام کرے وہ اچھی بات ہی کرے۔ (ابن حبان' ترمذی اور الفاظ انہی کی روایت کے ہیں) [صحيح]

فصل

(۳۷۵) ((عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : فی الحجَر ' واللّٰه لَيَبعَثَنَّهُ اللّٰه يومَ القِيامةِ' لَهُ عَينانِ يُبصِرُ

(۳۷۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کے بارہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اُٹھائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھتا

بهما۔ ولسان يَنطِقُ بِه۔ يَشهدُ علی مَن استلمه بحق)) [رواه الترمذی وحسنه' وصححه ابن خزيمه وابن حبان ' واخرجه الطبرانی' ولفظه يبعث اللّٰه الحجرَ الاسود' والركنَ اليمانيَّ يومَ القِيامةِ ' ولَهما عَينانِ' وَلِسانٌ وَشَفتانِ يَشهدانِ لِمن استلَمهُما بِالوفاءِ۔]

ہوگا' زبان ہوگی جس سے بات کرتا ہوگا اور جو حق کے ساتھ اسے بوسہ دے گا اس کے بارہ میں گواہی دے گا (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہ وابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ طبرانی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجر اسود اور رکن یمانی کو اُٹھائے گا' ان کی دو آنکھیں' زبان اور دو ہونٹ ہوں گے جس نے وفا کے ساتھ انہیں چھوا ہوگا اس کے بارہ میں گواہی دیں گے) [صحیح]

(۳۷۶) ((وعَن عبدِ اللّٰهِ بنِ عمرو بن العاص ﷺ قَالَ : قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : ياتی الرُّكنُ اليَمانيُّ يومَ القِيامةِ اعظمَ من ابی قُبَيسٍ لَهُ لِسَانٌ وشَفَتانِ۔)) [رواه احمد بسند حسن' والطبرانی فی الاوسط' وزاد: يَشهدُ لِمنِ استلمه بِالحقِّ' وَهُوَ يَمينُ اللّٰهِ' التی يُصافِحُ بها خَلقَهُ۔]

(۳۷۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکن یمانی جب قیامت کے دن آئے گا تو یہ ابوقبیس (پہاڑ) سے بھی بڑا ہوگا' اس کی زبان بھی ہوگی اور دو ہونٹ بھی! (احمد بسند حسن' ''طبرانی اوسط'' کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ جو شخص حق [1] کے ساتھ اسے چھوئے اس کے بارہ میں گواہی دے گا' یہ اللہ تعالیٰ کا وہ دایاں ہاتھ ہے جس کے ساتھ وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے) [حسن لغیرہ]

(۳۷۷) ((وعَن ابن عباسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : نَزلَ الحَجرُ الاسودُ مِنَ الجنَّةِ ' وَهُوَ اشدُّ بَياضًا مِنَ اللَّبنِ فَسَوَّدَتهُ خَطايا بَنی آدمَ۔)) [رواه الترمذی وصححه هو وابن خزيمة الا أنه قال' اشدُّ بَياضًا مِنَ الثَّلجِ۔ ورواه الطبرانی فی لاوسط والكبير بسند حسن۔ ولفظه: حجارةِ الجنَّةِ ' وما فی الارضِ مِنَ

(۳۷۷) حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حجر اسود جنت سے نازل ہوا تو یہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر اسے بنی آدم کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا (ترمذی نے اسے روایت کیا اور ابن خزیمہ نے صحیح قرار دیا مگر ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ یہ برف سے زیادہ سفید تھا طبرانی نے اسے ''اوسط کبیر'' میں بسند حسن روایت کیا ہے اور الفاظ یہ ہیں کہ یہ جنت کا پتھر ہے اور زمین میں اس کے علاوہ جنت کی اور کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بلوریں [2] شیشے کی مانند سفید تھا' اگر اسے زمانہ جاہلیت کی ناپاکی نہ

---

[1] حق کے ساتھ کے معنی یہ ہیں کہ کامل طہارت کے ساتھ اور ذکر ودعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے اسے چھوئے اور ریاکاری وشہرت سے بچے۔

[2] ''المھا'' کے معنی بلور کے ہیں' اس کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہر صاف شفاف چیز کو بھی مہا کہا جاتا ہے' ستارہ کو بھی مہا کہا جاتا ہے' نیز دانتوں کو بھی جب کہ وہ بہت خوبصورت سفید اور چمکدار ہوں۔ (النہایہ)

الجنَّةِ غیرُهُ ' و کان ابیضَ کالمها ولولا ما مسَّهُ من رجس الجاهلِیَّة ما مسَّهُ ذو عاهةٍ الا بَرَاَ۔ وفي رواية لابن خزيمة: ياقوتة بَيضاءُ من يَواقيتِ الجَنَّةِ ' وانما سوَّدُته خَطايا المُشرِكينَ يُبعثُ يومَ القِيامةِ مِثلَ اُحدٍ ' يَشهدُ لِمنِ استَلَمهُ وَقَبَّلَهُ من اهلِ الدُّنيا۔]

چھوتی تو یہ اسی طرح سفید رہتا' اسے جب بھی کوئی بیماری میں مبتلا شخص ہاتھ لگاتا' تو وہ صحت یاب ہو جاتا تھا۔ ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ جنت کے یواقیت میں سے ایک سفید یاقوت تھا' مشرکوں کے گناہوں نے اسے کالا سیاہ بنا دیا قیامت کے دن اسے اُحد پہاڑ کی طرح اُٹھایا جائے گا' اہل دُنیا میں سے جس نے بھی اسے چھوا اور بوسہ دیا' اس کے بارہ میں یہ گواہی دے گا) [صحیح لغیرہ]

(۳۷۸) ((وعَن عبدِ اللّٰهِ بنِ عمرو رضی اللہ عنہما قَالَ: سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ : يقولُ وهُوَ مُسنِدٌ ظَهرَهُ الى الكَعْبَةِ يقولُ: الركنُ والمَقامُ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَواقِيتِ الجنَّةِ' وَلَوْ لا انَّ اللّٰهَ طَمَسَ نُورَهُما لَاضاءَ تَا مَا بَيْنَ المَشرِقِ وَالمَغرِبِ۔)) [رواه الترمذی وصححه ابن حبان' والحاكم ' وفي رواية للبيهقي ' ولَو لا ما مسَّه من خطايا بني آدم لاضاءَ بينَ المشرقِ والمَغربِ' وما مسَّهما من ذی عَاهةٍ ' ولا سَقيمٌ الا شُفِيَ۔ وفي اخرى: لَو لا ما مسَّه من انجاسِ الجاهليةِ ما مسَّه ذُو عاهة ' الا شُفی ' ومَا على الارضِ شيءٌ غيرُهُ ۔ يعني مِنَ الجنة۔]

(۳۷۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا' آپ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے فرما رہے تھے کہ رکن و مقام جنت کے یواقیت میں سے دو یاقوت ہیں' اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو ختم نہ کیا ہوتا تو مشرق و مغرب ان سے روشن ہو ہو جاتے (ترمذی' ابن حبان و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے اگر بنو آدم کے گناہ ان سے مس نہ کرتے تو مشرق و مغرب روشن ہو ہو جاتا' اسے جب بھی کوئی تکلیف یا بیماری میں مبتلا شخص ہاتھ لگاتا تو صحت یاب ہو جاتا تھا ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر جاہلیت کی ناپاکیاں اسے نہ چھوتیں تو اسے چھونے سے ہر مصیبت میں مبتلا شخص شفایاب ہو جاتا اور روئے زمین پر اس کے علاوہ اور کوئی چیز جنت کی نہیں ہے) [صحیح لغیرہ]

(۳۷۹) ((وعَن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰه رضی اللہ عنہما قَالَ: فَدخلنا مكة ارتفاعَ الضُّحى فَاَتَى' يعني النبيَّ ﷺ المسجدَ فاناخَ بِراحِلَتِهِ' ثُمَّ دَخَلَ المسجدَ فَبدا بالحجرِ فاستَلَمَهُ' وفَاضَت عَيناهُ بِالبُكاء ۔ الحديث ۔ فَلَما

(۳۷۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم چاشت کے وقت مکہ میں داخل ہوئے' آنحضرت ﷺ مسجد (حرام) میں تشریف لائے آپ ﷺ نے سواری کو بٹھایا' پھر مسجد میں داخل ہوئے' حجر اسود سے (طواف) شروع کیا' اسے بوسہ دیا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔۔۔ جب فارغ

فرع قَبَّلَ الحجرَ ، وَوَضعَ يَدَيهِ عليهِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِما وَجهَه۔)) [رواه ابن خزیمه، واللفظ له، وَالحاکم]

ہوئے تو حجر اسود کو بوسہ دیا' اپنے دونوں ہاتھ اس پر رکھ دیئے اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیا۔ (ابن خزیمہ' الفاظ انہی کے ہیں۔ حاکم) [منکر]

الترغیب فی العمل الصالح فی عشر ذی الحجة وفضله

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت اور اس میں عمل صالح کی ترغیب

(۳۸۰) ((عن ابن عباسٍ ؓ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَا مِن ايَّامٍ العَملُ الصَّالحُ فِيها احبُّ الى اللّٰهِ عزَّ و جلَّ: مِن هٰذِهِ الايَّامِ۔ يعنى قَالُوا يَارسولَ اللّٰهِ: وَلا الجهادُ فى سبيلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلا الجهادُ فى سبيلِ اللّٰهِ الا رجل خَرج بِنفسهٖ وَمالِهٖ، ثُمَّ لم يرجِعْ مِن ذٰلِكَ بشىءٍ۔)) [رواه البخاری وابوداوود، والترمذی وابن ماجه، واخرجه الطبرانی بلفظ: اعظمُ عندَ اللّٰهِ ، ولا احبُّ الى اللّٰهِ العَمَلُ فِيهِنَّ من ايَّامِ العَشرِ فاكثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّسبيحِ ، وَالتَّحميدِ وَالتَّهليلِ ، وَالتَّكبِيرِ۔ وفى رواية للبيهقى: مِنَ التَّهليلِ والتكبيرِ وذِكرِ اللّٰهِ فإنِ صِيَامَ يَومٍ منها يَعدِلُ صيامَ سَنةٍ، والعَملُ فِيها يُضاعَفُ بِسبعِ مائةِ ضِعفٍ۔ وفى اخرى لَهُ: ما من عَملٍ ازكى عندَ اللّٰهِ، ولا اعظمُ اجرًا من خَيرٍ يعملُ فى عشرِ الاضحى۔ وزاد فى آخره: فكانَ سَعيدُ بنُ جبيرٍ اذا دخلَ ايَّامُ العَشرِ اجتهدَ اجتهادًا شديدًا

(۳۸۰) حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان ایام سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں جن میں اللہ تعالیٰ کو عمل صالح زیادہ محبوب ہو۔ یعنی ایامِ عشر صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! کیا دوسرے دنوں میں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں اِلاّ یہ کہ کوئی شخص اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ گھر سے نکلا اور پھر وہ کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ آیا۔ (بخاری' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' طبرانی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ان دس دنوں کے علاوہ اور کوئی دن ایسے نہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل صالح عظیم اور محبوب ہو لہٰذا ان دنوں میں کثرت کے ساتھ تسبیح' تحمید' تہلیل اور تکبیر پڑھو۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ کثرت کے ساتھ تہلیل اور تکبیر ذکر الٰہی کرو۔ ان میں سے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان میں عمل کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے' بیہقی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اضحیٰ کے ان دس دنوں سے بڑھ کر کسی دن کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پاک اور اجر و ثواب کے اعتبار سے بڑھ کر نہیں ہے' اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جب یہ دس دن شروع ہو جاتے تو حضرت سعید بن جبیر اس قدر سخت محنت کرتے تھے کہ یوں محسوس ہوتا کہ اس قدر محنت کی انہیں طاقت نہیں ہے' میں کہتا ہوں یہ روایت صحیح ابوعوانہ اور دارمی میں بھی ہے)

حتّٰی ما یکادُ یقدرُ علیہ۔ اقول واخرج هذه الروایة ایضاً ابوعوانة فی صحیحه والدارمی۔]

الترغیب فی الوقوف بعرفة والمزدلفة وفضل یوم عرفة

عرفہ ومزدلفہ میں وقوف کی ترغیب اور یومِ عرفہ کی فضیلت

(۳۸۱) ((عن جابرِ بنِ عبدِاللّٰہ رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ: مَا مِن ایَّامٍ عندَ اللّٰہِ افْضَلُ مِن عَشْرِ ذِی الحِجَّةِ' وفیه: ومَا مِن یَومٍ افْضلُ عِندَ اللّٰہِ مِن یَومِ عَرفَةَ یَنزلُ اللّٰہ تَبارکَ وَتَعَالٰی الی السَّماءِ الدُّنیا فَیُبَاھِی باَھلِ الارضِ اھلَ السَّماءِ۔ فَیقولُ: انظُرُوا الی عِبادی جَاؤُونی شُعثًا غُبرًا ضَاحِینَ جَاؤُوا مِن کُلِّ فَجٍّ عَمیقٍ یَرجونَ رَحمتی وَلَمْ یَرَوْا عَذَابی فَلم یُرَ یَومٌ اکثرُ عِتقًا من النَّارِ من یَومِ عَرَفَة۔)) [رواه ابویعلٰی والبزار' وصححه ابن حبان' وهذا لفظه۔ وفی روایة لابن خزیمه والبیهقی بعد قوله عمیق: اُشهِدُکُم انی غَفَرتُ لَهُم' فیقولُ المَلائِکَةُ: انَّ فیهم فُلانا مُرَهَّقًا وفلانًا۔ قالَ: یقولُ اللّٰہُ عزّوجلَّ قَدْ غَفرتُ لَهم۔ قوله ضاحین بضاد۔ معجمة ومهملة خفیفة او جیم' جمع ضاح ای بارز للشمس غیر مستتر۔ والمرهَّق: الذی یغشی المحارم۔]

(۳۸۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عشرِ ذی الحجہ سے بڑھ کر اور کوئی دن اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ افضل نہیں ہے۔۔۔۔الحدیث [1] اور اس میں ہے کہ عرفہ کے دن سے بڑھ کر اور کوئی دن اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ افضل نہیں ہے' اس دن اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا' آسمان والوں کے سامنے اہلِ دنیا پر فخر کرتا اور فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس پریشان بال' غبار آلود' دھوپ میں کھڑے ہیں' تمام اطراف واکناف سے آئے ہیں' میری رحمت کے اُمیدوار ہیں' انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا' کوئی دن ایسا نہیں دیکھا گیا جس میں عرفہ کے دن سے بڑھ کر لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کیا گیا ہو۔ (ابویعلیٰ' بزار' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ الفاظ انہی کی روایت کے ہیں' ابن خزیمہ اور بیہقی کی ایک روایت میں ''عمیق'' کے بعد یہ لفظ بھی ہیں کہ میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں معاف کر دیا ہے' فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ ان میں تو فلاں فلاں شخص بھی جو محرمات کا ارتکاب کرتا تھا لیکن اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے' ''ضاحین'' کے معنی ہیں دھوپ میں کھڑے ہوئے اور ''مرھق'' اس شخص کو کہتے ہیں جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو) [ضعیف]

(۱) پوری حدیث اس طرح ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ دن زیادہ افضل ہیں یا اتنے دنوں کی گنتی کے برابر جہاد فی سبیل اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اتنے دنوں کی گنتی کے برابر جہاد کرنے سے یہ دن ہی زیادہ افضل ہیں۔

(۳۸۲) ((وعن عباسٍ [بن مرداس] ﷺ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ دَعى لاُمَّتِه عَشيَّةَ عَرفَةَ فأُجيبَ إنِّي قَدْ غفرتُ لَهُم مَا خلَا المَظالمَ، فإنِّي آخذٌ لِلمَظلومِ مِنَ الظَّالِمِ۔ قالَ: اىْ رَبِّ ان شِئتَ اَعطيتَ المَظلومَ الجنَّةَ۔ وَغفرتَ الظَّالمَ فَلَمْ يُجَبْ عَشيةَ عَرفة۔ فلما اَصبحَ بالمُزدَلفةِ اعادَ الدُّعاءَ، فأُجيبَ الى مَا سُئِلَ۔ فَضَحكَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ او قَالَ تَبَسَّمَ۔ فقالَ لهُ ابوبكرٍ وعُمرَ: بابى انتَ و اُمى إنَّ هذِهِ السَّاعةَ ما كُنتَ تَضحكُ فِيها۔ فَما الَّذى اضْحكَكَ؟ اضحكَ اللّٰهُ سِنَّكَ۔ قالَ: انَّ عدوَّ اللّٰهِ اِبليسَ لَمَّا علمَ انَّ اللّٰهَ قَد استَجابَ دُعائى، وغَفَرَ لاُمَّتى اخَذَ التُّرابَ فَجعلَ يَحثُوهُ عَلى راسهٖ، وَيَدْعو بالوَيل و الثبور وَاَضحكنى مَا رايتُ مِن جَزَعِهٖ۔)) [أخرجه ابن ماجة والبيهقى، وفى رواية: بالمغفرة والرَّحمةِ فأكثرَ الدعاء وقالَ: يا رَبِّ انك قادرٌ على ان تُثيبَ هذا المَظلومَ خيراً من مَظلمَتِهٖ۔ قالَ البيهقى هذا الحديث له شواهد كثيرة، ذكرناها فى كتاب البعث، فان صح ففيه الحجة وان لم يصح فيشهد له قوله تعالىٰ ﴿يغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾۔]

(۳۸۲) حضرت عباس بن مرداس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی اُمت کے لیے دُعا فرمائی تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ میں نے مظالم کے علاوہ آپ ﷺ کی اُمت کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں، میں مظلوم کو حق دلانے کے لیے ظالم سے حق لوں گا، آپ ﷺ نے عرض کیا اے میرے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کرے اور ظالم کو معاف فرما دے، اس شام آپ ﷺ کی دُعا قبول نہ ہوئی (اگلے دن) مزدلفہ میں آپ ﷺ نے دوبارہ دُعا کی تو آپ ﷺ کی دعا قبول کر لی گئی تو اس پر آپ ﷺ ہنس پڑے یا مسکرا دیئے، چنانچہ ابوبکر و عمر ﷺ نے کہا میرے ماں آپ پر نثار ہوں، آپ ﷺ اس وقت ہنسا نہیں کرتے، آپ ﷺ کے ہنسنے کا سبب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دُعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا ہے اور میری اُمت کو معاف فرما دیا ہے تو اس نے اپنے سر پر مٹی ڈالنا شروع کر دی اور ہلاکت و بربادی کی دُعا شروع کر دی تو اس کی یہ پریشانی اور گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ (ابن ماجہ، بیہقی، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی اُمت کے لیے مغفرت و رحمت کی بکثرت دُعا فرمائی۔ اور "اے میرے پروردگار! تو اس بات پر قادر ہے کہ اس مظلوم کو اس سے ازراہِ ظلم چھینی گئی چیز سے بہتر اجر و ثواب عطا فرما دے" بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں، جنہیں ہم نے کتاب "البعث" میں ذکر کیا ہے، اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اسی میں حجت ہے اور اگر صحیح نہ ہو تو اس کے لیے شاہد ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿يغفر ما دون ذلک لمن يشاء﴾ (اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا) [ضعیف]

(۳۸۳) ((وعن ابن عباسٍ ﷺ قالَ: كانَ فلانٌ رِدْفَ رسولِ اللّٰه ﷺ يَوْمَ عَرفةَ

(۳۸۳) حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفہ کے دن سواری پر سوار تھا اور اس

فجعلَ الفتی یُلاحِظُ النِّساءَ وَیَنظرُ الیهِنَّ، فقالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : ابن اخی، انَّ هذا یَومٌ مَن مَلَكَ فیهِ سَمعَهُ وَبَصَرهُ وَلسانَهُ غُفِرَ لَهُ)) [رواه احمد بسند صحیح، والطبرانی وابن ابی الدنیا والبیهقی، وصححه ابن خزیمة، وفی روایة لهم: کانَ الفضل بن عباس رَدیفَ رسولِ اللّٰه ﷺ، واخرجه ابو الشیخ فی الثواب والبیهقی عن الفضل بن عباس مختصراً، بلفظ: مَن حَفِظَ لِسَانَهٗ وَسَمْعهُ وَبَصرهُ یَوْمَ عَرفةَ غُفِرَ لَهُ مِن عَرفةَ الی عَرَفة۔]

نوجوان نے عورتوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بھتیجے! یہ وہ دن ہے جو شخص اس میں اپنے کان' آنکھ اور زبان کو قابو میں کر لے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (احمد بسند صحیح' طبرانی' ابن ابی الدنیا' بیہقی' ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کی ایک روایت میں ہے کہ فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھے' ابوالشیخ نے اسے "کتاب الثواب" میں اور بیہقی نے فضل بن عباس سے مختصراً روایت کیا ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ جو شخص عرفہ کے دن اپنی زبان' کان اور آنکھ کی حفاظت کرے تو اس کے لیے عرفہ سے عرفہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) [ضعیف]

(۳۸۴) ((ورُوی عن ابن عباسٍ سمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ یقولُ: لَو یَعلمُ الجَمعُ بِمَنْ حَلُّوا لاستَبشرُوا بالفضْلِ بعدَ المغفرَةِ۔)) [رواه الطبرانی والبیهقی]

(۳۸۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہاں جمع ہونے والوں کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جس کے دربار میں وہ حاضر ہوئے ہیں اس کے فضل و کرم کا عالم کیا ہے تو مغفرت کے بعد وہ اس کے فضل سے اور بھی خوش ہو جائیں۔ (طبرانی و بیہقی) [ضعیف جدا]

الترغیب فی رمی الجمار

رمی جمار کی ترغیب

(۳۸۵) ((عن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما رَفعه الی النبی ﷺ، قالَ: لَمَّا اتی ابراهیمُ خَلیلُ اللّٰهِ المَناسِكَ عَرَضَ لَهُ الشَّیطانُ عندَ جَمرةِ العَقبةِ، فرمَاهُ بِسَبعِ حَصَیاتٍ حتّٰی ساخ فی الارضِ، ثُمَّ عَرضَ لَهُ عِندَ الجَمرةِ الثانیةِ، فَرَماهُ بِسَبعِ حَصَیاتٍ حتّٰی سَاخَ فی الارضِ، ثُمَّ عَرضَ لَهُ عندَ

(۳۸۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب مغفرت ابراہیم خلیل اللہ مناسک حج کے لیے تشریف لائے تو جمرہ عقبہ کے پاس شیطان ان کے سامنے آیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا' پھر وہ جمرہ ثانیہ کے پاس آپ کے سامنے آیا تو آپ نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں۔حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر وہ جمرۂ ثالث کے پاس آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اسے پھر سات کنکریاں ماریں

الجَمرةِ الثّالثةِ' فرماهُ بِسبعِ حَصَياتٍ حتّى ساخَ فِی الارضِ۔ قالَ ابنُ عباسٍ: الشّيطانَ ترجمونَ' وَمِلّةَ ابيكُم ابراهيمَ تتّبعونَ۔)) [رواہ ابن خزیمہ' والحاکم واللفظ لہ]

حتیٰ کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم شیطان کو رجم کرتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کی پیروی کرتے ہو۔ (ابن خزیمہ' یہ الفاظ حاکم کی روایت کے ہیں) [صحیح]

الترغیب فی حلق الراس

سر منڈانے کی ترغیب

(۳۸۶) ((عَن ابی هريرةَ رضی اللہ عنہ انّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ : اللّٰهُمَّ اغفِر لِلمُحلّقينَ۔ قالوا: يَا رسولَ اللّٰهِ ولِلمُقصّرينَ' قالَ: اللّٰهُمَّ اغفِرْ لِلمحلّقين قالوا: يَا رَسولَ اللّٰهِ وللمقصّرينَ' قالَ: اللّٰهُمَّ اغفِرْ لِلمحلّقينَ' قالوا: يا رسولَ اللّٰهِ وللمقصّرينَ؟ قالَ وللمقصّرينَ۔)) [متفق علیہ]

(۳۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں کو معاف فرما دے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سر کے بال کٹوانے والوں کے لیے بھی دُعا فرمائیے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ سر منڈانے والوں کو معاف فرما دے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سر کے بال کٹوانے والوں کے لیے بھی دُعا فرمائیے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اللہ! سر کے بال کٹوانے والوں کو بھی معاف فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

(۳۸۷) ((وعن امِّ الحُصَينِ انّها سَمِعتْ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فی حَجّةِ الوِداعِ دَعا ثَلاثًا' ولِلمقصّرينَ مرّةً واحِدةً۔)) [رواہ مسلم]

(۳۸۷) حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے دن بال منڈانے والوں کے لئے تین بار اور بال کٹوانے والوں کے لیے ایک بار دُعا کرتے ہوئے سنا[1] (مسلم)

الترغیب فی شرب ماء زمزم وما جاء فی فضله

آبِ زمزم پینے کی ترغیب وفضیلت

(۳۸۸) ((عَن ابی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ

(۳۸۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۱) بال منڈانے کی کٹوانے پر فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ یہ عبادت کی تکمیل اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عجز وانکساری کی نیت کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ بال کٹوانے والا کچھ بال باقی رکھتا ہے جو کہ زینت ہے جبکہ حاجی کو ترک زینت کا حکم ہے بلکہ وہ تو پراگندہ بال اور غبار آلود ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (نووی)

رسولُ اللّٰہ ﷺ : زَمزَمُ طَعامُ ' طعم' وشِفاءُ سُقمٍ۔))[رواہ البزار بسند صحیح]

فرمایا زمزم کھانے والے کا کھانا[۱] اور بیمار کے لیے شفاء ہے۔ (بزارُسند صحیح) [صحیح]

الترغیب فی الصلاۃ فی المسجد الحرام ومسجد المدینۃ وبیت المقدس و قباء

مسجدِ حرام' مسجدِ نبوی' بیت المقدس اور قباء میں نماز کی ترغیب

(۳۸۹) ((عن عبدِ اللّٰہ ابن الزُّبَیر رضی اللہ عنہما قالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : صَلاۃٌ فی مَسجِدی ھٰذا افضلُ من صَلاۃٍ فیما سِواہُ مِنَ المساجِدِ الا المَسجِدَ الحَرامَ' وصلاۃٌ فی المسجِدِ الحَرامِ افضَلُ مِن مائۃِ صَلاۃٍ فی ھذا۔)) [رواہ احمد وصححہ ابن خزیمۃ و ابن حبان' وزاد: یعنی مسجد المدینۃ]

(۳۸۹) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز دیگر مساجد (سوائے مسجدِ حرام کے) کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ اور مسجدِ حرام میں نماز اس مسجد کی سو نماز سے افضل ہے (احمد' ابن خزیمہ وابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے یعنی مسجد مدینہ کی سو نماز سے افضل ہے) [صحیح] [۲]

(۳۹۰) ((وعن عائشۃَ رضی اللہ عنہا قالَت: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : انا خاتَمُ الانبیاءِ' ومَسجِدی خاتَمُ مَساجِدِ الانبیاءِ۔ اَحَقُّ المَسَاجِدِ ان یُزارَ' وتُشَدَّ الیہِ الرَّواحِلُ

(۳۹۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد انبیاء ہے' جو مسجدیں اس بات کی سب سے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان کی طرف شد رحال کیا جائے' وہ مسجدِ حرام اور میری مسجد

---

(۱) یعنی زمزم پینے سے آدمی اس طرح سیر ہو جاتا ہے جس طرح آدمی کھانے سے سیر ہوتا ہے۔

(۲) کتاب الترغیب والترہیب میں اس حدیث کے حاشیہ میں شیخ مصطفی محمد عمارہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک رکعت کا ثواب دیگر مسجدوں میں ادا کی جانے والی ہزار رکعتوں سے زیادہ ہے لیکن پھر آپ ﷺ نے مسجدِ حرام کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت اور عظیم درجہ حاصل ہے اور اس میں عبادت کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ نووی فرماتے ہیں کہ امام شافعی اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے اور مسجد مکہ مسجد مدینہ سے زیادہ افضل ہے لیکن امام مالک اور ایک جماعت کا مذہب اس کے برعکس ہے تو امام شافعی اور جمہور کے نزدیک حدیث کے معنی یہ ہیں کہ مسجدِ حرام میں نماز میری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور امام مالک اور ان کے ہمنوا حضرات کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ مگر مسجدِ حرام یعنی میری مسجد میں نماز اس سے ہزار گنا سے کم افضل ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی جگہ تمام روئے زمین سے افضل ہے اور مکہ و مدینہ تمام شہروں سے افضل ہیں آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی جگہ کے علاوہ باقی میں اختلاف ہے کہ ان میں کون افضل ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' امام مالک اور اکثر اہل مدینہ کا قول ہے کہ مدینہ افضل ہے جبکہ اہل مکہ وکوفہ' امام شافعی' ابن وہب' ابن حبیب' یہ دونوں مالکی علماء ہیں' کا قول ہے کہ مکہ افضل ہے اور یہ افضلیت فرض ونفل سب کو شامل ہے۔

الْمَسجِدُ الحرامُ، وَمَسجدی، وَصلاۃٌ فی مَسجِدی افضلُ من الفِ صلاۃٍ فیما سِواہُ مِنَ المساجِدِ الا المسجِدَ الحَرامَ۔)) [رواہ البزار]

ہے، میری مسجد میں نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مسجدوں میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (بزار) [صحیح لغیرہ]

(۳۹۱) ((وعَن ابی سعید رضی اللہ عنہ قالَ: دَخلتُ علی رسولِ اللّٰہ ﷺ فی بیتِ بَعضِ نِسائِہ: فقلتُ: یَا رَسولَ اللّٰہِ ایُّ المَسجِدِ الذی اُسِّسَ علی التَّقوی؟ فاخَذَ کفًّا مِن حَصَی، فضَرَبَ بِہِ الارضَ، ثُمَّ قالَ: ھُوَ مَسجِدکُم ھٰذَا، مَسجِدُ المَدینۃِ۔)) [اخرجہ مسلم والترمذی والنسائی ولفظہ: تَماری رجُلانِ فی المسجِدِ الَّذی اُسِّسَ علی التَّقوی مِن اوَّلِ یَومٍ، فقالَ رَجلٌ: ھُوَ مَسجدُ قُباء، وَقالَ: الآخَرُ ھُو مَسجدُ رَسولِ اللّٰہ ﷺ، فَقالَ رسولُ اللّٰہِ: ھُوَ مَسْجِدی ھٰذَا۔ واخرجہ ابن حبان من حدیث سھل بن سعد نحوہ وفیہ: فَاتَوا رَسولَ اللّٰہ ﷺ فقالَ ھُوَ مَسجِدِی ھذا۔]

(۳۹۱) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر میں تھے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! وہ کونسی مسجد ہے، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟[1] آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی پکڑی اور اسے زمین پر دے مارا اور فرمایا وہ تمہاری یہ مسجد ہے، مسجد مدینہ! (مسلم، ترمذی، نسائی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ دو آدمیوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا کہ وہ کونسی مسجد ہے، روزِ اوّل ہی سے جس کی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی ہے، ایک آدمی نے کہا کہ وہ مسجد قبا اور دوسرے نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میری یہ مسجد ہے (ابن حبان نے بروایت سہل بن سعد اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہ دونوں آدمی جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میری یہ مسجد ہے) [صحیح]

فصل

(۳۹۲) ((عن اُسَیدِ بنِ ظُھَیرِ الانصاریِّ رضی اللہ عنہ وکانَ من اصحابِ النبیِّ ﷺ یُحدِّثُ عنِ النبیِّ ﷺ انہُ قالَ: صَلاۃٌ فی مَسجِدِ قُباء کَعُمرَۃٍ۔)) [رواہ الترمذی،

(۳۹۲) حضرت اُسید بن ظُہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسجدِ قبا میں نماز عمرہ کی طرح ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور مصنف فرماتے ہیں کہ

(۱) یعنی سورۃ توبہ کی آیت ۱۰۸ میں جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

و ابن ماجه، والبیهقی، قالَ الترمذی: حسن غریب قالَ المصنف لا نعلم لاسید حدیثًا صحیحًا غیر هذا۔]

ہمیں اُسید کی اس کے علاوہ اور کسی صحیح حدیث کا علم نہیں ہے) [صحیح لغیرہ]

(۳۹۳) ((وعن ابن عُمرَ ﷠ کانَ رسولُ اللّٰه ﷺ یَزورُ قُباء، رَاکبا و مَاشِیًا۔ وفی روایة: فَیُصلّی فیهِ رَکْعَتینِ۔)) [متفق علیه وفی روایة للبخاری والنسائی: کانَ یَأتی قُباءَ کُلَّ سَبتٍ، وکانَ عبدُ اللّٰه یَفعلُهُ]

(۳۹۳) حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء کی زیارت کے لیے پیدل اور سواری پر تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے' آپ یہاں دو رکعت نماز ادا فرماتے (بخاری و مسلم' بخاری اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ہر ہفتہ کے دن قبا تشریف لایا کرتے تھے اور عبداللہ بن عمر ﷠ کا بھی یہی معمول تھا)

الترغیب فی سکنی المدینة الی الممات والدعاء لها والترغیب فی زیارة القبر النبوی وما جاء فی فضلها وفضل اُحد ووادی العقیق

وفات تک مدینہ میں رہنے' اس کی دُعا کرتے رہنے اور روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب' مدینہ' اُحد اور وادیٔ عقیق کی فضیلت

(۳۹۴) ((عَن ابی هُریرةَ ﷜ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ لا یَصبِرُ عَلَی لأواءِ المدینةِ وَسَقَمِها احدٌ من اُمّتی الَّا کُنتُ لَهُ شَفیعًا، اَو شَهیدًا۔)) [رواہ مسلم والترمذی]

(۳۹۴) حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں سے جو شخص بھی مدینہ میں شدت' تنگی معیشت اور بیماری پر صبر کرے گا تو میں اس کی شفاعت کروں گا یا میں اس کے بارہ میں گواہی دوں گا)۔ (مسلم' ترمذی)

(۳۹۵) ((وعن سَعدٍ ﷜ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قال انی اُحرِّمُ ما بَیْنَ لابتی المدینةِ ان یُقطَعَ عضاهها وَیُقتَلَ صَیدُها، وقالَ: المَدینةُ خَیرٌ لَهم لَوْ کَانُوا یَعلمونَ لَا یَدَعُها احدٌ رَغبةً عَنها الا ابدَلَها اللّٰهُ فِیها مَن هُوَ خَیرٌ مِنهُ، وَلَا یَثبتُ اَحدٌ عَلَی لاوائِها وجَهْدِها الا کُنتُ لَهُ شَفیعًا، او

(۳۹۵) حضرت سعد ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کے علاقے کو حرام قرار دیتا ہوں کہ اس کی خاردار جھاڑیوں کو کاٹا جائے اور اس کے شکار کو قتل کیا جائے' آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ اس بات کو جانتے' جو شخص بھی مدینہ سے بے رغبتی کی وجہ سے اسے چھوڑے گا' تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس سے بھی بہتر شخص کو یہاں لا بسائے گا اور جو شخص بھی یہاں کی سختی' معیشت کی تنگی

شَهِيدًا يَوم القيامةِ وزاد في رواية: وَلَا يَكِيدُ احدٌ اهلَ المدينةِ بسوءٍ اِلَّا اذابَهُ اللّٰهُ في النارِ ذَوْبَ الرَّصاصِ، او ذَوبَ المِلحِ في الماءِ۔)) [رواه مسلم]

اور محنت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا یا اس کے بارہ میں شہادت دوں گا' ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ جو شخص بھی اہل مدینہ کے بارہ میں کوئی بُری چال چلے تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں اس طرح پگھلا دے گا جس طرح قلعی آگ میں پگھل جاتی ہے یا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔[1] (مسلم)

(۳۹۶) ((وعَن عُمرَ رضی اللہ عنہ: غَلا السِّعرُ بالمدِينةِ فاشتد الجُهدُ، فقالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: اصبِروا وابشِروا، فِاِنِي قَد بَارَكتُ عَلى صَاعِكُم وَمُدِّكُم، فَكُلوا وَلَا تَفرَّقُوا، فِاِنَّ طَعامَ الوَاحِدِ يكفي الاثنينِ، وطعامَ الاثنين يَكفي الاربَعَةَ، وَطَعَام الاربعَةِ يكفي الخمسةَ وَالستةَ فِاِنَّ البركَةَ في الجَمَاعَةِ، فَمن صَبَر عَلي لاوَائِها وشِدَّتِها كُنتُ لَهُ شَفِيعًا وَشَهِيدًا يَومَ القِيامَةِ، وَمَن خَرَجَ عَنها رَغبةً عما فِيها ابدَلَ اللّٰهُ بِهِ مَن هُوَ خَيرٌ مِنهُ فِيها، وَمَن اَرَادَهَا بِسُوءٍ اذابَهُ اللّٰهُ كَما يَذُوبُ المِلحُ في المَاءِ)) [رواه البزار بسند جيدٍ]

(۳۹۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں مہنگائی ہو جانے کی وجہ سے جب بہت دشواری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبر کرو اور خوش ہو جاؤ کہ میں نے تمہارے صاع اور مد کے لیے برکت کی دُعا کر دی ہے' کھاؤ اور علیحدگی اختیار نہ کرو کہ ایک کا کھانا دو کے لیے کافی ہوتا ہے اور دو کا چار کے لیے اور چار کا کھانا پانچ چھ آدمیوں کے لیے کافی ہوتا ہے کیونکہ برکت جماعت میں ہے جو شخص مدینہ کی سختیوں اور شدتوں پر صبر کرے گا تو قیامت کے دن اس کے بارہ میں شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اور جو شخص یہاں سے بے رغبتی کا اظہار کرتے ہوئے نکل جائے' اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں یہاں اس سے بہتر شخص کو لا بسائے گا اور جو شخص اس کے بارہ میں بُرا ارادہ رکھے اللہ تعالیٰ اسے اس طرح پگھلا دے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ (بزار بسند جید) [منکر]

---

(۱) امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ قاضی فرماتے ہیں کہ ان زائد الفاظ نے ان احادیث کا اشکال دُور کر دیا جن میں یہ الفاظ نہیں ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اس حکم کا تعلق آخرت سے ہے اور اس سے مُراد وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ کی حیات میں اہل مدینہ کے بارہ میں بُرا ارادہ رکھیں تو ان کے مقابلہ میں مسلمان کافی ہوں گے۔ ان کا مکر و فریب مضمحل ہو جائے گا جس طرح قلعی آگ میں پگھل جاتی ۔ یہ الفاظ میں تقدیم و تاخیر بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس طرح پگھلا دے گا جس طرح قلعی آگ میں پگھل جاتی ہے اور یہ انجام اس شخص کا ہو گا جو دنیا میں اہل مدینہ کے بارہ میں بُرا سوچے اللہ تعالیٰ اسے یہ مہلت نہ دے گا' نہ اسے غلبہ حاصل ہو گا بلکہ بہت جلد ہی اسے مدینہ سے دُور ہٹا دیا جائے گا جیسا کہ ایامِ بنی اُمیہ میں مدینہ سے جنگ کرنے والے مسلم بن عقبہ کا حال ہوا کہ وہ مدینہ سے واپس جانے کے فوراً بعد ہلاک ہو گیا' پھر اس کے بعد جلد ہی بعد اسے بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی فوت ہو گیا' اس طرح جو بھی بُرے ارادے سے مدینہ آیا اس کا انجام یہی ہوا۔ اس سلسلہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مُراد وہ شخص ہے جو اہل مدینہ کی غفلت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنے لیے عزت کو طلب کرے اور اہل مدینہ پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے مکر و فریب سے کام لے تو یہ شخص بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ شخص کامیاب ہو جو کھلم کھلا مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو چنانچہ ان حکمرانوں کی مثال سامنے ہے جو مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ (شرح صحیح مسلم)

(۳۹۷) ((وعن ابن عُمرَ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ مَنِ استَطاعَ ان يَموتَ بِالمَدينةِ فَلْيَمُتْ بها، فإني اشفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِها۔)) [رواه الترمذی و ابن ماجه ولفظه: ان يَموتَ مِنكُم، وَقالَ: اشهد بدل اشفع وصححه ابن حبان۔]

(۳۹۷) حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے یہ ہو سکے کہ مدینہ میں مرے وہ ایسا کرے، کیونکہ جو شخص یہاں فوت ہوگا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ان یموت منکم یعنی میں تم میں سے جو یہاں فوت ہو سکے اور اس میں ہے کہ فرمایا کہ میں اس کے لیے گواہی دوں گا، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۳۹۸) ((وعن عُبادَةَ بنِ الصامت ﷺ عن رسولِ اللّٰهِ ﷺ قالَ: اللّٰهُمَّ منْ ظَلمَ اهلَ المَدينةِ وَاَخافَهُم فَاَخِفْهُ، وَعَلَيْهِ لَعنةُ اللّٰهِ وَالملائِكةِ وَالنَّاسِ اجمعينَ، لا يُقبَلُ مِنْهُ صرف ولا عدل)) [رواه الطبراني في الكبير والاوسط بسند جيد۔ واخرجه النسائي من حديث السائب بن خلاد نحوه، والطبراني ايضاً وفي رواية لَهُ: اخافَهُ اللّٰهُ يَومَ القيامةِ وَغَضبَ عَليهِ۔ واخرجه في الكبير من حديث عبد اللّٰه بن عمرو بلفظ: من آذى اهلَ المدينةِ آذاهُ اللّٰهُ۔ والباقي نحو حديث عبادة۔]

(۳۹۸) حضرت عبادہ بن صامت ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انہیں ڈرائے تو تو بھی اس پر خوف طاری کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو، اس کی نہ فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل[1] (طبرانی کبیر و اوسط، سند جید، نسائی بروایت سائب بن خلاد، طبرانی ایضاً اور اس کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ڈرائے گا اور اس پر غضب نازل فرمائے گا، طبرانی نے "کبیر" میں بروایت عبداللہ بن عمرو ﷺ یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ جو اہل مدینہ کو ایذا پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ بھی اسے تکلیف دے گا، باقی الفاظ حدیث عبادہ کی طرح ہیں) [صحیح]

فصل

(۳۹۹) ((عَن حاطِبٍ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَن زَارَني بَعدَ مَوتي فَكَاَنَّما زَارَني في حَياتي وَمَنْ مَاتَ باحَدِ الحَرَمينِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِينَ يومَ القِيامَةِ)):

(۳۹۹) حضرت حاطب ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری موت کے بعد میری (قبر کی) زیارت کرے تو اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی اور جو شخص حرمین میں سے کسی ایک جگہ فوت ہوا اسے قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ

(۱) صرف سے مُراد فرض اور عدل سے نفل عبادت مُراد ہے، ان الفاظ کے معنی کے بارہ میں اور بھی ان کے علاوہ بہت سے اقوال ہیں۔

[رواه البيهقى من طريق رجل من آل حاطب لم يسمه عن حاطب، واخرجه ايضاً من طريق رجل من آل عمر لم يسمه۔]

اُٹھایا جائے گا جو امن میں ہوں گے (بیہقی نے اسے آلِ حاطب کے ایک آدمی کے حوالے سے حاطب سے روایت کیا ہے مگر اس آدمی کا نام نہیں لیا گیا نیز آلِ عمر کے ایک آدمی کے حوالہ سے بھی اسے روایت کیا ہے اور اس کا نام بھی ذکر نہیں کیا۔[1] [ضعیف]

(۴۰۰) ((وَ رُوِی عن انسِ بنِ مالكٍ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه مَنْ مَاتَ فِى احدِ الحَرَمينِ بُعِثَ مِنَ الآمِنِينَ يومَ القِيامَةِ، وَمَنْ زَارَنى مُحتَسِبًا الى المَدِينَةِ كَانَ فى جِوَارِى يَوْم القِيامَةِ۔)) [رواه البيهقى]

(۴۰۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہوا، اسے قیامت کے دن ان لوگوں میں اُٹھایا جائے گا جو امن میں ہوں گے اور جس نے مدینہ کی طرف قصد کرتے ہوئے میری زیارت کی، وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ (بیہقی)[2] [ضعیف]

(۴۰۱) ((وعن عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ اللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَينا المَدِينَةَ كَحُبِّنا مَكَّةَ او اشد، وَصَحِّحْها لَنا، وبَارِكْ لنا فى صَاعِها وَمُدِّها، وَانقُلْ حماها واجْعَلْها بالجحفة)) [رواه مسلم]

(۴۰۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دُعا فرمائی: "اے اللہ مدینہ ہمیں اس طرح محبوب بنا دے جس طرح مکّہ سے ہمیں محبّت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے، مدینہ کو ہمارے لیے صحت افزاء بنا دے، مدینہ کے صاع اور مد میں ہمارے لئے برکت فرما دے اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔[3] (مسلم)

(۴۰۲) ((وعن انسٍ رضی اللہ عنہ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بالمَدِينَةِ ضِعْفَى مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ البَرَكَةِ)) [متفق عليه]

(۴۰۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ جس قدر برکت سے تو نے مکّہ کو نوازا ہے، اس سے دوگنی برکت سے مدینہ کو سرفراز فرما۔ (بخاری و مسلم)

---

(۱) یہ حدیث باطل ہے، اس کی سند میں ایک راوی تو مجہول ہے، جس کا نام مذکور نہیں ہے اور پھر "ہارون ابی قزعہ" ضعیف ہے، یعقوب بن شیبہ، عقیلی، ساجی، ابن الجارود اور امام بخاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اس حدیث کی سند اور متن دونوں میں اختلاف و اضطراب بھی ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے حافظ ابن عبدالہادی کی کتاب "الصارم المنکی" ص۱۰۰ اور علامہ البانی کی سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ ج۳ ص۸۹۔۹۰۔ (مترجم)

(۲) بیہقی رحمہ اللہ نے کہا ہذا اسند مجہول از ہر

(۳) جحفہ مکّہ و مدینہ کے درمیان رابغ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، اسکا نام مہیعہ بیان کیا جاتا ہے، اسکا نام جحفہ اس لیے پڑا کہ سیلاب نے یہاں کے باشندوں کو نقل مکانی پر مجبور کر دیا، بعض محققین یہ کہتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے یہ دُعا فرمائی یہ علاقہ متروک ہو کر رہ گیا ہے اور جو شخص بھی یہاں کا پانی پیتا ہے، وہ بیمار پڑ جاتا ہے۔

(۴۰۳) ((وعنهُ قَالَ: اشرفَ يَعنى النبىّ ﷺ علَى المَدينةِ قالَ: اللّٰهُمَّ انّى احرِّمُ ما بينَ جَبَلَيها مِثلَ مَا حَرَّمَ بِهِ ابراهيمُ مكّةَ ثُمَّ قالَ: اللّٰهُمَّ بارِكْ لَهم فى صَاعِهِم وَفى مُدِّهِم)) [متفق عليه]

(۴۰۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ پر نگاہ ڈالی اور یہ دُعا فرمائی: اے اللہ! میں مدینہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان کے علاقہ کو حرم قرار دیتا ہوں' جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکّہ کو حرم قرار دیا تھا' پھر آپ نے یہ دُعا فرمائی: اے اللہ اہلِ مدینہ کے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما۔ (بخاری ومسلم)

(۴۰۴) ((وعن ابن عباسٍ رضی اللہ عنہما قالَ: دعا نبىُّ اللّٰهِ ﷺ فقالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنا فِى صَاعِنا وَمُدِّنا' وَبَارِكْ لَنا فى شَامِنَا وَيَمنِنا' فَقالَ رَجلٌ مِنَ القَومِ: يَا نَبىَّ اللّٰهِ وَفى عِرَاقِنا؟ قالَ: انَّ بها قَرنَ الشَّيطانَ' وتَهيُّجَ الفِتَنِ' وانّ الجَفاءَ بالمَشرِقِ)) [رواه الطبرانى' ورواته ثقات قوله قرن الشَّيطان قيل: المُراد به اتباعه' وقيل: شدته وقوته۔ وقيل: محل ملكه وتصريفه' وهى متقاربة]

(۴۰۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے یہ دُعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت پیدا فرما' ہمارے شام اور یمن میں برکت پیدا فرما' صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی نے یہ عرض کیا: اے اللہ کے نبی ہمارے عراق کے لیے بھی دُعا کیجیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہاں شیطان کا سینگ اور فتنوں کا سرچشمہ ہوگا اور جفا مشرق میں ہے۔ (طبرانی' اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں' شیطان کے سینگ سے مُراد شیطان کے متبعین ہیں' ایک قول یہ ہے کہ اس سے مُراد شیطان کی شدت وقوت ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کے ملک وتصرف کی جگہ ہے اور یہ سب اقوال قریب قریب ہیں) [صحیح لغیرہ]

(۴۰۵) ((وعَن أبى عبس بن جبر رضی اللہ عنہ انَّ النبىَّ ﷺ قالَ لأحُدٍ: هَذا جَبلٌ يُحبُّنا وَنُحبُّهُ' عَلى بَابٍ من ابوابِ الجَنَّةِ' وَهذا عَيرٌ: جَبلٌ يُبغِضُنا وَنُبغِضُهُ' عَلى بَابٍ مِنْ ابوابِ النَّارِ۔)) [رواه البزار والطبرانى فى الكبير والاوسط۔ قالَ الخطابى: قوله: هذا جبل يُحبنا ونُحبه' اراد به اهل المدينة وسكانها' وهو كما قال تعالىٰ: واسئل القرية۔ وقالَ البغوى: الاولى اجراؤه على ظاهره ولا ينكر حب

(۴۰۵) ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اُحد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہمیں اس سے محبّت ہے' یہ پہاڑ جنّت کے ایک دروازے پر ہے اور یہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا اور ہم اس سے بغض رکھتے ہیں' یہ پہاڑ جہنم کے ایک دروازے پر ہے (بزار' طبرانی کبیر واوسط۔ خطابی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کہ "یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہمیں اس سے محبّت ہے" سے مُراد اہلِ مدینہ وساکنانِ مدینہ ہیں اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ واسئل القریۃ (بستی سے پوچھو یعنی بستی کے رہنے والوں سے پوچھو) بغوی فرماتے ہیں کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اسے ظاہر ہی پر محمول

الجماد والانبیاء والاولیاء کما حنت الاسطوانة علی مفارقته ﷺ ، حتّٰی سمع القوم حنینها، وکما اخبر ان حجرا بمکة کان یسلم علیه، فلا ینکر ان یکون اُحد وجمیع اجزاء المدینة یحبه، یحن الی لقائه اذا فارقها۔ وهذا الذی قالَ البغوی حسن۔]

کیا جائے کیونکہ انبیاء واولیاء کے لئے جمادات کی محبت کا انکار نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ستون آنحضرت ﷺ کے فراق پر ہچکیاں لینے لگا تھا حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے رونے کی آواز کو سنا اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مکہ کا ایک پتھر آپ کو سلام کیا کرتا تھا'' لہٰذا اس بات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اُحد اور مدینہ کے تمام اجزاء کو آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی سے محبت ہو' فراق کی صورت میں ان کے دِلوں میں آپ ﷺ کی ملاقات کے لیے اشتیاق ہو اور بغوی نے یہ جو فرمایا یہ بہت خوب ہے) [ضعیف]

(۴۰۶) ((وقد روی الترمذی من حدیث علیٍّ رضی اللہ عنہ قالَ: کُنْتُ معَ النبیِّ ﷺ بمکّةَ فَخرجْنا الی بَعضِ نَواحِیها فَما استَقْبلَهُ جَبلٌ وَلا شَجَرٌ الا وَهُوَ یَقولُ السَّلامُ عَلیكَ یَا رَسولَ اللّٰهِ۔)) [قالَ الترمذی: حدیث حسن غریب] .

(۴۰۶) ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں مکّہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھا' ہم مکّہ سے باہر ایک طرف کو نکلے تو جو پہاڑ یا درخت بھی سامنے آیا اس نے عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ ﷺ (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے) [صحیح لغیرہ]

(۴۰۷) ((ورُویَ عن سهلِ بنِ سعدٍ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: اُحدٌ رُكنٌ مِن اَركانِ الجَنَّةِ)) [رواه ابو یعلٰی والطبرانی]

(۴۰۷) سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُحد جنّت کے ارکان میں سے ایک رکن ہے) (ابویعلیٰ' طبرانی) [ضعیف]

(۴۰۸) ((وعن عُمرَ بنِ الخطّابِ رضی اللہ عنہ حدَّثنی رسولُ اللّٰهِ ﷺ: اتانی اللَّیلةَ آتٍ مِنْ رَبّی وانا بالعقیق : ان صَلِّ فی هٰذا الوادی المُبارَكِ))[رواه ابن خزیمة]

(۴۰۸) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا آیا جب کہ میں عقیق[1] میں تھا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو۔ (ابن خزیمہ) [صحیح]

(۱) عقیق مدینہ منورہ کی ایک وادی کا نام ہے۔ (مترجم)

کتاب الجهاد وذکر ابوابه

الترغیب فی الجهاد وتاکید وجوبه

جہاد کی ترغیب اور اس کے وجوب کی تاکید

(۴۰۹) ((عن انسِ بنِ مالكٍ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: لَغَدْوَةٌ فی سَبیلِ اللّٰهِ، اَوْ رَوحَةٌ خَیرٌ مِنَ الدُّنیا وَمَا فِیها۔)) [متفق علیه، ولهما من حدیث سهل ابن سعد نحوه، ولمسلم والنسائی من حدیث ابی ایوب مثله، لکن قالَ: خَیرٌ مِمَّا طَلَعتْ عَلیهِ الشَّمسُ، وَغَرَبَتْ]

(۴۰۹) حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک صبح یا ایک شام لگانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم) بخاری میں یہ روایت سہل بن سعد اور مسلم و نسائی میں ابوایوب سے بھی انہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے ہاں البتہ موخر الذکر روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوا)

(۴۱۰) ((وعَن ابی هُریرةَ ﷺ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: یضمنُ اللّٰهُ لِمنْ خَرَجَ فی سَبیلِهِ لَا یُخرِجُهُ الا جِهادٌ فِی سَبیلی، وَاِیمانٌ بی، وَتَصْدیقٌ بِرُسلی فَهُوَ ضَامِنٌ ان اُدْخِلَهُ الجَنَّةَ او ارجعه الی مَنزِلِه الذی خَرجَ مِنه نائلًا ما نَالَ مِن اجرٍ، او غَنیمةٍ، والذی نَفسُ مُحمدٍ بِیدهِ: ما کلم یکلم فی سبیل الله الاجاء یوم القیمة کهیئة یوم کلم لونه لون الدم و ریحه ریح مسك والذی نفس محمد بیده لولا ان اشق علی المسلمین ما قعدت خلاف سریة تغزو فی سبیل الله ابدا ولکن لا اجد سعة فاحملهم ولا یجدون سعة و یشق علیهم ان یتخلفوا عنی والذی نفس محمد بیده

(۴۱۰) حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا ضامن ہے جو اس کے راستہ میں نکلتا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) وہ صرف اس لیے نکلتا ہے کہ میری راہ میں جہاد کرے اور اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرتا ہے پس اس کو اس بات کی ضمانت دیجاتی ہے کہ میں اس کو جنّت میں داخل کروں گا یا اس کو اس کے گھر کی طرف جہاں سے وہ چلا تھا لوٹا دوں گا اجر اور غنیمت کے ساتھ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ کی راہ میں اسے جو زخم بھی لگے گا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جو حالت زخم لگنے کے دن تھی، اس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور خوشبو کستوری جیسی! اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر یہ بات مسلمانوں کے لیے باعث مشقت نہ ہوتی تو میں کبھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن نہ میرے پاس اتنے وسائل ہیں کہ تمام مسلمانوں کو سواری مہیا کروں اور نہ ہی

لوددت ان اغزو فی سبیل الله فاقتل ثم اغزو فاقتل' ثم اغزوا فاقتل)) [متفق علیه' و هذا لفظ مسلم]

سب مسلمانوں میں اتنی استطاعت ہے کہ (وہ سواری کا بندوبست کر سکیں) اور اگر (میں جہاد میں شرکت کروں) تو ان کا مجھ سے پیچھے رہ جانا ان کے لیے باعث تکلیف ہے اور اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں' پھر جہاد کروں اور شہید کر دیا جاؤں' پھر جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں! (بخاری و مسلم' یہ الفاظ صحیح مسلم کی روایت کے ہیں)

(۴۱۱) ((وعَن ابی مالك الاشعری رضی اللہ عنہ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قالَ: مَن فَصَلَ فی سَبیلِ اللّٰهِ فَماتَ او قُتِلَ فَهُوَ شَهیدٌ' اَوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ' اَوْ بَعیرُهُ' او لَدَغتهُ هَامَّةٌ' اَو مَاتَ عَلی فِرَاشِهٖ بایِّ حَتفٍ شَاءَ اللّٰهُ فِانَّهٗ شَهیدٌ' وَانَّ لَهُ الجَنَّةَ۔)) [رواہ ابوداوود' قوله فصل بفتح الفاء والمهملة ای خرج' وقصه : بالقاف والصاد المهملة محرکًا ای رماه فکسر عنقه۔ والحتف بفتح المهملة وسکون المثناة الموت۔]

(۴۱۱) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا اور فوت ہو گیا یا قتل ہو گیا تو وہ شہید ہے' یا اس کے اونٹ یا گھوڑے نے اسے گرا کر اس کی گردن توڑ دی یا اسے کوئی موذی جانور ڈس گیا یا وہ جس موت سے بھی اپنے بستر پر فوت ہوا تو وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے (ابوداؤد' فصل کے معنی گھر سے نکلنے (وقصہ'' کے معنی نیچے گرا کر گردن توڑ دینے اور ''حتف'' کے معنی موت کے ہیں) [حسن]

(۴۱۲) ((وعن ابن عُمَرَ رَضی اللّٰه عنهُ عن النبیّ ﷺ فِیما یَحکی عَنْ رَبِّهٖ قالَ: اَیُّما عَبدٍ مِن عِبادی خَرجَ مُجاهِدًا فی سَبیلِ اللّٰهِ ابْتغاء مَرضَاتی ضَمِنْتُ لَهُ اِنْ رَجَعْتُهٗ اَرْجِعْهُ بِما اصابَ مِنْ اَجْرٍ اَو غَنِیمَةٍ' وَاِنْ قَبضْتُهُ غَفَرْتُ لَهٗ۔)) [رواہ النسائی]

(۴۱۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ربّ تبارک وتعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ میرا جو بندہ بھی میرے راستہ میں جہاد کے لیے میری خوشنودی کو حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے تو میں اس کے لیے ضامن ہوں کہ اگر میں نے اسے واپس لوٹایا تو اجر وثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا اور اگر میں نے اس کی روح کو قبض کر لیا تو اسے معاف کر دوں گا۔ (نسائی) [ضعیف]

(۴۱۳) ((وعَن ابی عَبْسٍ بْنِ جَبْرٍ رَضیَ اللّٰه عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَا

(۴۱۳) حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بندے کے اللہ تعالیٰ کے

اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ۔)) [رواه البخاری، وعند الترمذی فهما حرام علی النار]

راستہ میں قدم غبار آلود ہوں اور پھر اسے (جہنم کی) آگ چھوئے۔ (بخاری، ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ (جہنم کی) آگ پر حرام ہیں)

(۴۱۴) ((وعن عائشةَ رَضِی اللّٰه عنها قالت: سَمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ یقولُ: مَا خَالطَ قَلْبَ امْرِیءٍ رَهَجٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ الا حَرَّمَ اللّٰه عَلیهِ النَّارَ)) [رواه احمد، ورواته ثقات۔ والرهج بفتح الراء والهاء وقد تسکن ثُمَّ جیم ما تداخل بطن الانسان من الخوف والجزع]

(۴۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی کے دِل میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوف وگھبراہٹ پیدا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ (جہنم کی) آگ کو حرام قرار دے دیتا ہے۔ (احمد، اس کے راوی ثقہ ہیں، ''رَہَج'' کے معنی خوف وگھبراہٹ کے سبب پیٹ سکڑنے کے ہیں) [صحیح]

(۴۱۵) ((وعَن ابی سَعِیدٍ الخُدرِیِّ رَضِی اللّٰه عنهُ قالَ: اتی رَجلٌ النبیَّ ﷺ: فقالَ: اَیُّ النَّاسِ افضَلُ؟ قالَ مُومِنٌ یُجاهِدُ بِنفسِهِ ومَالِهِ فی سَبیلِ اللّٰهِ تَعَالیٰ، قالَ ثُمَّ مَنْ قالَ: مُومِنٌ فی شِعْبٍ مِنَ الشِّعابِ یَعبدُ اللّٰهَ، وَیَدعُ النَّاسَ مِن شَرِّهِ۔)) [متفق علیه، واخرجه الحاکم بلفظ ایُّ المومِنینَ اکمَلُ ایمانًا؟ قالَ: الذی یُجاهِدُ نحوه، وقالَ فی اخراه: وقد کفی الناس شره]

(۴۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے عرض کیا کہ سب سے افضل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مؤمن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے'' اس نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا وہ مؤمن جو کسی گھاٹی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم، حاکم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ ''مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا کون ہے؟'' فرمایا ''وہ جو جہاد کرتا ہے۔۔۔'' الحدیث[1] اس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے)

(۱) حدیث کا تتمہ اس طرح ہے جیسا کہ امام حاکم نے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کرتا ہے اور جو شخص گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں۔۔۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں گھاٹی اور پہاڑ کا ذکر اس لیے ہے کہ عموماً یہ مقامات لوگوں سے الگ تھلگ ہوتے ہیں لہٰذا ہر وہ جگہ اس میں داخل ہے جس میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اس حدیث سے خلوت کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ خلوت میں آدمی غیبت اور لغو باتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، باقی رہا مسئلہ لوگوں سے خلوت اختیار کرنے کا تو جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس کا موقع و محل فتنوں کا دور ہے اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس مرفوع روایت سے بھی ہوتی ہے کہ قریب ہے کہ ایک ایسا دور آئے جس میں مقام و مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بہتر وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کے لیے نکل کھڑا ہو اور موت کو اس کے متوقع مقامات میں تلاش کرے اور پھر وہ شخص بہتر ہوگا جو ان گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں نماز قائم کرتا اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کو چھوڑے رکھتا ہے سوائے خیر و بھلائی کے کاموں کے۔۔۔ (فتح الباری)

(۴۱۶) ((وعن ابی ھُریرۃَ رضی اللہ عنہ قالَ: قِیلَ یا رسولَ اللّٰہِ مَا یَعدِلُ الجِھادَ فِی سَبیلِ اللّٰہِ؟ قَالَ: لَا تَستطِیعُونَہٗ فاعادَ عَلیہِ مَرَّتینِ او ثَلاثًا ، کُلُّ ذٰلِکَ یَقُولُ: لَا تَستطِیعُونَہٗ ، ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ المُجاھِدِ فِی سَبیلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ الصَّائِمِ القَانِتِ بِاٰیاتِ اللّٰہِ لَا یَفتُرُ مِنْ صَلاۃٍ وَلا صِیامٍ حتّٰی یَرجِعَ المُجاھِدُ فِی سَبیلِ اللّٰہِ))[متفق علیہ]

(۴۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا کہ ”یارسول اللہ ﷺ! جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کون سا عمل ہے؟ فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں یہ سوال دو یا تین بار پیش کیا گیا تو ہر دفعہ آپ ﷺ یہی فرماتے کہ تمہیں اس کی طاقت نہیں ہے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال اس روزہ دار کی طرح ہے جو آیات اللہ کے ساتھ قیام کرتا ہے اور نماز و روزہ سے اُکتاتا نہیں ہے' اللہ کی راہ کے مجاہد کے واپس آنے تک وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۴۱۷) ((وعَن ابی ھُریرۃَ رَضی اللّٰہ عنہُ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ : انَّ فی الجنَّۃِ مائۃَ دَرجۃٍ اَعدَّھا اللّٰہُ لِلمُجاھِدینَ فی سَبیلِ اللّٰہِ، ما بَینَ الدَّرَجَتینِ کَمَا بَیْنَ السَّماءِ وَالارْضِ))[رواہ البخاری]

(۴۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنّت میں سو درجات ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے تیار فرمایا ہے اور ہر دو درجوں کے درمیان اس طرح فاصلہ ہے جس طرح آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری)

(۴۱۸) ((وعن ابی سعیدٍ رَضی اللّٰہ عنہُ انَّ رسولَ اللّٰہ ﷺ قَالَ : مَن رَضیَ باللّٰہِ رَبًّا ، وَبالِاسلامِ دِینًا ، وَبِمحمَّدٍ رَسُولًا ، وَجَبَتْ لَہُ الجنَّۃُ۔ فَعجِبَ لَھا ابو سَعیدٍ، فَقالَ: اعِدھا عَلَیَّ یا رَسولَ اللّٰہ فاعادَھا، ثُمَّ قالَ: وَاُخری یَرفعُ اللّٰہُ بِھا العبدَ مائۃَ دَرجۃٍ فی الجنَّۃِ ما بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتینِ کَما بَیْنَ السَّماءِ وَالارْضِ قَالَ: وَما ھِیَ یَا رَسولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: الجِھادُ فی سَبیلِ اللّٰہِ))

[رواہ مسلم وابوداوٗد والنسائی]

(۴۱۸) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر' اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لیے جنّت واجب ہو گئی' ابوسعید نے تعجب کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس بات کو پھر ارشاد فرمایئے' آپ ﷺ نے اسے پھر دوبارہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دوسری بات وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنّت میں اس کا سو درجہ بلند فرما دے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان اس طرح فاصلہ ہو گا جس طرح آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ دوسری بات کیا ہے؟ فرمایا ”جہاد فی سبیل اللہ“۔ (مسلم' ابوداؤد' نسائی)

(۴۱۹) ((وَرُوِیَ عَن عمرِ بنِ عَبَسَۃَ عن النبیِّ ﷺ قَالَ: مَن قَاتَلَ فِي سَبیلِ اللّٰہِ

(۴۱۹) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے بقدر اللہ تعالیٰ

فواق ناقةٍ حرَّمَ اللّٰهُ علی وجهِهِ النَّارَ۔)) [رواه احمد]

کے راستہ میں جہاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ پر بھی (جہنم کی) آگ کو حرام قرار دے دیتا ہے۔[1] [ضعیف]

(۴۲۰) ((وعن ابی بَکرِ بنِ ابی مُوسٰی الاشعَریِّ سَمعتُ ابی یَقولُ وَهُوَ بَحضرَةِ العَدُوِّ قَالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ انَّ ابوابَ الجنَّةِ تَحتَ ظِلالِ السُّیوفِ، فَقالَ رَجُلٌ رَثُّ الهَیئةِ ، فَقالَ: یا ابا مُوسٰی انتَ سَمعتَ رسولَ اللّٰه ﷺ یَقولُ هذا؟ قَالَ: نَعمْ ، فَرَجَعَ الی اصحابِهِ فَقالَ: اقرأُ عَلیکُمُ السَّلامَ ثُمَّ کَسَر جفن سَیفِه والْقاهُ، ثُمَّ مَشی بِسَیفِهِ الی العَدُوِّ فَضَرَبَ حتّٰی قُتِلَ۔))[رواه مسلم والترمذی وغیرهما]

(۴۲۰) حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے دشمن کے مقابلہ کے وقت یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں' ایک پراگندہ حال شخص نے کہا کہ اے ابا موسیٰ! آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے خود سنا ہے؟ ابوموسیٰ نے جواب دیا کہ ہاں تو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں سلام کہتا ہوں' پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام کو توڑ کر پھینک دیا اور تلوار کے ساتھ دشمن کی طرف آگے بڑھا اور خوب شمشیر زنی کی حتیٰ کہ خود بھی شہید ہو گیا۔ (مسلم' ترمذی اور دیگر)

(۴۲۱) ((وعن سَهلِ بنِ سَعدٍ رَضی اللّٰه عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ : سَاعَتان تُفتَحُ فِیهِما ابوابُ السماء ، وَ قلما تُرَدُّ عَلی دَاعٍ دَعوتُه عِندَ حُضورِ النِّداءِ، والصَّفِّ فی سَبیلِ اللّٰهِ، وفی لفظٍ ثِنتانِ لَا یُردَّانِ، أو قلما یردان الدعاءُ عندَ النِّداءِ، وعندَ الباسِ حِینَ یلحم بعضُ بَعْضًا۔)) [رواه ابوداوود، وصححه ابن حبان، وفی روایة لَهُ: ساعتان لَا یُرَدُّ علی دَاعٍ دعوتُهُ

(۴۲۱) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' اور دعا کرنے والے کی دعا کم کم ہی رد کی جاتی ہے اذان کے وقت اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صف بندی کے وقت۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ دو دعائیں ایسی ہیں کہ مسترد نہیں ہوتیں یا کم کم ہی رد ہوتی ہیں۔ (۱) اذان کے وقت کی دعا اور (۲) جنگ کے وقت جب بعض جماعتیں بعض کے ساتھ گتھم گتھا ہوتی ہیں۔ (ابوداؤد' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن حبان کی ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں دو گھڑیاں ایسی ہیں جن میں کسی بھی دعا

(۱) اس معنی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنن اربعہ میں مروی حدیث صحیح ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ من قاتل فی سبیل اللّٰه من رجل مسلم فواق ناقة وجبت له الجنة ومن جرح جرحا فی سبیل اللّٰه او نکب نکبة فانها تجیٔ یوم القیمة کاغزر ما کانت لونها لون الزعفران و ریحها ریح المسک جو مسلمان شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کو دو دفعہ دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر قتال کرتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جسے اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگتا ہے یا چوٹ آتی ہے تو قیامت کے دن وہ وسیع تر ین شکل میں ظاہر ہوگا۔ رنگ زعفران کا ہوگا اور خوشبو کستوری کی۔ (ازہر)

حینَ تُقام الصَّلاۃُ، وفی الصَّفِّ فی سَبیلِ اللّٰہِ]

کرنے والے کی دعا مسترد نہیں کی جاتی (۲) جب نماز کھڑی ہوتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) صف بندی کی جاتی ہے) [صحیح]

الترغیبّ فی اخلاص النیة فی الجھاد وما جاء فیمن یرید الاجر والغنیمة وماجاء فیمن یرید الذکر وفضل الغزاة اذا لم یغنموا

جہاد میں اخلاص نیّت کی ترغیب' اس کا ذکر جو اَجر اور غنیمت دونوں کا اُمیدوار ہو اور جو شہرت کا طلبگار ہو نیز مالِ غنیمت حاصل نہ ہونے کی صورت میں مجاہدین کی فضیلت

(۴۲۲) ((وعن ابی هُریرةَ رَضی اللّٰه عنهُ انَّ رجلًا قَالَ: یَا رَسولَ اللّٰهِ ﷺ رَجلٌ یُریدُ الجِهادَ، وَهوَ یَبتغی عرَضًا مِنَ الدُّنیا؟ فَقالَ رسولُ اللّٰه ﷺ: لَا اجرَ لَهٗ فاعظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ، وَقالُوا لِلرَّجُلِ: اعِدْ لِرسولِ اللّٰهِ فَلعلَّكَ لَم تُفهِمْهُ، فَعادَ الرجلُ: فَاَعادَ كَلامِهٖ فَقالَ: لَا اجرَ لَه۔ حتّٰی فَعلُوا ذٰلِكَ ثلاث مَرَّاتٍ۔)) [رواه ابوداوٗد، وصححه ابن حبان]

(۴۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک شخص جہاد کا ارادہ رکھتا ہے لیکن اس کا مقصود دنیوی مال کا حصول ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے کوئی اَجر نہ ملے گا لوگوں نے اس بات کو بہت بڑا سمجھا اور وہ اس آدمی سے کہنے لگے اپنی بات دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرو' شاید تم اپنی بات سمجھا نہیں سکے ہو' چنانچہ اس آدمی نے اپنی بات دوبارہ کہی تو پھر بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ اسے کوئی اَجر نہ ملے گا حتی کہ تین بار لوگوں نے اس طرح کیا۔ (ابوداوٗد' ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا) [حسن لغیرہ]

(۴۲۳) ((وعن ابی مُوسٰی الاشعَریِّ انَّ اعرابیًّا اتی النبیَّ ﷺ فَقالَ: یَا رَسولَ اللّٰه الرَّجلُ یُقاتِلُ لِلمغنَمِ، وَالرَّجلُ یُقاتِلُ لِیُذکَرَ، والرَّجُلُ یُقاتِلُ لِیُرَی مکانُهٗ۔ فَمنْ فی سَبیلِ اللّٰهِ۔ فَقالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قاتَلَ لِتکونَ كَلمةُ اللّٰهِ هی العُلیا فَهُوَ فی سَبیلِ اللّٰهِ))[متفق علیه]

(۴۲۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آدمی مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے' آدمی اس لیے لڑتا ہے تا کہ اس کا ذکر ہو' آدمی اس لیے بھی لڑتا ہے تا کہ اس کی شجاعت و بہادری کو دیکھا جائے تو ان میں سے کون فی سبیل اللہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑائی کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو سربلندی حاصل ہو وہ سبیل اللہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۴۲۴) ((وعن عمرَ بنِ الخطابِ قَالَ:

(۴۲۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سَمعتُ رسولَ اللّٰہِ ﷺ یقولُ: انّما الاعمالُ بالنّیّۃِ۔ وانّما لِکُلِّ امْرِیءٍ ما نَوٰی فَمنْ کَانَتْ ھِجرَتُہٗ اِلی اللّٰہِ وَرَسولِہٖ ، فَھِجْرَتُہٗ الی اللّٰہِ وَرَسولِہ ، وَمَنْ کانَتْ ھِجرَتُہٗ الی دُنْیا یُصیبُھا، اوِ امْرَاَۃٍ یَنکِحُھا فَھِجْرَتُہٗ الی مَا ھَاجَر الیہِ۔)) [متفق علیہ]

رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لیے صرف وہی ہے جس کی وہ نیت کرے، جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کے لیے ہے اور جس شخص نے ہجرت دُنیا کے حصول کے لیے کی ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے تو اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی خاطر اُس نے ہجرت کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۴۲۵) ((وعَن عبدِ اللّٰہِ بنِ عَمرو بنِ العاص قَالَ: قالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَا مِنْ غَازِیۃٍ ، او سَرِیَّۃٍ تَغزُو فی سَبیلِ اللّٰہِ فَیَسْلمون ، وَیصُیبُونَ الا کانوا قد تَعجَّلوا ثُلُثَی اجرِھِمْ ، وَما مِنْ غَازِیۃٍ ، او سَرِیَّۃٍ تُخْفِقُ [وَتُخَوَّفُ][1] وَتُصابُ الا تَمَّ اجرُھُم۔ وفی روایۃ وَمَا من غَازِیۃٍ ، او سریّۃ تَغزو فی سَبیلِ اللّٰہِ فَیصیبُونَ غَنیمۃً الا تَعجَّلوا ثُلُثَی اجرِھم مِنَ الآخِرۃِ، وَیبقی لَھم الثُّلثُ۔ فاِنْ لَمْ یُصِیبوا غَنیمۃً تَمَّ لَھُمْ اجرُھُم۔)) [رواہ مسلم، وروی ابوداود والنسائی وابن ماجہ الثانیۃ۔ وتخفق ای لَا تغنم ولا تظفر۔]

(۴۲۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو غزوہ یا سریہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے اور وہ سلامت بھی رہے اور شہید بھی ہو جائے تو وہ دو تہائی اَجر و ثواب جلد حاصل کر لیتا ہے اور جو غزوہ یا سریہ نہ غنیمت حاصل کرے اور نہ کامیابی (بلکہ وہ خوف میں مبتلا ہو) اور شہید بھی ہو تو اس کا اَجر و ثواب پورا ہو جاتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے الفاظ یہ ہیں کہ جو غزوہ یا سریہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے اور وہ مالِ غنیمت حاصل کر لے تو وہ آخرت کے اَجر و ثواب میں سے دو تہائی جلد حاصل کر لیتا ہے اور اس کا ایک ثلث باقی رہ جاتا ہے اور اگر وہ مالِ غنیمت حاصل نہ کرے تو پورا اجر و ثواب ملتا ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے دوسری روایت کے الفاظ بیان کیے ہیں، "تخفق" کے معنی ہیں کہ وہ نہ غنیمت حاصل کرتا ہے اور نہ کامیاب ہوتا ہے)

❀❀❀

(۱) یہ الفاظ صحیح مسلم میں نہیں ہیں۔ (ازھر)

الترغیب فی النفقة فی سَبیلِ اللّٰهِ وفی عَمل الخیر کله وفضل تجهیز الغزاة وخلفهم فی اهلهم الخیر

اللہ کے راستہ میں اور تمام نیک کاموں میں خرچ کرنے کی ترغیب اور غازیوں کی تیاری میں مدد کرنے اور (انکے بعد) انکے اہل وعیال کی خیر و بھلائی کے ساتھ نگرانی کی فضیلت

(۴۲۶) ((وعن خُرَیم بنِ فَاتِكٍ رَضی اللّٰه عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : مَنْ اَنْفَقَ نَفَقةً فی سَبیلِ اللّٰهِ کُتِبَ بِسبعِ مِائةِ ضِعْفٍ)) [رواه الترمذی وحسنه والنسائی وصححه ابن حبان والحاکم]

(۴۲۶) حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ کرے تو اس کا سات سوگنا اجر وثواب لکھا جاتا ہے (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے نسائی نے اسے روایت کیا اور ابن حبان و حاکم نے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

فصل

(۴۲۷) ((عن زَیدِ بنِ خالِد الجُهَنیِّ رَضی اللّٰه عنهُ انَّ رسولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فِی سَبیلِ اللّٰهِ فَقدْ غَزی، وَمَنْ خَلَفَ غَازِیًا فی اهلِهِ بِخَیرٍ فَقَدْ غَزی)): [متفق علیه ولابن حبان کُتِبَ لَهُ مِثلُ اجرِه حتّٰی لَا یَنقُصُ مِنْ أَجرِ الغَازی شَیءٌ۔ واخرجه الطبرانی فی الاوسط من حدیث زید بن ثابت کالاول لکن قَالَ فله مثل اجره فی الموضعین۔]

(۴۲۷) حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے غازی کو تیار کرے اس نے بھی جہاد کیا، جو شخص کسی غازی کے بعد اس کے اہل خانہ کی خیر و بھلائی کے ساتھ نگہداشت کرے[1] تو اس نے بھی جہاد کیا۔ (بخاری و مسلم' ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اس کے لیے بھی غازی جتنا اجر وثواب لکھ دیا جاتا ہے اور غازی کے اجر و ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں کی جاتی' طبرانی نے اوسط میں بروایت زید بن ثابت پہلی روایت ہی کی طرح بیان کیا ہے لیکن دونوں جگہ یہ کہا ہے کہ اسے بھی غازی جتنا اجر ملے گا)

الترغیب فی الرباط فی سبیل اللّٰه

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

(۴۲۸) ((عن سَهلِ بنِ سَعدِ السَّاعِدیِّ

(۴۲۸) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

(۱) یعنی غازی کی عدم موجودگی میں اس کے اہل وعیال اور اولاد کی نگہداشت کرے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی مصلحت کا کوئی کام کرے یا مسلمانوں کے کسی اہم کام کو سرانجام دے تو اس سے احسان وحسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہیے۔

ﷺ انَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رباط يَومٍ فی سَبيلِ اللّٰهِ خَيرٌ مِنَ الدُّنيا، وَمَا عَلَيها)) [متفق عليه فی حديث طويل]

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا[۱] دُنیا اور دُنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔(بخاری و مسلم نے اسے ایک طویل حدیث میں بیان کیا ہے)[۲]

(۴۲۹) ((وعَنْ سَلمانَ ﷺ سَمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ : يَقولُ : رِباط يَومٍ وَلَيلةٍ خَيرٌ مِن صيامِ شَهرٍ وَقيامِهِ ، اِن مَاتَ فِيهِ جَرى عَملُهُ الذی كانَ يَعْمَلُ، واُجرِیَ عَليهِ رِزْقُهُ، وأمِنَ من الفُتّان)) [رواه مسلم وزاد الطبرانی فی رواية: وبُعِثَ يَوْمَ القِيَامَةِ شَهيدًا۔]

(۴۲۹) حضرت سلمان ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دن اور رات سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے قیام کے روزوں سے بہتر ہے اور اگر وہ اس حالت میں فوت ہو جائے تو وہ عمل جو وہ کیا کرتا تھا وہ اس کے لیے جاری رہتا ہے اور اس کا رزق بھی اس پر جاری رہتا ہے اور وہ فتنہ انگیز سے محفوظ رہتا ہے[۳] (مسلم، طبرانی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ قیامت کے دن اسے شہید اُٹھایا جائے گا)

(۴۳۰) ((وعن فضَالَة بنِ عُبَيدٍ رَضي اللّٰه عنهُ انَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُلُّ مَيِّتٍ يُختَمُ عَلى عَملِهِ اِلَّا المُرابِطَ فی سَبيلِ اللّٰهِ، فاِنَّهُ يُنمّٰی لَهُ عَملُهُ الى يَومِ القِيامَةِ ويُؤمَنُ فِتنةَ القُبورِ۔)) [رواه ابوداوود والترمذی، وقال حسن صحيح، وصححه ابن حبان والحاكم وفی رواية ابن حبان وبعض نسخ الترمذی من الزيادة فيه وَالْمُجاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ۔ واخرجه الطبرانی من حديث العرباض بن سارية نحوه باسنادين، رواه احدهما ثقات۔]

(۴۳۰) حضرت فضالہ بن عبید ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر میت کے عمل پر مُہر لگا دی جاتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والے کے کیونکہ اس کے لیے اس کے عمل کو قیامت تک بڑھا دیا جاتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔(اسے ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، ابن حبان و حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن حبان کی ایک روایت اور ترمذی کے بعض نسخوں میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے، طبرانی نے بھی اسے اسی طرح دو سندوں سے روایت کیا ہے، جن میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں)[صحیح]

---

(۱) حدیث میں یہاں لفظ "رباط" ہے جس کے معنی مسلمانوں کو کافروں سے محفوظ رکھنے کے لیے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کسی مخصوص جگہ پر قیام کرنا۔ ابن قتیبہ نے ومن رباط الخیل ۔۔۔ آیت کے پیش نظر اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ لڑائی کی تیاری کے لیے مسلمانوں اور کافروں کا اپنے اپنے گھوڑوں کو باندھ کر رکھنا۔

(۲) حدیث کے باقی الفاظ یہ ہیں کہ تم میں سے کسی شخص کو کوڑے کی مقدار میں جنت میں جگہ مل جائے تو یہ دُنیا اور دُنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے اور شام کے وقت کا چلنا جو کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں چلتا ہے یا صبح کا چلنا دُنیا اور دُنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

(۳) سنن ابی داؤد میں ہے أومن من فتانی القبر۔ قبر میں امتحان لینے والوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ملاحظہ ہو نووی شرح مسلم (ازھر)

الترغيب في الحراسة في سبيل الله

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چوکیداری کی ترغیب

(۴۳۱) ((عن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمرَ رَضي اللّٰه عنهُ انَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الا انبِّئُكم بِلَيلةٍ افضلَ مِن لَيلةِ القَدرِ۔ حَارِسٍ حَرَسَ في ارضِ خَوفٍ لَعلَّهُ ان لَا يَرْجِعَ الى اهلِه))[رواه الحاكم]

(۴۳۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی رات کے بارہ میں نہ بتاؤں جو لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے وہ چوکیدار جو خوف والی زمین میں چوکیداری کرتا ہے کہ شاید وہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر دوبارہ نہ آسکے۔(حاکم)[صحیح]

(۴۳۲) ((وعَن عُثمانَ رَضي اللّٰه عنهُ قَالَ: سَمعتُ رسولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: حَرَسُ لَيلةٍ في سَبيلِ اللّٰهِ افضلُ مِنْ الْفِ لَيْلَةٍ يُقامُ لَيلُها ، وَيُصامُ نَهارُها۔)) [رواه الحاكم]

(۴۳۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک رات کی چوکیداری ایسی ہزار راتوں سے افضل ہے جن میں رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھا جاتا ہو۔(حاکم)[ضعیف]

الترغيب في احتباس الخيل للجهاد لَا رياء ولا سمعة وما جاء في فضلها والترغيب في ما يذكر منها والنهي عن قص نواصيها لما فيها من الخير والبركة

ریاء وشہرت کے بغیر جہاد کیلئے گھوڑے وقف کرنے کی ترغیب وفضیلت اور انکے پیشانی کے بال کاٹنے کی ممانعت کہ ان میں خیر و برکت ہے

(۴۳۳) ((عنِ ابنِ عُمرَ رَضي اللّٰه عنهُ انَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الخَيلُ مَعقُودٌ في نَواصِيها الخَيْرُ الى يَومِ القِيَامَةِ۔)) [متفق عليه]

(۴۳۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں میں ان کے بالوں کے ساتھ قیامت کے دن تک بھلائی باندھ دی گئی ہے۔(بخاری ومسلم)

(۴۳۴) ((وعَنْ عُروَةَ بْنِ ابي الجَعْدِ رَضي اللّٰه عنهُ انَّ النبيَّ ﷺ قَالَ: الخَيلُ

(۴۳۴) حضرت عروہ بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں کے ساتھ (۱) قیامت کے

(۱) یہاں پیشانی کے بال مراد ہیں پیشانی کا یہاں خاص طور پر ذکر اس کی رفعت وعظمت کی وجہ سے ہے ایک قول میں اس احتمال کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد سارا گھوڑا ہو جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مبارک پیشانی والا ہے اس بات کا بھی احتمال ہے کہ سامنے ہونے کی وجہ سے پیشانی کا بطور خاص =

مَعقودٌ فی نواصیها الخَیرُ: الاجر والمَغنَمُ الی یَومِ القِیامَةِ))[متفق علیه]

دن تک بھلائی۔۔۔اَجر وغنیمت باندھ دی گئی ہے۔(بخاری ومسلم)

(۴۳۵) ((وعن انسٍ ﷛ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ البَرَکةُ فی نَواصی الخَیلِ۔)) [متفق علیه]

(۴۳۵)حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے۔(بخاری ومسلم)

(۴۳۶) ((وعن عُقبةَ بنِ عامرٍ رَضی اللّٰه عنهُ عَن النبیِّ ﷺ قَالَ: اذا اردتَ ان تغزُوَ فَاشتر فَرسًا اغرَّ مُحَجَّلًا طلق الیمین فاِنَّك تَغنَمُ وَتَسلمُ))[رواه الحاکم]

(۴۳۶)حضرت عقبہ بن عامر ﷛ سے روایت کرتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب آپ جہاد کا ارادہ کریں تو ایسا گھوڑا خریدیں جس کی پیشانی اور پاؤں سفید ہوں اور سوائے دائیں پاؤں کے[1] تو آپ غنیمت بھی حاصل کریں گے اور سلامت بھی رہیں گے۔(حاکم)[حسن لغیره]

(۴۳۷) ((وعَن ابی وهبٍ رَضی اللّٰه عنهُ انَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَلیکُم مِنَ الخَیلِ بِکُلِّ کمیت اَغرَّ مُحجَّلٍ' او اَشقَرَ مُحجَّلٍ او ادهَم اَغرَّ مُحجَّلٍ۔)) [رواه ابوداؤد و اللفظ لَهُ' والنسائی مطولاً]

(۴۳۷) حضرت ابووهب ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے گھوڑے استعمال کرو جو سیاہ سرخی مائل رنگ کے سفید پیشانیوں اور پاؤں والے ہوں یا چمکدار بالوں اور سفید پیشانیوں اور پاؤں والے ہوں یا سیاہ رنگ اور سفید پیشانیوں اور پاؤں والے ہوں۔(ابوداؤد' یہ لفظ بھی انہی کے ہیں اور نسائی نے اس روایت کو مطول بیان کیا ہے)

الترغیب فی الشهادة وما جاء فی فضل الشهداء

شہادت کی ترغیب اور شہداء کی فضیلت

(۴۳۸) ((عَن انسٍ رَضی اللّٰه عنهُ انَّ النبیَّ ﷺ قَالَ: مَا اَحد یَدخلُ الجَنَّةَ یُحِبُّ ان یَرجعَ الی الدُّنیا' وَانَّ لَهُ ما عَلَی الاَرضِ مِن شَیءٍ الا الشَّهیدَ فاِنَّهُ یَتمنّٰی ان یَرجعَ

(۴۳۸) حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے والا ایک شخص بھی نہیں جو دنیا کی طرف لوٹنا پسند کرلے خواہ اسے زمین بھر کی تمام اشیاء دے دی جائیں سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ دنیا کی طرف لوٹے اور دس مرتبہ قتل

= ذکر کیا گیا ہے اور اس طرح اشارہ مقصود ہو کہ فضیلت دشمن پر حملہ کرتے ہوئے مقدم اعضاء میں ہے نہ کہ موخر میں کیونکہ ان میں ادبار کی طرف اشارہ ہے۔ (فتح الباری)

(۱) جس گھوڑے کے دائیں ہاتھ یعنی اگلے پاؤں میں سفیدی نہ ہو باقی پاؤں سفید ہوں تو اسے طلق الیمنی کہتے ہیں۔(از بر)

الی الدُّنیا فَیُقتلَ عَشَر مَرَّاتٍ لِما یَری مِنَ الکَرامَۃِ۔)) [متفق علیہ وفی روایۃ: لما یری من فضل الشھادۃ۔]

ہو۔ کیونکہ اس نے (شہید کا) اعزاز و اکرام دیکھ لیا ہے اور ایک روایت میں ہے "اِس وجہ سے کہ اُس نے شہادت کی فضیلت کا مشاہدہ کر لیا ہے۔" (بخاری و مسلمؒ ایک روایت میں ہے کہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ کر یہ خواہش کرے گا)

(۴۳۹) ((وعن عَبدِ اللّٰہ بنِ عمرِو بنِ العاص ؓ انَّ رَسولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: یُغفَرُ لِلشَّھیدِ کُلُّ ذَنب الا الدَّینَ۔)) [رواہ مسلم]

(۴۳۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ قرض کے سوا شہید کا ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

(۴۴۰) ((وعن انس رَضِی اللّٰہ عنہُ قَالَ: غَابَ عَمّی انسُ بنُ النَّضرِ عن قِتالِ بَدرٍ فَقالَ: یَا رَسولَ اللّٰہ غِبتُ عَن اوَّلِ قِتالٍ قَاتَلتَ المشرکین لَئنِ اللّٰہُ اَشھدنی قِتالَ المُشرکینَ لَیَرَینَّ اللّٰہُ ما اصنَعُ. فَلَمَّا کَانَ یومُ اُحُدٍ وَانکَشَفَ المُسلِمُونَ فَقالَ: اعتذِرُ الیکَ اللّٰھُمَّ مِمَّا صَنَعَ ھؤلاءِ: یَعْنی اصحابَہُ، وابرأُ الیکَ مِمَّا صَنَعَ ھولاءِ: یَعْنی المُشْرِکینَ: ثُمَّ تَقَدَّمَ فاستَقبلَہُ سعدُ بنُ مُعاذٍ، قَالَ: یَا سعدُ الجنۃَ وَرَبِّ النَضْر انیّ اجدُ رِیحَھا دُونَ اُحُدٍ۔ قَالَ سَعدُ: فَما استَطعتُ یَا رَسولَ اللّٰہِ أن اَصنع مَا صَنَعَ قَالَ: انسٌ: فَوَجدنا بہٖ بِضْعًا وثَمانِین ضَربۃً بِالسَّیفِ، اَوْ طَعنۃً بالرُّمحِ اَوْ رَمْیۃً بِالسَّھمِ وَوَجَدناہُ قَدْ قُتلَ، وَمَثَّلَ بِہِ المُشرِکُونَ فَما عَرَفَہُ احد الا اختُہُ بِبنانِہ، قَالَ انسٌ: کُنَّا نَظُنُّ انَّ ھذِہِ الآیۃ نَزَلَتْ فِیہِ، وَفی اشباھِہِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِینَ

(۴۴۰) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ میرے چچا انس بن نضر ؓ جنگ بدر میں حصہ نہ لے سکے تو انہوں نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ ﷺ! میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا ہوں جو آپ ﷺ نے مشرکین کے خلاف لڑی ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے اب مجھے مشرکین کے خلاف جنگ میں شریک ہونے کا موقعہ عطا فرمایا تو اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کی جنگ کا دن تھا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ! جو کچھ ان لوگوں (صحابہ کرام ؓ) نے کیا ہے میں اس کی معذرت کرتا ہوں۔۔۔۔ اور جو کچھ انہوں نے یعنی مشرکین نے کیا ہے اُس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں پھر وہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ ؓ ان کے سامنے آئے تو انہوں نے فرمایا: اے سعد بن معاذ! نضر کے ربّ کی قسم جنّت کی خوشبو مجھے اُحد پہاڑ کے پیچھے سے آ رہی ہے، حضرت سعد ؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جو کچھ انہوں نے کیا ہے، میں وہ نہ کر سکا۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے اسّی سے زیادہ زخم دیکھے، ہم نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ شہید ہو چکے تھے اور مشرکوں نے ان کی شکل بدل کر رکھ دی تھی ان کی بہن کے سوا انہیں اور کوئی نہ پہچان سکا، بہن نے انہیں ان کی اُنگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ـ))

[متفق عليه]

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم یہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ آیت کریمہ ان کے متعلق یا ان جیسے لوگوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ''مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا' اسے سچ ثابت کر دکھایا''۔ احزاب ۲۳ (بخاری و مسلم)

(۴۴۱) ((وعَن جَابرٍ رَضى اللّٰه عنهُ قَالَ: جِي ءَ بأَبِى الى النّبى ﷺ ' قَد مُثِّلَ بِه فَوُضِعَ بيْنَ يَديهِ فَذهبْتُ اكشِفُ عَنْ وَجهِهِ فَنَهاني قَومى فَسمِعَ صوتَ صَائِحةٍ ' فَقيلَ: ابنةُ عَمرٍو' او اُختُ عَمرٍو؟ فَقالَ: لِم تَبكى؟ اَو قَالَ لا تَبْكى' فَما زَالتِ الملائِكةُ تُظِلُّهُ بِاَجنِحَتِها۔))[متفق عليه]

(۴۴۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی کو آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا گیا کہ ان کا مثلہ کر دیا گیا تھا' انہیں آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا' میں ان کے چہرے سے کپڑا اُٹھانے کے لیے آگے بڑھا تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک رونے والی کی آواز سنی تو بتایا گیا کہ یہ بنت عمرو یا اخت عمرو ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیوں روتی ہے؟ یا آپ ﷺ نے فرمایا نہ رو کیونکہ فرشتے اس پر مسلسل اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

(۴۴۲) . ((وعنه رَضى اللّٰه عنهُ: انَّ النبيَّ ﷺ قَالَ لَهُ لَمّا جِي ءَ بِاَبيهِ' يَا جَابرُ الا اخبرُكَ مَا قَالَ اللّٰه لَابيكَ؟ قُلْتُ: بَلى۔ قَالَ: مَا كَلَّمَ اللّٰهُ احدًا اِلّا مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ' وَكَلَّمَ اباكَ كِفَاحًا' فَقالَ: يَا عَبدَ اللّٰهِ: تَمَنَّ عَلَيَّ اعطِكَ۔ قَالَ يَا رَبِّ: تُحْيينى فَاُقتَلُ فِيكَ ثَانيةً۔ قَالَ: اِنَّهُ سَبَقَ مِنّى انّهم اليها لَا يرجِعونَ۔ قَالَ: يا ربِّ فَابْلِغْ مَنْ وَرَائى' فَانزَلَ اللّٰهَ هذِهِ الآية: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذينَ قُتِلوا فِى سَبيلِ اللّٰهِ اَمْواتًا﴾۔ الآية كلها۔)) [رواه الترمذى وحسنه' وصححه الحاكم]

(۴۴۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جب انکے والد ماجد کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جابر! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد سے کیا کہا ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے' فرمایا ہر شخص سے اللہ تعالیٰ نے پس پردہ کلام فرمایا ہے مگر تمہارے والد سے اس نے بے حجاب کلام فرمایا ہے اور فرمایا کہ عبداللہ! کوئی خواہش ہو تو بتاؤ تاکہ میں اسے پورا کر دوں؟ انہوں نے عرض کیا' اے اللہ! مجھے دوبارہ زندہ کر دے تاکہ تیری راہ مین دوبارہ شہید ہو جاؤں' فرمایا یہ بات میں نے پہلے سے طے کر دی ہے کہ وہ دوبارہ دُنیا کی طرف نہیں لوٹائے جائیں گے! عرض کیا: اے اللہ! میرے پیچھے جو لوگ ہیں ان تک ان حالات کو پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (ترجمہ) ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے''۔

(ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن صحیح]

(۴۴۳) ((عن عَبدِ اللّٰهِ بنِ جَعفرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم هنيئًا لَكَ يَا عَبدَ اللّٰهِ ابُوكَ يَطِيرُ مَعَ المَلَائِكَةِ فِي السَّماءِ۔)) [رواه الطبرانی بإسناد حسن]

(۴۴۳) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عبداللہ تمہیں مبارک ہو' تمہارا والد آسمان میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتا ہے''۔ (طبرانی' باسناد حسن) [ضعیف]

(۴۴۴) ((عَن جابرٍ رَضی اللّٰه عنهُ قالَ: قالَ رَجل يَا رَسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اىُّ الجهادِ افضلُ؟ قَالَ: ان يُعقَرَ جَوادُكَ ويُهراقَ دَمُكَ۔))[رواه ابن حبان]

(۴۴۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا یہ کہ تمہارے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور تمہارا خون بھی بہا دیا جائے۔ (ابن حبان) [صحیح]

(۴۴۵) ((عنِ ابنِ عباسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: الشُّهداءُ على بَارِقِ نَهرٍ ببابِ الجَنَّةِ في قُبَّةٍ خَضراءَ يَخرُجُ عَلَيهِم رِزْقُهُمْ مِنَ الجَنَّةِ بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔)) [رواه احمد' وصححه ابن حبان والحاكم]

(۴۴۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء جنت کے دروازے پر ایک نہر کے کنارے سبز رنگ کے قبہ میں ہیں اور جنت سے صبح و شام انہیں رزق ملتا ہے۔ (احمد' ابن حبان وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

(۴۴۶) ((وعنِ كعب بن مالكٍ رَضی اللّٰه عنهُ قالَ: قالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: انَّ ارواحَ الشُّهداءِ في اجْوافِ طَيرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِن ثَمَرِ الجنَّةِ' اوْ شَجرِ الجنَّةِ۔)) [رواه الترمذی' وقال حسن صحیح۔ قوله تعلق بفتح اوله وسكون المهملة وضم اللام اى ترعى من اعاليها۔]

(۴۴۶) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی پیٹوں میں ہیں جو جنت کے پھلوں یا جنت کے درختوں کی بلند شاخوں (کے پھلوں) کو چرتے چگتے ہیں۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے' ''تَعْلُقُ'' کے معنی ہیں کہ وہ بلند شاخوں کے پھلوں کو کھائیں گی)۔ [صحیح]

(۴۴۷) ((وعن مسروقٍ قَالَ: سَالنا عَبدَ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ مسعودٍ عن هذهِ الآيةِ: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلوا في سَبِيلِ اللّٰهِ امواتًا

(۴۴۷) حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کے بارہ میں پوچھا (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے' ان کو مرے

بَلْ اَحیاءٌ عِندَ رَبّهِم یرزَقُونَ؟ فَقالَ: اَما اَنَّا قَد سَاَلنا عَنْ ذٰلِكَ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقالَ: اَرواحُهُم فی جَوفِ طَیرٍ خُضرٍ لَها قَنادِیلُ مُعلَّقةٌ بِالعَرشِ تَسرَحُ مِنَ الجَنَّةِ حَیثُ شَاءَ تْ، ثُمَّ تَاوِی الی تِلكَ القَنادِیلِ، فاطَّلعَ الیهِمْ رَبُّهم اطّلاعَةً۔ فَقالَ هَلْ تَشتَهُونَ شَیئًا قَالُوا: ایُّ شَیءٍ نَشتَهی ، وَنَحنُ نَسرَحُ مِنَ الجَنَّةِ حَیثُ شِئنا فَیقولُ ذٰلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ ، فَلَمَّا رَاوْا اَنَّهُم لَنْ یُترَكُوا مِنْ ان یَسالوا شَیئًا۔ قَالوا: یَا رَبِّ نُرِیدُ ان تُرَدَّ ارواحُنا فی اجسادِنا حَتّٰی نُقتَلَ فی سَبِیلِكَ مَرَّةً اخری ، فَلَمَّا رَای ان لَیسَ لَهُم حَاجَةٌ تُرِكُوا۔)) [رواہ مسلم واللفظ له، والترمذی]

ہوئے نہ سمجھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سے اس آیت کے بارہ میں سوال کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹوں میں ہیں، ان کی قندیلیں عرش کے ساتھ معلق ہیں، جنت میں وہ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں اور پھر ان قندیلوں کے پاس آتی ہیں، ان کا رب ان کی طرف نظر کرم سے دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کیا تمہاری کوئی خواہش ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم کیا خواہش کریں، ہم تو جہاں چاہتے ہیں جنت میں آتے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ تین بار یہ ارشاد فرماتا ہے، جب انہوں نے دیکھا کہ وہ سوال کے بغیر چھوڑے نہیں جائیں گے تو عرض کیا: ''اے ہمارے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ تیرے راستہ میں ایک بار پھر شہید ہوں، اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کی اب کوئی حاجت ایسی نہیں ہے جو پوری نہ کردی گئی ہو تو انہیں چھوڑ دیا۔ (یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں جب کہ ترمذی نے بھی اسے روایت کیا ہے)

(۴۴۸) ((عن ابی الدَّرداءِ رَضی اللّٰه عنهُ قالَ: سَمعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ الشَّهیدُ یشفع فی سَبعینَ مِن اهلِ بَیتِه۔)) [رواہ ابوداوود وصححه ابن حبان]

(۴۴۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہید اپنے اہل بیت میں سے ستر آدمیوں کے بارہ میں شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۴۴۹) ((عَن عُتبةَ بنِ عَبدٍ السُّلَمیِّ وکانَ من اصحابِ النَّبیِّ ﷺ : انَّ رَسولَ اللّٰه ﷺ : قَالَ: القَتلی ثَلَاثةٌ : رَجُلٌ مُؤمِنٌ جَاهدَ بِنفسهِ وَمالِه فِی سَبیلِ اللّٰهِ حَتّٰی اذا لَقِیَ العَدوَّ ، قَاتَلَهُم حتّٰی قُتِلَ ، فَذٰلكِ الشَّهیدُ المُمتَحَنُ فی جَنَّةِ اللّٰهِ تَحتَ عَرشِه لَا یَفضُلُه النَّبِیُّونَ الا بفضلِ دَرَجةِ

(۴۴۹) حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مقتول تین قسم کے ہیں: (۱) وہ مرد مؤمن جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا ہے حتیٰ کہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اس سے جنگ کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے جس کا امتحان ہوا، یہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں اس کے عرش کے نیچے ہوگا اور انبیاء کرام صرف درجہ نبوت ہی میں اس سے افضل ہوں گے (۲) وہ آدمی جس

النُّبوۃِ، ورَجُلٌ فَرِق عَلی نَفسِہ مِنَ الذُّنوبِ وَالخطایا جَاھَدَ بِنفسِہ وَمَالِہ فی سَبیلِ اللّٰہِ حتّٰی اذا لَقِیَ العدُوَّ قَاتَلَ حتّٰی یُقتلَ فَتِلکَ مُمَصمِصَۃٌ مَحَتْ ذُنوبَہُ وَخَطَایَاہُ، انّ السیفَ مَحّاءٌ لِلخطایا، وادْخِلَ مِن ایِّ ابوابِ الجَنَّۃِ شَاءَ، فَاِنَّ لَھا ثَمانیۃَ ابوابٍ، وَلِجھنَّم سَبعۃُ ابوابٍ، وَبَعضُھا اَفضلُ مِن بَعضٍ، وَرَجلٌ مُنافِقٌ جَاھَدَ بِنفسِہِ وَمالِہ حتّٰی اذا لَقِیَ العدُوَّ قَاتَلَ فی سَبیلِ اللّٰہِ حتّٰی یُقتلَ فذٰلکَ فی النّارِ، انَّ السَّیفَ لَا یَمحُو النِّفاقَ۔)) [رواہ احمد بسند جید والطبرانی، وصححہ ابن حبان، واللفظ لہ]

پر اپنے بارے میں گناہوں اور غلطیوں کا خوف طاری تھا اس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کیا حتی کہ جب دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو اس سے جنگ کرتا ہوا قتل ہو جاتا ہے، یہ آزمائش اس کے گناہوں کے میل کچیل کو پاک صاف کرنے والی ہے، اس نے اس کے گناہوں اور غلطیوں کو مٹا ڈالا کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے، یہ جنّت کے جس دروازے میں سے چاہے گا داخل ہوگا، جنّت کے آٹھ اور جہنم کے سات دروازے ہیں اور بعض، بعض سے بڑھ کر ہیں (۳) وہ منافق آدمی جس نے اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا حتی کہ قتل ہو گیا تو یہ شخص جہنم رسید ہوگا کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔ (احمد، سند جید، طبرانی، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ الفاظ ابن حبان ہی کی روایت کے ہیں) [حسن]

(۴۵۰) ((عَن نُعیمِ بنِ ھمَّارٍ رَضی اللّٰہ عنہُ انَّ رَجلًا سَألَ رَسولَ اللّٰہِ ﷺ ایُّ الشُّھداءِ افضلُ؟ قَالَ: الَّذینَ انْ یَلْقَوْا فی الصَّفِّ لَا یَلفِتُونَ وُجُوھَھُم حتّٰی یُقتَلوا اولٰئِکَ یَنطَلِقُونَ فی الغُرَفِ العُلٰی مِنَ الجَنَّۃِ، وَیضحَکُ الیھِمْ رَبُّھم، واذا ضَحِکَ رَبُّکَ الی عَبدٍ فی الدُّنیا، فَلَا حسابَ عَلَیہِ۔)) [رواہ احمد وابویعلی، ورواتھما ثقات]

(۴۵۰) حضرت نعیم بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا کہ کون سے شہید افضل ہیں؟ فرمایا وہ کہ اگر صف میں کھڑے کیے جائیں تو اپنے چہروں کو وہاں سے دور نہیں ہٹاتے حتی کہ شہید ہو جاتے ہیں، یہ وہ ہیں جو جنّت کے بلند و بالا بالا خانوں میں ہوں گے، ان کا رب ان سے ہنسے گا اور جب تیرا رب دُنیا میں کسی بندے سے ہنسے تو اس سے کوئی حساب نہ ہوگا۔ (احمد، ابویعلیٰ، دونوں کی سندوں کے راوی ثقہ ہیں) [صحیح]

(۴۵۱) ((وعن انس رَضی اللّٰہ عنہُ قالَ: جاءَ اُناسٌ اِلی النَّبی ﷺ فقالُوا ابْعَثْ مَعَنا رِجالًا یُعلِّمونا القُرآنَ وَالسُّنۃَ، فَبعثَ الیھِم سَبعینَ رَجُلًا مِنَ الانصارِ یُقالُ لَھُم

(۴۵۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجئے جو ہمیں قرآن و سنّت کی تعلیم دیں، آپ ﷺ نے ان انصار میں سے ستر آدمیوں کو بھیج دیا جنہیں قراء

القُرّاءَ۔ فِيهِم خَالي حَرام بْنُ مِلْحَان كَانُوا يقرَؤُونَ القران ويَتدارَسُونَهُ باللَّيلِ وَيَتعلّمون، وَكانوا بالنَّهار يَجيئونَ بالماءِ فَيضعونَهُ فى المَسجِدِ و يحتطبون فَيبيعونَهُ وَيَشترون بِهِ الطَّعامَ لاهل الصُّفَّةِ وَلِلفُقَراءِ فَبعثَهُم النَّبيُّ ﷺ إلَيهم، فَعرضُوا لَهُم، فَقتلوهُم قَبْلَ ان يبلغوا المَكانَ، فَقالُوا: اللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنا نَبيَّنا انَّا قَدْ لَقيناكَ فَرَضينا عَنْكَ، وَرَضِيتَ عَنَّا، قَالَ: وَاتى رَجُلٌ حَرامًا خالَ انسٍ مِن خَلفِه فَطعنَهُ برُمْحٍ حتّٰى انفذَهُ فَقالَ حَرامٌ: فُزْتُ وربِّ الكَعبةِ، فَقالَ رسولُ اللّٰه ﷺ لأصحابه: انَّ اخوانكُم قدْ قُتِلُوا، وَانَّهم قَالوا: اللّٰهُمَّ بَلِّغْ عنَّا نَبينا انا قد لَقِيناكَ فَرَضِينا عَنْكَ، وَرَضيتَ عَنَّا۔)) [متفق عليه واللفظ لمسلم]

کہا جاتا تھا' ان میں میرے ماموں حرام بن ملحان بھی تھے' وہ قرآن پڑھتے اور اس کا دور کرتے' دن کے وقت پانی لا کر مسجد میں رکھتے' لکڑیاں اکٹھی کرتے' انہیں بیچتے اور اس سے اصحابِ صفہ اور فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے آنحضرت ﷺ نے انہیں بھیج دیا لیکن وہ لوگ جب ان کے سامنے آئے تو انہیں قتل کر دیا قبل اس کے یہ منزلِ مقصود تک پہنچتے' تو انہوں نے کہا: ''اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ تک یہ بات پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کی ہے' ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔ ایک آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام کی طرف پیچھے سے آیا اور انہیں نیزہ مارا حتیٰ کہ نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا تو حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا ہوں'' آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: بے شک تمہارے بھائی شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے: اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ تک یہ بات پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کی ہے' ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں)

(۴۵۲) ((وعن ابن عُمرَ رضي الله عنهما انَّ النَّبيَّ ﷺ مَرَّ بِخِباءِ اعرابيٍّ وَهُوَ فى اَصحابه يُرِيدُونَ الغَزو، فَرفَعَ الاَعْرابيُّ جانبَ الخِباءِ فَقالَ: مَن هولاءِ؟ قِيلَ: هذا النَّبيُّ ﷺ، واصحابُهُ يُريدونَ الغَزوَ، فَقالَ: هَلْ مِن عَرَضِ الدُّنيا يُصيبونَ؟ قَالوا نعمْ يُصيبونَ الغَنائِمَ، ثُمَّ تُقسمُ بينَ المُسلمينَ، فعمَدَ الى بَكرٍ لَهُ فَاعقلَه وسَارَ مَعهُم، فَجعلَ يَدنُو بِبَكرِهِ الى رَسولِ اللّٰه ﷺ، وَجَعَلَ اصحابُه

(۴۵۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک اعرابی کے خیمے کے پاس سے گزر ا ہوا' جب کہ آپ کا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جہاد کا ارادہ تھا' اعرابی نے خیمے کے ایک کونے کو اُٹھایا اور پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اسے بتایا گیا کہ یہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو کہ جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں' اعرابی نے پوچھا کیا یہ لوگ دنیوی سامان بھی حاصل کر لیں گے؟ لوگوں نے بتایا ہاں یہ غنیمتیں حاصل کریں گے اور پھر انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا' اس نے اپنے اونٹ کی طرف قصد کیا اور اس کی رسّی کو کھولا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ چل دیا اس نے اپنے اونٹ کو نبی ﷺ کے قریب کرنا شروع کر دیا جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے اونٹ کو

يَذودونَ، فَقالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ : دَعُوا لِيَ النَّجديَّ فَوَ الذى نَفسى بيدِهِ انه لَمِن مُلوكِ الجَنَّةِ. قَالَ: فَلَقُوا العَدُوَّ فاستُشهِد فأخبرَ بِذاكَ النَّبيُّ ﷺ فَاتاهُ فَقعدَ عِندَ رَاسِه مُستبشرًا، او قَالَ ، مَسرورًا يَضحكُ، ثُمَّ اعرَضَ عَنهُ، فَقُلنا: يَا رَسولَ اللّٰهِ رايناكَ مُستَبشرًا تَضحكُ، ثُمَّ اعرضتَ عَنهُ ، فَقالَ: امَّا ما رايتُم مِن اسْتِبشارى، او قَالَ: سُرورى، فَلِما رَايتُ مِن كَرامةِ رُوحِه عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وامَّا اِعْراضى عَنهُ، فاِنَّ زَوْجَتَهُ مِنَ الحُورِ الْعينِ الآنَ عِنْدَ رَاسِهِ.)) [رواه البيهقى بسند حسن]

آپ ﷺ سے دور ہٹانا چاہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نجدی کو میرے پاس آنے دو کہ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو یہ شہید ہو گیا، آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس خوش خوش بیٹھ گئے یا راوی نے یہ کہا کہ خوشی سے ہنستے ہوئے آپ ﷺ اس کے پاس بیٹھ گئے لیکن پھر آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے دیکھا کہ آپ خوشی سے مسکرا رہے تھے لیکن پھر آپ ﷺ نے اس نے رُخِ انور پھیر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جو مجھے خوش دیکھا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان کی روح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر کرامت نصیب ہوئی ہے اور جہاں تک میرے مُنہ موڑنے کا تعلق ہے تو وہ اس وجہ سے کہ حور عین میں سے اس کی بیوی اُس کے سر کے پاس بیٹھی ہے۔ (بیہقی بسند حسن) [صحیح]

(۴۵۳) ((وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَن اَبيهِ انَّ رَجُلًا جاءَ الى الصلاةِ والنَّبيُّ ﷺ يُصَلِّى ، فَقالَ حِينَ انْتَهى الى الصَّفِّ: اللّٰهُمَّ آتِنِى افْضَلَ ما تُوْتِى عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ، فَلَمَّا قَضى النَّبيُّ ﷺ الصَّلاةَ قَالَ: مَنِ الْمُتَكلِّمَ آنِفًا؟ قَالَ الرَّجل انا يَا رَسولَ اللّٰهِ. قَالَ: اِذًا يُعْقَرُ جَوَادُكَ وتُسْتَشْهدُ.)) [رواه ابويعلى والبزار، وصححه ابن حبان والحاكم]

(۴۵۳) حضرت عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا جب کہ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، جب وہ صف کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: ''اے اللہ! مجھے وہ بہتر چیز عطا فرما جو تو اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے'' آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''ابھی یہ کون بات کر رہا تھا؟'' اس آدمی نے کہا: میں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا پھر تو تمہارا گھوڑا بھی قتل کر دیا جائے گا اور تم بھی شہید کیے جاؤ گے۔ (ابویعلیٰ، بزار۔ ابن حبان وحاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے) [ضعیف]

فصل فی ذکر انواع من الموت یلحق من وقعت له بالشهداء وفیه الترهیب من الفرار اذا وقع الطاعون

موت کی بعض اقسام کا تذکرہ جن میں مبتلا شہداء سے جا ملتے ہیں اور طاعون زدہ علاقے سے فرار کی ممانعت

(۴۵۴) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: المَبْطُونُ، وَالمَطْعُونُ، وَالغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) [رواه مالك والبخاری ومسلم والترمذی۔]

(۴۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "شہداء پانچ قسم کے ہیں: (۱) جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہو (۲) جو طاعون کے مرض سے فوت ہو (۳) جو پانی میں غرق ہو کر فوت ہو (۴) جو دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر فوت ہو اور (۵) جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہو۔ (مالک، بخاری، مسلم، ترمذی)

(۴۵۵) ((وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ فَصاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا اَبَا الرَّبِيعِ فَصَاحَتِ النِّسَاءُ وَبَكَيْنَ، وَجَعَلَ ابْنُ عتيك يُسَكِّتُهُنَّ فَقالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعْهُنَّ فإذا وَجَبَ فَلا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ۔ قالوا: وَما الوُجُوبُ يَا رَسولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اذا ماتَ۔ قالتِ ابْنَتُهُ۔ وَاللّٰهِ انِّی لَارْجُو انْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَاِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهازَكَ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : انَّ اللّٰهَ قَدْ أوقَعَ اجْرَهُ عَلٰی قَدْرِ نِيَّتِهِ۔ وما تَعُدُّون الشَّهادَةَ؟ قَالوا: القَتْلُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ ، فَقالَ النبیُّ ﷺ : الشَّهادَةُ سَبْعٌ سِوی القَتْلِ فِی سَبِيلِ

(۴۵۵) حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت کی بیمار پرسی کرنے آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ مغلوب ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں آواز دی مگر انہوں نے جواب نہ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے إنا للہ وإنا إلیہ راجعون پڑھا اور فرمایا ابوالربیع! تیرے بارے میں ہم مغلوب ہو گئے ہیں، یہ سن کر عورتوں نے رونا دھونا شروع کر دیا، ابن عتیک نے انہیں خاموش کرانا شروع کیا، نبی ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو اور جب بات واجب ہو جائے تو پھر کوئی رونے والی نہ روئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! واجب ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا فوت ہو جانا، جابر رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا: "اللہ کی قسم مجھے اُمید ہے کہ تم شہید ہو گے کیونکہ آپ نے تو اپنی تیاری مکمل کر لی تھی" نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے بقدر ان کو اَجر و ثواب عطا فرمایا ہے اور بتاؤ کہ تمہارے نزدیک شہادت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونا" نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل ہونے کے علاوہ سات قسم کی

اللّٰہِ۔ المَبْطُونَ شَھِیدٌ۔ وَالغَرِیقُ شَھِیدٌ، وَصَاحِبُ ذات الجنب شَھِیدٌ۔ وَالمَطْعُونُ شَھِیدٌ، وَصَاحِبُ الحَرِیقِ شَھِیدٌ، والّذی یَمُوتُ تَحْتَ الھَدْمِ شَھِیدٌ۔ والمَرْاَۃُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَھِیدٌ۔)) [رواہ ابوداوود والنسائی، وابن ماجہ، وابن حبان فی صحیحہ]

موت شہادت ہے (۱) پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا شہید ہے (۲) پانی میں غرق ہونے والا شہید ہے (۳) نمونیہ کی بیماری سے فوت ہونے والا شہید ہے۔[1] (۴) طاعون کی بیماری سے فوت ہونے والا شہید ہے (۵) آگ سے جل کر مرنے والا شہید ہے (۶) دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر فوت ہونے والا شہید ہے (۷) وہ عورت جو دردِ زہ سے فوت ہو وہ بھی شہید ہے۔ (ابوداوٗد، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان) [صحیح لغیرہ]

فصل فی الطاعون

طاعون کے بارے میں

(۴۵۶) ((عَنْ اَنَسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ: الطَّاعُونُ شَھَادَۃٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ)) [متفق علیہ]

(۴۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ طاعون کا مرض ہر مسلم کے لیے شہادت ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۴۵۷) ((وَعَنْ عائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ "فَقالَ: کَانَ عَذَابًا یَبْعَثُہُ اللّٰہ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، فَجَعَلَہُ اللّٰہ رَحْمَۃً لِلْمُؤْمِنِینَ۔ ما مِنْ عَبْدٍ یکون فی بَلَدٍ یَکُونُ فِیہِ ویمکث لَا یَخْرُجُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا یَعْلَم اَنَّہٗ لَا یُصِیبُہٗ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اِلَّا کانَ لَہٗ مِثْلُ اجْرِ شَھِیدٍ۔)) [رواہ البخاری]

(۴۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارہ میں پوچھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ عذاب تھا جسے اللہ تعالیٰ تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا کرتا تھا مگر اس نے اسے مومنوں کے لیے رحمت بنا دیا ہے، جو مومن بھی کسی ایسے شہر میں ہو جس میں یہ مرض پھیلا ہو مگر وہ صبر کرتے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے اور حصولِ ثواب کی نیت کرتے ہوئے اس سے باہر نہ نکلے اور وہ جانتا ہو کہ اسے صرف وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دی ہے تو اسے شہید جتنا اجر و ثواب ملے گا۔ (بخاری)

(۴۵۸) ((وَعَنْ ابی مُوسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَنَاءُ اُمَّتِی بالطَّعْنِ وَالطَّاعُونِ۔ فَقِیلَ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ ھٰذا

(۴۵۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میری اُمت طعن و طاعون سے فنا ہوگی، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! یہ طعن (نیزہ بازی) تو ہم جانتے ہیں لیکن طاعون کیا ہے؟ فرمایا یہ تمہارے

(۱) یہاں حدیث میں ''ذات الجنب'' کا لفظ ہے، جس کے معنی نمونیہ کے بھی ہیں اور ذات الجنب اس بڑے پھوڑے کو بھی کہتے ہیں جو پہلو کے اندر نکلتا اور اندر ہی پھٹ جاتا ہے، اس پھوڑے میں مبتلا کم لوگ ہی زندہ سلامت بچتے ہیں۔ (نسأل اللہ السلامہ)

الطَّعْنُ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الطَّاعونُ؟ قَالَ : وَخزُ اَعدائِکُم الجنّ وَفی کُلٍّ شَهادةٌ۔)) [رواہ احمد باسانید احدھا صحیح۔ وابویعلٰی والبزار والطبرانی ۔ والوَخز بفتح الواو وسکون المعجمۃ بعدہ زای ھو الطعن]

دشمن جنوں کی نیزہ بازی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے شہادت ہے۔ (احمد نے اسے کئی سندوں سے روایت کیا ہے' جن میں سے ایک صحیح ہے' ابویعلٰی' بزار' طبرانی۔ "وخز" کے معنی نیزہ بازی کے ہیں) [صحیح]

(۴۵۹) ((وَعَنْ جابرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضیَ اللّٰهُ عَنهُما سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقولُ: فِی الطَّاعونِ الْفارُّ مِنهُ کَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ، وَمَنْ صَبَرَ فِیهِ کَانَ لَهُ اَجْرُ شَهِیدٍ۔)) [رواہ احمد والبزار والطبرانی وسند احمد حسن]

(۴۵۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ طاعون سے بھاگنے والا میدانِ جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو طاعون میں صبر کرلے اسے شہید کی طرح اجر وثواب ملتا ہے۔ (احمد' بزار' طبرانی' مسند احمد کی سند حسن) [صحیح لغیرہ]

(۴۶۰) ((وَعَنْ سَعِیدِ بْنِ زَیدٍ رَضیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقولُ: مَنْ قُتِلَ دونَ مالِهِ فَهُوَ شَهیدٌ ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِیدٌ۔ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِینِه فَهُوَ شَهِیدٌ۔ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ اهلِهِ فَهُوَ شَهِیدٌ۔)) [رواہ الاربعۃ وصححہ الترمذی]

(۴۶۰) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے' جو اپنے خون کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے' جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ (اربعہ' ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے)۔ [صحیح]

(۴۶۱) ((وَعَنْ اَبی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: جاءَ رَجُلٌ الی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ یَاْخُذُ مالی قَالَ: فَلا تُعْطِهِ مَا لَکَ۔ قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنی؟ قَالَ: قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنی؟ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیدٌ۔ قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهُ، قَالَ هُوَ فِی النَّارِ)) [رواہ مسلم]

(۴۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی شخص آئے اور وہ مجھ سے میرا مال چھیننا چاہیے تو فرمایا اسے اپنا مال نہ دو' عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ فرمایا: "تم اس سے لڑو" عرض کیا: "اگر وہ مجھے قتل کردے؟" فرمایا "تم شہید ہوگئے" عرض کیا: "اگر میں اسے قتل کردوں؟" فرمایا: "وہ جہنم رسید ہوگا"۔ (مسلم)

الترغیب فی الرمی وتعلمه وترهیب من تعلمه ثم ترکه

تیراندازی سیکھنے کی ترغیب اور سیکھ کر ترک کرنے پر وعید

(۴۶۲) ((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ۔ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ، اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ۔)) [رواه مسلم]

(۴۶۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''اور جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ قوت ان کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو خبردار قوت تیراندازی ہے! خبردار قوت تیراندازی ہے! خبردار قوت تیراندازی ہے!!!!

(مسلم)

(۴۶۳) ((وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ ارضُونَ، وَيَكْفِيكُمُ اللّٰهُ فَلَا يَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَلْهُوَ بِاَسْهُمِهِ۔))

[رواه مسلم]

(۴۶۳) حضرت عقبہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تمہیں بہت سے علاقوں پر فتح نصیب ہوگی اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہوگا' تم میں سے کوئی شخص تیروں سے کھیلنے (مشق کرنے) میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

(۴۶۴) ((وَعَنْهُ: اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الواحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الجَنَّةَ صانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِی صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، والرَّامی بِهِ وَمُنَبِّلَهُ، وَارْمُوا وَارْكَبُوا۔ وَاَنْ تَرْمُوا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبوا۔ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْیَ بَعْدَ مَا عَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ۔ فَاِنَّها نِعْمَةٌ تَرَكَها، اَوْ قَالَ كَفَرَها۔)) [رواه ابوداود واللفظ لَهُ والنسائی، والحاکم۔ وقوله مُنَبِّلَهُ بضم المیم، وفتح النون وتشدید الموحدة المکسورة ای الذی یناول النبل للرامی: بان یقوم بجنب الرامی او خلفه یناوله واحدًا بعد واحد ویرد علیه النبل الذی

(۴۶۴) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا) بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ ایک تیر بنانے والا جو تیر بنانے میں بھلائی (ثواب) کی اُمید رکھتا ہے' دوسرا تیر چلانے والا اور تیسرا تیر پکڑانے والا۔ تیراندازی کیا کرو اور شہسواری بھی کیا کرو' تمہارا تیراندازی کرنا مجھے تمہاری شہسواری سے زیادہ پسند ہے اور جس نے تیراندازی سیکھنے کے بعد اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تو گویا اس نے ایک نعمت کو ترک کر دیا یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اس نے اس نعمت کی ناشکری کی (یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں نسائی' حاکم' نبلہ کے معنی ہیں تیرانداز کو تیر پکڑانے والا کہ وہ تیرانداز کے ساتھ یا اس کے پیچھے کھڑا ہو جائے اور اسے ایک ایک کر کے پھینکنے کے لئے تیر پکڑاتا جائے یا

يرمى به' زاد البغوى قَالَ وفى رواية والممد به۔ قَالَ المصنف ويحتمل ان يكون المُراد الذى يعطيه للمجاهد' فيجهز به من ماله ' ويدل عليه فى رواية للبيهقى بدل الثلاثة والذى يجهز به فى سبيل اللّٰه]

وہ شخص جو چلائے ہوئے تیروں کو واپس لا کر دے بغوی نے کہا کہ بعض راویوں نے اسے ''والممد بہ'' روایت کیا ہے' مصنف فرماتے ہیں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے مُراد وہ شخص ہو جو اپنے مال سے تیر خرید کر مجاہد کو دیتا ہے' اس کی دلیل بیہقی کی یہ روایت ہے جس میں ''الثلاثۃ'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسے تیار کرتا ہے)[ضعیف]

(٤٦٥) ((وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِى وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالرمىِ فَاِنَّهٗ مِنْ خَيْرِ لَهْوِكُمْ۔)) [رواه البزار والطبرانى فى الاوسط وَقَالَ: من خير لعبكم وسنده جيد]

(۴۶۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تیر اندازی کو اختیار کرو کیونکہ یہ تمہاری بہترین دِل لگی ہے۔ (بزار' طبرانی اوسط' اس کی سند جید ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں: یہ تمہارا بہترین کھیل ہے)[صحیح]

(٤٦٦) ((ورُوِىَ عَنْ اَبِى الدَّرْداءِ' عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ مَنْ مَشٰى بَيْنَ غَرَضَيْنِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ حَسَنَةٌ۔)) [رواه الطبرانى]

(۴۶۶) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص دو نشانوں کے درمیان چلے' اسے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ (طبرانی)[ضعیف]

(٤٦٧) ((وَعَنْ اَبِى نَجِيحٍ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ ' فَهُوَ لَهٗ دَرَجَةٌ فِى الجَنَّةِ قَالَ فَبَلَغْت يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا:)) [رواه النسائى وصححه ابن حبان]

(۴۶۷) حضرت ابونجیح عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ایک تیر نشانہ تک پہنچا دے تو یہ جنت میں اس کے لیے ایک درجہ بنتا ہے' راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس دن سولہ تیر نشانے پر لگائے تھے۔ (نسائی' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)[صحیح]

(٤٦٨) ((وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لِاَصْحابِهٖ : قُومُوا فَقَاتِلُوا ' قَالَ: فَرَمٰى رَجُلٌ بِسَهْمٍ ' فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ : اوجب هذا)) [رواه احمد بسند حسن]

(۴۶۸) حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اُٹھو! جہاد کرو تو ایک آدمی نے تیر پھینکا' نبی ﷺ نے فرمایا اس نے واجب کر لیا ہے (احمد' بسند حسن) [حسن]

الترھیب من ترک الغزو

ترکِ جہاد پر وعید

(۴۶۹) ((عَنْ اَبِی بکر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ما تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهادَ اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالعَذَابِ۔)) [رواہ الطبرانی بسند حسن]

(۴۶۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوقوم جہاد کو ترک کر دے اللہ تعالیٰ اسے عمومی عذاب سے دوچار کر دیتا ہے۔ (طبرانی' سند حسن) [حسن]

(۴۷۰) ((وَعَنْ اَبِی عِمْرانَ قَالَ كُنَّا بِمَدِينَةِ الرُّومِ، فَاَخْرَجوا صَفًّا عَظِيمًا مِنَ الرُّومِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ مِنَ الْمُسْلِمينَ مِثْلُهُمْ اوْ اَكْثَرُ وَعَلٰى اهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عامِرٍ، وَعَلَى الْجَمَاعَةِ فَضَالَةُ بْنُ عُبَيدٍ۔ فَحَمَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمينَ عَلَى الرُّومِ حَتّٰى دَخَلَ فيهِمْ فَصَاحَ النَّاسُ۔ وَقَالُوا سُبْحَانَ اللّٰهِ يُلْقِی بِيَدِهِ اِلَى التَّهْلُكَة۔ فقَامَ ابو اَيُّوب فَقَالَ اَيُّها النَّاسُ اِنَّكُمْ لَتَاَوَّلونَ هٰذَا التَّاْويلَ، وَاِنَّما نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِينا مَعْشَرَ الاَنْصارِ، لما اعَزَّ اللّٰهُ الإسْلامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ، قَالَ بَعْضٌ لِبَعْضٍ سِرًّا دُونَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اَمْوالَنا قَدْضاعَتْ، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَعَزَّ الإسْلَامَ وَكَثُرَ نَاصِرُوهُ، فَلَوْ اَقَمْنا في اَمْوالِنا وَاَصْلَحْنا ما ضاعَ مِنْها، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ ما يَرُدُّ عَلَيْنا مَا قُلْنا، ﴿ وَاَنْفِقُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلا تُلْقُوا بِاَيدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَة﴾۔ وَكَانَتِ التَّهْلُكَة الإِقَامَةُ عَلَى الاَمْوَالِ،

(۴۷۰) حضرت ابوعمران سے روایت ہے کہ ہم روم کے شہر میں تھے کہ انہوں نے رومیوں کی ایک بہت بڑی جماعت باہر نکالی' مسلمان بھی ان کے مقابلہ میں اسی تعداد میں یا اس سے زیادہ تھے' اہل مصر کے حاکم عقبہ بن عامر تھے' جب کہ مسلمانوں کی اس جماعت کے قائد فضالہ بن عبید تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور وہ ان کی فوجوں میں گھس گیا تو لوگوں نے شور مچایا کہ سبحان اللہ! یہ شخص خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے' ابوایوب نے کھڑے ہو کر کہا لوگو! تم اس آیت کا یہ مفہوم سمجھتے ہو حالانکہ یہ آیت ہم گروہ انصار کے بارہ میں نازل ہوئی تھی' جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی' اسلام کے معاونین کی تعداد زیادہ ہوگئی تو کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے علم میں لائے بغیر آپس میں رازداری سے یہ بات کی کہ ہمارے مال ضائع ہو گئے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی اور اسلام کے معاونین میں اضافہ فرما دیا ہے لہٰذا اب ہم اگر اپنے مال کی طرف توجہ دیں اور جو ضائع ہو چکا ہے' اسے درست کریں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری اس بات کی تردید کرتے ہوئے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرما دی (ترجمہ) ''اور اللہ کی راہ میں (مال وجان) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو'' ہلاکت سے گویا اقامت اموال' ان کی بہتری کے لیے کوشش اور ترک جہاد مُراد ہے' راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں

وَاِصْلَاحُھا۔ وَتَرکْنا الغَزْوَ، وَقَالَ فَلَمْ یَزَلْ ابو اَیُّوبِ شَاخِصًا فی سَبیلِ اللّٰہِ حتّٰی دُفِنَ بِاَرْضِ الرُّومِ۔)) [رواہ الترمذی۔ وَقَالَ صحیح غریب]

سرگرمِ عمل رہے حتیٰ کہ ارضِ روم ہی میں دفن ہوئے۔ (ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے) [صحیح]

الترغیب فی الغزو فی البحر

بحری جہاد کی ترغیب

(۴۷۱) ((عن اَنسِ بْنِ مالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: انَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ کانَ یَدْخُلُ علی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُہُ، وَکانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَیْھَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَاَطْعَمَتْہُ، ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِی رَاْسَہُ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَھُوَ یَضْحَكُ، قَالَت فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَا یُضْحِكُكَ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ اُمَّتِی عُرِضوا عَلَیَّ غُزاۃً فِی سَبیلِ اللّٰہِ یَرْکَبُونَ ثَبَجَ ھذا البَحْرِ مُلوکًا عَلَی الاسِرَّۃِ۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ ادعُ اللّٰہَ انْ یَجْعَلَنی مِنْھُمْ قَالَ فَدَعا لَھا، ثُمَّ وَضَعَ رَاسَہُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَھُوَ یَضْحَكُ، قَالَت: فَقُلْتُ: مَا یُضْحِكُكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ اُمَّتی عُرِضُوا عَلَیَّ غُزاۃً فی سَبیلِ اللّٰہِ کما قَالَ فی الاَولی، قَالَت: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ: ادعُ اللّٰہَ انْ یَجْعَلَنی مِنْھُم؟ قَالَ: انتِ مِنَ الاَوَّلِینَ فَرَکِبَتْ اُمُّ حَرامٍ بِنْتُ مِلْحانَ

(۴۷۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُمِّ حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے، وہ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا کرتی تھیں، اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، آنحضرت ﷺ ایک بار ان کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، پھر آپ کے سرِ مبارک کو صاف کرنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے جو کہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں، جو کہ سمندر کے وسط میں اس طرح سوار ہوں گے جس طرح بادشاہ تختوں پر ہوتے ہیں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! دُعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان مجاہدوں میں سے بنا دے تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دُعا فرمائی، پھر سر مبارک رکھا اور آپ سو گئے اور پھر ہنستے ہوئے بیدار ہو گئے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کیوں ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے جو کہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں۔ جس طرح آپ نے پہلی بار فرمایا تھا، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! دُعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان مجاہدوں میں سے بنا دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو پہلے مجاہدوں میں

البحر فی زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دابَّتِهَا حين خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ۔)) [متفق عليه ثَبَج بفتح المثلثة ؛ والموحدة ثُمَّ جيم: هو وسطه ومعظمه۔ وكان معاوية قد اغزى عبادة فركب البحر غازيًا وركبت معه زوجته اُمّ حرام۔ اقول انما غزى معاوية بنفسه في زمن عثمان وكان في الجيش عبادة۔]

سے ہے' اُمّ حرام بنت ملحان' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر میں سوار ہوئی تھیں سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور فوت ہوگئی تھیں۔ (بخاری ومسلم' ثبج کے معنی سمندر کا وسط یا اکثر حصّہ ہے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبادہ کو جہاد کے لیے بھیجا تھا' انہوں نے جہاد کے لیے بحری سفر اختیار کیا اور ان کی بیوی اُمّ حرام بھی ان کے ہمراہ تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جہاد کیا تھا اور اسی لشکر میں حضرت عبادہ بھی تھے)

(۴۷۲) ((وَعَنْ اُمِّ حَرامٍ بِنْتُ مِلْحانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ المائد فی الْبَحْرِ الَّذی يُصِيبُهُ القَیءُ لَهُ اَجْرُ شَهِيدٍ' والْغَرِيقُ لَهُ اَجْرُ شَهِيدٍ۔)) [رواه ابوداؤد]

(۴۷۲) حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سمندر کا سفر کرتے ہوئے جس شخص کا سر چکراتا ہے اور اسے قے آتی ہے تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص سمندر میں ڈوب جاتا ہے تو اسے بھی ایک شہید کا ثواب ملتا ہے۔ [حسن]

الترهيب من الفرار من الزحف

میدانِ جنگ سے فرار پر وعید

(۴۷۳) ((عَنْ اَبی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقاتِ۔ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَما هُنَّ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ' وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالحَقِّ' وَاَكْلُ الرِّبَا' وَاَكْلُ مالِ الْيَتِيم' وَالتَّوَلّی يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَناتِ الغَافِلاتِ الْمُوْمِناتِ۔)) [متفق عليه۔ وفی رواية البزار' الكبار سبع: فذكرها بالمعنى لكن ذكر بدل السحر الانتقالَ الى بعد الهجرة]

(۴۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کردینے والے گناہوں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) جس نفس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی کے دن بھاگ جانا اور (۷) پاکباز مومن غافل عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم' بزار کی ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ کبیرہ گناہ سات ہیں' انہوں نے اس روایت کو بالمعنیٰ ذکر کیا ہے اور جادو کرنے کے بجائے ہجرت کے بعد کا فر بدوؤں کی طرف منتقل ہو جانا ذکر کیا ہے)

الترهيب من الغلول والتشديد فيه وما جاء فيمن ستر على غال

مالِ غنیمت میں خیانت پر سخت وعید اور خیانت کرنے والے پر پردہ ڈالنے والے کا بیان

(۴۷۴) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمرو بْنِ العَاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ : كَانَ عَلٰى ثقل رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رجلٌ يُقَالُ لَهُ كَرْكَرَةُ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهبُوا يَنْظُرونَ إِلَيْهِ فَوَجَدوا عَباءَةً قَدْ غَلَّهَا۔)) [رواه البخاری۔ وحكى فی ضبط كاف كركرة الفتح والكسر۔ والغلول ما ياخذه احد الغزاة مختصًا۔ سواء قل او كثر اذا كان بغير قسم من له القسم۔ وهذا فيما عدا الطعام والعلف ونحوه فإن فيه اختلافًا كثيرًا بين العلماء۔]

(۴۷۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامان کی حفاظت کے لیے ایک شخص مقرر تھا جسے کرکرہ کہا جاتا تھا' وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں گیا ہے' لوگوں نے اس کا جائزہ لینا شروع کیا تو ایک چادر کو پایا جسے اس نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے چرالیا تھا۔ (بخاری' امام بخاری نے اس نام کو کَرکَرۃ اور کِرکِرۃ دونوں طرح بیان فرمایا ہے' غلول کے معنی یہ ہیں کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے کوئی غازی کسی چیز کو خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ دوسروں کے بجائے اپنے لیے مخصوص کر لے' البتہ کھانا اور جانوروں کا چارہ وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور اس مسئلہ میں علماء کے ہاں بہت اختلاف ہے)

(۴۷۵) ((عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحابِ النَّبِيِّ ﷺ تُوفِّي يَوْمَ خَيْبَرَ ، فَذَكروا لِرَسولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: صَلُّوا عَلٰى صَاحِبِكم، فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ ، فَقَالَ: إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَفَتَّشْنا مَتَاعَهُ، فَوَجَدْنا خرزًا مِنْ خَرَزِ يَهودَ لا يُساوِي دِرْهَمَيْنِ۔)) [رواه احمد وابو داوود، والنسائی وغيرهم]

(۴۷۵) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ تم خود پڑھ لو' یہ سن کے لوگوں کے چہرے بدل گئے (ا) آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیانت کی ہے' ہم نے اس کے سامان کا جائزہ لیا تو ہم نے یہودیوں کے منکوں میں سے ایک منکا پایا' جن کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی) [ضعیف]

(۴۷۶) (ا) ((وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۴۷۶) (ا) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَرِيئًا مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ: الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ، وَالدَّيْنِ۔)) [رواه الترمذی، وصححه هو وابن حبان، واللفظ له]

نے فرمایا جو شخص قیامت کے دن تین باتوں (۱) تکبر (۲) خیانت اور (۳) قرض سے بری ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا، نیز انہوں نے اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا اور الفاظ بھی انہی کے ہیں) [صحیح]

(۴۷۶) (ب) عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ قال: أمّا بعد! فکان رسول اللّٰه ﷺ یقول من یکتم غالا فانه مثله۔ [رواه ابوداؤد]

(۴۷۶) (ب) حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ انہوں نے (خطبہ دیتے ہوئے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے جو خائن کی پردہ داری کرتا ہے تو وہ بھی اسی کی مانند ہے۔[2] [ضعیف]

کتاب الذکر

الترغیب فی الاکثار من ذکر اللّٰه سرًا وجهرًا والمداومة علیه وما جاء فی من لم یکثر من ذکر اللّٰه تعالی

سری وجہری طور پر کثرت سے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی ترغیب اور کثرت سے ذکر الٰہی نہ کرنے والے کا بیان

(۴۷۷) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ انا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي۔ وَاَنَا مَعَهُ اذا ذَكَرَنِي فَاِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَاِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ

(۴۷۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے[3] میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں (یعنی جیسا وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا معاملہ کرتا ہوں)[4] اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، چنانچہ اگر وہ اپنے دل میں (تنہائی میں)

---

(۱) لوگوں کے چہرے اس لیے بدل گئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کی عادت تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا تو آپ ﷺ خود اس کی نمازِ جنازہ پڑھایا کرتے تھے، جب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھنے کا حکم دیا اور خود ارادہ نہ فرمایا تو اس سے انہیں بے پناہ تشویش ہوئی۔

(۲) یہ حدیث حافظ نے ذکر نہیں کی تاہم باب کا عنوان اس کا متقاضی ہے، (ازہر)

(۳) یہ حدیثِ قدسی ہے، قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی قول یا فعل کو روایت کریں۔ (مترجم)

(۴) اس لیے بندہ کو ہمیشہ اپنے رب سے اچھا گمان اور خیر کی توقع رکھنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا اپنا ارشادِ گرامی بھی یہی ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے۔ (مترجم)

خَيْرٍ مِنْهُمْ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا' وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ باعا وَاِنْ اَتانی يَمْشی اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً۔)) اخرجاه ولأحمد فی آخره قَالَ قتادة' واللّٰهُ أَسْرَعُ بِالْمَغْفِرَةِ۔ قلت وعلقها البخاری واخرجه البزار من حديث ابن عباس بلفظ: قَالَ اللّٰه تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى: يا ابْنَ آدَمَ إِذَا ذَكَرْتَنِي خَالِيًا' ذَكَرْتُكَ خَالِيًا' وَإِذَا ذَكَرْتَنِي فِي مَلا ذَكَرْتُكَ فی مَلَا خَيْرٍ مِنَ الَّذِيْنَ تَذْكُرُنی فِيهِمْ۔ وسنده صحيح]

میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اپنی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے مجمع سے بہتر مجمع میں اس کا ذکر کرتا ہوں' اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ قریب آئے تو میں چار ہاتھوں کے بقدر اس کے قریب ہو جاتا ہوں[1] اور اگر وہ میری طرف چلتے ہوئے آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (بخاری و مسلم' احمد کی روایت کے آخر میں ہے کہ قتادہ نے کہا: اللہ تعالیٰ بڑی سرعت سے اپنے بندوں کو معاف فرماتا ہے۔ امام بخاری تعلیقاً اور بزار نے بروایت ابن عباس یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! اگر تو مجھے خلوت میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے خلوت میں یاد کروں گا اور اگر تو کسی مجمع میں میرا ذکر کرے گا تو میں ان سے بہتر (فرشتوں کے) مجمع میں تیرا ذکر کروں گا۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے) [صحيح لغيره]

(۴۷۸) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ انَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرائِعَ الاِسْلامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ وَاَخْبِرْنی بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ؟ قَالَ: لَا يَزَالُ لِسانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔)) [رواه الترمذی' وحسنه وابن ماجه۔ وصححه ابن حبان والحاكم۔ وقوله اَتَشَبَّثُ بشين معجمة ثُمَّ موحدة ثُمَّ مثلثة ای أتعلق۔]

(۴۷۸) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اسلام کے احکام تو بوجہ کثرت کے مجھ پر غالب آ گئے ہیں (یعنی میں ضعف بشری کے سبب ان پر عمل کرنے سے قاصر ہوں) لہٰذا مجھے ایک ایسی چیز بتا دیجئے جسے میں مضبوطی سے تھام لوں؟ فرمایا: تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے (ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ' ''اتشبث'' کے معنی مضبوطی سے تھامنے کے ہیں) [صحيح]

(۴۷۹) ((عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَلا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكاها عِنْدَ مَلِيكِكُمْ'

(۴۷۹) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہے اور تمہارے مالک (پروردگار) کے نزدیک سب سے زیادہ

(۱) حدیث میں یہاں ''باع'' کا لفظ ہے' جس کے معنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے بقدر ہیں یہ درحقیقت ایک مثال ہے الطاف و عنایاتِ الٰہی کے تقرب کی جب بندہ اخلاص و طاعت کے ساتھ تقربِ الٰہی کا حصول چاہتا ہے۔

وَارْفَعِها فِی دَرَجاتِکُمْ ، وَخَیْرٍ لَکُمْ مِنْ اِنْفاقِ الذَّھَبِ والوَرِقِ، وَخَیْرٍ لَکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوا عَدُوَّکُمْ فَتَضرِبُوا اعناقَھُمْ، وَیَضْرِبوا اعْناقَکُمْ۔ قَالُوا: بَلٰی قَالَ ، ذِکْرُ اللّٰہِ قَالَ مُعاذُ بْنُ جَبَلٍ: ما شَیْءٌ اَنْجی مِنْ عَذابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ)) [رواہ احمد وابن ابی الدنیا والترمذی، وابن ماجہ، وصححہ الحاکم، واخرجہ احمد ایضاً من حدیث معاذ بسند جید اِلَّا ان فیہ انقطاعًا]

پاکیزہ ہے اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور سونے چاندی کے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے (میدان جہاد میں) مقابلہ کرو اور پھر تم ان کی گردنیں کاٹو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمائیے! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عذاب الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر نجات دلانے والی اور کوئی چیز نہیں (احمد نے اسے بروایت معاذ بسند جید بھی بیان کیا ہے مگر اس سند میں انقطاع ہے)[1] [صحیح]

(۴۸۰) ((وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ : قَالَ لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ اَقْوامٌ فِی الدُّنْیا عَلَی الفُرُشِ الْمُمَھَّدَۃِ یُدْخِلُھُمُ الدَّرَجاتِ الْعُلٰی۔)) [اخرجہ ابن حبان من روایۃ دراج عَنْ اَبِی الھیثم عنہ]

(۴۸۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا دُنیا میں کچھ لوگ نرم وگداز بستروں پر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں گے انہیں اللہ تعالیٰ جنّت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا۔ (ابن حبان بروایت دراج از ابوالہیثم) [ضعیف]

(۴۸۱) ((وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اَکْثِروا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُولُوا مَجْنُونٌ۔)) [رواہ احمد وابویعلٰی وصححہ ابن حبان والحاکم]

(۴۸۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس قدر کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگ جائیں کہ یہ مجنون ہے۔ (احمد، ابویعلیٰ، ابن حبان و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)[2] [ضعیف]

(۴۸۲) ((وَعَنْ اَبِی مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ : لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِی حِجْرِہٖ دَراھِمُ یَقْسِمُھا۔ وآخَرَ یَذْکُرُ اللّٰہَ کَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلَ۔ وفی لفظ ما

(۴۸۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی کی گود میں درہم ہوں اور وہ انہیں تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اللہ کے ذکر سے افضل کوئی اور صدقہ نہیں

(۱) سند میں جب صحابی سے پہلے کسی ایک جگہ یا متعدد جگہوں سے ایک راوی ساقط ہو جائے تو اسے انقطاع کہتے ہیں۔ (مترجم)

(۲) نہیں بلکہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں دراج ابوالسمح ہے جو کہ ضعیف بلکہ منکر الحدیث ہے سلسلہ ضعیفہ ج ۲، ص ۹۔ (مترجم)

صَدَقَةٌ أفضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔)) [رواہ الطبرانی، من وجھین بسندین حسنین۔]

ہے (طبرانی نے اسے دو مختلف حسن سندوں سے روایت کیا ہے) [ضعیف]

(۴۸۳) ((وَعنْ اُمِّ انسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ انَّها قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اوْصِنی قَالَ: اهْجُرِی المعاصی، فَاِنَّها افْضَلُ الجِهادِ، واكْثِرِی مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ فاِنَّكِ لا تَأْتِينَ اللّٰهَ بِشَیْءٍ احَبَّ اِلَیْهِ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِهٖ۔)) [رواہ الطبرانی بسند جید۔ وفی روایة: واذْكُرِی اللّٰهَ كَثِيرًا، فَاِنَّهٗ احَبُّ الاعْمالِ الی اللّٰهِ انْ تَلْقيهِ بِها۔ قَالَ الطبرانی: اُمُّ انس، لیست اُمَّ اَنسِ بْنِ مالِكٍ۔]

(۴۸۳) حضرت اُمِّ انس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمائیے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ گناہوں کو چھوڑ دو کہ یہ افضل جہاد ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرو کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے پاس کسی ایسی چیز کو لے کر نہیں آ سکتیں جو کثرت ذکر سے اسے زیادہ محبوب ہو (طبرانی بسند جید۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب عمل یہ ہے کہ ذکر الٰہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو، طبرانی فرماتے ہیں کہ یہ اُمِّ انس، حضرت انس بن مالک کی والدہ نہیں بلکہ ایک اور خاتون ہیں) [ضعیف]

الترغیب فی حضور مجالس الذكر والاجتماع علی ذكر اللّٰه

مجالس ذکر میں حاضری کی ترغیب اور ذکر الٰہی کے لیے اجتماع

(۴۸۴) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: انَّ للّٰهِ مَلَائِكَةً يَطوفُونَ فی الطُّرُقِ يَلْتَمِسونَ اَهْلَ الذِّكْرِ، فاِذا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرونَ اللّٰهَ تَنادَوْا هَلُمُّوا الی حاجَتِكُمْ فَيَحُفُّونَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّماءِ الدنيا۔ قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ اعْلَمُ بِهِمْ: ما يَقُولُ عِبادی؟ قَالَ

(۴۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (اس پر مامور) ہیں کہ راستوں میں گھوم پھر کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب وہ کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنے مقصود (مجلس ذکر) کی طرف آ جاؤ تو وہ سب فرشتے مل کر آسمانِ دُنیا تک ان ذکر کرنے والوں کو اپنے بازوؤں کے سایہ میں لے لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ

يُسَبِّحونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدونَكَ وَيُمَجِّدونَكَ۔ قَالَ فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ فَيَقُولُونَ: لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانوا اشَدَّ لَكَ عِبادةً، وَاَشَدَّ لَكَ تمْجيدًا، واَكْثَرَ لَكَ تَسْبيحًا، قَالَ فَيَقُولُ: فَما يَسْأَلونِي؟ قَالَ يَسْأَلونَكَ الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ فَيَقُولُونَ: لا وَاللّٰهِ ما رَأَوْهَا، قَالَ يَقُولُ: كَيْفَ لَو رَأَوْها ، قَالَ: يَقُولُونَ ، لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْها كَانُوا اشَدَّ عَلَيْها حِرْصًا، واشدَّ لَها طَلَبًا، واعْظَم فِيها رَغْبَةً۔ قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذونَ؟ قَالَ: يَتعوَّذون مِنَ النَّارِ۔ يَقُولُونَ: قَالَ فَيَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْها؟ قَالَ يَقُولُونَ: لَا وَاللّٰهِ ما رَأَوْهَا۔ قَالَ يَقُولُ: كَيْفَ لَو رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُولُونَ: لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا اشَدَّ مِنها فِرَارًا، واشَدَّ لَها مَخَافةً۔ قَالَ فَيَقُولُ: اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ، قَالَ يَقُولُ مَلك مِنَ المَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحاجَةٍ۔ قَالَ ، هُمُ القَوْمُ لا يَشْقى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ۔)) [رواہ البخاری ھکذا]

ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح، تکبیر، تحمید اور تمجید بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو وہ آپ کی اور بھی زیادہ عبادت کریں، زیادہ بزرگی بیان کریں اور زیادہ تسبیح بیان کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟'' فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کے اور زیادہ شدید حریص ہوں، اس کے شدید طلب گار ہوں اور اس میں مزید رغبت رکھیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''وہ کس سے پناہ مانگتے ہیں؟'' فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جہنم کی آگ کو دیکھا ہے، فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں واللہ! انہوں نے اسے نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ شدت سے فرار اختیار کریں اور اس سے اور زیادہ ڈریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے ان بندوں کو معاف کر دیا ہے، ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ! ان میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو ان میں سے نہیں تھا، وہ تو کسی ضرورت سے آیا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی بدولت ان کا ہم نشین بھی بد بخت (محروم) نہیں ہوسکتا۔

(امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اسی طرح روایت فرمایا ہے)[1]

(۴۸۵) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا غَنِيمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ؟ قَالَ: غَنِيمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ الْجَنَّةُ۔)) [رواه احمد بسند حسن]

(۴۸۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجالس ذکر کی غنیمت کیا ہے؟ فرمایا مجالس ذکر کی غنیمت جنّت ہے۔(احمد'سند حسن) [حسن لغیرہ]

(۴۸۶) ((عَنْ اَنسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ انَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اذا مَرَرْتُمْ بِرِياضِ الجَنَّةِ فَارْتعوا۔ قَالُوا: وما رِيَاضُ الجَنَّةِ؟ قَالَ: حِلَقُ الذِّكرِ۔)) [رواه الترمذی وَقَالَ حسن غريب' والرتع الاكل والشرب فی خصب وسعة]

(۴۸۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنّت کے سبزہ زاروں میں سے گزرو تو سیر ہو کر چر لیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جنّت کے باغات سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا ذکرِالٰہی کے حلقے (ترمذی نے اسے حسن غریب قرار دیا ہے۔ رتع کے معنی ہیں سرسبزی و شادابی اور وسعت کے ساتھ کھانا پینا) [حسن لغیرہ]

(۴۸۷) ((وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ' وَكِلْتا يَدَيْهِ يَمِينٌ: رِجالٌ لَيسوا بِانبياءَ' وَلَا شُهَدَاءَ يَغْشَى بياضُ وُجُوهِهِمْ نَظَرَ النَّاظِرِينَ يَغْبِطُهُم النَّبِيُّونَ وَالشُّهَداءُ۔ بِمقْعَدِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ و جَلَّ۔ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ جُمَّاعٌ مِنْ نَوَازِعِ القَبائلِ يَجْتمِعونَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ فَيَنتقونَ اطائِبَ الْكَلامِ كَما يَنْتَقِي آكِلُ التَّمرِ اطائِبَهُ۔)) [رواه الطبرانی' وسنده مقارب۔

(۴۸۷) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رحمٰن کے دائیں جانب اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں' کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو نہ تو انبیاء ہوں گے اور نہ شہداء مگر ان کے چہروں کا حسن و جمال دیکھنے والوں کی آنکھوں کو چندھیا دے گا' اللہ تعالیٰ کے ساتھ نشست اور تقرب کی وجہ سے انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے' عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا یہ مختلف قبیلوں کے متفرق لوگ ہوں گے جو ذکر الٰہی کے لیے اکٹھے ہوا کرتے ہیں' یہ لوگ پاکیزہ کلام کو اسطرح منتخب کر لیتے تھے جس طرح کھجور کھانے والا عمدہ کھجوروں کو منتخب کر لیتا ہے۔ (طبرانی اس کی سند مقارب ہے جماع کے معنی مختلف قبائل و مقامات کے متفرق لوگ

(۱) کہا گیا ہے کہ اس سوال میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک انسانوں پر فرشتوں کو گواہ بنانا چاہتا ہے اور ان کی زبانی وہ الفاظ کہلوانا چاہتا ہے کہ جس کا تقاضا بنی آدم پر شفقت ہو اور فرشتوں کے قول ﴿اَتَجعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا﴾ الآیۃ کے مقابلہ میں بنی نوع انسان کی تخلیق میں جو حکمت تھی' اس کا اظہار فرمانا چاہتا ہے کہ تمہاری شہادت کے مطابق انسانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو تمہاری طرح تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں۔

والجُمَّاع بضم الجیم، وتشدید المیم: اخلاط من قبائل شتی، ومواضع مختلفة، وقوله نوازع: هو جمع نازع۔ وَهُوَ الغریب، ومعناه انهم لم یجتمعوا لقرابة بینهم، ولا نسب، ولا معرفة، وإنما اجتمعوا لذکر اللّٰه لا غیر۔]

نوازع، نازع کی جمع ہے اس کے معنی ہیں اجنبی یعنی وہ کسی قرابت داری، یا نسب یا جان پہچان کی وجہ سے جمع نہیں ہوتے تھے بلکہ صرف اور صرف ذکرِالٰہی کے جمع ہوا کرتے تھے) [حسن لغیرہ]

الترهیب من أن یجلس الانسان مجلسًا لا یذکر اللّٰه فیه ولا یصلی علی نبیه محمد ﷺ

ایسی مجلس اختیار کرنے پر وعید جس میں اللہ کا ذکر اور اس کے نبی محمد ﷺ پر درود نہ ہو

(۴۸۸) ((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیهِ وَلَمْ یُصَلُّوا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ ترة فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ۔)) [رواه ابوداود والترمذی وحسنه واللفظ له۔ وابن ابی الدنیا والبیهقی - وفی روایة ابی داود۔ وَمَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ فِیهِ، کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ وَمَا مَشٰی اَحَدٌ مَمْشًی لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ فِیهِ اِلَّا کَانَتْ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ۔]

(۴۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جماعت ایسی مجلس میں (بیٹھے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھا) تو ان کی یہ مجلس ان کے لیے حسرت و افسوس کا موجب ہو گی، اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو انہیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انہیں معاف فرما دے (ابوداؤد، ترمذی۔ انہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے اور یہ الفاظ بھی انہی کی روایت کے ہیں ابن ابی الدنیا، بیہقی، ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں جو کسی ایسی مجلس میں بیٹھا جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو مجلس اس کے لیے حسرت و افسوس کا موجب ہو گی اور جو شخص بھی کسی راستہ پر (کسی کام کے لئے) چلا اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا تو یہ (غفلت) اس کے لیے حسرت و حرمان کا نصیب ہو گی) [صحیح لغیرہ]

الترغیب فی کلمات تکفر لغط المجلس

مجلس کی لغو باتوں کا کفارہ بن جانے والے کلمات پڑھنے کی ترغیب

(۴۸۹) ((عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیجٍ رَضِیَ

(۴۸۹) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صحابہ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ بِاٰخَرِهِ اِذَا اجْتَمَعَ اِلَيْهِ اَصْحَابُهُ، فَاَرَادَ اَنْ يَنْهَضَ، قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ. عَمِلْتُ سُوْءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْلِي اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. قَالَ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ كَلِمَاتٍ اَحْدَثْتَهُنَّ؟ قَالَ: اَجَلْ، جَاءَ نِي جِبْرَائِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هُنَّ كَفَّارَاتُ الْمَجْلِسِ.)) [رواه النسائی واللفظ له، وصححه الحاكم، واخرجه الطبرانی فی المعاجم الثلاثة مختصرًا بسند جید۔ وقوله باخره بفتح الهمزة۔ والخاء المعجمة غير ممدود، ای بآخر امره۔]

کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کا آخر عمر میں یہ معمول تھا کہ آپ جب مجلس سے اُٹھنا چاہتے تو یہ دُعا پڑھتے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ . . . اِلَّا اَنْتَ (پاکی بیان کرتا ہوں تیری اے اللہ! تیری ہی تعریف کے ساتھ میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں تجھ ہی سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں (توبہ کرتا ہوں)! اے اللہ) میں نے برے کام کیے اور اپنے اوپر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے اس لیے کہ بے شک تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا) ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ کلمات آپ نے ابھی کہنا شروع فرمائے ہیں؟ فرمایا ہاں میرے پاس جبریلؑ آئے اور انہوں نے کہا اے محمد ﷺ یہ کلمات مجلس کا کفارہ ہیں (یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں،[1] حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، طبرانی نے اسے ''معاجم ثلاثہ'' میں مختصر بسند جید بیان کیا ہے)[منکر]

(۴۹۰) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ قَالَ: كَلِمَاتٌ لَا يَتَكَلَّمُ بِهِنَّ اَحَدٌ فِي مَجْلِسِ خَيْرٍ وَمَجْلِسِ ذِكْرٍ اِلَّا خَتَمَ اللّٰهُ لَهُ بِهِنَّ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيفَةِ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ)) [رواه ابوداود، وابن حبان فی صحیحه]

(۴۹۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ کلمات ایسے ہیں کہ انہیں اگر کوئی مجلس خیر اور مجلس ذکر کے آخر میں کہے تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس طرح مُہر لگا دیتا ہے جس طرح مُہر کے ساتھ خط پر مُہر لگا دی جاتی ہے کلمات یہ ہیں سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ . . . . اِلَیْکَ (پاکی بیان کرتا ہوں تیری اے اللہ! تیری ہی تعریف کے ساتھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں تجھ ہی سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں (توبہ کرتا ہوں) (ابوداؤد، صحیح ابن حبان)[منکر][2]

(۱) عمل الیوم واللیلہ حدیث ۴۲۷۔ (ازھر) (۲) کفارۃ مجلس کے بارے میں متعدد صحیح احادیث وارد ہیں۔ مثلاً: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من جلس مجلسا کثر فیہ لغطہ فقال قبل ان یقوم من مجلسہ ذلک سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔ [ابوداؤد۔ الترمذی۔ النسائی۔ الاغفر اللہ لہ ما کان فی مجلسہ ذلک] ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں اس نے بہت سی الٹی سیدھی باتیں کیں۔ پھر اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس مجلس میں کی گئی باتیں معاف کر دیتا ہے۔

الترغیب فی قول لا الٰہ الّا اللّٰہ وما جاء فی فضلها

لا اِلٰہ اِلّا اللہ پڑھنے کی ترغیب وفضیلت

(۴۹۱) ((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشفاعَتِكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ ظَنَنْتُ اَنْ لَا یَسْاَلنی عَنْ هٰذا الحدیثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنك لِمَا رَاَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدیثِ: اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفاعَتی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ)) [رواه البخاری]

(۴۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ ور کون ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حدیث کے بارہ میں تمہارے حرص وشوق کی وجہ سے میرا گمان بھی یہی تھا کہ تم سے پہلے مجھ سے اس حدیث کے بارہ میں کوئی اور سوال نہیں کرے گا قیامت کے دن میری شفاعت سے سب سے زیادہ بہرہ ور شخص وہ ہوگا جس نے خلوص قلب کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔ (بخاری)

(۴۹۲) ((وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: وَاَفْضَلُ الدُّعاءِ، الحَمْدُ لِلّٰهِ۔)) [رواه النسائی، وابن ماجه، وصححه ابن حبان والحاکم]

(۴۹۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ اور سب سے افضل دُعا الحمد للہ ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان وحاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

(۴۹۳) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثِروا مِنْ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ اَنْ یُحالَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهَا۔)) [رواه ابویعلی بسند جید]

(۴۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کثرت سے دیتے رہو قبل اس کے کہ تمہارے اور (کلمۂ شہادت کے) درمیان (موت) حائل ہو جائے۔ (ابویعلی، بسند جید) [حسن]

(۴۹۴) ((وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: جَدِّدُوا اِیمانَكُمْ۔ قِیلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ نُجَدِّدُ اِیمانَنَا قَالَ: اَكْثِروا مِنْ قَوْلِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) [رواه احمد وسنده حسن والطبرانی]

(۴۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہو، عرض کیا گیا یارسول اللہ! ہم اپنے ایمان کی کس طرح تجدید کریں؟ فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کثرت سے پڑھتے رہو۔ (احمد بسند حسن، طبرانی) [ضعیف]

(۴۹۵) ((وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۴۹۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ اِنِّي لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لا يَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ فَيَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔)) [رواه الحاكم و صححه]

کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ بھی اگر صدق دل سے کہے اور پھر وہ اسی پر فوت ہو جائے تو اسے جہنم کی آگ کے لیے حرام قرار دیا جاتا ہے' وہ کلمہ ہے لا اِلٰہ اِلاّ اللہ (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

الترغيب فی قول لا الٰهَ اِلَّا اللّٰه وحدهٗ لا شريک لهٗ

لا اِلٰہ الاّ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پڑھنے کی ترغیب

(۴۹۶) ((عَنْ اَبِي اَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كَانَ كَمَنْ اعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيلَ)) [متفق عليه]

(۴۹۶) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کلمہ لَا اِلٰہَ ۔۔۔۔ قَدِیر (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کا سب ملک ہے اور اس کی تمام تر تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے) دس مرتبہ پڑھے گا تو وہ اس شخص کے مانند ہوگا جس نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے چار آدمی آزاد کیے ہوں (بخاری ومسلم)

(۴۹۷) ((وَعَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُمَا سمِعا النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ما قَالَ عَبْدٌ قَطُّ: لا اِلٰه اِلا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٍ۔ مُخْلِصًا بِها رُوحُهُ، مُصَدِّقًا بِها قَلْبُهُ نَاطِقًا بِها لِسَانُهُ اِلَّا فَتَقَ اللّٰهُ لَهُ السَّماءَ فَتْقًا حَتّٰى يَنْظُرَ الٰی قَائِلِهَا مِنَ الْاَرضِ ، وَحَقَّ لِعَبْدٍ نَظَرَ اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ يُعْطِيَهُ سُوْلَهٗ۔)) [رواه النسائی]

(۴۹۷) یعقوب بن عاصم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دو آدمیوں سے روایت کرتے ہیں' ان دونوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بھی یہ کلمہ لَا اِلٰہَ ۔۔۔۔ قَدِیرٍ اخلاصِ روح' تصدیق قلب اور نطق زبان کے ساتھ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسمان کو کھول کر زمین پر اس کلمہ کے کہنے والے کو دیکھتا ہے[1] اور جس بندے کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھے اس کا یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مانگی ہوئی چیز اسے عطا فرمائے۔ (نسائی)[2] [منکر]

---

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت وشفقت سے دیکھتا ہے' اس کی توحید قبول فرماتا ہے اسے اچھا بدلہ دیتا' اس کی دُعا کو شرف قبولیت سے نوازتا اور اس کی حاجت وضرورت کو پورا فرماتا ہے ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(۲) یہ روایت سنن میں نہیں امام نسائی کی ''عمل اليوم والليلة'' میں ہے ملاحظہ ہو ضعیف الترغیب والترھیب للمحدث الالبانی۔ (ازھر)

الترغیب فی التسبیح والتکبیر والتھلیل والتحمید علی اختلاف انواعه

تسبیح و تکبیر و تہلیل و تحمید کے مختلف کلمات پڑھنے کی ترغیب

(۴۹۸) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ : سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ۔)) [متفق عليه]

(۴۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمے ہیں جو زبان پر نہایت ہلکے (عمل کے) ترازو میں نہایت وزنی ہیں اور رحم کرنے والے پروردگار کو بہت محبوب ہیں یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ . . . . الْعَظِيمِ (پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی اور اس کی ہی تعریف ہے' پاکی بیان کرتا ہوں بزرگ و برتر اللہ کی۔ (بخاری و مسلم)

(۴۹۹) ((وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ هَالَهُ اللَّيْلُ اَنْ يُكَابِدَهُ ' اَوْ بَخِلَ بِالْمَالِ اَنْ يُنْفِقَهُ' اَو جَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ اَنْ يُقَاتِلَهُ فَلْيُكْثِرْ: مِنْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' فَاِنَّهَا اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِن جَبَلِ ذَهَبٍ يُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) [رواه الطبرانی۔ لا بأس بسنده ان شاء اللّٰه]

(۴۹۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص پر شب بیداری گراں ہو یا مال خرچ کرنے میں بخل آڑے آتا ہو یا جو دشمن سے لڑنے سے ڈرتا ہو تو اسے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کثرت سے پڑھنا چاہیے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو سونے کے پہاڑ سے بھی زیادہ پسند ہیں جسے تم اس کی راہ میں خرچ کرو۔ (طبرانی۔ اس کی سند ان شاء اللہ لَا بَأسَ بِهٖ ہے) [صحیح لغیرہ]

(۵۰۰) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ : قَالَ: مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ' فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُه' وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) [رواه مسلم والترمذی' والنسائی وفی رواية له من قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ ذُنُوبَهٗ۔ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ ولم يقل فی يوم ولا مائة مرة' ورواتها ثقات]

(۵۰۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہے' اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہی کیوں نہ ہو (مسلم' ترمذی' نسائی کی ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جس نے سبحان اللہ وبحمدہ کہا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں' اس روایت میں دن کا اور سو بار کہنے کا ذکر نہیں ہے اور اس کے راوی بھی ثقہ ہیں)

(۵۰۱) ((عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِی اَبِی قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اَیَعجزُ اَحدُکُم ان یَکسبَ کُلَّ یومٍ الفَ حَسنةٍ؟ فَسأَله سَائِلٌ مِنْ جُلَسائِه کَیْفَ یَکسَبُ احدُنا الفَ حَسنةٍ؛ قَالَ یُسبح مِائَةَ تَسبیحةٍ فَیُکْتَبُ۔ لَهُ اَلفُ حَسَنَةٍ اَوْ یُحَطُّ عَنْهُ اَلفُ خَطِیئَةٍ۔)) [رواه مسلم والنسائی وصححه الترمذی۔ قَالَ البرقانی: وقع فی روایة مسلم، او یحط بلفظ او، وروی شعبه وجماعة عن موسی الجهنی الذی رواه مسلم من جهته، فَقَالُوا: وَیُحَطُّ بالواو بغیر الفٍ وکذا هو فی روایة الترمذی والنسائی۔]

(۵۰۱) مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میرے والد صاحب نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ہر روز ایک ہزار نیکی کمائے؟ شرکاءِ مجلس میں سے ایک سائل نے پوچھا کہ ہم میں سے ہر شخص ایک ہزار نیکی کیسے کما سکتا ہے فرمایا ایک سو بار تسبیح پڑھ لے، اس کے لیے ایک ہزار نیکی لکھ دی جائے گی یا اس کے ایک ہزار گناہ کو معاف کر دیا جائے گا (مسلم، نسائی، ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، برقانی کہتے ہیں کہ مسلم کی ایک روایت میں ''اَوْ'' وارد ہوا ہے جبکہ موسیٰ الجہنی سے کہ جن کے واسطے سے مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، شعبہ اور ایک جماعت نے ان سے اسی حدیث کو روایت کرتے ہوئے ویحط یعنی صرف ''وَ'' کے ساتھ الف کے بغیر ذکر کیا ہے۔

(۵۰۲) ((وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَحَبُّ الْکَلامِ اِلَی اللّٰهِ اَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، لَا یَضُرُّكَ بِاَیِّهِنَّ بَدَاْتَ۔)) [رواه مسلم والنسائی، وزاد: وَهُنَّ مِنَ الْقُرْآنِ واخرجه النسائی ایضاً، وصححه من حدیث ابی هُرَیْرَةَ ۔ واخرج احمد من روایة رجل مِنَ الصحابة غیر مسمی قَالَ: اَفْضَلُ الْکَلامِ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ ورواته ثقات۔]

(۵۰۲) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین چار کلمات ہیں: (۱) سبحان اللہ (۲) الحمد للہ (۳) لا الٰہ الا اللہ اور (۴) اللہ اکبر ان میں سے جس کلمہ سے بھی شروع کرو کوئی حرج نہیں۔ (مسلم و نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ یہ کلمات قرآنی میں سے ہیں، نسائی نے اسے بروایت ابوہریرہ بیان کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے، امام احمد نے اسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص سے روایت کیا ہے اور اس کا نام ذکر نہیں کیا کہ سب سے افضل کلام سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں)

(۵۰۳) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النبیَّ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ یَغْرِسُ غَرْسًا

(۵۰۳)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ان کے پاس سے گزر ہوا جب کہ وہ پودا لگا رہے تھے، فرمایا:

، فَقَالَ یَا ابا ھُرَیْرَۃَ ، ما الَّذی تَغْرِسُ؟ قُلْتُ غِراسًا قَالَ: اَلا اَدُلُّکَ عَلٰی غِراسٍ خَیْرٍ مِنْ ھٰذا؟ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ، یُغْرَسُ لَکَ بِکُلِّ وَاحِدَۃٍ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ)) [رواہ ابن ماجه بسند حسن وصححه الحاكم]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیا لگا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا پودا لگا رہا ہوں' فرمایا: ''کیا اس سے بہتر پودے کے بارہ میں تمہیں نہ بتاؤں؟'' سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر لا الٰہ اِلّا اللہ میں سے ہر کلمہ کے عوض جنّت میں تمہارے لیے ایک درخت لگا دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ بسند حسن۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغیرہ]

(٥٠٤) ((وعن اُمِّ ھَانِئٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھا قَالَتْ: مَرَّ بِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذاتَ یَوْمٍ ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَدْ کَبِرْتُ وَضَعُفْتُ ، او کما قَالَتْ: فَمُرْنی بِعَمَلٍ اَعْمَلُہُ وَاَنَا جالِسَۃٌ؟ قَالَ: سَبِّحِی اللّٰہَ مائَۃَ تَسْبِیحَۃٍ، فَاِنَّھَا تَعْدِلُ لَکِ مائَۃَ رَقَبَۃ تُعتِقینَھا مِنْ وَلد اسْمٰاعیل۔ وَاحْمَدی اللّٰہ مائَۃَ تَحْمِیدَۃٍ، فَاِنَّھَا تَعْدِلُ مائَۃَ فَرَسٍ مُسْرَجَۃٍ مُلْجَمَۃٍ تَحْمِلِینَ عَلَیْھا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ، وَکَبِّری اللّٰہَ مائَۃَ تَکْبِیرَۃٍ، فَاِنَّھَا تَعْدِلُ لَکِ مائَۃَ بَدَنَۃٍ مُقَلَّدَۃٍ مُتَقَبَّلَۃٍ، وَھَلِّلی اللّٰہَ مائَۃَ تَھْلِیلَۃٍ، اَحْسِبُہٗ قَالَ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّماءِ والارْضِ، وَلا یُرْفَعُ یَوْمَئِذٍ لِاَحدٍ عَمَلٌ افْضَلُ بِمَا یُرْفَعُ لَکِ اِلَّا أن یَاْتی بِمِثْلِ ما اتیتِ۔)) [رواہ احمد بسند حسن۔ واللفظ له والطبرانی والبیھقی]

(٥٠٤) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری عمر زیادہ ہو چکی اور میں کمزور ہو گئی ہوں لہٰذا مجھے کسی ایسے عمل کے بارہ میں بتائیے جو میں بیٹھے بیٹھے کر لوں فرمایا: ''سو بار سبحان اللہ پڑھو' یہ اولاد اسماعیل میں سے ایک سو گردن آزاد کرنے کے برابر ہو گا' ایک سو بار الحمد للہ پڑھو یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں سو زین و لگام والے گھوڑے دینے کے برابر ہو گا' ایک سو بار اللہ اکبر پڑھو' یہ گردنوں میں پٹے ڈالے ہوئے پیش کئے گئے ایک سو اونٹوں کے برابر ہو گا' ایک سو بار لا الٰہ اِلّا اللہ پڑھو' میرے خیال میں اس کے بارہ میں آپ نے یہ فرمایا کہ یہ کلمہ آسمان و زمین کے درمیان کو ثواب سے بھر دیتا ہے اور اس دن کسی کا عمل نہیں اُٹھایا جائے گا جو آپ کے عمل سے افضل ہو سوائے اس کے جو آپ کی طرح عمل کرے۔ (احمد بسند حسن' یہ الفاظ احمد ہی کی روایت کے ہیں' طبرانی و بیہقی) [حسن]

(٥٠٥) ((وَعَنْ اَبی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ ناسًا مِنْ اَصْحابِ النَّبِیِّ ﷺ : قَالوا لِلنَّبِیِّ ﷺ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ذَھَبَ اَھْلُ الدُّثُورِ بِالْاُجورِ یُصَلُّونَ کَما نُصَلِّی، وَیَصومُونَ

(٥٠٥) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! مالدار لوگ زیادہ اجر و ثواب لے گئے' وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں' ہماری طرح روزے رکھتے ہیں لیکن وہ اپنے زائد اموال کو صدقہ بھی

كما نصومُ، وَيَتَصدَّقونَ بِفُضولِ اَموالِهِمْ، قَالَ: اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ ما تَصَدَّقونَ بِهِ؟ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً۔ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ۔ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ۔ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ۔)) [رواه مسلم وابن ماجه والدثور بضم المهملة والمثلثة المال الكثير واحدها دثر بفتح اوله وسكون ثانية۔]

کر دیتے ہیں، فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھی وہ چیز نہیں بنا دی جسے تم صدقہ کر سکتے ہو؟ ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن المنکر صدقہ ہے۔۔۔الحدیث[1] (مسلم، ابن ماجہ، دثور کے معنی مال کثیر ہے)

(۵۰۶) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خُذوا جُنَّتَكُمْ۔ قالوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَمِنْ عَدُوٍّ قدحَضَرَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ جُنَّتَكُم مِنَ النَّارِ۔ قُولوا: سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، ولَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، فَاِنَّهُنَّ يَاْتِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُجَنِّبَاتٍ وَمُعَقِّبَاتٍ وَهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ۔)) [رواه النسائی واللفظ له، والبيهقی وصححه علی شرط مسلم۔ والجُنَّة بضم الجيم وتشديد النون ما يستر ويقی، وَمُعَقِّبَاتٍ بكسر القاف المشددة: ای يعقبكم، وياتی من ورائكم ومُجَنَّبَاتٍ بفتح النون ای مقدمات آمامكم: وفی رواية الحاكم

(۵۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی ڈھال کو سنبھال لو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی دشمن حاضر ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ جہنم کی آگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال سنبھال لو اور کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر یہ کلمات پڑھنے والے کے دائیں بائیں سے اور آگے پیچھے سے بچانے کے لیے آئیں گے اور یہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں (یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں، بیہقی نے اسے شرط مسلم کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، الجنۃ کے معنی ڈھال، معقبات کے معنی پیچھے سے آنے والے اور مجنبات کے معنی آگے سے آنے والے کلمات کے ہیں۔ حاکم کی ایک روایت میں منجیات ہے جس کے معنی نجات دینے والے کلمات کے ہیں۔ ''طبرانی اوسط'' میں وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی ہے اور طبرانی صغیر میں منجیات اور مجنبات دونوں الفاظ ہیں اور اس کی سند حسن ہے) [حسن]

(۱) حدیث کا بقیہ حصہ اس طرح ہے کہ مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ایک شخص اپنی خواہش نفس کو پورا کرتا ہے اور اس میں اجر ہے؟ فرمایا ہاں اگر وہ حرام طریقے سے اسے کرتا تو اسے گناہ ہوتا تو حلال طریقے سے اسے اجر و ثواب کیوں نہ ہو؟

منجیات بتقدیم النون علی الجیم واخرجه الطبرانی فی الاوسط، وزاد فیه: وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، واخرجه فی الصغیر من حدیث ابی هُرَیْرَةَ فجمع بین منجیات ومجنبات وسنده حسن]

(۵۰۷) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ اَنْ یُنْفِقَهُ، وَهابَ الْعَدُوَّ اَنْ یُجَاهِدَهُ، وَاللَّیْلَ اَنْ یُکَابِدَهُ، فَلْیُکْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وسُبْحَانَ اللّٰهِ۔)) ورواته ثقات۔ وقوله ضن بالضاد والمعجمة ای بخل۔]

(۵۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو مال کے ساتھ بخیل ہو کہ خرچ نہ کر سکے۔ دشمن سے خوف کی وجہ سے جہاد نہ کر سکے اور شب بیداری بھی اس پر گراں ہو تو اسے لا اله الّا الله، والله اکبر، والحمد لله و سبحان الله کثرت سے پڑھنا چاہیے۔ (طبرانی، اس کے راوی ثقہ ہیں اور ضنّ کے معنی مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لینا ہے) [صحیح]

(۵۰۸) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: کُلُّ کَلَامٍ لا یُبْدأُ فِیهِ بِالْحَمْدِ فهوا جذم)) [رواه ابوداود، واللفظ له والنسائی وابن ماجة وصححه ابن حبان، ولفظه: کُلُّ اَمْرٍ ذِی بَالٍ لَا یُبْدَاُ فِیهِ بِحَمْدِ اللّٰهِ، فَهُوَ اَقْطَعُ۔ وکذا للنسائی۔]

(۵۰۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ کلام جسے حمد سے نہ شروع کیا جائے وہ جذام زدہ (ناکارہ) ہے۔ (یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ہر وہ اچھا کام جسے اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے، نسائی کی روایت میں بھی اسی طرح ہے) [ضعیف]

الترغیب فی جوامع من التسبیح والتحمید والتهلیل والتکبیر

تسبیح وتحمید وتہلیل وتکبیر کے جامع کلمات پڑھنے کی ترغیب

(۵۰۹) ((عَنْ جُوَیْرِیَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِینَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِها، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰی وَهِیَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: ما زِلْتِ عَلَی الْحالِ الَّتِی

(۵۰۹) حضرت جویریہ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے (صبح سویرے ہی) باہر تشریف لے گئے پھر آپ سورج طلوع ہونے کے بعد واپس تشریف لائے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم

فارَقْتُكِ عَلَيْها؟ قَالَتْ، نَعَمْ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِماتٍ ثَلاثَ مَرَّاتٍ لَو وُزِنَتْ بما قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَو زَنَتهُنَّ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ، وَرِضا نَفْسِهٖ، وَزِنَةَ عَرْشِهٖ، وَمِدادَ كَلِماتِهٖ۔)) [رواه مسلم والاربعة]

اسی طرح بیٹھی ہوئی تسبیح پڑھ رہی ہو جس طرح میں تمہیں چھوڑ کر گیا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے صرف چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں جو اگر اس تمام (تسبیح وتہلیل) کے ساتھ وزن کئے جائیں جسے تم نے اب تک پڑھا ہے' تو وہ اس سب سے وزن میں بڑھ جائیں اور وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ . . . . كَلِمَاتِهٖ (اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اسی کی تعریف کے ساتھ' اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کی اپنی رضا کے مطابق اور اس کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے بقدر)۔ (مسلم وسنن اربعہ)

(۵۱۰) ((وَعَنْ عَائِشَةَ بِنتِ سَعْدِ بْنِ ابي وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيها اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَاَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْها نَوىً، اَوْ حَصىً تُسَبِّحُ بِهٖ، فَقَالَ: اُخبِرُكِ بِما هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذا۔ اَوْ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّماءِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ ما بَيْنِ ذٰلِكَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ ما هُو خالِقٌ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔)) [رواه ابوداود والترمذي، وحسنه والنسائي وصححه ابن حبان والحاكم]

(۵۱۰) حضرت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ کے ہاں تشریف لے گئے' انہوں نے اپنے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں اور ان پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اس سے آسان (یا فرمایا) افضل طریقہ نہ بتلاؤں اور وہ یہ ہے کہ تم اس طرح پڑھا کرو سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّماءِ. سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ ما بَيْنَ ذٰلِكَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ ما هُوَ خَالِقٌ اسی طرح اللہ اکبر کے ساتھ چاروں کلمات' اسی طرح الحمد للہ کے ساتھ' اسی طرح لا اِلٰہ اِلّا اللہ کے ساتھ اسی طرح وَلا حول وَلا قوّة اِلّا باللہ کے ساتھ (یہ چاروں کلمات پڑھیں)۔ (ابوداؤد' ترمذی' حسن' نسائی' ابن ماجہ و ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

[ضعيف]

❀❀❀

الترغیب فی قول لا حول ولا قوة الا باللّٰہ

لاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ پڑھنے کی ترغیب

(۵۱۱) ((عَنْ اَبِی مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَہُ: قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، فَاِنَّھَا کَنْزٌ مِنْ کُنُوزِ الْجَنَّۃِ۔)) [متفق علیہ وفی روایۃ النسائی من قَالَ: لا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کانَ دَوَاءً مِنْ تِسْعَۃٍ وَتِسْعِینَ داءً اَیْسَرُھا الْھَمُّ۔]

(۵۱۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ (اللہ کی حفاظت کے بغیر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (اور گناہ) سے بچنے کی قدرت نہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد (اور توفیق) کے بغیر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طاقت نہیں) پڑھا کرو اس لیے کہ یہ کلمہ جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (بخاری ومسلم' نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے تو یہ کلمہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے' جن میں سے سب سے ہلکی بیماری رنج وغم اور فکر و پریشانی ہے۔ (جس کو یہ کلمہ دُور کرتا ہے)

الترغیب فی اذکار یقولھا اذا اصبح واذا امسی

صبح وشام کے اذکار پڑھنے کی ترغیب

(۵۱۲) ((عَنْ مُعاذ بنِ عبدِ اللّٰہِ بنِ خُبیب عَنْ اَبِیہِ انہ قَالَ: خَرَجنا فی لَیلۃٍ مَطرٍ وَظُلمۃٍ شَدیدۃٍ نَطلبُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ: لِیُصلّی بِنا فَاَدرَکْناہُ فَقَالَ: قُلْ: فَلَمْ اَقُلْ شَیئًا: ثُمَّ قَالَ: قُلْ: فلم اقل شیئًا: ثُمَّ قَالَ: قُلْ: قُلتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ما اقولُ؟ قَالَ: قُلْ: ھُوَ اللّٰہ احَد والمعُوذَّتین، حینَ تُمسی، وَحِینَ تُصبحُ، ثَلاثَ مرَّاتٍ یکفیکَ مِنْ کُلِّ شَیءٍ۔)) [رواہ ابوداوود واللفظ لہ والترمذی' وحسنہ رواہ النسائی' مسندًا ومرسلًا ورجالہ ثقات۔]

(۵۱۲) معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بارش اور سخت اندھیری رات میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے تا کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں' ہم نے آپ ﷺ کو تلاش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو لیکن میں نے کچھ نہ کہا' پھر فرمایا کہو' میں نے کچھ نہ کہا' پھر فرمایا کہو' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کیا کہوں؟ فرمایا صبح وشام تین تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور معوذتین کہو' یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہوں گی۔ (یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں' ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور نسائی نے مسند ومرسل روایت کیا ہے' اس کے رجال ثقہ ہیں) [حسن صحیح]

(۵۱۳) ((وعن شَدَّاد بنِ اوسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبیِّ ﷺ قَالَ : سَیِّدُ الاسْتِغفارِ: اللّٰھُمَّ أَنتَ رَبِّی لَا اِلٰهَ اِلَّا انتَ خَلَقْتَنِی وَ اَنَا عَبْدُكَ۔ وَاَنَا عَلَی عَھْدِكَ، وَوَعْدِكَ، مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ ما صَنَعْتُ، وَ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعمَتِكَ عَلَیَّ، وَ اَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِی فَاغْفِرْلِی، فَاِنَّهُ لا یَغفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ مَنْ قَالَ مُوقِنًا بها حِینَ یُمسِی فَماتَ مِن لَیلتِه دَخلَ الجنَّةَ۔ ومَنْ قَالها مُوقنًا بها حینَ یُصبحُ، فَماتَ مِن یَومِهِ دَخَلَ الجنَّةَ۔)) [رواہ البخاری والنسائی، والترمذی؛ وعندہ: لا یقولُها احدٌ حَینَ یُمسی فیاتی علیه قدرٌ قبل ان یُصبحَ الا وَجَبتْ لهُ الجنَّة۔ ولا یَقولُها حِینَ یُصبحُ فیاتی علیهِ قدرٌ قبل ان یُمسیَ الا وَجَبَتْ لهُ الجنَّةُ۔]

(۵۱۳) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سیّد الاستغفار یہ ہے: اللّٰھُمَّ أنتَ رَبِّی........ الخ (اے اللہ تُو ہی میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تُو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا ہی بندہ ہوں، میں تیرے وعدہ اور عہد پر قائم ہو جتنا مجھ سے ہو سکا میں پناہ مانگتا ہوں ان تمام کاموں کے شر سے جو میں نے کئے اور میرے اوپر جو تیری نعمتیں ہیں، ان کا اعتراف کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں پس تو میرے گناہوں کو بخش دے، اس لیے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا) جو شخص یقین کے ساتھ اِسے شام کے وقت پڑھے اور رات کو فوت ہو جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص یقین کے ساتھ صبح کے وقت پڑھے اور دن کو فوت ہو جائے تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا (بخاری، نسائی، ترمذی، ترمذی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص شام کو اسے پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے تقدیر آ جائے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی اور جو شخص صبح پڑھے اور شام سے پہلے تقدیر آ جائے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی)

(۵۱۴) ((وَعَنْ اَبی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلی النَّبیِّ ﷺ : فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَا لَقِیتُ مِن عَقربٍ لَدَغتنی البارِحَةَ۔ قَالَ: اما لَوْ قُلتَ۔ حَینَ أمسیتَ اعوذُ بِکلماتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ من شَرِّ ما خَلَقَ: لَمْ یَضرَّكَ۔)) [رواہ مسلم۔ والاربعة۔ ولفظ الترمذی، مَن قَالَ حینَ یُمسی ثَلاثَ مرَّاتٍ : وفِیهِ لم تَضُرَّهُ حِمَة تِلكَ اللَّیلةِ۔ وفیه قال سهل ((سهیل)) فکانَ اهلنا یعلمونَها، فکانوا یَقوْلُونها،

(۵۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات مجھے بچھو نے ڈس لیا اور اس سے مجھے بہت تکلیف ہوئی فرمایا اگر شام کو تم یہ پڑھ لیتے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں، اس کی ہر مخلوق کے شر سے) تو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچتی (مسلم، سنن اربعہ۔ ترمذی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص شام کو یہ تین بار پڑھ لے تو اس رات کو کسی موذی جانور کا زہر اسے تکلیف نہیں دے گا۔ اس کے راوی سہل بن سہیل بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر والے ہمیں یہ کلمات سکھایا کرتے تھے اور وہ کہا کرتے تھے کہ ان کی

فلدغت جارية منهم فلم تجد لها وَجَعًا۔ ولابن خزيمة نحو هذا السياق۔ والحمة بضم المهملة وتخفيف الميم هو لدغة كل ذي سم۔ وقيل هو السم نفسه۔ والله اعلم۔]

ایک بچی کو بچھو نے ڈس لیا مگر ان کلمات کے پڑھنے کی وجہ سے اسے کوئی درد نہ ہوا۔ ابن خزیمہ نے بھی اُسے اسی طرح بیان کیا ہے "حمہ ہر زہریلے جانور کے ڈسنے یا زہر کو کہتے ہیں واللہ اعلم)

(۵۱۵) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، انَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمْسِي۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، لَمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِافْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ، اِلَّا احَدٌ قَالَ: مِثْلَ ما قَالَ۔ اوْ زادَ عَلَيْهِ۔)) ۔ [رواه مسلم، واصحاب السنن الثلاثة، وابن ابي الدنيا۔ وعند ابي داوود: سُبْحَانَ اللّٰهِ العظيم۔ واخرجه الحاكم بلفظ: مَنْ قَالَ اذا اَصْبَحَ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَاِذا اَمْسَى مِائَةَ مَرَّةٍ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ غُفِرَتْ ذُنُوبُه وانْ كَانَتْ اكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحرِ۔]

(۵۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح و شام سو بار پڑھے سبحان اللہ وبحمدہ تو قیامت کے دن اس سے افضل عمل کوئی نہ لائے گا سوائے اس کے جس نے یہ کلمہ اتنی بار یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا (مسلم، سنن ثلاثہ، ابن ابی الدنیا۔ ابوداؤد میں الفاظ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعظِيمِ۔ حاکم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص صبح و شام کے وقت، سو بار یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں)۔

(۵۱۶) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ كَانَتْ لَهُ عَدلُ عشرِ رِقَابٍ، وَكُتبَ لَهُ مِائَةُ حَسنةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ۔ وكانَتْ لَهُ حِرزًا مِنَ الشَّيطانِ يومَهُ ذٰلِكَ۔ حتّٰى يمسى، ولم يات احد بافضل مما جاء به الا رجل۔

(۵۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں سو بار یہ کہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا سارا ملک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے) تو یہ دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور اس کے لیے ایک سو نیکی لکھ دی جائے گی اور ایک سو برائی مٹا دی جائے گی اور وہ شام تک سارا دن شیطان سے محفوظ رہے گا اور اس سے زیادہ افضل عمل کسی کا نہ ہوگا سوائے اس کے جس

عمل اکثر منه)) [متفق علیه]

نے اس سے زیادہ مرتبہ پڑھا۔ (بخاری ومسلم)

(۵۱۷) ((وعن ابانَ بنِ عُثمانَ: سَمعتُ عُثمانَ بن عَفانَ۔ یقولُ: قَالَ: رسولُ اللّٰه ﷺ: ما مِن عَبدٍ یقولُ فی صَباحِ کلِّ یومٍ۔ ومَساءِ کلِّ لیلةٍ: بِسمِ اللّٰهِ الذی لا یضرُّ مَعَ اسمِه شَیء فی الارضِ وَلا فی السَّماءِ وَهُوَ السَّمیعُ العَلیمُ، ثلاثَ مَرّاتٍ فیضرَّهُ شَیء۔ وکانَ ابانُ قد اصابَه طَرفُ فالج، فسُئِل؟ فَقالَ: لَمْ اَقُلْهُ یَومئذٍ، لِیُمضِی اللّٰه قَدَرَهُ۔)) [رواه الاربعة، وصححه ابن حبان، والحاکم]

(۵۱۷) ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر روز صبح وشام تین بار یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (اس اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے) تو اسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ ابان کو فالج ہو چکا تھا، ان سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس روز یہ کلمات نہ پڑھ سکا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر کو جاری کر دے۔ (اربعۃ، ابن حبان وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۱۸) ((وَعَنْ اَبِی الدَّرداءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: من قَالَ اذا اصبحَ واذا اَمسٰی حَسبِی اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلیهِ تَوکَّلتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظیمِ، سبعَ مرّاتٍ، کَفاهُ اللّٰهُ ما اهمَّهُ صَادقًا کانَ اَوْ کَاذِبًا۔)) [رواه ابوداود موقوفًا، وابن السنی مرفوعًا، ومثله لا یقال بالرای فحکمه حکم المرفوع]

(۵۱۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص صبح وشام سات بار یہ پڑھ لے: حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (اللہ مجھے کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسا ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے) تو اللہ تعالیٰ اسے اس چیز سے کافی ہوگا جس نے اسے فکر مند کر رکھا ہے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا[1] (ابوداؤد نے اسے موقوف اور ابن السنی نے اسے مرفوع قرار دیا ہے اس طرح کی بات چونکہ اپنی رائے سے نہیں کہی جا سکتی لہٰذا اس حدیث کا حکم مرفوع کا ہوگا)۔ [ضعیف موقوف]

(۵۱۹) ((وعن انس بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ انَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَن قَالَ حینَ یُصبحُ او حینَ یُمسی: اللّٰهم انی

(۵۱۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح یا شام یہ کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ...... الخ (اے اللہ! میں نے صبح کی میں تجھے گواہ

(۱) سچا ہونے سے شاید مراد وہ ہے جو یہ کلمات کہتے ہوئے ان کے مدلول یعنی توکل سے متصف ہو اور جھوٹے سے شاید وہ مراد ہے جو اسباب کو بھی تلاش کرتا اور توکل میں اخلاص سے کام نہ لیتا ہو۔ (ابن علان)

اصبحتُ اُشهِدُكَ، وَاُشهِدُ حَملةَ عرشِكَ، ومَلائِكتَكَ وجميعَ خَلقكَ، أنَّكَ أنتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ الا انتَ وانَّ مُحمَّدًا عبدُكَ ورَسُولُكَ اعتقَ اللّٰهُ رُبعَهُ مِنَ النَّارِ۔ فَمن قالَها مَرَّتينِ اعتقَ اللّٰهُ نِصفَه مِنَ النَّارِ، وَمن قالها ثَلاثًا اعتقَ ثلاثةَ اربعاعِه مِنَ النَّارِ، فاِن قالَها اربعًا اعتقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ۔)) [رواه ابوداود، واللفظ له۔ والترمذي بنحوه وحسنه، والنسائي، وزاد فيه بعد الا أنتَ وَحدكَ لا شريكَ لكَ۔ وفي رواية للطبراني في الاوسط: غَفر اللّٰهُ لهُ ما اصابَ من ذنبٍ في يومِه ذلك۔ والباقي كذلك وكذا هو في رواية الترمذي۔]

بنا تا ہوں اور تیرے حاملینِ عرش کو اور تیرے تمام فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بنا تا ہوں اس بات پر کہ تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات پر کہ حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول اللہ ﷺ ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک چوتھائی حصہ جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے اور جو شخص دو بار کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نصف اور جو تین بار کہے تو اس کا تین چوتھائی اور جو چار بار کہے تو اللہ تعالیٰ اسے مکمل طور پر جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتا ہے (یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں' ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اُسے حسن قرار دیا ہے' نسائی کی روایت میں اِلَّا اَنْتَ کے بعد وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَکَ کے الفاظ بھی ہیں' طبرانی اوسط میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے اس سارے دن کے گناہ معاف فرما دے گا' باقی الفاظ اس طرح ہیں' ترمذی کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔[1] [ضعیف]

(۵۲۰) ((وعن المنيذر صاحبِ رَسولِ اللّٰه ﷺ: وَكان يكون بافريقيه، سمعتُ رسولَ اللّٰه يقولُ: مَن قَالَ: اذا اصبحَ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا۔ وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، فانا الزَّعيمُ لآخُذَنَّ بيدِهِ حتّٰى اُدخِلَهُ الجنَّةَ۔)) [رواه الطبراني۔]

(۵۲۰) صحابی رسول حضرت منیذر سے روایت ہے جو کہ افریقہ میں تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کہے: رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِینًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا (میں نے اللہ کو رب' اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی تسلیم کر لیا اور میں اس پر راضی ہوں) تو میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ (طبرانی بسند حسن) [حسن لغیره]

---

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے ایک تو اس کی سند میں عبدالرحمن بن عبدالمجید ہے جسے حافظ نے ''تقریب'' میں مجہول کہا ٗدوسرے مکحول کے حضرت انس سے سماع کے بارہ میں اختلاف ہے' ابومہر نے اس کا اثبات اور امام بخاری نے اس کی نفی کی ہے' اگر سماع ثابت بھی ہو تو یہاں ایک اور علت یعنی مکحول کا عنعنہ بھی ہے اور یاد رہے امام ابن حبانؒ نے مکحول کو مدلس قرار دیا ہے' اس حدیث کے باقی تمام طرق بھی ضعیف ہیں۔ منذری نے جو یہ کہا ہے کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے تو یہ ان کا وہم ہے کیونکہ ترمذی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے یا ممکن ہے کہ کسی نسخہ میں اسے حسن بھی قرار دیا گیا ہو لیکن عجیب وغریب بات یہ ہے کہ امام ابن تیمیہ ؒ نے ''الکلم الطیب'' (ص ۱۱) میں امام ترمذی کے حوالہ سے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ (سلسلہ ضعیفہ ج ۳' ص ۱۴۳۔۱۴۵) (مترجم)

(۵۲۱) ((وعنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ غنّام البَياضی رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ انَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ حينَ يُصبحُ: اَللّٰهُمَّ ما اصبحَ بی مِن نِعمةٍ، أو بأحَدٍ مِنْ خَلقِكَ، فَمنكَ وَحدكَ، لا شَريكَ لَكَ۔ فلَكَ الحمدُ ، وَلَكَ الشُّكرُ ، فَقدْ ادّٰى شُكرَ يَومِه، وَمن قَالَ مِثلَ ذٰلِكَ حينَ يُمسى، فَقد ادّٰى شُكرَ لَيلتِه۔)) [رواه ابوداود والنسائی، واللفظ له]

(۵۲۱) حضرت عبداللہ بن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کہے: اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ، اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ، فَمِنْکَ وَحْدَکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ. فَلَکَ الْحَمْدُ ، وَلَکَ الشُّکْرُ (اے اللہ! جو بھی کوئی نعمت مجھے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو بھی آج ملی ہے، وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو یکتا و یگانہ ہے تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے لہذا تیری ہی تمام تعریف ہے اور تیرا ہی تمام شکر ہے) تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جو شام کے وقت یہ کلمات کہے تو اس نے رات کا شکر ادا کر دیا۔ (ابوداود، یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں) [ضعیف]

(۵۲۲) ((وعنِ ابن عُمرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَم يكُن رسولُ اللّٰهِ ﷺ : يَدعُ هٰؤلاءِ الكَلماتِ، حينَ يُمسى، وَحينَ يُصبحُ، اَللّٰهُمَّ انی أسالكَ العَفوَ والعافيةَ فی الدُّنيا وَالْآخِرةِ۔ اَللّٰهُمَّ انی أسالكَ العَفوَ والعافيةَ فِی دِينی، وَدُنْيایَ، وَأهلی، وَ مَالِی، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ، وَآمِنْ رَوْعَاتِیْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِی مِنْ بَيْنَ يدَیَّ، وَمِنْ خَلْفِیْ، وَعَنْ يَمِيْنِیْ، وَعَنْ شِمَالِیْ، وَ مِنْ فَوْقِیْ، وَاَعُوْذُ بِعَظمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ۔)) [رواه ابوداود ، واللفظ له، والنسائی وابن ماجه، واصححه الحاکم]

(۵۲۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح وشام ان کلمات کو پڑھنا کبھی بھی ترک نہیں فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ...... الخ (اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں خیر و عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور اپنے دین میں اور دنیا میں، اپنے اہل و عیال اور مال و منال میں عافیت و سلامتی چاہتا ہوں، اے اللہ! تو میرے تمام عیوب کی پردہ پوشی فرما اور میرے خوف و پریشانی کو امن و امان سے بدل دے۔ اے اللہ! تو میری حفاظت فرما میرے آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی اور میرے دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی اور میرے اوپر سے بھی اور میں تیری عظمت کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں کسی اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں نیچے کی طرف سے) (یہ الفاظ ابوداود کی روایت کے ہیں، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۲۳) ((وعن انسِ بنِ مالكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : لِفاطمةَ ما يمنعُكِ ان تَسمعی ما أُوصيكِ بِه؟ ان

(۵۲۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تمہیں جو وصیت کرتا ہوں اسے سننے سے تمہیں کیا امر مانع ہے؟ صبح شام یہ کہو: یَا حَیُّ یَا

تَقولي اذا اصبحتِ، واِذا اَمسيتِ، يَا حيُّ يا قَيُّومُ، بِرحمتِكَ استَغيثُ، اَصلح لي شاني كُلَّهُ، وَلا تَكِلْنِي الى نَفسي طَرفةَ عَينٍ۔)) [رَواه النسائي بسند صحيح، والبزار، وصححه الحاكم]

قَيُّومُ...... الخ (اے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے! زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو قائم رکھنے والے! تیری رحمت کی دہائی ہے تو میرے کام درست فرما دے اور مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی تو میرے نفس کے حوالے نہ کر) (نسائی بسند صحیح، بزار، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

(۵۲۴) ((وعنِ الحسنِ قَالَ: قَالَ سَمرةُ بنُ جُندب: الا اُحدِّثُكَ حَدَيثًا سَمِعتُه من رَسولِ اللّٰهِ ﷺ مِرارًا، ومَن ابي بكرٍ مِرارًا، ومَن عُمرَ مِرارًا، قلتُ: بلٰى۔ قَالَ: مَن قَالَ اذا اصبحَ وَاِذا امسى: اللّٰهُمَّ انتَ خَلقتَني، وانتَ تَهديني، وانتَ تُطعِمُني، وانتَ تَسقِيني، وانتَ تُميتُني، وانتَ تُحيِيني، لَم يسالْ شَيئًا الا أعطاهُ إياهُ قَالَ: فَلقيتُ عبدَ اللّٰهِ بنِ سلامٍ فَقَالَ: اَلا اُحدِّثكَ بحديثٍ سَمِعتُه مِنْ رسولِ اللّٰهِ ﷺ مِرارًا۔ ومَن ابي بكرٍ مِرارًا، ومَن عُمر مِرارًا، قَالَ: بَلى فَحدَّث بهذا الحديث فَقَالَ بَابي وامي قَالَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ هولاءِ الكلماتِ كانَ اللّٰهُ عزَّ و جلَّ قد اعطاهُنَّ مُوسى عليهِ السلامِ۔ فكانَ يَدعُو بِهِنَّ۔ في كلِّ يومٍ سَبعَ مرّاتٍ فلا يسالُ اللّٰهَ شيئًا الا اعطاهُ اياهُ۔)) [رواه الطبراني باسناد حسن]

(۵۲۴) حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ بیان کروں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی بار سنا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی کئی بار سنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کئی بار سنا۔ میں نے عرض کیا، ضرور بیان فرمایئے فرمایا جو شخص صبح و شام یہ کہے: اللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ...... الخ (اے اللہ! تُو نے مجھے پیدا فرمایا، تُو نے مجھے ہدایت عطا فرمائی، تُو مجھے کھلاتا ہے، تُو ہی پلاتا ہے، تُو مجھے فوت کرے گا اور تُو ہی مجھے زندہ رکھتا ہے) تو وہ بھی جو سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائے گا، میں عبداللہ بن سلام سے ملا اور انہوں نے بھی یہی کہا کیا میں تمہیں وہ حدیث بیان نہ کروں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی کئی بار سنا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی کئی بار سنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کئی بار سنا کہا ضرور بیان فرمایئے تو انہوں نے یہ حدیث بیان فرمائی اور کہا کہ میرے ماں باپ نثار ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کلمات موسیٰ کو عطا فرمائے تھے اور وہ ان کے ساتھ ہر روز سات بار دعاء کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے جو دُعا بھی مانگتے وہ ضرور عطا فرما دیتا تھا۔ (طبرانی باسناد حسن) [ضعیف]

(۵۲۵) ((وَعَنْ اَبِی الدَّرداءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ حِينَ يُصبحُ عَشرًا، وحِينَ

(۵۲۵) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام درود بھیجے گا اسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہوگی۔ (طبرانی نے اسے دو

يُمسى عَشْرًا، ادرَكَتْهُ شفاعَتى يومَ القِيامَةِ۔)) [رواه الطبرانی باسنادين احدهما جيد۔]

سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے' جن میں سے ایک جید ہے)
[ضعیف]

(۵۲۶) ((وعَن زَيدِ بنِ ثابتٍ انَّ رسولَ اللهِ ﷺ عَلَّمَهُ دُعاءً، وامرهُ ان يَتعاهَدَهُ وَأنْ يَتعاهَدَ بِهِ اهلهُ فى كُلِّ يَومٍ ، قَالَ: يَقولُ حينَ يُصبحُ: اَللّٰهُمَّ لَبَّيكَ، وَسَعديكَ، وَالخيرُ فى يَديكَ، ومِنكَ وَاِليكَ، اللّٰهُمَّ ما قُلتُ مِن قَولٍ۔ وحَلفتُ مِن حَلْفٍ، او نَذَرتُ مِن نَذْرٍ، فمشيئتك بين يديه ، ما شِئتَ كانَ وما لم تشأ لم يكن، لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بكَ، انَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَديرٍ۔ اللّٰهُمَّ ما صلَّيتُ مِن صلاةٍ فَعلى مَن صَلَّيت، ومَا لعنتُ مِن لَعنةٍ فَعلى مَنْ لَعنتَ۔ انَّكَ ولى فى الدُّنيا وَالآخِرةِ، تَوفَّنى مُسلمًا، والحقنى بِالصَّالحينَ، اللّٰهُمَّ انى اسالكَ الرِّضَا بالقضاء، وبرد العيشِ بعدَ الموتِ، وَلَذَّةِ النَّظَرِ الى وَجْهِكَ، وَشَوقًا الى لِقائِكَ، فى غيرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ، ولا فِتنةٍ مُضلَّةٍ۔ واعوذُ بكَ اللّٰهُمَّ انْ اظلِمَ او اُظْلَمَ او اعتدىَ، او يُعتدى علىَّ او اكسِبَ خَطيئةً او ذَنبًا لا تَغفِرُهُ۔ اللّٰهُمَّ فاطِرَ السَّمواتِ والارضِ عالمِ الغيبِ والشَّهادةِ۔ ذوالجَلالِ والاِكرامِ، فانّى اعهدُ اليكَ فى هذِهِ الحياةِ الدُّنيا، واُشْهِدُكَ وكفى

(۵۲۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ دُعا سکھائی اور حکم دیا کہ وہ خود بھی اور ان کے گھر والے بھی ہر روز صبح کے وقت اہتمام کے ساتھ یہ دُعا پڑھیں:
اَللّٰهُمَّ لبيک وسعديک ...... انک انت التواب الرحيم
(اے اللہ! میں تیرے پاس حاضر ہوں اور تیری فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں' اور بھلائی تمام تر تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تیری ہی طرف سے ہے اے اللہ! جو بات میں نے کہی' جو بھی قسم میں نے کھائی' جو بھی نذر میں نے مانی' تیری مشیت اس سب سے پہلے ہے جو تو نے نہ چاہا وہی ہوا اور جو تو نے نہ چاہا نہ ہوا اور نہ کوئی طاقت ہے اور نہ قوّت بجز تیرے (سہارے کے) بے شک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ) جو بھی میں نے کسی کے لیے رحمت کی دُعا مانگی وہ اس پر ہو جس پر تُو نے رحمت فرمائی ہے اور جو بھی میں نے کسی پر لعنت بھیجی وہ اس پر ہو جس پر تو نے لعنت فرمائی ہے' تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے تو مجھے دنیا سے مسلمان کی حیثیت سے فوت کیجیو اور نیکوں میں مجھے شامل فرما دیجئو! اے اللہ! میں تجھ سے (تقدیر کے) فیصلہ کے بعد اس پر راضی ہونے کا اور مرنے کے بعد زندگی کی آسائش کا اور تیرے دیدار کی لذت کا اور بغیر کسی ضرر رساں بدحالی کے اور گمراہ کن فتنہ میں گرفتار ہوئے' تیری ملاقات کے شوق کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے اور اس سے کہ میں کسی پر زیادتی کروں یا مجھ پر زیادتی کی جائے اور میں کسی ایسی خطا یا گناہ کا ارتکاب کروں جسے تو معاف نہ فرمائے' اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے' حاضر و غائب کا علم رکھنے والے' عظمت و جلال والے! میں

بِاللّٰهِ شَهِيدًا، انی اشهد ان لَا اِلٰهَ الا انتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لكَ، لَكَ الْمُلْكُ۔ ولَكَ الحمدُ، وانتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قديرٌ، واشهد انَّ مُحمدًا عَبْدُكَ وَرَسولُكَ، واشهدُ انَّ وَعدكَ حَقٌّ وَلقاء كَ حَقٌّ، وَالجنَّةَ حقٌّ، والنَّارَ حَقٌّ، والساعةَ حقٌّ، آتيةٌ لا ريبَ فيها۔ وانَّكَ تبعثُ مَنْ فى القُبورِ، وانَّكَ ان تَكِلني الى نفسي تَكِلْني الى ضَعفٍ، وَعورَةٍ وَذنبٍ وَخطيئةٍ، وانى لا أثقُ الا برحمَتكَ، فاغفِر لى ذُنوبى كلّها، انه لا يغفرُ الذُّنوبَ الا انتَ۔ وتُبْ عليَّ إنَّكَ انتَ التَّوابُ الرَّحيمُ۔)) [رواه احمد والطبرانى، وصححه الحاكم، واخرجه ابن عاصم مختصرًا]

اس دنیا کی زندگی میں تجھ سے عہد کرتا ہوں اور تجھ کو گواہ بناتا ہوں اور تیری گواہی بہت کافی ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ اور کوئی لائق عبادت نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، تیرا ہی سارا ملک ہے اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے اور تو ہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ تیرا وعدہ سچا ہے، تجھ سے ملنا برحق ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور یہ کہ تو اہل قبور کو ضرور ان کی قبروں سے اُٹھائے گا اور یہ کہ تو اگر مجھ کو میرے نفس کے حوالہ کر دے گا تو یقیناً کمزوری، عیب، گناہ اور خطا کاری کے سپرد کر دے گا اور میں تیری رحمت کے سوا کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتا پس تو میرے تمام گناہ معاف فرما دے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے اور میری توبہ قبول فرما لے بے شک تو تو بڑا قبول کرنے اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (احمد، طبرانی، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابن عاصم نے مختصر روایت کیا ہے) [ضعیف]

الترغيب فى كلمات يقولهن حينَ ياوى الى فراشه وما جاء فيمن قام ولم يذكر اللّٰه

بستر پر لیٹتے وقت دعائیں پڑھنے کی ترغیب اور اس شخص کا بیان جو اُٹھ کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے

(۵۲۷) ((عنِ البراءِ بنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِذَا اَتَيتَ مَضْجَعكَ فَتَوَضَّأْ وُضوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثمَّ اضطجعْ على شِقِّكَ الْاَيْمنِ، ثُمَّ قُلْ: اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِي اِليكَ، وَوَجَّهتُ وَجْهي اليكَ، وَفَوَّضْتُ امرى اليكَ، وَالجاْتُ ظهرى رَغبةً وَرَهبةً مِنكَ وَاليكَ، لا مَلْجأَ وَلا مَنجا مِنكَ اِلا اليكَ آمنتُ بِكتابِكَ الذى انزلتَ وَبِنبِيِّكَ الذى

(۵۲۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب بستر پر سونے کے لیے آ ؤ تو نماز کے وضو کی طرح پورا وضو کرو، پھر دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دُعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِي ...... وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ (اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور میں نے اپنا چہرہ تیری طرف کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے تجھے اپنا پشت پناہ بنا لیا تیری (رحمت کی) رغبت اور تیرے (عذاب کے) خوف کی وجہ سے اور تیری پکڑ سے بچنے کا تیری رحمت کے سوا کوئی ٹھکانہ اور جائے پناہ نہیں ہے اور جو کتاب تو نے اُتاری ہے اس پر میں ایمان لے آیا اور

ارسلتَ، فإنْ مُتَّ من لَيلتِكَ فأنتَ على الفِطرةِ واجْعَلْهُنَّ آخَرَ ما تَتَكَلَّم بِه۔ قَالَ: فَرَدَّدْتُها على النَّبى ﷺ ، فلَمَّا بَلغتُ بِكتابِكَ الذى انزلتَ، قُلتُ ورَسولِكَ قَالَ: لَا ونَبِيِّكَ الذى ارسلتَ۔)) [متفق عليه وفى رواية البخارى والترمذى فانك ان متَّ لَيلتك مُتُّ على الفِطرة، وان اصبحت اصبتَ خيرًا]

جو نبی ﷺ تو نے بھیجا ہے اس پر بھی میں ایمان لے آیا ہوں) یہ پڑھنے کے بعد اگر رات کو موت آ گئی تو فطرت پر موت آئے گی اور ان کلمات کو سب سے آخر میں پڑھو میں نے جب یہ کلمات نبی ﷺ کو سنائے تو بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ کے بعد میں نے ورسُولِک کہہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ونبیِّک الذی ارسلتَ پڑھو (بخاری و مسلم، بخاری و ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ اگر رات کو فوت ہو گئے تو تمہاری موت فطرت پر ہو گی اور اگر صبح کو پالیا تو خیر و بھلائی کو حاصل کرو گے) ۔

(۵۲۸) ((وعن عبدِ اللّٰهِ بنِ عَمرو بنِ العاص عَنِ النَّبِىِّ ﷺ : قال: خَصلتانِ او خلَّتانِ لَا يُحافِظُ عَليهِما عَبدٌ مُسلمٌ الا دَخَلَ الجَنَّةَ۔ هُما يَسيرٌ وَمَنْ يعملُ بهما قَليلٌ۔ يُسَبِّحُ فى دُبرِ كُلِّ صَلاةٍ عشرًا، وَيَحمدُ عَشرًا، ويُكَبِّرُ عشرًا، فذلكَ خَمسونَ ومائةٌ بِاللسانِ، والفٌ وَخَمسُ مائةٍ فى المِيزانِ وَيُكبِّرُ اربعًا وثَلاثينَ اذا اخذَ مَضْجَعَهُ، وَيَحمد ثَلاثًا وثَلاثين، ويُسبِّحُ ثلاثًا وَثلاثينَ، فَذلكَ مائةٌ باللسانِ، والفٌ فى الميزانِ۔ وَلَقد رَايتُ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ : ، قَالوا۔ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيفَ هُما يَسيرٌ ومَن يَعملَ بهما قَليلٌ؟ قَالَ: يَاتى احدُكُم يَعنى الشَّيطان فى مَنامِهِ فَينوِّمُه قَبلَ ان يقولَهُ، وياتيه فى صلاتِهٔ فَيُذَكِّره حاجَتَهُ قبلَ ان يقولها۔)) [رواه ابوداود، واللفظ له، والترمذى وصححه۔]

(۵۲۸) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ دو خصلتیں یا دو خوبیاں ایسی ہیں کہ جو مسلمان بندہ بھی ان کی حفاظت کرے گا وہ جنّت میں داخل ہو گا، یہ دونوں بہت آسان ہیں مگر ان کے مطابق عمل کرنے والے بہت تھوڑے ہیں اور وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ پڑھو دس بار الحمد للہ پڑھو دس بار اللہ اکبر پڑھو، یہ زبان کے ساتھ ایک سو پچاس کلمات مگر میزان میں ایک ہزار پانچ سو نیکیاں ہوں گی اور رات کو سوتے وقت چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھو، تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھو اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھو، یہ زبان کے ساتھ ایک سو کلمات مگر میزان میں ایک ہزار نیکیاں ہوں گی میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہاتھ کی اُنگلیوں کے ساتھ گرہ باندھا کرتے تھے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کلمات آسان اور ان پر عمل کرنے والے تھوڑے کیوں ہیں؟ فرمایا: سوتے وقت شیطان آ جاتا ہے اور وہ انہیں پڑھنے سے پہلے سلا دیتا ہے اور نماز میں شیطان آتا ہے اور انہیں پڑھنے سے پہلے کوئی کام یاد دلاتا ہے (یہ الفاظ ابوداود کی روایت کے ہیں اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۲۹) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ: حِینَ یَاْوِی اِلَی فِرَاشِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیكَ لَهٗ ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهٗ اَوْ خَطَایَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ۔ شك مسعر احد رواته ۔)) [رواہ النسائی، وصححه ابن حبان، واللفظ له، وعند النسائی۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ وقال فی آخره ذُنُوبُهٗ غفرت له وَلَوْ كَانَتْ اَكْثَرَ۔]

(۵۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بستر پر لیٹتے وقت یہ پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ........ اِلخ (اللہ کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کی سب تعریف و ستائش ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، نہ کسی میں طاقت ہے نہ قدرت مگر اللہ کی دی ہوئی اللہ ہر عیب اور برائی سے پاک ہے اور اللہ کے لئے ہی تعریف و ستائش ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے) تو اس کے گناہ یا خطائیں معاف کر دی جائیں گی خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، اس کے ایک راوی مسعر کو شک ہے کہ آپ نے ذنوب کا لفظ استعمال فرمایا یا خطایا کا (نسائی۔ یہ الفاظ ابن حبان کی روایت کے ہیں اور انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نسائی کی روایت میں سبحان اللہ وبحمدہ ہے اور اس کے آخر میں کہا اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے خواہ وہ (سمندر کی جھاگ سے) زیادہ ہوں۔ [صحیح]

الترغیب فی کلمات یقولهن اذا استیقظ من اللیل

رات کو بیدار ہونے کے وقت کلمات پڑھنے کی ترغیب

(۵۳۰) ((عن عبادة بن الصّامتِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَعارَّ مِنَ اللَّیلِ فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیكَ لَهٗ ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی او دَعا استجیبُ لهٗ۔ فاِن توضّا ثُمَّ صَلّٰی قُبِلَتْ صَلَاتُهٗ۔)) [رواه البخاری والاربعة۔

(۵۳۰) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات کو بیدار ہوا اور وہ یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ... اِلَّا بِاللّٰهِ (اللہ کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے اور اسی کی سب تعریف و ستائش ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اللہ کے لیے ہی تعریف و ستائش ہے اللہ تعالیٰ ہر عیب اور برائی سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے نہ کسی میں طاقت ہے اور نہ قوت مگر اللہ کی دی ہوئی) پھر کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ (اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما دے) یا جو دُعا بھی کرے تو اللہ

قوله تعارَ بتشديد الراء ای استيقظ۔]

تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے اور اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز کو قبول کر لیا جاتا ہے (بخاری، سنن اربعہ تعار کے معنی ہیں بیدار ہونا) ۔

الترغيب فی اذكار يقولها بعد الصبح و العصر و المغرب

صبح، عصر اور مغرب کے بعد اذکار کی ترغیب

(۵۳۱) ((عَنْ اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَالَ: فِی دُبرِ صلاةِ الفَجرِ وَهُوَ ثانٍ رِجليهِ قبلَ انْ يَتكلَّمَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ عَشرَ مرّاتٍ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَشرَ حَسناتٍ، ومَحَی عَنْهُ عَشرَ سيئاتٍ، وَرَفَعَ لَهٗ عشرَ دَرجاتٍ، وَكانَ يَومَهٗ ذٰلِكَ فی حِرزٍ مِن كُلِّ مَكروهٍ، وَحُرِسَ مِنَ الشَّيطانِ، وَلم يَنبغِ لِذنبٍ ان يُدرِكَهٗ فی ذٰلكَ اليومَ الا الشِّركَ بِاللّٰهِ۔))

[رواه الترمذی واللفظ له۔ وقال حسن صحيح۔ وزاد النسائی بيده الخير وفيه: كانَ لَهُ بِكلِّ وَاحدةٍ قَالها عِتقُ رقبةٍ، واخرجه النسائی من حديث معاذ، وزاد فيه: ومن قَالَهُنَّ حينَ يَنصرِفُ من صلاة المغرب اُعطِیَ مِثلَ ذٰلكَ فی لَيلتِهِ۔ وسنده حسن۔]

(۵۳۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد، پاؤں کھڑا رکھنے کی حالت میں، کلام کرنے سے پہلے دس بار یہ پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... الخ (اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا سب ملک ہے اور اسی کی سب تعریف ہے، وہ جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے، اسی کے ہاتھ میں تمام تر خیر و بھلائی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا، دس برائیاں مٹا دے گا، دس درجات بلند فرما دے گا، اس کا دن ہر مکروہ بات سے محفوظ رہے گا، شیطان سے بھی اسے محفوظ کر دیا جائے گا اور شرک باللہ کے سوا اور کوئی گناہ اسے نقصان نہ پہنچا سکے گا (یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں اور ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے، نسائی کی روایت میں بِيَدِهِ الْخَيْرُ کے لفظ بھی ہیں اور یہ بھی ہے کہ ہر دفعہ یہ کلمہ کہنے کا ثواب ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ہے، نسائی نے اسے معاذ کے واسطے سے روایت کیا ہے کہ جو شخص نمازِ مغرب سے فارغ ہونے کے بعد یہ کلمات پڑھے تو اسے رات بھر یہ فوائد حاصل رہیں گے، اس کی سند حسن ہے) [حسن لغیرہ]

(۵۳۲) ((وعن الحارثِ بنِ مُسلمٍ التَّميمی رضی اللہ عنہ قَالَ: قال لی النبیُّ ﷺ اذا

(۵۳۲) حضرت حارث بن مسلم تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ جب صبح کی نماز پڑھ لو تو بات

صلّيتَ الصُّبحَ فقُلْ: قبْلَ ان تتكلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اَجرني مِنَ النَّارِ سَبْعَ مرَّاتٍ، فَاِنَّكَ إِن مُتَّ مِنْ يومِكَ كتب اللّٰه لك جوارًا مِنَ النَّارِ۔ واذا صَلَّيتَ المغرِبَ فقلْ قَبْلَ اَنْ تَتَكَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ اَجْرنِي مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، فَاِنَّكَ إِنْ متَّ مِن لَيلتِكَ كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ جَوارًا مِنَ النَّارِ۔)) [رواه النسائي، وهٰذا لفظهٗ، وابوداود، عن الحارث بن مسلم عَنْ اَبِيه مسلم بن الحارث قَالَ المصنف،وهو الصواب لان الحارث بن مسلم تابعي قاله ابو زرعة وابو حاتم الرازيان]

کرنے سے پہلے سات بار یہ کہو اللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (اے اللہ! تو مجھے جہنم کی آگ سے بچا) اگر دن کو فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے نجات لکھ دے گا اور جب مغرب کی نماز پڑھ لو تو پھر بھی بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ پڑھو اللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اگر رات کو فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے نجات عطا فرما دے گا (یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں۔ ابوداؤد نے اسے "حارث بن مسلم سے اور انہوں نے اپنے باپ مسلم بن حارث سے روایت کیا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ یہی بات درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ حارث بن مسلم تابعی ہیں جیسا کہ ابوزرعہ اور حاتم رازی نے کہا ہے)[ضعيف]

الترغيب في ما يقوله ويفعله من راى في منامه ما يكره

اس بات کی ترغیب کہ ناپسندیدہ خواب دیکھ کر کیا پڑھے اور کیا کرے

(۵۴۳) ((عن جابر رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عن رسول اللّٰه ﷺ قَالَ: اذا رَاٰی اَحَدُكُمْ الرُّؤيا يَكْرَهُها فَلْيَبْصُقْ عَنْ يسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيمِ ثَلاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ)) [رواه مسلم، وابوداود والنسائي]

(۵۴۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھتکار دے اور تین مرتبہ اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور جس کروٹ پر سو رہا تھا اس کو بدل دے۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

(۵۴۴) ((وَعَنْ اَبِي قتادة رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: الرُّؤيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰه، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطانِ، فَمَنْ رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَنفُثْ عَنْ شِمالِهٖ ثَلَاثًا۔ وَلْيَتعوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطانِ، فَاِنَّهَا لَا

(۵۴۴) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے لہٰذا اگر کوئی خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اپنے بائیں جانب تین بار پھونک مار دے اور اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (بخاری و مسلم،

تَضُرُّهُ)) [متفق علیه۔ و رواه الاربعة وفي رواية إِذَا رَأى مَا يَكْرَهُه فَلْيَتَعوَّذ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَ مِنَ الشَّيْطان، وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلاثًا، وَلَا يُحدثُ بِهَا أَحَدًا۔ وَ عندهما عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ نحوه وفيه: شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقصُّهُ عَلى أحدٍ وَ لْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ۔ قَالَ المصنف الحلم بضم المهملة واللام وتسكن هو الرؤيا۔ وبضم ثُمّ سكون: رِطوبة الجماع في النوم قال وهو المُراد ههنا قوله فَلْيَتْفُلْ بضم الفاء وبكسر اى ليبزق وقيل التفل اقل من البزاق والنفث اقل مِنَ التفل۔]

اربعہ۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اس کے اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے، بائیں جانب تین بار تھوک دے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ابوہریرہؓ بھی اسی طرح ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اس کا کسی سے ذکر نہ کرے اور اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے، مصنف فرماتے ہیں کہ حاء اور لام کے ضمہ کے ساتھ (اور لام کو ساکن بھی پڑھتے ہیں) حلم کے معنی خواب ہیں اور (حاء کے ضمہ اور لام کے سکون کے ساتھ) حلم کے معنی خواب میں احتلام کے ہیں اور یہاں یہی معنی مُراد ہیں، فلیتفل کے معنی ہیں تھوک دے، کہا گیا ہے کہ تفل، بزاق سے کم کو اور نفث، تفل سے کم کو کہتے ہیں)

الترغيب في اذكار بعد الصلوات المكتوبات

فرض نمازوں کے بعد اذکار کی ترغیب

(۵۳۵) ((عَنْ سُمىّ عَنْ اَبى صالح عَنْ اَبى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ انَّ فُقراءَ المُهاجِرِينَ اَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالوا: ذَهَبَ اهلُ الدُّثورِ بِالدَّرجاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيمِ المُقِيمِ۔ قَالَ: وَمَا ذاكَ؟ قَالَ: يُصَلُّونَ كما نُصَلِّى، وَيَصومونَ كما نَصومُ، وَيَتَصدَّقُونَ وَلَا نَتَصدَّقُ وَيُعْتِقونَ وَلَا نُعْتِقُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : افَلا اُعَلِّمُكُم شَيْئًا تُدْرِكونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُم وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُونُ احَدٌ افْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ ما صَنَعْتُمْ؟

(۵۳۵) سمی، ابو صالح سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فقیر مہاجرین آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مالدار لوگ بلند مراتب اور ابدی نعمتیں لے گئے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ عرض کیا وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے، وہ (غلاموں کو) آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں اور ان پر سبقت لے جاؤ جو تم سے پیچھے ہیں اور کوئی بھی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس کے کہ جو تمہاری طرح عمل کرے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمائیے! فرمایا تم ہر نماز کے

قَالُوا: بَلٰى يا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: تُسَبِّحونَ وَتُكَبِّرونَ وَتَحْمدونَ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثين مَرَّةً ، قَالَ ابو صالِح: فَرَجَعَ فُقَراءُ المُهاجِرِينَ الٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالوا: سَمِعَ اخْوانُنا اهْلُ الاموالِ بِما فَعَلْنا فَفَعلُوا مِثْلَهُ۔ فَقالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشاءُ۔ قَالَ سُمَيٌّ: فَحَدَّثْتُ بَعْضَ اَهْلي بِهذا الحديثِ، فَقالَ: وَهِمْتَ۔ انَّما قَالَ لَكَ۔ تُسَبِّحُ ثَلاثًا وثَلاثينَ۔ وَتَحْمَدُ ثَلاثًا وثَلاثينَ ، وَتُكَبِّرُ اربعًا وثَلاثينَ۔ قَالَ ، فَرَجعْتُ الٰى أبي صالِحٍ ، فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ فاخَذَ بِيَدي فَقالَ: اللّٰهُ اكْبَرُ ، وَسُبْحانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، حتّٰى بَلَغَ مِنْ جَمِيعِهِنَّ ثَلاثًا وثَلاثِينَ))

[متفق عليه واللفظ لمسلم وفي رواية له: مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثًا وثَلاثينَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلاثًا وَثَلاثينَ ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلاثًا وثَلاثِيْنَ، فَتِلْكَ تِسعٌ وَتِسْعونَ ، ثُمَّ قَالَ فِي تَمامِ المائَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ لَهُ خَطاياهُ، وَانْ كانَتْ مِثْلَ زَبَدِ البَحْرِ۔ واخرجه مالك وابن خزيمه إلّا أنَّ مالكا قَالَ: غُفِرَتْ له ذُنُوبُهُ وَلَوْ كانَتْ مِثْلَ زَبَدِ البَحْرِ۔ واخرجه ابوداود بلفظ قَالَ ابو ذرٍّ يا رَسُولَ اللّٰهِ۔ ذَهبَ اصْحابُ الدُّثورِ

بعد تیس تیس بار سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو، ابو صالح بیان کرتے ہیں کہ فقیر مہاجرین دوبارہ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے جو عمل کیا اس کے بارہ میں ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیا اور انہوں نے بھی اسی طرح عمل شروع کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے اس سے نواز دیتا ہے، سمی بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اپنے بعض اہل خانہ سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تجھے وہم ہو گیا ہے، آنحضرت ﷺ نے تجھ سے یہ فرمایا تھا کہ ۳۳ مرتبہ تسبیح، ۳۳ مرتبہ تحمید اور ۳۴ مرتبہ تکبیر کہو، سمی کہتے ہیں کہ میں ابو صالح کے پاس گیا اور ان سے یہ کہا تو انہوں نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور کہا اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ حتیٰ کہ ان سب کو انہوں نے ۳۳ بار شمار کیا (بخاری و مسلم، یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے تو یہ ننانوے مرتبہ ہو گیا اور پھر اسے مکمل سو کرنے کے بعد ایک بار یہ پڑھ لے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٍ تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنی ہوں۔ اسے امام مالک اور ابن خزیمہ نے بیان کیا ہے، امام مالک نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں، ابوداؤد نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! مالدار لوگ اجر و ثواب لے گئے کیونکہ یہ اپنے زائد اموال کو صدقہ کر دیتے ہیں جبکہ ہمارے پاس مال نہیں ہے جسے ہم صدقہ کریں، آپ ﷺ نے فرمایا! ابو ذر کیا میں تمہیں کچھ ایسے کلمات نہ سکھا دوں جن کے ساتھ تم ان لوگوں سے مل جاؤ جو تم سے آگے ہیں ۔۔۔۔ اس روایت میں یہ ہے کہ ہر نماز کے

بِالْاُجُورِ۔ وقَالَ فيه وَلَهُمْ فُضُولُ اَمْوالٍ يَتَصدَّقُونَ بها۔ وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ، فَقَالَ: يا ابا ذَرٍّ، اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِماتٍ تُدْرِكُ بها مَنْ سَبَقَكَ، وَقَالَ فيه: تُكَبِّرُ اللّٰهَ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ ثَلاثًا وثَلاثِينَ، وقَالَ فيه: وَتَخْتِمُها بِلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ ورواه الترمذی والنسائي۔ وقوله الدُّثُور بضم اوله وتخفيف المثلثة هو المال الكثير۔]

بعد ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو اور اسے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ ختم کرو۔ (ترمذی و نسائی' دثور کے معنی مال کثیر کے ہیں)

(۵۳۶) ((وَعَنْ مُعاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهِ يَوْمًا۔ ثُمَّ قَالَ ۔ يَا مُعاذُ۔ وَاللّٰهِ اِنِّي اُحِبُّكَ، فَقَالَ مُعاذُ: بابِي اَنتَ وَاُمِّي يا رَسُولَ اللّٰهِ، انا وَاللّٰهِ اُحِبُّكَ۔ قَالَ: وَاُوصِيكَ يا مُعاذُ لا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاةٍ اَنْ تَقولَ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، وَاَوْصى بِذٰلِكَ مُعاذٌ الصنابحي)) [رواه ابوداود والنسائي، واللفظ له، وصححه ابن خزيمه وابن حبان، والحاكم]

(۵۳۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ان کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: "یا معاذ رضی اللہ عنہ واللہ میں تم سے محبت کرتا ہوں' حضرت معاذ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واللہ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں' فرمایا: معاذ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھنا کبھی بھی ترک نہ کرو: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ، "اے اللہ! تو اپنا ذکر کرنے پر اور اپنا شکر ادا کرنے پر اور اپنی بہترین عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔ حضرت معاذ نے صنابحی[1] کو بھی یہ کلمات پڑھنے کی وصیت کی تھی (ابوداؤد' نسائی۔ یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں' ابن خزیمہ' ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

الترغيب في كلمات يقولهن من يفزع بالليل

رات کو ڈر جانے والے کے لیے کلمات پڑھنے کی ترغیب

(۵۳۷) ((عَنْ عَمْرِو بنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: اذا فَزِعَ

(۵۳۷) حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے

(۱) ابو عبید صنابحی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر ان کی آمد سے پانچ یا چھ راتیں پہلے آپ انتقال فرما چکے تھے' یہ شام میں سکونت پذیر ہوئے' ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ مگر قلیل الحدیث ہیں۔ (ص ۱۸۷)

اَحَدُکُمْ فِی النَّوْمِ، فَلْیَقُلْ۔ اَعوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ، وَمِنْ ھَمَزاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَحْضُرُونِ فَاِنَّھَا لَنْ تَضُرَّہٗ [وکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو یُلَقِّنُھَا مَنْ عَقَلَ مِنْ وَلَدِہٖ وَمَنْ لَمْ یَعْقِلْ کَتَبَھَا فِی صَکٍّ، ثُمَّ عَلَّقَھَا فِی عُنُقِہٖ۔))

[رواہ الثلاثۃ۔ وحسنۃ الترمذی، واللفظ لہ، وصححہ الحاکم۔ ولیس عندہ ولا عند النسائی ذکر النوم۔]

کوئی نیند سے ڈر جائے تو یہ پڑھے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ، وَمِنْ ھَمَزاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَحْضُرُونِ (میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اور اس کے غضب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں اور اس سے کہ وہ (شیطان) میرے پاس بھی آ ئیں) اس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ یہ تعوذ اپنے سمجھدار بچوں کو یاد کرا دیا کرتے تھے اور ناسمجھ بچوں کے لیے تختی پر لکھ کر گلے میں لٹکا دیتے تھے (ثلاثہ' یہ الفاظ ترمذی کے ہیں' انہوں نے اسے حسن قرار دیا ہے' حاکم نے اسے صحیح کہا ہے' حاکم اور نسائی کی روایت میں نیند کا ذکر نہیں ہے) [حسن لغیرہ]

(۵۳۸) ((وَعَنْ اَبِی التَّیَّاحِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بنِ خَنْبَشٍ التَّمِیمِیِّ وَکَانَ کَبِیرًا، اَدْرَکْتَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: کَیْفَ صَنَعَ لَیْلَۃَ کَادَتْہُ الجِنُّ الشَّیَاطِیْنُ قَالَ: اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَحَدَّرَتْ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الاَوْدِیَۃِ والشِّعابِ۔ وَفِیھِمْ شَیْطانٌ بِیَدِہٖ شُعْلَۃٌ مِنْ نارٍ یُرِیدُ اَنْ یَحْرِقَ وَجْہَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، فَھَبَطَ اِلَیْہِ جِبْرِیلُ فَقَالَ: یا مُحَمَّدُ قُلْ، قَالَ: ما اَقولُ؟ قَالَ قُلْ اَعُوذُ بِکَلمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ، وَمِنْ شَرِّ ما یَنْزِلُ مِنَ السَّماءِ، وَمِنْ شَرِّ ما یَعْرُجُ فِیھا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّھارِ، وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طارِقٍ اِلَّا طارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یا رَحْمٰنُ، قَالَ: فَطُفِئَتْ

(۵۳۸) ابوالتیاح سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی سے کہا جو کہ بہت بڑی عمر کے تھے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! میں نے پوچھا آپ ﷺ نے اس رات کیا کیا جب جن شیطانوں نے آپ کے خلاف تدبیر کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ اس رات وادیوں اور گھاٹیوں سے اُتر کر شیاطین رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے' ان میں سے ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے رُخِ انور کو جلا دینا چاہتا تھا کہ جبریل نازل ہو گئے اور انہوں نے کہا یا محمد ﷺ کہیے' فرمایا کیا کہوں؟ جبریل نے کہا یہ کہو اَعُوْذُ بِکَلمٰتِ . . . . یا رَحْمٰنُ (میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی' جو اس نے زمین کے اندر پیدا فرمائی اور جو زمین سے پھوٹ کر نکلتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اُترتی ہے اور جو آسمان پر چڑھتی ہے اور رات دن کے فتنوں کے شر سے اور رات دن کے واقعات و حادثات کے شر سے بجز اس واقعہ کے جو خیر کو لائے اے بے حد رحم

نارُهُمْ۔ وَهَزمَهُمُ اللّٰهُ تَبارَكَ وَتَعَالى۔)) [رواه احمد وابویعلی، بسندين جيدين محتج بهما ۔ ورواه مالك في الموطا عن يحيٰى بن سعيد مرسلا، واخرجه النسائی من حديث ابن مسعود بنحوه۔ وخنبش بفتح الخاء وسكون النون وفتح الموحدة بعده معجمة۔]

کرنے والے) اس سے ان کی آگ گل ہو گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں شکست دے دی (احمد وابویعلیٰ نے اسے دو جید سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو قابل استدلال ہیں، امام مالک نے اسے موطا میں یحیٰی بن سعید سے مرسلاً روایت کیا ہے، نسائی نے اسے بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرمایا ہے) [حسن]

الترغيب فيما يقول اذا خرج من بيته الى المسجد وغيره واذا دخلهما

گھر سے مسجد وغیرہ میں جاتے اور ان میں داخل ہوتے وقت دُعا پڑھنے کی ترغیب

(۵۳۹) ((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اذا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ يُقَالُ لَهُ حَسْبُكَ هُدِيتَ وَكُفِيتَ وَوُقِيتَ۔ وَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطانُ۔)) [رواه الترمذی وحسنه۔ والنسائی وصححه ابن حبان، واخرجه ابوداود وزاد فی آخره فيقول له شيطان آخر كيف لك برجل هدى وكفى ووقى۔]

(۵۳۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر سے نکلتے ہوئے یہ پڑھ لے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (اللہ کے نام کے ساتھ، میں نے تو اللہ پر بھروسہ کیا ہے اللہ (کی مدد) کے بغیر نہ کوئی طاقت میسر ہے اور نہ قوت!) تو اس سے کہا جاتا ہے ''تجھے کافی ہے، تو ہدایت دیا گیا، کفایت کیا گیا اور بچا لیا گیا ہے اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے (نسائی، ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے، ابوداؤد کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں، ایک دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ اس آدمی پر تمہارا داؤ کیسے چلے گا جو ہدایت دیا گیا، کفایت کیا گیا اور بچا لیا گیا ہے) [صحیح]

(۵۴۰) ((وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: اذا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ۔ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِندَ دُخولِه، وَعِندَ طَعامِهِ قال الشيطان لا مَبيتَ لكم، وَلا عشاءَ، وَاِذا دَخلَ فلم يذكُرِ اللّٰهَ عِندَ دُخولِه۔ قَالَ

(۵۴۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہارے لیے یہاں شب بسر کرنے کی جگہ نہیں ہے اور نہ کھانا ہے اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت آدمی اللہ تعالیٰ کا

الشَّیطانُ: ادرکْتُم المَبیتَ، وإذا لَمْ یَذکُرِ اللّٰہَ عندَ طعامِہ قَالَ الشَّیطانُ ادرکتُم المَبِیْتَ والعشاءَ۔)) [رواہ مسلم والاربعة]

ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے شب بسر کرنے کی جگہ پالی ہے اور جب وہ کھانا کھاتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تم نے شب بسر کرنے کی جگہ اور کھانا کھانے کی جگہ پالیا ہے۔ (مسلم، اربعہ)

الترغیب فیما یَقولُ من حصلت له وسوسة فی الصلاة وغیرها

نماز وغیرہ میں وسوسہ کا شکار ہونے والے کے لیے دُعا پڑھنے کی ترغیب

(۵۴۱) ((عَنْ عُثْمانَ بنِ ابی العاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یا رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّ الشَّیْطانَ قَدْ حالَ بَیْنِی وَبَیْنَ صَلاتی وَقِراءَ تی یُلَبِّسُ عَلَیَّ، فَقَالَ ذٰلِكَ شَیْطانٌ یُقَالَ لَہٗ : خِنْزَبٌ ، فَاِذا اَحْسَسْتَہٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَاتْفُلْ عَلٰی یَسارِكَ ثَلاثًا۔ قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْھَبَہُ اللّٰہُ عَنِّی۔)) [رواہ مسلم، خِنْزَبٍ بکسر المعجمة وسکون النون وفتح الزای بعدھا موحدة۔]

(۵۴۱) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! شیطان میرے اور میری نماز وقراءت میں حائل ہوکر خلل ڈالتا ہے، فرمایا یہ ایک شیطان ہے جسے خنزب کہا جاتا ہے، جب تم اسے محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے پناہ مانگ لیا کرو اور اپنے بائیں جانب تین بار تھتکار دیا کرو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کردیا۔ (مسلم)

(۵۴۲) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھا اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَحَدَکُمْ یَاْتِیہِ الشَّیْطانُ فَیَقولُ: مَنْ خَلَقَكَ؟ فَیَقولُ: اللّٰہ، فَیَقولُ مَنْ خَلَقَ اللّٰہَ؟ فَاِذا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، فَاِنَّ ذٰلِكَ یَذْھَبُ عَنْہُ۔)) [رواہ احمد بسند جیّد وابویعلی والبزار، واخراجہ الطبرانی فی الاوسط من حدیث عبد اللّٰہ بن عمرو۔ ورواہ احمد ایضاً من حدیث

(۵۴۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آ کر کہتا ہے کہ تجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے، تو شیطان کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔ جب تم میں سے کوئی یہ پائے تو وہ کہہ دے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (میں اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں) اس سے شیطان کا اثر ختم ہو جائے گا (احمد بسند جید، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی اوسط بروایت عبداللہ بن عمرو احمد نے اسے بروایت خزیمہ بن ثابت بھی بیان کیا ہے) [صحیح]

خزیمة ابن ثابت]

(۵۴۳) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: یَاْتِی الشَّیْطَانُ اَحَدَکُمْ فَیَقُولُ: مَنْ خَلَقَ کَذَا مَنْ خَلَقَ کَذَا حتّٰی یقول مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ، فَاِذَا بَلَغَهُ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ۔)) [متفق علیه وفی روایة مسلم فَلْیَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسولِهٖ وفی روایة لابی داوود والنسائی فقولوا: اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّه کُفُوًا اَحَدٌ، ثُمَّ لِیَتْفُلْ عَنْ یسارِهٖ ثَلاثًا، وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ۔ وفی روایة للنسائی فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ، وَمِنْ فِتْنَتِهٖ۔]

(۵۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان تم میں سے ایک کے پاس آ کر یہ کہتا ہے کہ اس کو کس نے پیدا کیا' اس کو کس نے پیدا کیا حتی کہ وہ کہتا ہے کہ تیرے ربّ کو کس نے پیدا کیا' جب آدمی یہاں تک پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور رُک جائے (بخاری و مسلم۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس موقعہ پر کہے آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا) (ابوداؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ تم کہو: اَللّٰهُ اَحَدٌ ' اَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ اور پھر اپنے بائیں جانب تین بار تھتکار دے اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے' نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ شیطان اور اس کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے)

الترغیب فی الاستغفار

استغفار کی ترغیب

(۵۴۴) ((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یقولُ: قَالَ اللّٰهُ: یا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ ما دَعَوْتَنی وَرَجَوْتَنی غَفَرْتُ لَكَ ما کانَ مِنْكَ وَلَا اُبالی، یا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنانَ السَّماءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِی غَفَرْتُ لَكَ وَلا اُبالی، یا ابْنَ آدَمَ، اِنَّكَ لَوْ اَتَیْتَنی بِقُرابِ الارْضِ خَطایا، ثُمَّ لَقِیتَنی لا تُشرِكُ بِی شَیئًا لَاَتَیْتُكَ بِقُرابِها مَغْفِرَةً)) [رواه الترمذی۔ وقَالَ: حسن غریب۔ العَنان بفتح المهملة

(۵۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! بے شک تو جب تک مجھ سے دُعا مانگتا رہے گا اور مغفرت کی اُمید رکھے گا تو میں تجھ کو معاف کرتا رہوں گا خواہ تیرے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں اور مطلق پرواہ نہ کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ (زمین سے) آسمان کی بلندی تک بھی پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تیرے گناہ معاف کر دوں گا' اے ابن آدم' اگر تو زمین بھر گناہ بھی میرے سامنے لائے اور پھر تو میرے سامنے اس حالت میں پیش ہو کہ تو نے میرے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو میں بھی زمین بھر مغفرت تیرے پاس لاؤں گا۔

ونونين السحاب۔ وقُراب بضم القاف ما يقارب الشيء]

(ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے' عنان کے معنی بادل اور قراب کے معنی جو کسی چیز کے قریب ہو) [حسن لغيره]

(۵۴۵) ((وَعَنْ اَبِی سَعِيدٍ الْخُدرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اِبْلِيسُ: وَعِزَّتِكَ لَا اَبْرَحُ اغوی عِبادكَ ما دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فی اَجْسادِهِمْ' فَقَالَ وَعِزَّتِی وَجَلالی لاَ ازالُ اَغْفِرُ لَهُمْ ما اسْتَغْفَرُونی۔)) [رواه احمد و صححه الحاكم]

(۵۴۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' ابلیس نے کہا اے اللہ مجھے تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو اس وقت تک گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کے جسموں میں روحیں باقی رہیں گی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے میرے عزت و جلال کی قسم میں اس وقت تک انہیں معاف کرتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں گے۔ (احمد' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغيره]

(۵۴۶) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَزِمَ الاسْتِغْفارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا' وَمِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا' وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔)) [رواه الاربعة الا الترمذی وصححه الحاكم]

(۵۴۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص استغفار کو اپنا معمول بنا لے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے' اسے ہر دکھ سے نجات عطا کرتا ہے اور اسے اس جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ (سنن ثلاثہ' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعيف]

(۵۴۷) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: طُوبٰى لِمَنْ وُجِدَ فی صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفارٌ كَثِيرٌ)) [رواه ابن ماجه وسنده صحيح۔ والبيهقی من حديث الزُّبَيْر مَنْ احَبَّ اَنْ يَسُرَّهُ صَحِيفَتُهُ فَلْيُكْثِرْ فِيها مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ۔]

(۵۴۷) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خوش بختی ہو گی اس شخص کے لیے جس کے نامہ اعمال میں استغفار کثرت سے ہو گا۔ (ابن ماجہ' اس کی سند صحیح ہے اور بیہقی میں بروایت زبیر یہ الفاظ ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کا نامۂ اعمال اسے خوش کر دے اسے اس میں استغفار کثرت سے شامل کرنا چاہئے) [صحيح]

(۵۴۸) ((وَعَنْ اُمِّ عِصْمَةَ العَوْصِيَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ما مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا اِلَّا وَقَفَ المَلَكُ ثَلَاثَ سَاعاتٍ۔ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ مِنْ ذَنْبِهِ لَمْ

(۵۴۸) حضرت ام عصمہ عوصیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کوئی بھی گناہ کرتا ہے تو فرشتہ تین گھڑیاں رُک جاتا ہے اگر وہ اپنے گناہ سے استغفار کر لے تو وہ اسے اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھتا اور قیامت کے دن اللہ اسے عذاب

يكتبه عَلَيْهِ ، وَلَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰه يَوْمَ القِيامَةِ)) [رواه الحاكم، وقَالَ: صحيح الإسناد۔]

نہیں کرے گا۔ (حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے) [ضعیف جداً]

(۵۴۹) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إلى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: وَاذُنُوباهُ وَاذُنُوباهُ، وَاذُنُوباهُ فَقَالَ هذا القَوْلَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاثًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قُلْ: اللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي، فَقَالَها ثُمَّ قَالَ: عُدْ فَعادَ ، ثُمَّ قَالَ: عُدْ فَعَادَ ثُمَّ قَالَ: قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ۔)) [رواه الحاكم، وقَالَ: رواته مدنيون لا يعرف واحد منهم بجرح۔]

(۵۴۹) حضرت عبداللہ بن محمد بن جابر بن عبداللہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! اس نے یہ بات دو یا تین مرتبہ کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہو: اللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوبِي وَرَحْمَتُكَ اَرْجى عِنْدِي مِنْ عَمَلِي، (اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے عمل سے زیادہ اُمید افزاء ہے) پھر فرمایا یہ کلمات پھر کہو، اس نے کہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک بار پھر کہو اس نے کہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اُٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ (حاکم فرماتے ہیں کہ اس کے تمام راوی مدنی ہیں اور ان میں سے کسی پر جرح نہیں ہے) [ضعیف]

كتاب الدعاء وذكر ابوابه

الترغيب في كثرة الدعاء وما جاء في فضله

کثرت دُعاء کی ترغیب وفضیلت

(۵۵۰) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إنَّ اللّٰهَ تَعالَى يَقولُ: انا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ، وَاَنَا مَعَهُ اذا دَعانِي۔)) [متفق عليه]

(۵۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرتا ہوں جس طرح وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے[1] اور میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ سے دُعاء کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

---

(۱) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں اور اس کے ساتھ وہی کرتا ہوں جس کی وہ مجھ سے توقع رکھتا ہے لہٰذا اسے مجھ سے اچھی اُمید رکھنی چاہئے یعنی اُمید خوف پر غالب ہونی چاہئے، یہاں ظن کی تفسیر علم سے بھی ممکن ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ میرے بارہ میں جو یقین وعلم رکھتا ہے کہ اس نے میرے پاس آنا ہے تو میں اس کے یقین وعلم کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔

(۵۵۱) ((وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : الدُّعَاءُ هُوَ العِبَادَةُ ، ثُمَّ قَرَأَ: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي اسْتَجِبْ لَكُمْ۔ الآيه)) [رواه الاربعة واللفظ والترمذی]

(۵۵۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دُعاء ہی عبادت ہے' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (ترجمہ) ''تمہارے ربّ نے فرمایا ہے' مجھ سے دُعا مانگا کرو' میں تمہاری دُعا قبول کروں گا''۔ (سنن اربعہ' یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں) [صحیح]

(۵۵۲) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَسْتَجِيبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ مِنَ الدُّعَاءِ فِي الرَّخَاءِ۔)) [رواه الترمذی والحاكم' واخرجه من حديث سلمان ايضاً' وقَالَ في كل منهما : صحيح الاسناد]

(۵۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا سختیوں اور مصیبتوں کے وقت قبول فرمائے' اسے چاہئے کہ وہ فراخی اور خوشحالی میں بھی کثرت سے دُعا مانگا کرے۔ (ترمذی' حاکم نے اسے بروایت سلمان بھی بیان کیا ہے اور دونوں کے بارہ میں کہا کہ یہ صحیح الاسناد ہیں) [حسن]

(۵۵۳) ((وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ما مِنْ مُسْلِمٍ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي مَسْاَلَةٍ اِلَّا اَعطا اللّٰهُ اِيَّاها: اَمَّا اَنْ يُعَجِّلَها لَهُ' وَاِمَّا اَنْ يَدَّخِرَها له فِي الآخِره)) [رواه احمد بسند لا باس فيه۔]

(۵۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی کسی چیز کے مانگنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنا مُنہ اُٹھاتا ہے (اور دُعا کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز ضرور عطا فرما دیتا ہے' یا اس کے لیے اسے آخرت میں ذخیرہ کر دیتا ہے۔ (احمد نے اسے لا باس بہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۵۵۴) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تعجزوا فِي الدُّعاءِ' فَاِنَّهُ لَنْ يَهْلِكَ مَعَ الدُّعاءِ اَحَدٌ)) [رواه ابن حبان والحاكم]

(۵۵۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دُعاء میں کوتاہی نہ کرو کہ دُعاء کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا[1] (ابن حبان و حاکم) [ضعیف جدًا]

(۵۵۵) ((وَعَنْ سَلْمانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ

(۵۵۵) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ باحیا اور کریم ہے جب کوئی آدمی اپنے

(۱) یہ حدیث سخت ضعیف ہے' ملاحظہ فرمایئے سلسلہ الاحادیث الضعیفہ ج ۲' ص ۲۳۹ (مترجم)

كَرِيمٌ يستحيي اذا رَفَعَ الرَّجُلُ اِلَيْهِ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهما صِفْرًا خائِبَتَيْنِ۔)) [رواه الاربعة اِلا النسائی، وصححه ابن حبان والحاکم۔ الصِفْر بکسر المهملة وسکون الفاء هو الفارغ من کل شیء]

دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتا ہے تو انہیں خالی نامراد لوٹاتے ہوئے اسے حیا آتی ہے (نسائی کے سوا اسے اربعہ نے روایت کیا ہے، ابن حبان و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے صفر کے معنی خالی ہیں) [صحیح]

(۵۵۶) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لا يُغْنى حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ ، وَالدُّعاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، وَاِنَّ الْبَلَاءَ لَيَنْزِلُ فَيلقاهُ الدُّعاءُ فَيَعْتِلجانِ الٰی يَوْمِ الْقِيامَةِ)) [رواه البزار والطبرانی، والحاکم وصححه۔ وقوله يَعْتلِجانِ هو بالجیم ای يتصارعان ويتدافعان۔]

(۵۵۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ احتیاط قضا و قدر سے بچنے میں کچھ فائدہ نہیں دیتی ہاں البتہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا اس (آفت و مصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہو چکی اور اس (آفت و مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دُعا اس سے جا ملتی ہے اور ان دونوں میں قیامت تک کشمکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دُعاء کی برکت سے اس آفت و مصیبت سے بچ جاتا ہے) (طبرانی، بزار، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے یَعْتِلجان کے معنی دونوں کا باہم دگر کشمکش میں مبتلا ہونا ہے) [حسن]

(۵۵۷) ((وَعَنِ ابْنِ مَسْعودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ايضاً قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَزَلَتْ بِهِ فاقة فَاَنْزَلَها بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فاقَتُهُ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهِ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَها بِاللّٰهِ فَيُوشِكُ اللّٰهُ لَهُ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ آجِلٍ)) [رواه ابوداود والترمذی وصححه هو والحاکم۔]

(۵۵۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص پر فاقہ نازل ہو اور وہ اسے لوگوں پر ڈال دے۔[1] تو اس کا فاقہ دور نہ ہوگا اور جس شخص پر فاقہ نازل ہو اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جلد یا بدیر رزق سے نواز ے۔ (ابوداؤد، ترمذی و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

الترغيب فی کلمات يستفتح بها وفی بعض ما جاء فی اسم اللّٰه الاعظم

کلمات استفتاح کی ترغیب اور اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے بارہ میں بعض روایات

(۵۵۸) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبيهِ

(۵۵۸) حضرت عبداللہ بن بُریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے

(۱) یعنی لوگوں سے اس کے ازالہ کے لیے مطالبہ کرے اور اپنے رب کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص اپنے رب سے یہ طلب کرے کہ وہ اس کے رزق میں اضافہ کرے یا اس کی مشکل کو آسان کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعاء کو قبول فرمائے گا اس کی تنگی کو آسانی سے بدل دے گا اور مشکل سے نکلنے کی سبیل پیدا فرما دے گا۔

اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقولُ اللّٰهُمَّ انّي اسألُكَ بِانّي اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا انتَ الاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذى لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ اللّٰهَ بِالاسْمِ الَّذى اذا سُئِلَ بِهٖ اعْطٰى واِذا دُعِيَ بِهٖ أجابَ۔)) [رواه الاربعة الا النسائى وصححه ابن حبان والحاكم وقالَ فى روايته باسمه الاعظم وقال ابن المفضل المقدسى واسناده لا مطعن فيه وليس فى الباب اجود اسنادا منه۔]

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ انِّي أسْاَلُكَ بِاَنّي اشْهَدُ أنَّكَ انتَ اللّٰهُ لا اِلٰهَ اِلَّا انتَ الاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِى لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس نام کے ساتھ سوال کیا ہے جس کے ساتھ سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جس کے ساتھ دُعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے (نسائی کے سوا اربعہ نے روایت کیا اور ابن حبان وحاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے' ایک روایت میں ہے کہ تم نے اللہ کے ''اسم اعظم'' کے ساتھ سوال کیا ہے۔ ابن مفضل مقدسی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں کوئی طعن نہیں اور اس باب میں اس سے زیادہ جید سند والی اور کوئی روایت نہیں ہے) [صحیح]

(۵۵۹) ((وَعَنْ مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا وَهُوَ يَقولُ: يا ذا الْجَلَالِ وَالْاِكْرامِ۔ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِيبَ لَكَ فَسَلْ۔)) [رواه الترمذى وقالَ حديث حسن]

(۵۵۹) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ يا ذا الْجَلَالِ وَالْاِكْرام (اے عظمت وجلال اور احسان واکرام کے مالک) تو فرمایا تم دُعا کرو تمہاری دُعا قبول ہوگی۔ (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۵۶۰) ((وَعَنْ اَبِى اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِمَنْ يَقولُ يا اَرْحَمَ الرَّاحِمينَ۔ فَمَنْ قَالَها ثَلاثًا۔ قَالَ المَلَكُ انَّ ارْحَمَ الرَّاحِمينَ قَدْ اَقْبَلَ عَلَيْكَ فَسَلْ۔)) [رواه الحاكم]

(۵۶۰) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یا ارحم الراحمین کہنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے' جو شخص تین بار یہ کلمہ کہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے تو اس سے سوال کر۔ (حاکم)(۱) [ضعیف]

(۵۶۱) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: اَللّٰهُمَّ انّي

(۵۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے

(۱) اس کی سند میں فضال نامی راوی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں لیس بشیء یعنی کچھ بھی نہیں۔ ازہر

أسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الاحَبِّ إلَيْكَ الَّذِي اذا دُعِيتَ بِهِ اجَبْتَ، وَإذا سُئِلْتَ بِهِ أعْطَيْتَ، وإذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهِ رَحِمْتَ، وَإذا اسْتُفْرِجْتَ بِهِ فَرَّجْتَ۔ قَالَتْ فَقَالَ يَوْمًا يا عائِشَةُ هَلْ عَلِمْتِ أنَّ اللّٰهَ قَدْ دَلَّنِي عَلَى الاسْمِ الَّذِي اذا دُعِيَ بِهِ اجابَ؟ فَقُلْتُ بِابِي وَأمِّي عَلِّمْنِيهِ قَالَ: يَا عَائِشَةُ، انَّهُ لَا يَنْبَغِي لَكِ۔ قَالَتْ: فَتَنَحَّيْتُ، وَجَلَسْتُ ساعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَاسَهُ۔ ثُمَّ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيهِ: قَالَ اِنَّهُ لا يَنْبغي لَكِ يا عَائِشَةُ انْ اُعَلِّمَكِ، اِنَّهُ لا يَنْبغي انْ تَسْالي بِهِ شَيْئًا لِلدُّنيا، قَالَتْ فَقُمْتُ وَتَوضَّاتُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ۔ ثُمَّ قُلْتُ، اللّٰهُمَّ انِّي ادْعُوكَ اللّٰهَ، وَادْعُوكَ الرَّحْمٰنَ، وَادْعُوكَ الْبَرَّ الرَّحِيمَ، وَادْعُوكَ بِاسْمائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّها ما عَلِمْتُ مِنْها وَمَا لَمْ اعْلَمْ: انْ تَغْفِرَ لي وَتَرْحَمَني۔ قَالَتْ فَاسْتَضْحَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: إنَّهُ لَفِي الاسْماءِ الَّتي دَعَوْتِ بِها۔))

[رواہ ابن ماجہ]

اس طاہر‘ طیب‘ مبارک اور پسندیدہ نام سے سوال کرتا ہوں کہ جس کے ذریعہ جب تجھ سے دُعا کی جائے تو تُو قبول فرماتا ہے‘ جب سوال کیا جائے تو پورا فرمادیتا ہے‘ جب رحم طلب کیا جائے تو تُو رحم فرمادیتا ہے اور جب مشکل سے نجات طلب کی جائے تو تُو نجات عطا فرمادیتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا وہ اسم اعظم بتا دیا ہے کہ جس کے ذریعہ دُعا کی جائے تو وہ اسے ضرور قبول فرماتا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں‘ وہ مجھے بھی سکھا دیجئے؟ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا ‘نہیں وہ تمہارے لائق نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں الگ ہوگئی‘ کچھ دیر بیٹھی رہی‘ پھر میں کھڑی ہوئی‘ میں نے آپ کے سر کو بوسہ دیا اور پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے سکھا دیجئے‘ فرمایا نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا وہ تمہارے لائق نہیں کہ میں تمہیں سکھاؤں کیونکہ اس کے ساتھ دُنیا کی کسی چیز کا سوال کرنا زیب نہیں دیتا‘ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں کھڑی ہوئی‘ وضو کیا‘ دو رکعت نماز پڑھی اور پھر کہا: اے اللہ! میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں‘ اے رحمٰن میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں‘ اے بر رحیم میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں‘ میں تیرے ان تمام اسمائے حسنٰی کے ذریعہ دعا کرتی ہوں‘ جن کو میں جانتی ہوں یا نہیں جانتی کہ تو مجھے معاف فرمادے اور مجھ پر رحم فرما۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ہنسنے لگے اور فرمایا کہ وہ اسم اعظم انہی اسماء میں ہے‘ جن کے ساتھ تو نے دُعا کی ہے۔ (ابن ماجہ) [ضعیف]

(۵۶۲) ((وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ اذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَجِلْتَ ايُّها الْمُصَلِّي، اذا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ

(۵۶۲) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا‘ اس نے نماز پڑھی اور کہا اے اللہ تو مجھے معاف فرما دے‘ میرے حال پر رحم فرما‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نماز پڑھنے والے تو نے جلدی کی ہے‘ جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح حمد وثنا بیان کرو جس کا وہ اہل

بِمَا هُوَ اَهْلُهُ وَصَلِّ عَلَيَّ، ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ : ثُمَّ صَلّٰي رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ۔ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : اَيُّها الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ۔)) [رواه احمد والثلاثة ، وحسنه الترمذی، وصححه ابن خزيمة وابن حبان]

ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اور پھر دُعا کرو پھر ایک اور آدمی نے نماز پڑھی، اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی پر درود بھیجا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اے نمازی دُعا کرو، تمہاری دُعا قبول ہوگی۔ (احمد ثلاثہ، ترمذی نے اسے حسن اور ابن خزیمہ وابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۶۳) ((وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : دَعْوَةُ ذِي النُّونِ اِذْ دَعَاه وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوتِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، فَاِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِها رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ۔)) [رواه الترمذی، واللفظ له۔ والنسائی، وصححه الحاكم وزاد في طريق عنده فَقَالَ رَجُلٌ: يا رَسُولَ اللّٰهِ: هَلْ كانَتْ لِيُونُسَ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُومِنِينَ عامَّةً، فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُ إلَى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: فَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ۔]

(۵۶۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یونس کی وہ دُعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی یعنی: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اس کے ساتھ جو مسلمان آدمی جس چیز کے بارہ میں بھی دعا کرے اللہ تعالیٰ اسے ضرور قبول فرماتا ہے (یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں، نسائی، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ قبولیت حضرت یونس کے لیے مخصوص تھی یا سب مومنوں کے لیے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے یہ ارشاد باری تعالیٰ نہیں سنا کہ ہم نے انہیں غم سے نجات بخشی اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں) [صحیح]

الترغيب في الدعاء في السجود ودبر الصلوت وجوف الليل الاخير

سجدہ میں، نمازوں کے آخر میں اور رات کے آخری حصہ میں دُعا کی ترغیب

(۵۶۴)((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : أَقْرَبُ ما يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فاَكْثِروا الدُّعاءَ))[رواه مسلم وابوداوود والنسائی]

(۵۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب سجدہ میں ہوتا ہے لہٰذا سجدہ میں کثرت سے دُعا کرو۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

(۶۶۵) ((وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۵۶۵) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا

قَالَ: قِيلَ يا رَسُولَ اللّٰهِ ایُّ الدُّعاءِ اسْمَعُ؟ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الاخيرَ ، وَدُبُرَ الصَّلواتِ الْمَكْتوباتِ)) [رواه الترمذی، وقَالَ حسن] [صحيح لغيره]

یارسول اللہ! کون سی دُعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا رات کے آخری پہر اور فرض نمازوں کے آخر میں۔ (ترمذی نے اسے حسن کہا ہے)

الترهيب من استبطاء الاجابة وقوله دعوت فلم يستجب لی

قبولیت کوسست سمجھنے یا یہ کہنے پر وعید کہ میں نے دُعا مانگی لیکن قبول نہیں ہوئی

(٥٦٦) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يُسْتَجابُ لاحَدِكُمْ ما لَمْ يَعْجَلْ يقولُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِی۔)) [متفق عليه، وفی رواية لمسلم والترمذی: لَا يَزالُ يُسْتجابُ لِلْعبدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ اوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، ما لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ يا رَسُولَ اللّٰهِ ما الاسْتِعْجالُ قَالَ: يَقولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجْب لی؟ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعاءَ قوله: يَسْتَحْسِرُ ای يمل ويعيا فيترك الدعاء]

(٥٦٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص کی دُعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ کرے اور کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی لیکن میری دُعا قبول نہ ہوئی۔ (متفق علیہ) مسلم و ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ بندے کی دُعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دُعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرنے لگے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا: بندہ یہ کہے میں نے دُعا کی، میں نے دُعا کی لیکن میری دُعا قبول ہوتی نظر نہیں آتی چنانچہ میں وہ اُکتا جاتا ہے اور دُعا ترک کر دیتا ہے۔ یَسْتَحْسِرُ کے معنی اُکتا جانے اور تھک کر دُعا ترک کر دینے کے ہیں)

الترهيب من رفع المصلی راسه الی السماء وقت الدُعاء وان يدعو الانسان وهو غافل عند الدُعاء

بوقت دُعا نمازی کے آسمان کی طرف نظر اُٹھانے اور غفلت کی حالت میں دُعا کرنے پر وعید

(٥٦٧) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَيَنْتَهِيَنَّ اقْوامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصارَهُمْ فِی الصَّلاةِ الَی السَّماءِ، اوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصارَهُمْ۔)) [رواه مسلم]

(٥٦٧) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اُٹھانے سے باز آجائیں گے یا ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔ (مسلم)

(۵۶۸) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُما أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (القُلُوبُ أوْعِيَةٌ وَبَعْضُها اوْعَى مِنْ بَعْضٍ) فَإذا سَالْتُمُ اللّٰهَ عزَّ و جلَّ ايُّها النَّاسُ، فَاسْئَلُوهُ، وَاَنْتُمْ مُوقِنُونَ بالْإجابَةِ فَإنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ لِعَبدٍ دَعَاهُ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ غافِلٍ۔)) [رواه احمد وهو عند الترمذى والحاكم من حديث ابى هُرَيْرَةَ بلفظ ادعُوا اللّٰهَ وانْتُمْ مُوقِنُون بالإجابَةِ۔ واعْلَمُوا انَّ اللّٰهَ لا يَسْتَجِيبُ دُعاءً مِنْ قَلْبٍ غافِلٍ لاهٍ۔]

(۵۶۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دِل ایمان ویقین کے ظرف ہیں۔ ذکر وفکر الٰہی اور استحضار میں ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا اے لوگو! جب تم اللہ عز وجل سے سوال کرو تو اس طرح سوال کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے بندے کی دُعا قبول نہیں فرماتا جو غافل دِل سے دُعا کرے۔ (احمد، ترمذی و حاکم میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لاپرواہ دِل کی دُعا قبول نہیں فرماتا)[حسن لغیرہ]☆

الترهيب من دُعاء الانسان على نفسه وولده وخادمه وماله

اپنے، اپنی اولاد، خادم اور مال کے لیے بددُعا کی ممانعت

(۵۶۹) ((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا تَدْعُوا عَلَى انفُسَكم: وَلَا تَدْعُوا عَلَى اوْلَادكُم، وَلَا تَدْعُوا عَلَى خدمِكم وَلَا تَدْعُوا عَلَى أمْوالِكُمْ لا توافقوا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْالُ فِيها عَطَاءً

(۵۶۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے لیے بددُعا نہ کرو، اپنی اولاد کے لیے بددُعا نہ کرو، اپنے خادموں کو بددُعا نہ دو، اپنے مالوں کے لیے بددُعا نہ کرو[1] کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ایسی گھڑی سے موافقت کر بیٹھو کہ اس میں اللہ سے جو بھی سوال کرو، وہ اسے قبول فرمالے۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن خزیمہ)[2]

---

(۱) آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو اپنی زبانیں کو بددُعاؤں کے لیے کھلا چھوڑنے سے منع فرمایا۔ تلقین کی کہ خود کے لیے اور اپنے اموال کے لیے مصائب و حوادث اور تکلیفیں طلب نہ کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾

اگر اللہ لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی، سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں)

(۲) باب سے موافقت کے لئے مختصر کی بجائے اصل کتاب سے۔ (از ہر)

☆ جملہ یعنی (القلوب اوعية و بعضها أوعى من بعض) کے سوا باقی حدیث حسن لغیرہ ہے۔ (از ہر)

فَيَسْتَجِيبُ لَكُمْ)) [رواه مسلم۔ وابوداؤد و ابن خزيمة]

(۵۷۰) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثُ دَعَوَات لَا شَكَّ فِي إِجَابَتِهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهِ)) [رواه الترمذى]

(۵۷۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دُعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں (۱) مظلوم کی دُعا (۲) مسافر کی دُعا (۳) باپ کی بیٹے پر بد دُعا۔ (ترمذی) [حسن لغيره]

الترغيب في اكثار الصلاة على النبي ﷺ والترهيب من تركها عند ذكره ﷺ

آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کثرت سے درود پڑھنے کی ترغیب اور آپ ﷺ کے ذکر کے وقت درود نہ پڑھنے پر وعید

(۵۷۱) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔)) مسلم، وفي رواية للترمذى مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ۔]

(۵۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ (مسلم، ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا)

(۵۷۲) ((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً)) [رواه الترمذى وحسنه، وابن حبان وصححه۔]

(۵۷۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہوگا۔ (ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغيره]

(۵۷۳) ((وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَكَّلَ بِقَبْرِي مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا اَبْلَغَنِي

(۵۷۳) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے میری قبر کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے اور اسے تمام انسانوں کے نام دے دیئے ہیں تو قیامت تک جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجے گا تو وہ فرشتہ مجھے اس کا

بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ هٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰى عَلَيْكَ۔)) [رواہ البزار]

اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچا دے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ (بزار)[1]

(۵۷۴) ((عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اَحَدًا لَنْ یُصَلِّیَ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا، قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔))

(۵۷۴) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر درود پڑھنا شروع کرے گا تو اس کا درود مجھ تک پہنچا دیا جائے گا حتی کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے، میں نے عرض کیا اور موت کے بعد؟ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ) [حسن لغیرہ]

(۵۷۵) ((وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ۔ فَاِنَّ صَلَاةَ اُمَّتِیْ تُعْرَضُ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ کَانَ اَکْثَرَهُمْ عَلَیَّ صَلَاةً کَانَ اَقْرَبَهُمْ مِنِّیْ مَنْزِلَةً۔)) [رواہ البیهقی]

(۵۷۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ میری اُمت کا درود جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور جو شخص مجھ پر زیادہ درود بھیجے گا وہ میرے زیادہ قریب ہوگا۔ (بیہقی) [حسن لغیرہ]

(۵۷۶) ((وَعَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔)) [رواہ البزار، والطبرانی فی الاوسط]

(۵۷۶) حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ درود پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (اے اللہ! تو محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور تو آپ ﷺ کو قیامت کے دن اپنے پاس خاص تقرب میں جگہ عطا فرما) تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (بزار، طبرانی اوسط) [ضعیف]

(۵۷۷) ((وَعَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: الْبَخِیْلُ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔)) [رواہ

(۵۷۷) حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ (نسائی، ابن حبان و حاکم نے

(۱) محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الترغیب میں ذکر کیا ہے لیکن اس پر کوئی علامت نہیں تاہم سند اس کی حسن ہے۔ واللہ اعلم۔ (ازہر)

النسائی' وصححه ابن حبان والحاکم واخرجه الترمذی لکن قَالَ عن الحسین بن علی عن علی وقَالَ حسن صحیح۔]

اس حدیث کوصحیح قرار دیا ہے' ترمذی نے اسے از حسین بن علی از علی کی سند سے بیان کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۷۸) ((وَعَنِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ لِلّٰه مَلَائِکَةً سَیَّاحِینَ یُبَلِّغونی عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ۔)) [رواه النسائی' وصححه ابن حبان]

(۵۷۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (مقرر کیے ہوئے) ہیں جو (دنیا میں) گھومتے رہتے ہیں اور میری اُمت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں۔ (نسائی' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۷۹) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ما مِنْ احدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ علیَّ رُوحی حتّٰی۔ أرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ۔)) [رواه احمد و ابوداؤد]

(۵۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میری روح مجھ پر لوٹا دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔[1] (احمد' ابوداؤد) [حسن]

کتاب البیوع وذکر ابوابه

الترغیب فی إلاکتساب بالبیع وغیره

تجارت اور دیگر ذرائع سے کمانے کی ترغیب

(۵۸۰) ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ایُّ الْکَسْبِ افضَلُ؟ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِهٖ' وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُورٍ۔)) [رواه الطبرانی فی الاوسط۔

(۵۸۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی کمائی افضل ہے؟ فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر صاف ستھری بیع (یعنی جو دھوکے' فریب' جھوٹی قسم وغیرہ سے پاک ہو)۔ (طبرانی اوسط۔ اس کے راوی ثقہ ہیں) [صحیح]

(۱) ا۔ اس مقام کو سمجھنے کے لیے چند اُمور کا پیشِ نظر رہنا ضروری ہے: ۲۔ ان اُمور کا تعلق احوالِ برزخ سے ہے جو آخرت کی منزل ہے اس لیے ان کا ادراک ہماری محدود عقلوں سے ممکن نہیں۔ ۳۔ جسم کی طرف روح کو لوٹایا جانا اس کے جسم سے جدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اسی کو عرفِ عام میں موت کہا جاتا ہے۔ ۴۔ انبیاء اہلِ دُنیا کے اعتبار سے ''میت'' ہونے کے باوجود حیات سے متصف ہیں۔ اس لیے کہ یہ امر تو شہداء کے لیے بھی ثابت ہے اور اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی نسبت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان حقائق سے تغافل اس حدیث کے بارے میں افراط وتفریط کا باعث بنا۔ کچھ لوگوں نے اس کا انکار ہی کر دیا اور بعض نے اس سے رسول اللہ ﷺ فداہ اروا حنا کے لیے دُنیوی زندگی پر استدلال شروع کر دیا۔ الرفیق الاعلیٰ کی رفعتوں سے ہمکنار ہستی کے لیے پھر سے حیاتِ دنیائے دُوں پر اصرار کرنے والوں کے لیے اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست۔ (از ع۔ ح۔ ازھر)

ورواته ثقات۔]

الترغیب فی ذکر اللّٰہ تعالیٰ فی الاسواق ومواطن الغفلۃ

بازاروں اور غفلت کی جگہوں میں اللہ کے ذکر کی ترغیب

(۵۸۱) ((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لا يَمُوتُ۔ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَى عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ۔)) [رواہ الترمذی وَقَالَ: غریب ۔ قَالَ المصنف رواته ثقات اثبات۔ الا ازھر بن سنان ففیه خلاف۔]

(۵۸۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ پڑھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ..... الخ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اس کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں۔ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ رہنے والا ہے' کبھی نہیں مرے گا۔ اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھ دیتا' ایک لاکھ برائی مٹا دیتا اور اس کا ایک لاکھ درجہ بلند فرما دیتا ہے (ترمذی نے اسے روایت کیا اور ''غریب'' قرار دیا ہے' مصنف فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقات اثبات ہیں ہاں البتہ اس کے ایک راوی ازہر بن سنان کے بارہ میں اختلاف ہے) [حسن لغیرہ]

الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق والاجمال فیه وفی ذم الحرص وحب المال

طلب رزق میں میانہ روی وحسن وخوبی کی ترغیب اور حرص وحب مال کی مذمت

(۵۸۲) ((عَنْ اَبِی حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أجملوا فِی طَلَبِ الدُّنْیَا۔ فَاِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ۔)) [رواہ ابن ماجه۔ واخرجه ابو الشیخ والحاکم بلفظ فَاِنَّ كُلًّا مُيَسَّرٌ لِمَا كُتِبَ لَهٗ مِنْهَا۔]

(۵۸۲) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اچھے طریقے سے طلب کرو[1] کہ ہر شخص کے لیے اس چیز کا حصول آسان کر دیا جائے گا جو اس کے لیے پیدا کی گئی ہے (ابن ماجہ' ابوالشیخ اور حاکم نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ ہر ایک کے لیے دنیا میں سے جو لکھا گیا ہے اس کے لیے آسان کر دیا جائے گا۔ [صحیح]

(۱) شرعاً حلال اور عرفاً خوبصورت اور قابل ستائش ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے جو ذریعہ عطا فرمایا اس پر قناعت کرے۔ (۳) طمع اور لالچ میں اس طرح گرفتار نہ ہو کہ حلال وحرام کی تمیز چھوڑ دے اور ذکر الٰہی سے غافل ہو جائے۔ اس چیز کا حصول آسان کر دیا جائے گا جو دنیا میں سے اس کے لیے لکھی گئی ہے۔

(۵۸۳) ((وَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : یاایُّها النَّاسُ اِنَّ الغِنیَ لَیْسَ عَنْ کَثْرَةِ العَرَضِ۔ وَلٰکِنَّ الْغنیَ غِنَی النَّفْسِ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُؤْتِی عَبْدَهٗ ما کُتِبَ لَهٗ مِنَ الرِّزْقِ فَاَجْمِلُوا فِی الطَّلَبِ، خُذُوا ما حَلَّ وَدَعُوْ ما حرّمَ۔)) [رواہ ابویعلٰی، وسند حسن۔ واوله متفق علیه]

(۵۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! غنا زیادہ ساز و سامان سے نہیں ہے بلکہ اصل غنا تو دِل کی غنا ہے' اللہ عزوجل اپنے بندے کو وہ رزق عطا فرما دیتا ہے جو اس کے لیے لکھا گیا ہے لہٰذا رزق اچھے طریقے سے طلب کرو' جو حلال ہے' وہ لے لو اور جو حرام ہے' اسے چھوڑ دو۔ (ابویعلٰی' اس کی سند حسن ہے' اور اس کا ابتدائی حصہ متفق علیہ ہے) [صحیح لغیرہ]

(۵۸۴) ((وَ عَنْ اَبِی الدَّرْداءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ العَبْدَ کما یَطْلُبُه اجَلُه۔)) [رواہ ابن حبان، والبزار، والطبرانی ولفظه انَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ العَبْدَ اکثَر مِمَّا یَطْلُبُه اَجَلُه۔]

(۵۸۴) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اسے اس کی موت تلاش کرتی ہے۔ (ابن حبان' بزار' طبرانی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ بے شک رزق بندے کو موت سے بھی زیادہ طلب کرتا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۵۸۵) ((وعَنْ اَبِی سَعِیدٍ الخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ : لَوْ فَرَّ اَحَدُکُمْ مِنْ رِزْقِهٖ ادْرَکَهٗ کما یُدْرِکُهُ الْمَوْتُ۔)) [رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر بسند حسن۔]

(۵۸۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اگر رزق سے بھاگ بھی جائے تو رزق اسے اس طرح پا لے گا جس طرح موت پا لیتی ہے۔ (طبرانی اوسط و صغیر بسند حسن) [حسن لغیرہ]

(۵۸۶) ((وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰه ﷺ یَقولُ: خَیْرُ الذِّکْرِ الْخفِیُّ، وَخَیْرُ الرِّزْقِ ما یَکْفِی۔)) [رواہ ابوعوانة، وابن حبان۔]

(۵۸۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔ (ابوعوانہ' ابن حبان) [ضعیف]

(۵۸۷) ((وَعَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ما ذِئْبانِ جائِعانِ اُرْسِلا فی غَنَمٍ بافسدلها مِنْ

(۵۸۷) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے انہیں اس قدر نقصان نہیں پہنچاتے' جس قدر مال و جاہ کی حرص

حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهِ)) [رواه الترمذی، وصححه هو ابن حبان۔]

آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے [1] (ترمذی و ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۵۸۸) ((وعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لا تَشْبَعُ، وَمِنْ دُعاءٍ لا يُسْمَعُ۔)) [رواه النسائی، وهو عند مسلم والترمذی من حديث زيد بن ارقم]

(۵۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا فرمایا کرتے تھے کہ: اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہ دے اور ایسے دِل سے جس میں خشیت نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دُعا سے جو قبول نہ ہو۔ (نسائی۔ مسلم و ترمذی میں یہ حدیث زید بن ارقم سے مروی ہے) [صحیح لغیرہ]

(۵۸۹) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَو كانَ لابْنِ آدَمَ وادِيانِ مِنْ مالٍ لَابْتَغى اِلَيْهِما ثالِثًا، وَلا يَمْلَأ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) [متفق عليه]

(۵۸۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کے لیے اگر مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو بھی تلاش کرے گا' ابن آدم کے پیٹ کو صرف مٹی بھر سکتی ہے اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

الترغيب فی طلب الحلال والاکل منه والترهيب من اكتساب الحرام واكله ولبسه

حلال طلب کرنے اور کھانے کی ترغیب اور حرام کھانے' کمانے اور پہننے پر وعید

(۵۹۰) ((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا۔ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِما اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقالَ يااَيُّها الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا اِنِّی بِما تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ۔ وَقَالَ: يااَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا

(۵۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے [2] پاک ہی کو قبول فرماتا ہے' بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اس چیز کا حکم دیا ہے' جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا تھا' چنانچہ فرمایا: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو' بے شک میں تمہارے اعمال کو جانتا ہوں اور فرمایا: مومنو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں' ان کو کھاؤ۔

(۱) یعنی مال و جاہ کی حرص دین کو اس سے کہیں زیادہ نقصان پہنچاتی ہے جتنا کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

(۲) بے شک اللہ پاک ہے یعنی نقائص سے منزہ ہے' آفات و عیوب سے مقدس ہے' پاک یعنی حلال ہی کو قبول فرماتا ہے' یعنی جو شرعی طریقے سے حاصل کیا گیا ہو اور حیلوں اور شبہات سے پاک ہو۔ (فیض القدیر)

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يطيل السفر اشْعَثَ اغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيه اِلَى السَّماءِ: يا رَبِّ يا ربِّ. وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِىَ بِالْحَرَامِ، فَانّى يُسْتجابُ لِذٰلِكَ؟)) [رواه مسلم والترمذی]

پھر آپ ﷺ نے آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے[1] پراگندہ حال اور غبار آلود ہے' آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتا ہے یا ربّ! یا ربّ لیکن اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا لباس حرام ہے' مالِ حرام سے اس کی پرورش ہوتی ہے تو اس کی دُعا کیسے قبول ہو؟'' (مسلم' ترمذی)

(۵۹۱) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: طَلَبُ الحَلالِ واجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ.)) الطبرانی فی الاوسط وسنده حسن.]

(۵۹۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلب حلال ہر مسلمان کے لیے واجب ہے۔ (طبرانی اوسط' اس کی سند حسن ہے) [ضعیف]

(۵۹۲) ((وَرُوِىَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ انَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الفَرِيضَةِ.)) [رواه الطبرانی والبیهقی]

(۵۹۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طلب حلال فرض کے بعد فرض ہے۔ (طبرانی وبیہقی) [ضعیف]

(۵۹۳) ((وعَنْ اَبِى سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اكَلَ طَيِّبًا، وَعَمِلَ فى سُنَّةٍ، وَاَمِنَ النَّاسُ بوائقه، دَخَلَ الجَنَّةَ. قالوا: يا رَسُولَ اللّٰهِ انَّ هٰذا فِى اُمَّتِكَ اليوم كَثِيرٌ قَالَ: وَسَيَكُونُ فِى قُرُونٍ بَعْدِى.)) [رواه الترمذی وصححه هو الحاکم]

(۵۹۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پاک مال کھائے' سنّت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اس کی شرارتوں[2] سے محفوظ ہوں تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ کی اُمت میں اس وقت ایسے لوگ بہت ہیں۔ فرمایا میرے بعد کی صدیوں میں بھی ہوں گے۔ (ترمذی و حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۵۹۴) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ اذا كُنَّ فِيكَ فَلا عَلَيْكَ ما فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيا:

(۵۹۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں چار چیزیں ہوں اور دنیا کی کوئی چیز نہ ہو تو کوئی حرج نہیں (اور وہ چار چیزیں یہ ہیں) (۱) حفظ امانت

---

(۱) حرام میں ملوث ہونے کی وجہ سے قبولیت دُعا کے متعدد اسباب کا اجتماع بھی اس کے لیے مفید نہیں ہوتا اور اس کی دُعا مردود ہو جاتی ہے۔

(۲) شرارتوں سے مراد ظلم' دھوکا اور ایذا پہنچانا ہے۔ فیض القدیر

حِفْظُ امانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِى طُعْمِةٍ۔)) [رواه احمد والطبرانى بسند حسن۔]

(۲) صدق حدیث (۳) حسن اخلاق اور (۴) کھانے میں پاکیزگی (احمد، طبرانی بسند حسن) [صحیح]

(۵۹۵) ((وَعَنْ اَبِى سَعِيدِ الْخُدرِيِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: اَيُّما رَجُلٍ كَسَبَ مالاً مِنْ حَلالٍ فَاَطْعَمَ نَفْسَهُ۔ اَوْ كَساها، فمن دُونَهُ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ بِهِ زَكاةٌ۔)) [رواه ابن حبان و صححه]

(۵۹۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حلال طریقے سے مال کمائے اور کھائے یا پہنے یا اپنے سوا اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوق کو کھلائے [(۱)] اور پہنائے تو یہ اس کے لیے صدقہ کی طرح بابرکت اور موجب ثواب مال ہوگا۔ (ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۵۹۶) ((وَعَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: وَمَنْ جَمَعَ مَالاً حَراماً ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ اَجْرٌ وَكَانَ اِصره عَلَيْهِ۔)) [رواه ابن خزيمه، وابن حبان، والحاكم]

(۵۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مالِ حرام جمع کرے اور پھر اسے صدقہ کرے اسے اس کا ثواب تو نہیں ملے گا تاہم اس کا بوجھ اور گناہ اس کے دوش پر ہوگا۔ [(۲)] (ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم) [حسن]

(۵۹۷) ((وَعَنْهُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَاْتِى عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لا يُبالِى الْمَرْءُ ما اَخَذَ مِنَ الْحَلالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔)) [رواه البخارى والنسائى، وزاد رزين فيه: فَاِذ ذاكَ لا يُجابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ]

(۵۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ اس نے حلال طریقے سے مال کمایا ہے یا حرام سے (بخاری ونسائی، رزین کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب یہ حالت ہوگی تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی) [(۳)]

(۵۹۸) ((وَعَنْهُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ

(۵۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں کو جہنم میں زیادہ تر کون سی چیز لے

---

(۱) یعنی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے علاوہ دوسروں کو بھی کھلائے اور پہنائے تو اس کا یہ عمل خیر و برکت اور پاکیزگی کا سبب ہوگا۔

(۲) اصر کے لفظ میں تنگی اور کسی کو محبوس کرنے کے معنی ہیں۔ اس لیے یہ لفظ عہد و میثاق کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جب کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ﴾ اور اس پر تم نے مجھ سے عہد کیا اور گناہ اور وبال کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ويضع عنهم اصرهم والاغلال التى كانت عليهم﴾ اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق اتارتا ہے جو ان پر تھے۔ از ہر

(۳) رزین کا روایت کردہ اضافہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ (از ہر)

النَّارَ؟ قَالَ: الْفَمُ، والْفَرْجُ، وسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ تَقْوَى اللّٰهِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔)) (رواه الترمذی و صححه]

جائے گی؟ فرمایا منہ اور شرم گاہ! آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو جنت میں زیادہ کون سی چیز لے جائے گی؟ فرمایا: اللہ کا تقویٰ اور حسن خلق (ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

الترغیب فی الورع وترک الشبهات وما یحوک فی الصدور

تقویٰ اختیار کرنے اور شکوک وشبہات اور دِل میں کھٹکنے والی باتوں کو ترک کرنے کی ترغیب

(۵۹۹) ((عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: الْحَلالُ بَيِّنٌ۔ وَالْحَرامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُما مُشْتَبِهاتٌ لا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِينِهِ وَعِرْضِه، وَمَنْ وَقَعَ فى الشُّبُهاتِ وَقَعَ فى الْحَرامِ كَالرَّاعى يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ ان يرتع فيه الا وَاِنَّ لِكُلِّ مِلِكٍ حِمىً، اَلا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، الا وَاِنَّ فى الجَسَدِ مُضْغَةً إِذا صَلُحَتْ صلُحَ الجسد كُلُّهُ، وإذا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، ألا وَهِيَ الْقَلْبُ۔)) [متفق عليه۔ وفى رواية الترمذى: وَبَيْنَ ذٰلِكَ اُمُورٌ مُشْتَبِهاتٌ لا يَدْرى كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ امِنَ الْحَلَالِ هِيَ امْ مِنَ الْحَرامِ۔ فَمَنْ تَرَكَها اسْتبْراء لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ فَقَدْ سَلِمَ]

(۵۹۹) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بلاشبہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے جو شخص ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا جس طرح وہ چرواہا جو محفوظ چراگاہ کے اردگرد ریوڑ چراتا ہے عین ممکن ہے کہ اس کا ریوڑ چراگاہ میں داخل ہو جائے[1] خبردار! ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ وہ امور ہیں جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے، خبردار! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے۔ (بخاری و مسلم، ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کے درمیان کچھ امور مشتبہات ہیں جن کے بارہ میں بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ یہ حلال میں سے ہیں یا حرام میں سے، جس اپنے دین اور عزت کو بچانے کے لیے ان کو چھوڑ دیا وہ سلامت رہا)

(۶۰۰) ((وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: البِرُّ حُسْنُ الخُلُقِ، وَالْاِثْمُ

(۶۰۰) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو

(۱) رتع کے معنی سرسبزی وشادابی کے ہوتے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ریوڑ اس چراگاہ میں داخل ہو کر چارہ کھانے لگے۔

ما حاكَ في نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ انْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔))[رواه مسلم]

تمہارے جی میں کھٹکے اور تم ناپسند کرو کہ لوگوں کو اس کی خبر ہو۔ (مسلم)

(۶۰۱) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ تَمْرَةً فِى الطَّرِيقِ فَقالَ لَوْ لا اَنِّى اَخَافُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُها۔))[متفق عليه]

(۶۰۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے راستہ میں ایک کھجور پائی تو فرمایا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ شاید یہ صدقہ کی ہو تو میں اسے کھالیتا۔ (بخاری و مسلم)

(۶۰۲) ((وَعَنِ الْحَسنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ دَعْ ما يُرِيبُكَ اِلَى مَا لَا يُرِيبُكَ۔)) [رواه الترمذى، والنسائى وصححه هو وابن حبان۔ واخرجه الطبرانى من حديث واثلة بن الاسقع نحوه، وزاد فيه: قِيلَ فَمَنِ الْوَرِعُ؟ قَالَ الَّذِى يَقِفُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ۔]

(۶۰۲) حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان یاد رکھا ہے کہ جس چیز میں شک ہو اسے ترک کر دو اور جس میں شک نہ ہو تو اسے اختیار کرو۔ (ترمذی، نسائی و ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے، طبرانی نے اسے بروایت واثلہ بن اسقع بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ پوچھا گیا: ''پرہیز گار کون ہے؟'' فرمایا جو شبہ کے پاس رک جاتا ہے) [صحیح]

(۶۰۳) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كانَ لابى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ غُلامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَراجَ ، وَكانَ ابُوبَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِه، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ ابوبَكْرٍ، فَقالَ لَهُ الْغُلَامُ: اَتَدْرِى ما هٰذا؟ قَالَ ابوبَكْرٍ وَما هُوَ؟ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإنْسَانٍ فِى الْجَاهِلِيَّةِ، وَما أُحْسِنُ الْكَهَانَةَ اِلَّا اَنِّى خَدَعْتُهُ، فَلَقِيَنِى فَاَعْطَانِى فَذٰلِكَ هُوَ الَّذِى أَكَلْتَ مِنْهُ، فَاَدْخَلَ ابو بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فى بَطْنِه۔)) [رواه البخارى قوله الخراج هو ما يُعَيِّنُه السَّيِّدُ على عَبدِه

(۶۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو روزانہ اپنی کمائی کی ایک مقررہ مقدار آپ کو ادا کیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسے کھا لیتے تھے ایک دن وہ غلام کوئی چیز لایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھا لیا، غلام نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہے؟ غلام نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کے لیے کہانت کیا کرتا تھا گو کہ میں اچھا کاہن نہیں لیکن میں نے اسے دھوکہ دیا تھا وہ شخص مجھے ملا اور اس نے مجھے اس کہانت کی وجہ سے یہ چیز دی ہے، جو آپ نے کھائی ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈالا اور پیٹ میں جو کچھ تھا اسے قے کر کے باہر نکال دیا (بخاری، اس حدیث میں خراج سے مراد وہ

المکتَسبِ فی کل یوم۔]

مقررہ کمائی ہے جس کی روزانہ ادائیگی کمانے والے غلام پر اس کے آقا کی طرف سے لازم قرار پاتی ہے۔)

(۶۰۴) ((وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَبْلُغُ العَبْدُ أنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حتّٰى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذرًا لِمَا بِهِ بَأْسٌ۔)) [رواه الترمذی ، وحسنه ، وابن ماجه، وصححه الحاكم۔]

(۶۰۴) حضرت عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ متقین میں سے نہیں ہوسکتا جب تک وہ حرج والی چیز سے بچنے کیلئے اس چیز کو بھی ترک نہ کردے جس میں کوئی حرج نہ ہو۔ (ابن ماجہ، ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۶۰۵) ((وعَنْ ابی اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَاَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْاِثْمُ؟ قَالَ: اذا حَاكَ فِی نَفْسِكَ شَیْءٌ فَدَعْهُ۔ قَالَ فَمَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ : إذا ساءَ تْكَ سَيِّئَتُكَ، وَسَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ ، فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔)) [رواه احمد بسند صحيح]

(۶۰۵) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا کہ گناہ کیا ہے؟ فرمایا جب تمہارے جی میں کوئی بات کھٹکے تو اسے چھوڑ دو، اس نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ فرمایا جب تمہاری برائی تمہیں بری لگے اور نیکی اچھی لگے تو تم ایماندار ہو۔ (احمد بسند صحیح) [صحیح]

الترغیب فی السماحة فی البیع والشراء وحسن التقاضی والقضاء

خرید وفروخت میں فراخدلی اور تقاضا کرنے اور ادا کرنے میں خوش اسلوبی کی ترغیب

(۶۰۶) ((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمْحًا اذا بَاعَ ، سَمْحًا اذا اشْتَرى، سَمْحًا اذا اقْتَضى)) [رواه البخاری، وابن ماجه، واللفظ له والترمذی، ولفظه: غَفَرَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ كانَ قَبْلَكُمْ كانَ سَهْلًا اذا بَاعَ۔ سَهْلًا اذا اشْتَرى،]

(۶۰۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو نرم ہے جب وہ بیچے، نرم ہے جب وہ خریدے اور نرم ہے جب وہ تقاضا کرے۔ (بخاری، ابن ماجہ، ترمذی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو معاف فرمائے جو تم سے پہلے تھا اور وہ نرم تھا جب کچھ بیچتا، نرم تھا جب کچھ خریدتا اور نرم تھا جب وہ ادا کرتا۔[1]

(۱) یعنی اپنے حق کے طلب کرنے میں بھی نرمی سے کام لیتا اور اپنے ذمہ کو ادا کرتے ہوئے بھی فراخدلی سے کام لیتا تھا اور اس میں ٹال مٹول سے کام نہ لیتا تھا، اس حدیث میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ معاملات میں نرمی اور اخلاق کریمانہ کا ثبوت دینا چاہئے اور اپنے حق کو طلب کرتے وقت لوگوں کے ساتھ تنگی وسختی کا معاملہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ درگزر کا رویہ اپنانا چاہیے۔ (فتح الباری)

(۶۰۷) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلا اُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، وَمَنْ تَحرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ۔ عَلٰى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ۔)) [رواه الترمذي، وحسنه، والطبراني وزاد: لَيِّنٍ: وسنده جيد، وصححه ابن حبان۔]

(۶۰۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں اس شخص کے بارے میں جو آگ کے لیے حرام ہے اور جس کے لیے آگ حرام ہے، آگ ہر اس شخص پر حرام ہے جو لوگوں کے قریب رہے اور متواضع اور نرم خو ہو (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور طبرانی کی روایت میں لین کا لفظ بھی ہے، اس کی سند جید ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۶۰۸) ((وعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ بِهِ بَعْضُ اَصْحابِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دَعُوهُ فَاِنَّ لِصاحِبِ الْحَقِّ مَقالًا، ثُمَّ قَالَ: اَعْطُوهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ قالُوا يا رَسُولَ اللّٰهِ: لا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ۔ قَالَ: اَعْطُوهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔)) [متفق عليه وهو عند مسلم من حديث ابي رافع بمعناه۔]

(۶۰۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قرض کی واپسی کا تقاضا کرنے لگا اور اس نے کچھ سختی سے بھی کام لیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے ساتھ سختی کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو حق والے کو بات کرنے کا حق حاصل ہے، پھر فرمایا اسے ایک اونٹ دے دو جو اس کے اونٹ کا ہم عمر ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس اس کے اونٹ سے بہتر ہے فرمایا اسے وہی دے دو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو ادا کرنے میں اچھا ہو۔ (بخاری و مسلم، مسلم میں یہ حدیث ابو رافع سے بھی مروی ہے)

(۶۰۹) ((وعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ يَتَقَاضَاهُ قَدِ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ شَطْرَ وَسْقٍ، فَاَعطاهُ وَسْقًا، فَقالَ: نِصْفُ وَسْقٍ لَكَ، وَنِصْفُ وَسْقٍ مِنْ عِنْدِي، ثُمَّ جَاءَ صاحِبُ الْوَسْقِ يَتَقاضَاهُ، فَاَعْطَاهُ وَسْقَيْنِ، فَقالَ: وَسْقٌ لَكَ وَوَسْقٌ مِنْ عِنْدِي۔)) [رواه البزار وسنده لا باس به۔ الشطر: النصف والوسق: ستون صاعًا۔ وقيل: حمل بعير۔]

(۶۰۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک آدمی اپنے اُس نصف وسق کو وصول کرنے آیا جو آپ ﷺ نے اس سے اُدھار لیا تھا، آپ ﷺ نے اسے پورا وسق ادا فرما دیا اور فرمایا کہ نصف وسق تو تیرا ہے اور نصف وسق تیرے لیے میری طرف سے ہے، پھر ایک وسق والا تقاضا کرنے آیا تو آپ نے اسے دو وسق عطا فرما دیئے اور فرمایا ایک وسق تمہارا ہے اور ایک وسق میری طرف سے ہے۔ (بزار، اس کی سند لا باس بہ ہے، شطر کے معنی نصف اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اونٹ کے بوجھ کو وسق کہتے ہیں) [صحیح]

(۶۱۰) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ابی رَبِیعَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ حِینَ غَزا حُنَیْنًا ثَلاثِینَ ، أَوْ اَرْبَعِینَ أَلْفًا ثُمَّ قَضَاها اِیَّاهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فی أَهْلِكَ وَمَالِكَ، إِنَّما جَزاءُ السَّلَفِ الْوَفاءُ، والحَمْدُ۔))[رواه ابن ماجه]

(۶۱۰) حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے غزوۂ حنین کے موقعہ پر تیس یا چالیس ہزار قرض لئے تھے اور پھر انہیں وہ ادا کر دیئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے قرض کا بدلہ یہ ہے کہ اسے پورا ادا کیا جائے اور تعریف کی جائے) [صحیح]

الترغیب فی اقالة النادم

نادم کا سودا واپس کرنے کی ترغیب

(۶۱۱) ((عَنْ اَبی شُرَیْحٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اقال اخاه بَیْعًا اقالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ یَوْمَ القِیامَةِ۔)) [رواه الطبرانی فی الاوسط، ورواته ثقات۔]

(۶۱۱) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کی خریدی ہوئی چیز جس کے خریدنے پر وہ پشیمان ہے، واپس لے لی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کو معاف فرما دے گا۔ (طبرانی اوسط، اس کے راوی ثقہ ہیں) [صحیح لغیرہ]

الترهیب من بخس الکیل والوزن

ناپ تول میں کمی پر وعید

(۶۱۲) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: ما ظَهَرَ الْغُلُولُ فی قَوْمٍ اِلَّا أَلْقَی اللّٰهُ فی قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ، وَلا فَشَا الزِّنا فی قَوْمٍ إِلَّا كَثُرَ فِیهِمُ المَوْتُ، ولا نَقصَ قَوْمٌ المِكیالَ وَالمیزانَ إِلَّا قَطَعَ اللّٰهُ عَنهُمُ الرِّزْقَ، وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ حَقٍّ إِلَّا فَشَا فِیهِمُ الدَّمُ، وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ

(۶۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس قوم میں خیانت پیدا ہو جائے، اس کے دل میں اللہ تعالیٰ رعب ڈال دیتا ہے، جس قوم میں زنا عام ہو جائے اس میں موت کی کثرت ہو جاتی ہے، جو قوم ناپ تول میں کمی کرے، اس کے رزق کو اللہ تعالیٰ کم کر دیتا ہے، جو قوم ناحق فیصلہ کرے اس میں خونریزی عام ہو جاتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرے اس پر اللہ تعالیٰ دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔ (مالک موقوفاً، طبرانی مرفوعاً، ختر کے معنی عہد شکنی کرنا ہے) [ضعیف] (۱)

(۱) اس معنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ابن ماجہ کی روایت کردہ یہ حدیث صحیح لغیرہ کے درجہ کی ہے قال: اقبل علینا رسول اللہ ﷺ فقال یا ===

اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْعَدُوَّ۔)) [رواہ مالك موقوفًا، والطبرانی مرفوعًا۔ والختر بفتح المعجمۃ وسکون المثناۃ ھو الغدر۔]

الترھیب من الغش والترغیب فی النصیحۃ فی البیع وغیرہ

دھوکہ دینے پر وعیداور بیع وغیرہ میں خیر خواہی کی ترغیب

(۶۱۳) ((عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السَّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔))[رواہ مسلم]

(۶۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جوشخص ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو ہمیں دھوکا دے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔(مسلم)

(۶۱۴) ((وَعَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ عَلٰی صُبْرَۃِ طعامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہُ فِیھا فَنَالَ فی اَصبعِہِ بَلَلًا فَقالَ مَا ھٰذا یا صاحِبَ الطَّعامِ؟ قَالَ اَصابَتْہُ السَّماءُ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ أفَلَا جَعَلْتَہُ فَوْقَ الطَّعامِ حتّٰی یَرَاہُ النَّاسُ۔ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔)) [رواہ مسلم، وفی روایۃ الترمذی: من غش]

(۶۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل فرمایا۔ آپ ﷺ کی انگلیاں تر ہو گئیں فرمایا غلے والے یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ بارش سے گیلا ہو گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا گیلے غلے کو اوپر کیوں نہ کر دیا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم، ترمذی کی روایت میں مَنْ غَشَّنَا کے بجائے من غش ہے)

(۶۱۵) ((وَعَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰہُ

(۶۱۵) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

= معشر المھاجرین ...... الخ ۔ترجمہ: اے گروہ مہاجرین پانچ خصلتیں ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اور اللہ کی پناہ کہ تم انہیں پاؤ۔ کسی قوم میں جب فحاشی ظاہر ہو جائے یہاں تک کہ وہ علانیہ کرنے لگیں تو ان میں طاعون پھوٹ پڑتی ہے اور ایسی بیماریاں جو ان کے گزرنے والے آباؤ اجداد میں نہیں تھیں۔ اور وہ ماپ تول میں کمی کرتے ہیں تو قحط سالی، گزران کی تنگی اور حکمران کی سختی میں پکڑ لیے جاتے ہیں۔ اور اپنے اموال کی زکاۃ روک لیتے ہیں تو ان سے آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر حیوانات نہ ہوں تو ان پر بالکل بارش نہ ہو۔

اللہ اور اس کے رسول سے کیا ہوا عہد توڑتے ہیں تو ان پر اجنبی دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے جو ان کے ہاتھوں سے بعض چیزیں لے جاتے ہیں۔

اور جونہی ان کے حکام کتاب اللہ اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بہترین شریعت کے مطابق فیصلے کرنے کی بجائے کچھ اور کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی جنگی قوت آپس میں صرف کرا دیتا ہے۔

عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْتِ اللّٰهِ، وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ۔)) [رواه ابن ماجه]

رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے واضح کئے بغیر کسی عیب والی چیز کو بیچ دیا وہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ) [ضعیف جدا]

(٦١٦) ((وَعَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ۔ قُلْنَا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَعَامَّتِهِمْ۔)) [رواه مسلم]

(٦١٦) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک دین اخلاص و خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کے لیے خیر خواہی یا رسول اللہ! فرمایا اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے حکام اور عوام کے لئے۔ (مسلم)

(٦١٧) ((وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَا يَهْتَمُّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ، وَمَنْ لَمْ يُصْبِحْ وَيُمْسِ نَاصِحًا لِلّٰهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِكِتَابِهِ وَلِإِمَامِهِ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ)) [رواه الطبراني]

(٦١٧) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے معاملہ کی طرف توجہ نہ دے وہ ان میں سے نہیں ہے اور جو صبح و شام اللہ، اس کے رسول، اس کی کتاب، اس کے امام اور عامۃ المسلمین کے لیے اخلاص اور خیر خواہی میں نہ گزارے، وہ ان میں سے نہیں ہے۔ (طبرانی) [ضعیف]

(٦١٨) ((وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔)) [متفق عليه۔ وعند ابن حبان: لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔]

(٦١٨) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا، جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے (متفق علیہ، ابن حبان کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی اس وقت تک حقیقت ایمان کو نہیں پا سکتا جب تک لوگوں کے لیے بھی وہ پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے)

الترهيب من الاحتكار

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

(٦١٩) ((عَنْ مَعْمَرِ بْنِ أَبِي مَعْمَرٍ وَقِيلَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَضْلَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

(٦١٩) حضرت معمر بن ابی معمر سے۔۔۔ کہا گیا ہے کہ وہ ابن عبد اللہ بن نضلہ ہیں۔۔۔ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ : مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خاطئ)) [رواه مسلم وابو داوود، والترمذی۔ وصححه وابن ماجه۔ ولفظهما قَالَ: لَا يَحْتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ۔] (۲)

فرمایا کہ جو شخص ذخیرہ اندوزی کرے وہ خطا کار ہے۔ (۱) (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی وابن ماجہ کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ صرف خطا کار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے)

ترغيب التجار فى الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف وان كانوا صادقين

تاجروں کو سچ بولنے کی ترغیب، جھوٹ کی مذمت اور قسم کھانے کی ممانعت خواہ وہ سچے ہوں

(۶۲۰) ((عَنْ اَبِى سَعِيدٍ الْخُدرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الامِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ۔)) [الترمذی، وحسنه، ورواه ابن ماجه من حديث ابن عمر بلفظ: التَّاجِرُ الامِينُ الصَّدُوقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيامَةِ۔]

(۶۲۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ امانت دار، سچا اور مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا) [صحيح لغيره]

(۶۲۱) ((وَرُوِىَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : التَّاجِرُ الصَّدُوقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيامَةِ۔)) [رواه الاصبهانى۔ اقول: والبغوى فى شرح السنة۔]

(۶۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوگا۔ (اصفہانی۔ میں کہتا ہوں کہ اسے بغوی نے شرح السنہ میں بیان کیا ہے) [موضوع]

(۶۲۲) ((وَرُوِىَ عَنْ اَبِى اُمَامَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ التَّاجِرَ اذا كانَ فِيهِ ارْبَعُ خِصالٍ طابَ كَسْبُهُ: اذا شَرَى لَم يَذُمَّ ،

(۶۲۲) حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر میں جب چار خوبیاں ہوں تو اس کی کمائی پاک ہوتی ہے (۱) جب خریدے تو اس کی خرابی بیان نہ کرے (۲) جب بیچے تو اس

(۱) خاطی کے معنی نافرمان اور گناہگار کے ہیں، یہ حدیث صراحت کے ساتھ ذخیرہ اندوزی کی حرمت پر دلالت کناں ہے۔ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ جو ذخیرہ اندوزی حرام ہے اس کا تعلق خاص طور پر کھانے پینے کی چیزوں سے ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مہنگائی کے وقت کھانے پینے کی اشیاء کو خریدنے اور فی الحال نہ بیچے بلکہ انہیں ذخیرہ کرلے تاکہ اس کی قیمت میں اور بھی اضافہ ہو، کھانے پینے کے علاوہ دیگر اشیاء کی ذخیرہ اندوزی حرام نہیں ہے۔ (شرح النووی علی مسلم)

(۲) یہ الفاظ بھی صحیح مسلم میں ہیں۔ (ازھر)

واذا باعَ لَمْ يَمْدَحْ ، وَلَمْ يُدَلِّسْ فى البَيْعِ ، وَلَمْ يَحْلِفْ فِيما بَيْنَ ذٰلِكَ)) [رواه الاصبهاني واخرجه هو والبيهقي من حديث معاذ ، بلفظ اِنَّ اطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذينَ اذا حَدَّثُوا لم يَكْذِبو۔ وَاِذا ائْتُمِنُوا لَمْ يَخُونوا۔ وَاِذا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا، وَاِذا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا۔ وَاِذا بَاعُوا لَمْ يَمْدَحُوا، وَاِذا كانَ عَلَيْهِمْ، لم يمطلوا واِذا كانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوا]

کی خوبی بیان نہ کرے (۳) نہ بیچتے ہوئے کوئی عیب چھپائے اور (۴) نہ اس دوران کوئی قسم کھائے (اصبہانی' اصبہانی وبیہقی نے اسے بروایت حضرت معاذ ان الفاظ میں بھی بیان کیا ہے کہ سب سے پاکیزہ کمائی تاجروں کی کمائی ہے' بشرطیکہ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں' امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں' وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں' خریدیں تو اس کی خرابی بیان نہ کریں' بیچیں تو اس کی تعریف نہ کریں' جب ان کے ذمہ قرض ہو تو اس کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کریں[1] اور جب انہوں نے قرض لینا ہو تو مقروض کو تنگ نہ کریں) [ضعیف]

(٦٢٣) ((عَنْ اسْماعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ رِفاعَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الى المُصَلّٰى فَرأى النَّاسَ يَتَبايَعُونَ: فَقالَ: يا مَعْشَرَ التُّجَّارِ، فاسْتَجابُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَرَفَعُوا اَعْناقَهُمْ وَاَبْصارَهُمْ اِلَيْهِ، فَقالَ: اِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ القِيامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ۔)) [رواه الترمذى وصححه، وابن ماجه، وصححه ابن حبان، والحاكم۔]

(٦٢٣) اسماعیل بن عبید بن رفاعہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ کی طرف نکلے تو وہاں آپ ﷺ نے لوگوں کو خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اے گروہ تجار! لوگوں نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کی طرف اپنی گردنیں اور نظریں اٹھائیں' آپ ﷺ نے فرمایا تاجروں کو قیامت کے دن فاجروں کے طور پر اٹھایا جائے گا سوائے اس کے جو اللہ سے ڈر گیا اور نیکی کی اور سچ بولا۔ (ابن ماجہ' ترمذی' ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

(٦٢٤) ((وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّما الْحَلِفُ حِنْثٌ ، اَوْ نَدَمٌ۔)) [رواه ابن ماجه، وصححه ابن حبان۔]

(٦٢٤) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلف گناہ یا ندامت ہے۔ (ابن ماجہ' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [منکر]

(٦٢٥) ((وعَنْ اَبى ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

(٦٢٥) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱) یعنی جو چیز خریدنا چاہتے ہیں اس کی قیمت کم لگانے کے لیے اس میں نقص نہیں نکالتے اور جو چیز بیچنا چاہ رہے ہیں اُس کی بے جا تعریف نہیں کرتے۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقُلْتُ خَابُوا وَخَسِرُوا، وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ الْمُسْبِلُ۔ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ۔)) [رواه مسلم' والاربعة۔ وعند ابن ماجه الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ۔]

فرمایا تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ انہیں نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا: میں نے عرض کیا: یہ لوگ تو خائب و خاسر ہو گئے' یارسول اللہ ﷺ! یہ کون ہیں؟ فرمایا: (۱) اپنے کپڑے کو لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) اپنے سودے کو جھوٹی قسم کے ساتھ بیچنے والا (مسلم' اربعہ' ابن ماجہ کی روایت میں المسبل ازارہ والمنان عطاہ کے الفاظ ہیں یعنی اپنی چادر کو (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا اور اپنے عطیہ پر احسان جتلانے والا)

(۶۲۶) ((وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ أَعْرَابِيٌّ بِشَاةٍ فَقُلْتُ: تَبِيعُهَا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ؟ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ، ثُمَّ بَاعَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ۔)) [رواه ابن حبان]

(۶۲۶) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بکری کے ساتھ گزرا تو میں نے اس سے کہا کہ بکری کو تین درہم میں بیچو گے؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! مگر پھر اس نے اسے بیچ دیا' میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے اپنی آخرت کو دنیا کے بدلہ میں بیچ دیا۔ (ابن حبان)

الترهيب من خيانة احد الشريكين الْآخر

دو حصہ داروں میں سے ایک کے لیے دوسرے کی خیانت پر وعید

(۶۲۷) ((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: انا ثالث الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِذَا خَانَ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا۔)) [رواه ابوداود۔ والحاكم' و قال صحيح الاسناد' وزاد رزين في آخره وَجَاءَ الشَّيْطَانُ' واخرجه الدارقطني بلفظ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الشَّرِيكَيْنِ ما لَمْ يَخُنْ

(۶۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ دو حصہ داروں میں تیسرا میں ہوں[1] جب تک ان میں سے ایک دوسرے کی خیانت نہیں کرتا اور جب وہ خیانت کرتا تو میں ان دونوں کے درمیان میں سے نکل جاتا ہوں۔ (ابوداؤد) حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے اور رزین کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ پھر ان کے پاس شیطان آ جاتا ہے۔ دارقطنی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں' اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دو حصہ داروں پر ہے بشرطیکہ ان میں سے ایک دوسرے کی

(۱) جب تک وہ دونوں امین رہیں اللہ کی مدد اور برکت ان کے شامل حال رہتی ہے اور جب وہ خیانت شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دور ہو جاتا اور شیطان ان کا شریک بن جاتا ہے۔

اَحَدُھُما صاحِبَهُ، فَإِذا خانَ احدُھُما صَاحِبَهُ رَفَعها عَنْهُما۔]

خیانت نہ کرے اور جب ایک دوسرے کی خیانت کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے اپنے ہاتھ کو اُٹھالیتا ہے) [ضعیف]

الترھیب من التفریق بین الوالدة وولدھا بالبیع ونحوه

بیع وغیرہ میں ماں اور اس کے بچّے میں جدائی ڈالنے پر وعید

(٦٢٨) ((عَنْ اَبِی اَیُّوبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِھا فَرَّقَ اللّٰهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ احِبَّتِهِ یَوْمَ القِیامَةِ۔)) [رواہ الترمذی، وحسنه، والحاکم، والدارقطنی، وَقَالَ الحاکم صحیح الاسناد۔]

(٦٢٨) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ماں اور اس کے بچّے میں جدائی ڈالے گا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے محبوبوں میں جدائی ڈال دے گا۔ (ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ بیہقی) [صحیح]

الترھیب من الدین وترغیب المستدین والمتزوج ان ینویا الوفاء والمبادرة الی قضاء دین المیت

قرض لینے سے پرہیز کی تلقین' قرض لینے والے اور شادی کرنے والے کے لیے وفا کی نیّت کی ترغیب اور میّت کے قرض کو جلد ادا کرنے کی تلقین

(٦٢٩) ((عَنْ اَبِی سَعِیدِ الخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسولَ اللّٰهِ ﷺ: یَقُولُ اعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْکُفرِ' وَالدَّیْنِ، فَقالَ: رَجُلٌ یا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، أتَعْدِلُ الْکُفرَ بِالدَّیْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔)) [رواہ النسائی، والحاکم، وصححه]

(٦٢٩) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتا ہوئے سنا کہ میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کفر قرض کے برابر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (نسائی' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(٦٣٠) ((وعَنْ اَبی ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اخَذَ امْوالَ النَّاسِ یُرِیدُ اداءَ ھا أدَّی اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ اخَذَ امْوالَ النَّاسِ یُرِیدُ إتْلافَھا أتْلَفَهُ

(٦٣٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے اموال لے اور انہیں ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا اور جو شخص لوگوں کے اموال لے اور انہیں تلف کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تلف کر

اللّٰهُ)) [رواه البخاری، وابن ماجه]

دے گا۔ (بخاری وابن ماجہ)

(٦٣١) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِي دَيْنًا ثُمَّ جهد في قضائه، ثُمَّ مات قَبْلَ أنْ يَقْضِيَهُ فَأنَا وَلِيُّهُ)) [رواه احمد بسند جيد، وابويعلى، والطبراني في الاوسط۔]

(٦٣١) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری اُمت کے قرض کو اُٹھائے پھر اس کے ادا کرنے کی کوشش کرے[1] اور ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا میں ولی ہوں۔ (احمد بسند جید۔ ابویعلی، طبرانی اوسط) [صحیح]

(٦٣٢) ((وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حذيفة قَالَ: كَانَتْ مَيْمُونَةَ تَدَّانُ فَتُكْثِرُ فقالَ لَهَا أهْلُها في ذٰلِكَ، وَلَامُوها وَوَجَدُوا عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: لا اتْرُكُ الدَّيْنَ، وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيلِي وَصَفِيِّي ﷺ يَقُولُ: ما مِنْ احَدٍ يَدَّانُ دَيْنًا يَعْلَمُ اللّٰهُ أنَّهُ يُرِيدُ قَضاءَهُ إلَّا أدَّاهُ عَنْهُ في الدُّنيا۔)) [رواه النسائي، وابن ماجه، وصححه ابن حبان۔]

(٦٣٢) حضرت عمران بن حذیفہ[2] سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کثرت سے قرض لیتی تھیں، چنانچہ اس سلسلہ میں ان کے گھر والوں نے ان سے بہت کچھ کہا بلکہ ملامت کی اور ناراضی کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں قرض کو ترک نہ کروں گی کیونکہ میں نے اپنے دوست اور محبوب ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی سے قرض لیتا ہے اور یہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اسے ادا بھی کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور دُنیا ہی میں اس کے قرض کو ادا کر دے گا۔ (نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(٦٣٣) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إنَّ اللّٰهَ مَعَ الدَّائِنِ حتّٰى يَقْضِي دَيْنَهُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيما يَكْرَهُهُ اللّٰهُ۔ فَكانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِخازِنِه، اذْهَبْ فَخُذ لي بِدينٍ فَإنِّي أكْرَهُ أنْ ابِيتَ لَيْلَةً إلَّا وَاللّٰهُ مَعِي۔)) [رواه ابن ماجه بسند حسن۔ وصححه الحاكم]

(٦٣٣) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہے حتیٰ کہ وہ اپنے قرض کو ادا کرے (بشرطیکہ قرض کسی ایسے کام کے لیے نہ لیا ہو جو اللہ کو ناپسند ہو۔ عبداللہ بن جعفر اپنے خازن سے فرماتے جاؤ میرے لئے قرض لے لو کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ اللہ کے ساتھ کے بغیر ایک رات بھی گزاروں) ابن ماجہ بسند حسن، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

---

(۱) یعنی وسعت وطاقت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(۲) مطبوعہ میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہے تصحیح سنن نسائی سے کی گئی ہے۔ (ازھر)

(۶۳۴) ((وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدًا حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ قِبَلَ السَّمَاءِ، ثُمَّ خَفَضَ بَصَرَهُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، مَا أُنْزِلَ مِنَ التَّشْدِيدِ. قَالَ: حَتّٰى إِذَا كَانَ الْغَدُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْنَا: مَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نَزَلَ؟ قَالَ فِي الدَّيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ قُتِلَ رَجُلٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ عَاشَ، ثُمَّ قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يُقْضٰى دَيْنُهُ۔)) [رواہ النسائي، والطبراني في الاوسط، والحاكم واللفظ له، وقال صحيح الاسناد۔]

(۶۳۴) محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جگہ تشریف فرما تھے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے آپ نے اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اُٹھایا، پھر آنکھ کو جھکایا اور اپنے دست مبارک کو پیشانی اقدس پر رکھا اور فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ!! کس قدر سخت حکم نازل ہوا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اگلے دن میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا سخت حکم نازل ہوا ہے؟ فرمایا: یہ حکم قرض کے بارہ میں نازل ہوا ہے، اس ذاتِ اقدس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہو، پھر زندہ ہو اور پھر شہید ہو اور اس پر قرض ہو تو وہ اس وقت تک جنّت میں داخل نہ ہوگا جب تک اس کے قرض کو ادا نہ کر دیا جائے۔ (نسائی، طبرانی اوسط۔ یہ الفاظ حاکم کی روایت کے ہیں اور انہوں نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے) [حسن]

(۶۳۵) ((وَعَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِي نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا۔ أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً۔)) [رواہ ابوداود، والبيهقي]

(۶۳۵) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی فوت ہو اور اس پر قرض ہو اور اس کی ادائیگی کے لیے وہ کچھ نہ چھوڑے۔ (ابوداؤد، بیہقی) [ضعیف]

(۶۳۶) ((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ۔)) [رواہ احمد، والترمذي، وحسنه، وابن ماجه، وصححه ابن حبان ولفظه ما كان عليه دين۔]

(۶۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا نفس اس کے قرض کے ساتھ اس وقت تک معلق رہتا ہے جب تک اسے ادا نہیں کر دیا جاتا۔ (احمد، ابن ماجہ، ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۶۳۷) ((قَالَ الْمُؤَلِّفُ وَقَدْ صَحَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

(۶۳۷) مؤلف فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا جس پر

كانَ يُؤتٰی بالرجل الميت عليه الدين۔ فيسال هل ترك للاينه قضاء۔ فان حدث انه ترك وفاء صلى عليه، والا قَالَ: صلوا على صاحبكم، فلما فتح الله عليه الفتوح قَالَ: انا اولى المومنين من انفسهم، فمن توفى وعليه دين فعلى قضاء ه، ومن ترك مالا فهو لورثته۔))
[رواه مسلم]

قرض ہوتا تو آپ ﷺ اس سے پوچھتے کہ اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کیلئے مال چھوڑا ہے؟ اگر بیان کیا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ اس سے قرض ادا ہوسکتا ہے تو آپ ﷺ اسکی نمازِ جنازہ پڑھا دیتے وگرنہ فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو اور جب اللہ نے فتوحات سے نوازا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی مؤمنوں پر انکی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں لہذا جو شخص فوت ہوا اور اس پر قرض ہو تو اسکا ادا کرنا میرے ذمہ اور جو مال چھوڑے تو وہ اسکے وارثوں کیلئے ہے۔

الترغيب فى كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والماسور

مقروض، مغموم، سخت غمگین اور اسیر کے لیے دعائیں پڑھنے کی ترغیب

(٦٣٨) ((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَ هُ فَقَالَ: اِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَاَعِنِّي فَقَالَ: اَلا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جبل صبير دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ، قُلِ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ مَنْ سِوَاكَ۔)) [رواه الترمذى، و حسنه، والحاكم، وصححه۔]

(٦٣٨) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک مکاتب[1] غلام آیا اور اس نے کہا کہ میں مکاتبت کی ادائیگی سے عاجز آ گیا ہوں لہذا میری مدد کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے اگر صبیر[2] پہاڑ جتنا قرض بھی تمہارے ذمہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا، کہو اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (اے اللہ! تو مجھے اپنا حلال رزق دے کر حرام سے بچا دے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے)۔ (ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے)

[حسن]

(٦٣٩) ((وَعَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِنَ الانصارِ

(٦٣٩) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ابواُمامہ نامی ایک انصاری صحابی کو وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا ابواُمامہ! اس وقت

(۱) مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جو مال معینہ ادا کر کے آزادی حاصل کرے۔

(۲) صبیر ایک پہاڑ کا نام ہے اسے صبور بھی پڑھا گیا ہے۔

يُقالُ لَهُ: ابو اُمامَةَ جالِسًا فِيهِ۔ فَقالَ يا اَبا اُمامَةَ مَالي اَراكَ جَالِسًا في المَسْجِدِ في غيرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟ قَالَ هُمُومٌ لَزِمَتني؛ وَدُيُونٌ يا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ اَلا اُعَلِّمُكَ كَلامًا اذا قُلْتَهُ اَذْهَبَ اللّٰهُ عزَّ وَجلَّ هَمَّكَ وَقَضى عَنْكَ دَيْنَكَ؟ فَقالَ: بَلٰى يا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ قُلْ: اِذا اَصْبَحْتَ، وَاِذا اَمْسَيْتَ: اَللّٰهُمَّ انّي اَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالحزنِ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ العَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجالِ۔ قَالَ: فَقُلْتُ ذٰلِكَ، فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّي، وَقَضَى عَنّي دَيْني۔)) [رواه ابو داؤد]

مسجد میں کیوں بیٹھے ہو؟ ابھی نماز کا وقت تو نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے غموں اور قرضوں نے جکڑ رکھا ہے' فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ سکھا دوں کہ جب تم اسے پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہارے غموں کو دور کر دے اور تمہارے قرضوں کو ادا فرما دے' اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا صبح و شام یہ پڑھو اللھم فی ...... الرجال (اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر و پریشانی اور رنج و غم سے اور پناہ مانگتا ہوں عاجزی و کاہلی سے اور پناہ مانگتا ہوں کنجوسی و بزدلی سے اور پناہ مانگتا ہوں قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے) اس نے کہا کہ میں نے جب ان کلمات کو کہا تو اللہ تعالیٰ نے میرے غم دور اور قرض ادا فرما دیئے۔ (ابوداؤد) [ضعیف]

(٦٤٠)((وَعَنْ ابى بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَلِماتُ المَكْرُوبِ: اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ ارْجُو، فَلَا تَكِلْني اِلَى نَفْسي طَرْفَةَ عَيْنٍ، واَصْلِحْ لِي شانِي كُلَّهُ۔)) [رواه الطبراني، وصححه ابن حبان، وزاد في آخره: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔]

(٦٤٠) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غمزدہ انسان کو یہ کلمات پڑھنے چاہئیں اللھم ۔۔۔۔ شانی (اے اللہ میں تیری رحمت ہی کی امید رکھتا ہوں پس تو مجھے پلک جھپکنے کے لیے میرے نفس کے سپرد نہ کر اور میرے سب کام درست فرما دے)۔ (طبرانی' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ لا الٰہ الا انت (تیرے سوا کوئی معبود نہیں) [حسن]

(٦٤١) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لا يَحْتَسِبُ۔)) [رواه الاربعة الا الترمذي والحاكم، وقالَ صحيح الاسناد

(٦٤١) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کثرت کے ساتھ استغفار کرتا رہے گا' اللہ تعالیٰ اسے ہر تنگی سے رہائی اور ہر غم و فکر سے نجات عطا فرمائے گا اور جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو گا وہاں سے اسے رزق عطا فرمائے گا۔ (اربعہ سوائے ترمذی کے نیز حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا اور بروایت حکم بن مصعب بیان کیا ہے) [ضعیف]

وهو من رواية الحكم بن مصعب۔]

(۶۴۲) ((وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها قالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: آلَا اُعَلِّمُكِ كَلِماتٍ تَقُولِينَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ، أَوْ فِي الْكَرْبِ، اللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّي لا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔)) [رواه ابوداوود واللفظ له، والنسائی، وابن ماجه، وفي رواية للطبراني في الدعاء۔ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُ رَبِّي لا اشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ثَلاثَ مَرَّاتٍ، وزاد فيه: انه كان آخر كلام عمر بن عبد العزيز عند الموت۔]

(۶۴۲) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں ایسے کلمات نہ سکھادوں جو تم غم و فکر کے موقعہ پر پڑھا کرو؟ وہ کلمات یہ ہیں: اللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا (اللہ اللہ میرا پروردگار ہے، میں اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا) (یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی نے الدعاء میں یہ ذکر کیا ہے کہ اسے تین بار یہ کلمات کہنے چاہئیں اللہ ربی لا اشرک بہ شیئا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ موت کے وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زبان پر یہ آخری الفاظ تھے)

[صحیح]

(۶۴۳) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كان يقولُ عِنْدَ الْكَرْبِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ربُّ الْعَرْشِ الْعظيم، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔)) [متفق عليه والترمذى في الاولى: العليم الحليم۔ والنسائى وابن ماجه الحليم والكريم۔ وفي الاخيرتين سُبْحَانَ اللّٰهِ بدل لا اله الا اللّٰه۔]

(۶۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غم و فکر کے موقعہ پر یہ کلمات پڑھا کرتے تھے لَا اِلٰهَ ...... الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت ہی بردبار اور بہت ہی بزرگ ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرشِ عظیم کا ربّ ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور جو عرش کریم کا مالک ہے)۔ (بخاری و مسلم، ترمذی نے پہلے کلمہ میں العَلِيم الحَكِيم نسائی و ابن ماجہ نے الحلیم والکریم اور آخری دو جملوں میں لا الہ الا اللہ کے بجائے سبحان اللہ ذکر فرمایا ہے۔

(۶۴۴) ((وَعَنِ ابْنِ مسعود رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: آلا اُعَلِّمُكَ الْكَلماتِ الَّتِي تَكَلَّمَ بِها مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ جاوَزَ الْبَحْرَ بِبَنِي اِسْرائيلَ؟ فَقُلْنا بَلٰى يا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ قُولُوا: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى، وَاَنْتَ

(۶۴۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جن کو موسیٰ نے بنی اسرائیل کے ساتھ دریا کو عبور کرتے ہوئے پڑھا تھا، ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ضرور ارشاد فرمائیے، فرمایا: کہو اَللّٰهُمَّ ۔۔۔ العلی العظیم (اے اللہ تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے، تیری ہی طرف شکایت ہے، تجھی سے مدد مطلوب ہے اور ہر طاقت اور ہر قوت صرف

الْمُسْتَعَانُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فما تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔)) [رواه الطبراني في الصغير بسند جيد۔]

اللہ ہی کی جانب ہے جو بلند و بالا اور عظمتوں والا ہے) عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے ان کلمات کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کبھی ترک نہیں کیا۔ (طبرانی صغیر بسند جید) [ضعیف]

(۶۴۵) ((وَعَنْ ابی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ما كَرَبَنِي اَمْرٌ اِلَّا تَمَثَّلَ لِي جِبْرائِيلُ فَقَالَ: يا مُحَمَّدُ قُلْ: تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰه الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا۔ اِلي آخر السُّورة۔))[1] [رواه الطبراني وصححه الحاكم]

(۶۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جب بھی کوئی غم و فکر لاحق ہوا تو جبریل نے میرے سامنے حاضر ہو کر کہا اے محمد ﷺ یہ کہو توكلت ...... ولدا ...... آخر سورۃ تک (طبرانی، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

الترهيب من اليمين الكاذبة الغموس (وسميت غموسًا بفتح المعجمة وبالسين المهملة لانها تغمس الحالف في الاثم الذي قد يفضي به إلى النار)

جھوٹی قسم پر وعید (جھوٹی قسم کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے جو اسے جہنم تک لے جا سکتا ہے)

(۶۴۶) ((عَنِ ابن مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلى مالِ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبانُ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ثُمَّ قَرَاَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِصْداقَهُ مِنْ كِتابِ اللّٰه ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾ الي آخر الآية۔ وفي رواية فَدَخَلَ الاشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ ، فَقالَ كانَ بَيْنِي

(۶۴۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ناحق قسم کھا کر کسی مسلمان بھائی کا مال لے لیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ اللہ اس سے بہت ناراض ہو گا۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر اس کے مصداق آنحضرت ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی (ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان اور اپنی قسموں کے بدلہ میں تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیوی منفعت حاصل کرتے ہیں) ایک روایت میں ہے کہ اشعث بن قیس آئے اور انہوں نے کہا

(۱) سورۂ اسراء (قل الحمدللّٰه الذی لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك ولم يكن له ولى من الذل و كبره تكبير

وبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي بِئْرٍ، فَقالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: شاهِداكَ، اوْ يَمِينُهُ، قُلْتُ: إذًا يَحْلِفُ ولا يُبالي، فَقالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِها مالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيها فَاجِرٌ لقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبانُ۔ ونزلت الآية۔))[متفق عليه]

کہ میرا اور ایک آدمی کا کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دو گواہ پیش کرو یا تمہارا مد مقابل قسم اُٹھائے گا' میں نے عرض کیا کہ وہ تو قسم اُٹھالے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم اُٹھائی[1] تا کہ مسلمان آدمی کے مال کو لے لے اور وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے بہت ناراض ہوگا' اسی موقعہ پر مذکورہ آیت نازل ہوئی (بخاری و مسلم)

(۶۴۷) ((وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْبَرْصَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحَجِّ بَيْنَ الجَمْرَتَيْنِ، وَهُوَ يَقُولُ: مَنِ اقْتَطَعَ مالَ اخِيهِ بِيَمِينٍ فاجِرَةٍ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لِيُبَلِّغْ شاهِدُكُمْ غائِبَكُم مَرَّتَيْن، اوْ ثَلاثًا۔)) [رواه الحاكم، واللفظ له والطبراني، وصححه ابن حبان ولفظه: فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔]

(۶۴۷) حضرت حارث بن برصاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج کے موقعہ پر دونوں جمروں کے درمیان یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے جھوٹی قسم کے ساتھ اپنے بھائی کے مال کو لے لیا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے اور آپ ﷺ نے دو یا تین بار یہ بھی فرمایا کہ جو تم میں سے حاضر ہیں وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں (یہ الفاظ حاکم کی روایت کے ہیں' طبرانی' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا اور الفاظ یہ بیان کیے ہیں کہ وہ گھر جہنم میں بنالے) [صحیح]

(۶۴۸) ((وَعَنْ عِمْرانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ مَصْبُورَةٍ كاذِبَةٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) [رواه ابوداوود والحاكم۔ قَالَ الخطابي المصبورة۔ اللازمة التي تحبس صاحبها' وهي يمين الصبر' واصل الصبر: الحبس' ومنه قولهم: قتل صبراً اى حبس على القتل وقهر عليه۔]

(۶۴۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھے (ابوداؤد' حاکم' خطابی فرماتے ہیں کہ مصبورہ اس قسم کو کہتے ہیں جو اس شخص پر لازم قرار دی جائے جس کے بارہ میں کھائی گئی ہو اور اسے وہ روک دینے والی ہو اسے یمین صبر بھی کہتے ہیں' صبر کے اصل معنی روک دینے اور بند کردینے کے ہوتے ہیں قتل صبرا کے معنی جسے باندھ کر اور تشدد کر کے قتل کیا گیا ہو) [صحیح]

[1] (يمين صبر يقتطع) یعنی قسم اس پر لازم کر دیتا اور اسے روک رکھتا ہے کیونکہ قسم جس کے بارہ میں اُٹھائی گئی ہو اس کے لیے حکم کو لازم کر دیتی ہے' اسے مصبورہ بھی کہتے ہیں اگرچہ حقیقت میں صاحب قسم مصبور ہوتا ہے کیونکہ وہ قسم کی وجہ سے روکا گیا ہوتا ہے' اس کی طرف نسبت مجازاً ہے (النہایہ) یعنی وہ قسم کے ساتھ مسلمان آدمی کے مال کو چھین کر اپنی ملکیت میں لے لیتا ہے۔

(۶۴۹) ((وَعَنْ ابی اُمامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِیَمِینِهِ۔ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ: وَحَرَّمَ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ۔ قَالُوا: وَاِنْ کَانَ شَیئًا یَسِیرًا یا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَاِن کَانَ قَضِیبًا مِنْ اَرَاكٍ۔)) [رواه مسلم ' والنسائی وابن ماجه، ومالك، وکرر الکلام الاخیر۔]

(۶۴۹) حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قسم کے ساتھ کسی مسلمان آدمی کے حق کو چھینتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم کی آگ کو واجب قرار دیتا ہے اور جنّت کو اس کے لیے حرام قرار دے دیتا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خواہ معمولی چیز ہو فرمایا خواہ پیلو کی چھڑی ہو (مسلم' نسائی' ابن ماجہ' مالک' امام مالک کی روایت میں آخری جملہ دوبار ہے)

(۶۵۰) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: قَالَ: الْکَبَائِرُ: الِاشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَیْنِ، والْیَمِینُ الغَمُوسُ))[رواه البخاری والترمذی والنسائی وفی روایة اَنَّ اَعْرَابِیًّا جاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ ، فَقَالَ یا رَسُولَ اللّٰهِ ما الْکَبائِرُ قَالَ الِاشْراكُ باللّٰهِ، قَالَ: ثُمَّ ماذا؟ قَالَ: الْیَمِینُ الغَمُوسُ، قَالَ وما الْیَمِینُ الغَمُوسُ؟ قَالَ الَّذی یَقْتَطِعُ مالَ امرِیءٍ مُسلم، یَعنی بِیَمینٍ هُوَ فیها هوَ کاذِبٌ۔]

(۶۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرما کبیرہ گناہ یہ ہیں (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) جھوٹی قسم کھانا (بخاری' ترمذی' نسائی) ایک روایت میں ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اس نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا جھوٹی قسم اس نے عرض کیا جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ فرمایا جس جھوٹی قسم کے ساتھ وہ کسی مسلمان آدمی کا مال چھین لے۔

(۶۵۱) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَیْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مِنْ اَکْبَرِ الْکَبائِرِ: الِاشْراكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوالِدَیْنِ، وَالْیَمِینُ الغَمُوسُ۔ وَالَّذی نَفْسی بِیَدِهِ لا یَحْلِفُ رَجُلٌ عَلٰی مِثْلِ جَنَاحِ بَعُوضَةٍ اِلَّا کانتْ کَیَّةً فی قَلْبِهِ یَوْمَ القِیامَةِ۔)) [رواه الترمذی، وحسنه، وابن حبان، واللفظ له، والطبرانی فی الاوسط،

(۶۵۱) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) جھوٹی قسم کھانا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آدمی مچھر کے پر جتنی چیز پر بھی قسم کھائے تو وہ قیامت کے دن اس کے دل پر داغ ہوگی (ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے' یہ الفاظ ابن حبان کی روایت کے ہیں' طبرانی اوسط' بیہقی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص بھی اللہ کے ایسی قسم کھاتا ہے جس پر فیصلہ موقوف ہے

والبیهقی ولفظه: وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰه یَمِینَ صَبْرٍ فَاَدْخَلَ فِیهَا مِثْلَ جَنَاحِ الْبَعُوضَةِ اِلَّا کَانَتْ نُکْتَةٌ فِی قَلْبِهٖ یَوْمَ الْقِیامَةِ' وفی روایة الترمذی الا جُعِلَتْ۔]

اوراس میں مچھر کے پر جتنا جھوٹ داخل کر دیتا ہے تو وہ قسم قیامت کے دن اس کے دل پر نکتہ بن جائے گی اور ترمذی کی روایت میں کانت کی بجائے جعلت کا لفظ ہے۔ [حسن صحیح]

الترھیب من الربا و الغصب

سود اور غصب پر وعید

(۶۵۲) ((عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ آکِلَ الرِّبَا ومُوْکِلَهُ۔)) [رواہ مسلم' والنسائی' وزاد فیه ابوداود والترمذی وشَاهِدَیْهِ' وَکَاتِبَهُ۔ واَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِیثِ جابرٍ بزیادةِ شَاهِدَیْهِ وَکَاتِبَهُ' وزادَ فِیهِ: وقَالَ هُمْ سَوَاء ولاحمد۔ وابی یعلیٰ' وابن خزیمة ' وابن حبان' من وجه آخر عن ابن مسعود آکِلُ الرِّبا ومُوکِلُهُ وشَاهِداهُ وکاتِبُهُ اذا عَلِمُوا بِهٖ مَلْعُونُونَ عَلٰی لِسانِ مُحمَّدٍ ' زاد ابن خزیمة' وابن حبان' فی آخره۔ یَوْمَ الْقِیامَةِ۔]

(۶۵۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے (مسلم' ترمذی' ابوداؤد و ترمذی کی روایت میں دونوں گواہوں اور کاتب کا بھی ذکر ہے۔ مسلم نے بھی بروایت جابر دونوں گواہوں اور کاتب کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ احمد' ابویعلیٰ' ابن خزیمہ' ابن حبان نے ایک دوسری سند کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ سود کھانے والا' کھلانے والا' دونوں گواہ اور کاتب جب جانتے ہوں تو وہ محمد ﷺ کی زبانی ملعون ہیں۔ ابن خزیمہ و ابن حبان نے اس کے آخر میں قیامت کے دن کا ذکر کیا ہے)

(۶۵۳) ((وَعَنْ عَوْنِ بْنِ ابی جُحَیْفَةَ عَنْ ابیهِ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الوَاشِمَةَ۔ والْمُسْتَوْشِمَةَ وآکِلَ الرِّبا' ومُوکِلَهُ۔)) [رواہ البخاری' ابو داود]

(۶۵۳) حضرت عون بن جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی[1] عورت پر اور سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری و ابوداؤد)

(۶۵۴) ((وَعَنْ ابی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۶۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۱) وشم کے معنی یہ ہیں کہ سوئی کے ساتھ جلد میں سوراخ کر کے اسے سرمہ یا نیل کے ساتھ بھر دیا جائے جس سے نیلے یا سبز نشان پڑ جاتے ہیں واشمہ گودنے والی اور مستوشمہ گدوانے والی عورت کو کہتے ہیں۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔)) [رواه ابن ماجه، والبيهقي والحوب بضم المهملة: الاثم۔]

نے فرمایا سود کے ستر گناہ ہیں جن میں سے کم تر ماں سے نکاح کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ، بیہقی حوب کے معنی گناہ ہیں) [صحیح لغیرہ]

(۶۵۵) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّشْتَرٰى الثمرة حتّٰى تطعم قَالَ اذا ظَهَرَ الرِّبَا وَالزِّنَا فِي قَرْيَةٍ اَحَلُّوا بِاَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ۔)) [رواه الحاكم، وقَالَ صحيح الاسناد]

(۶۵۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ پھل پکنے سے پہلے خریدا جائے اور فرمایا کہ جس بستی میں سود ظاہر اور بدکاری ہو جائے تو وہ اپنے آپ پر عذابِ الٰہی اُتارتی ہے۔ (حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے) [حسن لغیرہ]

(۶۵۶) ((عَنْ عَمْرِو بْنِ العاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّبَا اِلَّا اُخِذُوا بِالسَّنَةِ، وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرشا اِلَّا اُخِذُوا بِالرُّعْبِ۔)) [رواه احمد]

(۶۵۶) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں سود ظاہر ہو جائے وہ قحط سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت(۱) ظاہر ہو جائے وہ رعب میں گرفتار ہو جاتی ہے۔ (احمد) [ضعیف]

(۶۵۷) ((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَا اَحَدٌ اَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا اِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهٖ اِلٰى قِلَّةٍ۔)) [رواه ابن ماجه، وصححه الحاكم، وفي رواية له. الرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ اِلٰى قُلٍّ۔

(۶۵۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی سود زیادہ لیتا ہے اس کا **انجام قلت کی طرف** ہوتا ہے (ابن ماجہ، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ایک روایت میں ہے سود خواہ زیادہ بھی ہو تو اس کا انجام کمی ہوتا ہے)(۲) [صحیح]

(۱) الرشا، رشوت کی جمع ہے اس کے معنی ہیں کسی کو کچھ دے کر اپنی ضرورت و حاجت کو پانا، راشی کے معنی رشوت دینے والا اور مرتشی کے معنی رشوت لینے والا اور رائش جو دونوں کے مابین معاملہ طے کرنے والا ہو کہ اس سے کچھ زیادہ کروائے اور اس کے کچھ کم کروائے (نہایہ ۲/۲۶۲) یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ ایک تو اس کی سند میں مرادی اور عمرو کے درمیان انقطاع ہے، دوم مرادی مجہول ہے سوم عبداللہ بن سلیمان صدوق یخطئی اور چہارم اسکی سند میں عبداللہ بن لہیعہ بھی ہے جو کہ ''سیئی الحفظ'' ہے سلسلہ ضعیفہ ج ۳ ص ۳۸۲۔۳۸۳ (مترجم)

(۲) قُل ضمہ کے ساتھ ہے، اس کے معنی قلت ہیں جس طرح ذل کے معنی ذلت ہوتے ہیں یعنی فوری طور پر اگرچہ اس سے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن انجام کار اس سے مال میں کمی ہوتی ہے جیسا کہ سود کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سود کو نابود یعنی بے برکت کرتا اور خیرات (کی برکت) کو بڑھاتا ہے۔ (البقرہ: ۲۷۶)

(٦٥٨) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ ظَلَمَ قيد شِبرٍ مِنَ الارْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِينَ۔)) [متفق عليه۔ ولمسلم من حديث ابى هُرَيْرَةَ: لا يَاْخُذُ اَحَدٌ شِبْرًا مِنَ الارْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ اِلَّا طَوَّقَهُ اللّٰهُ اِلَى سَبْعِ اَرضِينَ يَوْمَ القِيامَةِ۔ قَوْلُهُ طُوِّقَهُ قِيلَ: اَرادَ طَوْقَ التَّكْلِيفِ لا طَوْقَ التَّقْلِيدِ وَهُوَ اَنْ يُطَوَّقَ حَمْلَها يَوْمَ الْقِيامَةِ، اى يُكَلَّفَه وَقِيلَ: الْمُرادُ بِهِ يُخْسَفُ بِهِ الارْضُ فَيَصِيرُ فى عُنُقِهِ كَالطَّوْقِ، ورجحه البغوى، واحتج بحديث ابن عمر بلفظ مَنْ اَخَذَ مِنَ الارْضِ شِبْرًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيامَةِ اِلَى سَبْعِ اَرَضِينَ۔ وهو عند البخارى]

(٦٥٨) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم سے چھینی تو اتنے حصہ کا ساتوں زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم۔ مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ جو شخص ناحق ایک بالشت برابر زمین بھی لے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساتوں زمینوں سے اتنے حصے کا طوق اس کے گلے میں ڈالے گا' کہا گیا ہے کہ اس سے مراد طوق تکلیف ہے' طوق تقلید نہیں یعنی قیامت کے دن اسے ساتوں زمینوں کے اُٹھانے کی تکلیف دی جائے گی' یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور زمین طوق کی طرح اسکی گردن میں ہوگی' بغوی نے اس معنی کو ترجیح دی ہے اور انہوں نے حدیث ابن عمر سے استدلال کیا ہے' جس میں الفاظ یہ ہیں کہ جس نے ناحق ایک بالشت بھر زمین لی تو اسے قیامت کے دن ساتوں زمینوں میں دھنسا دیا جائے گا۔ بخاری)

(٦٥٩) ((وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقولُ: اَيُّما رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الارْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّ و جلَّ اَنْ يَحْفِرَهُ حتّٰى يَبْلُغَ بِهِ سَبْعَ اَرَضِينَ، ثُمَّ يُطَوَّقَهُ يَوْمَ الْقِيامَةِ حتى يَقْضى بَيْنَ النَّاسِ۔)) [رواه احمد ، والطبرانى، وصححه ابن حبان، وفى رواية لاحمد: مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّها كُلِّفَ اَنْ يَحْمِلَ تُرابَهَا اِلَى الْمَحْشَرِ وفى رواية للطبرانى: مَنْ ظَلَمَ مِنَ الارْضِ شِبْرًا كُلِّفَ اَنْ يَحْفِرَهُ حتّٰى يَبْلُغَ الْمَاءَ ثُمَّ يَحْمِلَهُ اِلَى الْمَحْشَرِ۔]

(٦٥٩) حضرت یعلٰی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے بالشت برابر زمین بھی ظلم سے لی تو اللہ تعالیٰ اسے حکم دے گا کہ اسے کھودو حتی کہ وہ ساتویں زمین تک پہنچ جائے گا پھر قیامت کے دن لوگوں میں فیصلہ ہونے تک اسے اس کا طوق پہنایا جائے گا (احمد' طبرانی' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ احمد کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ناحق کسی زمین پر قبضہ کیا اسے یہ حکم دیا جائے گا کہ وہ اس کی مٹی کو محشر تک اُٹھا کر لے جائے۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لی اسے حکم ہوگا کہ اسے پانی تک کھودے اور پھر اسے محشر تک اُٹھا کر لائے) [صحیح]

(۶۶۰) ((وَعَنْ وائل بن حجر[1] رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ : مَنْ غَصَبَ رَجُلًا اَرْضًا ظُلْمًا لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبانُ۔)) [رواہ الطبرانی]

(۶۶۰) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی آدمی کی ظلم سے زمین چھین لی تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس طرح ملے گا کہ وہ اس سے سخت ناراض ہوگا) [صحیح]

(۶۶۱) ((وَعَنْ ابی حُمَیدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ انْ یَأْخُذَ عَصا أخِیہِ بِغَیْرِ طِیبِ نَفْسٍ مِنْہُ، قَالَ ذٰلِکَ لِشِدَّۃِ ما حَرَّمَ اللّٰہُ مِنْ مالِ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ۔)) [رواہ ابن حبان فی صحیحہ۔]

(۶۶۱) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی رضامندی کے بغیر لے' آپ ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر دوسرے مسلمان کے مال کو شدید حرام قرار دیا ہے۔ (صحیح ابن حبان) [صحیح]

الترھیب من البناء فوق الحاجۃ تفاخراً وتکاثراً

اظہارِ فخر وکثرت کے لیے عمارت بنانے پر وعید

(۶۶۲) ((عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ یَوْمًا وَنَحْنُ مَعَہُ، فَرَاٰی قُبَّۃً مُشْرِفَۃً فَقالَ: مَا ھٰذِہٖ؟ قَالَ اَصْحابُہُ: لِفُلانٍ رجُلٍ مِنَ الانْصارِ فَسَکَتَ وَحَمَلَھا فِی نَفْسِہٖ حتّٰی إذا جاءَ صَاحِبُھا رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ ، وَسَلَّمَ عَلَیْہِ فِی النَّاسِ، فَاَعْرَضَ عَنْہُ، صَنَعَ ذٰلِکَ مِرَارًا حتّٰی عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ مِنْہُ وَالِاعْراضَ عَنْہُ، فَشَکٰی ذٰلِکَ اِلَی اصْحَابِہٖ، فَقالَ: وَاللّٰہِ انِّی لَاُنْکِرُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ ، قَالُوا: خَرَجَ فرَاٰی قُبَّتَکَ، فَرَجَعَ اِلَی قُبَّتِہٖ، فَھَدَمَھا حتّٰی سَوَّاھا بالارْضِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ ذاتَ یَوْمٍ فلمْ یرھا

(۶۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر نکلے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے' آپ ﷺ نے ایک بالا خانہ دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک انصاری کا نام لیتے ہوئے بتایا کہ یہ فلاں شخص کا ہے آپ ﷺ سن کر خاموش ہوگئے لیکن اسے اپنے دِل میں رکھا حتیٰ کہ اس بالا خانے کا مالک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرما لیا' اس نے کئی بار یہ کیا حتیٰ کہ اسے معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ اس سے ناراض ہونے کی وجہ سے اعراض فرما رہے ہیں' اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے مزاج کو بدلا ہوا پاتا ہوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور تمہارا بالا خانہ دیکھا تھا' وہ شخص

(۱) اصل میں عبداللہ اور مختصر میں عبداللہ یعنی بن مسعود ہے تصحیح۔ صحیح الترغیب للمحدث الالبانیؒ سے کی گئی ہے۔ (ازھر)

قَالَ: ما فَعَلتِ القُبَّةُ قَالُوا: شَكَى الينا صاحِبُها اعْراضكِ عَنهُ، فاخبَرْناهُ، فَهَدَمَها فَقالَ: اِنَّ كُلَّ بناءٍ وبالٌ عَلَى صاحِبِهِ الَّا ما لا - اِلَّا مالا)) [رواه ابوداود واللفظ له-]

اپنے بالا خانہ کی طرف آیا اور اسے گرا کر زمین کے برابر کر دیا' پھر رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر نکلے تو دیکھا کہ وہ بالا خانہ نہیں ہے' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ بالا خانہ کیا ہوا؟ صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا اس کے مالک نے ہمارے پاس آپ ﷺ کے اعراض فرمانے کا ذکر کیا تو ہم نے اس کا سبب اسے بتا دیا تو اس نے اسے گرا دیا' آپ ﷺ نے فرمایا ہر عمارت اپنے مالک کے لیے وبال جان ہوگی سوائے اس کے کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو! سوائے اس کے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ (ابوداؤد) [حسن صحیح]

(۲۶۳) ((وَعَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اذا ارادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا خَضَّرَ لَهُ في اللَّبِنِ وَالطِّينِ حتّٰى يَبْني-)) [رواه الطبرانی بسند جید' ورواه في الاوسط من حديث ابی بشير الانصاری بلفظ: اذا اَرَادَ اللّٰهُ بِعبدٍ هَوَانًا اَنْفَقَ مالَهُ في الْبُنْيانِ-]

(۲۶۳) حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے بارہ میں برا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے لیے اینٹ اور گارے کو محبوب بنا دیتا ہے[1] اور وہ اس سے عمارت بنانا شروع کر دیتا ہے (طبرانی بسند جید اور اوسط میں ابو بشیر انصاری کی روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ ذلت و رسوائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مال کو عمارت بنانے میں خرچ کروا دیتا ہے) [ضعیف]

الترهيب من منع الاجير أجره والامر بتعجيل اعطائه

مزدور کی مزدوری روکنے پر وعید اور اسے جلد ادا کرنے کا حکم

(۲۶۴) ((عَنْ ابی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ تَعالٰى ثَلَاثَةٌ اَنَا خصمهم يَوْمَ الْقِيامَةِ وَمَنْ كُنْتُ خصمَهُ

(۲۶۴) حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں' جن سے قیامت کے دن میں خود جھگڑا کروں گا[2] اور جس سے میں جھگڑا

(۱) یعنی اینٹ اور گارے کی زینت اور محبت اس کے دل میں پیدا کر دیتا ہے۔ اللبن لَبنه کی جمع ہے اس کے معنی کچی یا پکی اینٹ کے ہیں مُراد یہ ہے کہ یہ کام اسے اداء واجبات سے مشغول کر دیتا ہے' زندگی کو اس کے لئے مزین بنا دیتا ہے اور موت کو بھلا دیتا ہے' یہ ارشاد نبوی ﷺ اس عمارت کے لیے ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور جس کی تعمیر سے مقصود رضاءِ الٰہی نہ ہو۔

(۲) یعنی میں ان کے خلاف ہوں اور انہیں سزا دوں گا یوں تو اللہ تعالیٰ تمام ظالموں سے جھگڑا کرے گا مگر ان تین قسموں کے لوگوں پر سختی و تشدید کی اس نے صراحت فرما دی ہے۔

خَصَمْتُهُ: رَجُلٌ أعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهٗ۔)) [رواہ البخاری، وابن ماجه]

کروں اس پر غالب رہتا ہوں: (۱) جس نے میرے نام کی قسم کھا کر وعدہ کیا اور پھر اسے توڑ دیا (۲) جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھالی (۳) جس نے کسی شخص کو مزدوری پر رکھا اور کام تو اس سے پورا لیا مگر اس کی مزدوری اسے نہ دی۔ (بخاری، ابن ماجہ)

(٦٦٥) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، اعْطُوا الاجِيرَ اجْرَهٗ قَبْلَ انْ يَجِفَّ عَرَقُهٗ۔)) [رواہ ابن ماجه وامن رواته عبدالرحمٰن بن زيد بن اسلم وهو ضعيف وقد وثقة بعضهم، وَرُوِي عن أبي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مثله ، رواہ ابویعلٰی، واخرجه الطبرانی فی الاوسط من حديث جابر، وفي الجملة فهو مع غرابته يكتسب قوة بكثرة الطرق۔]

(٦٦٥) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کو اس کی مزدوری، اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ (ابن ماجہ، اس کے راویوں میں سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہے، بعض ائمہ نے اسے ثقہ بھی قرار دیا ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت اسی طرح مروی ہے اور اسے ابویعلٰی نے روایت کیا ہے جبکہ ''طبرانی اوسط'' میں یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ فی الجملہ یہ روایت اگرچہ غریب ہے مگر کثرتِ طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے) [صحيح لغيره]

ترغيب المملوك في أداء حق الله وحق مواليه

مملوک کو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرنے کی ترغیب

(٦٦٦) ((عَنِ ابن عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما أنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إنَّ الْعَبْدَ إذا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ)) [متفق عليه]

(٦٦٦) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی غلام اپنے آقا کے ساتھ اخلاص رکھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی احسن طریقے سے کرے تو اسے دوبارا اجر و ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ترهيب العبد من الاباق من سيده

غلام کے لیے اپنے آقا کو چھوڑ کر بھاگ جانے پر وعید

(٦٦٧) ((عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : أيما عبد أبَقَ فَقَدْ

(٦٦٧) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام بھاگ جائے اس سے ذمہ اُٹھ جاتا ہے۔[1] (مسلم،

(۱) یعنی اسلام کی پناہ جاتی رہتی ہے یا پہلے اس کی جو رعایت ہوتی تھی وہ نہ ہوگی اور مالک کو اختیار ہوگا اسے مارنے کا اور اسے باندھنے کا۔

بَرئت مِنهُ الذِّمَّةُ۔)) [رواه مسلم، وفي رواية له: اذا ابَقَ العَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاةٌ۔ وفي رواية: فَقَدْ كَفَرَ حتّٰى يَرْجِعَ۔]

ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' ایک اور روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے الا یہ کہ وہ واپس آ جائے)

(٦٦٨) ((وَعَنْ جَابِر بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ لا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلاةٌ، وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ الَي السَّماءِ حَسَنَةٌ، وفيه: وَالعَبْدُ الْابِقُ حتّٰى يَرْجِعَ فَيضَعَ يَدَهُ فِي يَدِ مَوَالِيهِ۔)) [رواه الطبراني في الاوسط، وصححه ابن خزيمة وابن حبان]

(٦٦٨) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں' جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ آسمان کی طرف ان کی کوئی نیکی جاتی ہے[1] اس حدیث میں اس غلام کا بھی ذکر ہے جو بھاگ جائے الا یہ کہ وہ واپس آ کر اپنا ہاتھ اپنے آقاؤں کے ہاتھ میں رکھ دے۔ (طبرانی اوسط' ابن خزیمہ و ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)[2] [ضعيف]

(٦٦٩) ((وَعَنْ جابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّما عَبْدٍ مَاتَ فِي إباقِهِ دَخَلَ النَّارَ۔ وَلَوْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) [رواه الطبراني في الاوسط بسند حسن۔]

(٦٦٩) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فرار ہونے کی حالت میں فوت ہوا وہ جہنم میں جائے گا خواہ وہ اللہ کے راستہ میں شہید ہو۔ (طبرانی اوسط' بسند حسن) [ضعيف]

الترغيب في العتق والترهيب من اعتباد الحر وبيعه

آزاد کرنے کی ترغیب اور آزاد کو غلام بنانے اور اسے بیچنے پر وعید

(٦٧٠) ((عَنْ ابي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ايما رجل أعتَقَ أمرأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔)) [متفق عليه، وفي رواية للترمذي: مَنْ اعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا

(٦٧٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلہ میں اس کے ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا۔ (بخاری و مسلم۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی مسلمان کی گردن کو آزاد کیا تو اس کے ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے ایک عضو کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا حتی کہ اس

(۱) حدیث کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: (۱) نشہ میں مدہوش حتی کہ ہوش میں آ جائے۔ (۲) وہ عورت جس سے اس کا خاوند ناراض ہو۔

(۲) یہ حدیث ضعیف ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سلسلہ ضعیفہ ج ۳ ص ۱۸۹۔۱۹۰۔

مِنْهُ مِنَ النَّارِ حتّٰی فَرْجَهُ بِفَرْجِهٖ وفی روایة الصحیحین من طریق سعید بْنِ مَرْجانَة راویه عَنْ ابی هُرَیْرَةَ قَالَ سَعِیدٌ: فَانْطَلَقْتُ بِهٖ الی عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ فَعَمَدَ إِلَی عَبْدٍ لَهُ قَدْ أَعْطِی بِهٖ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشَرة آلافِ دِرْهَمٍ أو أَلْفَ دِینارٍ فَأَعْتَقَهُ۔]

کی شرم گاہ کے بدلہ میں اس کی شرم گاہ کو جہنم سے آزادی عطا فرما دے گا۔ صحیحین کی ایک روایت میں (جو بطریق سعید بن مرجانہ ہے جو کہ ابو ہریرہؓ سے اس حدیث کے راوی ہیں) کہ سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث جب علی بن حسین کو سنائی تو انہوں نے اپنے ایک غلام کو جس کے بدلے عبداللہ بن جعفر نے انہیں دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار کی پیش کش کی تھی' آزاد کر دیا)

(٦٧١) ((وَعَنْ ابی اُمامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنه عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ أَیُّما امْرِیءٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرًا مُسْلِمًا کانَ فِکاکَهُ مِنَ النَّارِ یُجْزِئ کُلُّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ وَأَیُّما امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اعْتَقَ امْرَأتَیْنِ مُسْلِمَتَیْنِ کانَتَا فِکاکَهُ مِنَ النَّارِ یُجْزِئ کُلُّ عُضْوٍ مِنْهُما عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔)) [رواه الترمذی وقَالَ حسن صحیح۔ وأخرجه ابن ماجه' من حدیث کعب بن مرّة ورواه احمد وابو داوود من حدیث کعب بن مرّة أو مرّة بن کعب السلمی وزاد فیه: وَأَیُّما امْرأةٍ مُسْلِمَةٍ اعْتَقَتِ امْرأةً مُسْلِمَةً کانَتْ فِکاکَهَا مِنَ النَّارِ یُجْزِئ کُلُّ عُضْوٍ مِنْ اعْضائِها عُضْوًا مِنْ اعْضائِها۔]

(٦٧١) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو آزاد کرے تو اس کے ہر عضو اس کا ہر عضو کے بدلہ میں جہنم سے آزادی حاصل کر لیتا ہے اور جو مسلمان دو مسلمان عورتوں کو آزاد کرے تو ان کا ہر عضو بھی اس کے ہر عضو کے لیے جہنم سے آزادی کا سبب بن جاتا ہے (ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے' ابن ماجہ نے اسے بروایت کعب بن مرہ بیان کیا ہے۔ احمد اور ابوداؤد نے اسے بروایت کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب اسلمی بیان کرتا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے تو اس کے اعضاء میں سے ہر عضو اس کے ہر عضو کے لیے جہنم سے آزادی کا سبب بن جاتا ہے) [صحیح لغیرہ]

(٦٧٢) ((وَعَنْ واثِلَةَ بْنِ الاسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: کُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فی غَزْوَةِ تَبُوکَ فَاَتاهُ نَفَرٌ مِنْ بَنِی سُلَیمٍ فقالُوا: إِنَّ صَاحِبَنا قَدْ أَوْجَبَ فَقالَ: أَعْتِقُوا عَنْهُ رَقَبَةً یُعْتِقِ اللّٰهُ بِکُلِّ عُضْوٍ مِنْها عُضْوًا مِنْهُ

(٦٧٢) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں تھا کہ آپ ﷺ کے پاس بنوسلیم کی ایک جماعت آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے ساتھی نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے' جس سے جہنم واجب ہو جاتا ہے فرمایا اس کی طرف سے ایک گردن آزاد کر دو تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو

مِنَ النَّارِ۔)) [رواہ ابوداود، وصححہ ابن حبان، والحاکم۔ ومعنی قولہ اوجب: ای فعل فعلًا یوجب دخولہ النار۔]

کے بدلہ میں اس کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرمادے گا (ابوداؤد' ابن حبان و حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اوجب کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جس سے جہنم واجب ہو گیا ہے) [ضعیف]

فصل

(۶۷۳) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاةٌ فذكر وفيه: وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَهُ)) [رواہ ابوداود، وابن ماجہ۔ قَالَ الخطابی اعتباد المحرر ان یعتقہ، ثُمَّ یکتم عتقہ، او ینکرہ، واشد من ذلك ان یعتقہ بعد العتق فیستخدمہ کرھا۔]

(۶۷۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ جن کی نماز قبول نہیں ہوتی[1]......(۳) اور وہ آدمی جس نے اپنے ہی آزاد کردہ کو دوبارہ غلام بنالیا (ابوداؤد' ابن ماجہ۔ خطابی فرماتے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو آزاد کر دے اور پھر اس کی آزادی کو چھپائے یا اس کا انکار کر دے اور اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ یہ ہے کہ آزاد کرنے کے بعد پھر غلام بنالے اور اس سے زبردستی خدمت لینا شروع کر دے) [ضعیف]

کتاب النکاح وذکر ابوابہ

الترغیب فی غض البصر والترھیب من إطلاقه ومن الخلوة بالأجنبية ولمسها

نظر نیچے رکھنے کی ترغیب اور بدنظری' اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اسے چھونے پر وعید

(۶۷۴) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نصيبه مِنَ الزِّنَا، فهو مدرك ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الاسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ،

(۶۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن آدم کے لیے اس کا زنا میں سے حصہ لکھا گیا ہے جسے وہ یقینی طور پر پالیتا ہے' آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' کانوں کا زنا سننا ہے' زبان کا زنا بات کرنا ہے' ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے' پاؤں کا زنا چلنا ہے' دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور فرج (شرم گاہ) اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتا ہے (بخاری'

[1] حدیث کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں: (۱) جو آگے بڑھ کر کسی قوم کو نماز پڑھائے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) اور جو آدمی جماعت ختم ہو جانے کے بعد نماز پڑھنے کے لیے آئے۔

وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الخُطَى، وَالْقَلْبُ يَهْوِى، ويَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ))

[رواه الشيخان۔ وابوداود، والنسائي، وفي رواية لمسلم وابي داوود: اليدان والرِّجْلان بالتثنية وفيها وَالْفَمُ يَزْنِي وَزِنَاهُ الْقُبَلُ واخرجه احمد۔ وابويعلٰى، والبزار من حديث ابن مسعود مختصرًا بلفظ، الْعَيْنانِ تَزْنِيانِ والرِّجْلُ تَزْنِي والْفَرْجُ يَزْنِي۔ واسناده صحيح۔]

مسلم، ابوداؤد، نسائی۔ مسلم و ابوداؤد کی روایت میں یدان اور رجلان تثنیہ کے صیغے ہیں اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ منہ زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ ہے۔ احمد، ابویعلی اور بزار نے اسے بروایت ابن مسعود مختصر روایت کیا ہے اور الفاظ یہ ہیں کہ دونوں آنکھیں زنا کرتی ہیں، پاؤں زنا کرتا ہے اور فرج (شرم گاہ) زنا کرتا ہے، اس کی سند صحیح ہے)

(٦٧٥) ((وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِن صَبَاحٍ اِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيانِ وَيْلٌ لِلرِّجالِ مِنَ النِّساءِ، وَوَيْلٌ لِلنِّساءِ مِنَ الرِّجالِ۔))

[رواه ابن ماجه۔ وصححه الحاكم۔]

(٦٧٥) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے یہ اعلان کرتے ہیں کہ مَردوں کے لیے عورتوں کی طرف سے تباہی ہے اور عورتوں کے لیے مَردوں کی طرف سے تباہی ہے۔ (ابن ماجہ، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف جدا]

(٦٧٦) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَاَةٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مَحْرَمٌ۔)) [رواه الطبراني، وأصله في الصحيحين دون أوله۔]

(٦٧٦) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ کسی عورت کے ساتھ اس طرح خلوت اختیار نہ کرے کہ دونوں کے درمیان کوئی محرم نہ ہو (طبرانی، اصل حدیث ابتدائی الفاظ کے بغیر بخاری و مسلم میں ہے) [صحیح لغیرہ]

(٦٧٧) ((وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لانْ يُطعَنَ فِي رَاْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَاَةً لا تَحِلُّ۔))

[رواه الطبراني۔ والبيهقي، ورجاله ثقات قوله بمخيط بكسر الميم، وسكون الخاء، وفتح الياء: ما يخاط به۔]

(٦٧٧) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر پر اگر لوہے کی سوئی کے ساتھ مارا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔ (طبرانی، بیہقی۔ اس کے رجال ثقہ ہیں اور مخیط کے معنی سوئی ہیں) [حسن صحیح]

(٦٧٨) ((وَرُوِیَ عَنْ أبی أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِیَّاكَ وَالْخلْوَةَ بِالنِّسَاءِ، وَالَّذی نَفْسِی بِيَدِهِ ما خَلَا رَجُلٌ بامْرَاَةٍ إلَّا دَخَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُما، ولان يَزْحَمَ رجُلًا خِنْزِيرًا مُتَلَطِّخاً بِطِينٍ، اوْ حَمْأَةٍ خَيْرٌ لَهُ من اَنْ يَزْحَمَ مَنْكِبُهُ مَنْكِبَ امْرَاَةٍ لا تَحِلُّ لَهُ۔)) [رواه الطبرانی ـ قوله حماة بفتح الحاء، وسكون الميم، بعدها همزة: الطين المنتن۔]

(٦٧٨) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ خلوت سے بچو' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان شیطان داخل ہو جاتا ہے' کیچڑ یا بدبودار مٹی سے لتھڑا ہوا خنزیر کسی آدمی کے ساتھ لگ جائے' وہ اس سے بہتر ہے کہ آدمی کا کندھا کسی ایسی عورت کے کندھے سے لگے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ (طبرانی' حماۃ کے معنی بدبودار مٹی کے ہیں) [ضعيف جدا]

الترغيب فی النكاح سيما بذات الدين الولود

دیندار اور بچے جنم دینے والی عورت کے ساتھ نکاح کی ترغیب

(٦٧٩) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : يا مَعْشَرَ الشَّبابِ: مَنِ اسْتَطاعَ مِنْكُمْ الباءة فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ أغضُّ لِلْبَصَرِ۔ وأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فإنَّهُ لَهُ وِجاء)) [رواه الشيخان، وأصحاب السنن]

(٦٧٩) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جس کو گھر بنانے کی استطاعت ہو[1] تو وہ ضرور شادی کرے کہ یہ نظر کو نیچا رکھتے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جسے استطاعت نہ ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہیے کہ یہ اس کی شہوت کو قطع کر دینے والا ہوگا[2] (بخاری و مسلم' اصحاب سنن)

(٦٨٠) ((وَرُوِیَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰه ﷺ يَقولُ: مَنْ اَرادَ اَنْ

(٦٨٠) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ

(۱) الباءۃ کے معنی نکاح وشادی کرنا ہیں' یہ اصل میں المباءۃ سے ہے' جس کے معنی گھر ہوتے ہیں' شادی کرنے والا بیوی کو چونکہ گھر میں جگہ دیتا ہے اس لیے شادی کو الباءۃ کہا جاتا ہے۔

(۲) وجاء کے معنی قاطع شہوت کے ہیں یعنی نر کے خصیتین کو اس قدر شدت کے ساتھ کچل دیا جائے کہ شہوت جماع ختم ہو جائے اور قطع شہوت کے اعتبار سے گویا وہ خصی ہو جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ رگوں میں خصیتین کو کچل دیا جائے تو اسے وجاء کہتے ہیں معنی یہ ہے کہ روزہ نکاح کو اس طرح قطع کر دیتا ہے جیسے وجاء ختم کر دیتا ہے۔

یَلْقَی اللّٰهَ طاهِرًا ، مُطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ۔)) [رواه ابن ماجه]

سے طاہر و مطہر حالت میں ملاقات کا ارادہ کرے' اسے آزاد عورتوں سے شادی کرنی چاہیے۔[1] (ابن ماجہ) [ضعیف]

(۶۸۱) ((وَعَنْ اَبِی اَیُّوبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحِنَّاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّواكُ، وَالنِّكَاحُ۔)) [رواه الترمذی، وقال حسن غريب۔ قوله الحِنَّاء بالنون الثقيلة، وضبطها بعضهم بالتحتانية الخفيفة۔]

(۶۸۱) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی سنت میں سے ہیں: (۱) مہندی لگانا (۲) عطر لگانا (۳) مسواک کرنا اور (۴) نکاح کرنا (امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے۔ حناء نون ثقیلہ کے ساتھ ہے' بعض نے اسے یا کی تخفیف کے ساتھ یعنی حیاء بھی پڑھا ہے۔ [ضعیف]

(۶۸۲) ((وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ يَقُولُ: ما اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ إِنْ اَمَرَها اَطَاعَتْهُ، وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْها سَرَّتْهُ، وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَيْها اَبَرَّتْهُ، وَاِنْ غَابَ عَنْها نَصَحَتْهُ فِی نَفْسِها، وَمَالِهِ۔)) [رواه ابن ماجه]

(۶۸۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن نے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد کوئی مفید چیز حاصل نہیں کی جو نیک بیوی سے اس کے لیے زیادہ بہتر ہو کہ اگر اسے حکم دے تو وہ اس کی اطاعت بجالائے' اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کر دے' اسے قسم دے تو وہ اس کی قسم کو پورا کرے اور اگر غائب ہو تو وہ اپنے نفس اور اس کے مال کے بارہ میں اس کے ساتھ اخلاص برتے اور وفا کرے۔ (ابن ماجہ) [ضعیف]

(۶۸۳) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمْ: الْمُجَاهِدُ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِی يُرِيدُ الاَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِی يُرِيدُ الْعَفَافَ۔)) [رواه الترمذی، وصححه هو وابن حبان، والحاکم۔]

(۶۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے (۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) وہ مکاتب جو اپنے آقا کو مال معین ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور (۳) نکاح کرنے والا جس کا مقصود عفت و پاک دامنی کا حصول ہو۔ (ترمذی و ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم) [حسن]

(۶۸۴) ((وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: جَاءَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقالَ

(۶۸۴) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے' اس کی سند میں ایک راوی سلام بن سوار ہے جسے امام ابن عدی نے منکر الحدیث قرار دیا ہے نیز حافظ نے ''تقریب'' میں اسے اور اس کے استاد کثیر بن سلیم ضبی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ سلسلہ ضعیفہ ج ۳ ص ۶۱۱ (مترجم)

يا رَسُولَ اللّٰهِ: اِنِّي اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ، وَمَنْصِبٍ، وَمَالٍ، اِلَّا اَنَّها لا تَلِدُ اَفَاَتَزَوَّجُها؟ فَنَهَاهُ۔ ثُمَّ اَتاهُ الثَّانِيَةَ فقالَ لَهُ: مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ اَتاهُ الثَّالِثَةَ فقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلودَ، فَاِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ۔)) [رواه ابوداود، النسائي، وصححه الحاكم واللفظ له۔]

یارسول اللہ! میں نے ایک ایسی عورت پائی ہے جو حسب، منصب اور مال کے اعتبار سے بہت اونچی ہے لیکن وہ بچے نہیں جنتی تو کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ مگر آپ ﷺ نے اسے منع فرمادیا، وہ دوبارہ آیا تو پھر بھی آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا، وہ تیسری بار آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو محبت کرنے والی اور بچے جنتی ہو اس لیے کہ تمہاری کثرت کی وجہ سے میں امتوں پر فخر کروں گا۔ (ابوداؤد، نسائی۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ الفاظ انہی کی روایت کے ہیں) [حسن صحيح]

ترغيب الزوج في الوفاء بحق زوجته وحسن عشرتها والمراة بحق زوجها وطاعته وترهيبها من إسخاطه ومخالفته

شوہر کے لیے بیوی کے حق کو ادا کرنے اور حسن معاشرت اور عورت کے لیے شوہر کے حق کو ادا کرنے اور اطاعت کی ترغیب اور شوہر کو ناراض کرنے اور اس کی حکم عدولی پر وعید

(٦٨٥) ((وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قُلْتُ يا رَسُولَ اللّٰهِ، ما حَقُّ زَوْجَةِ أحَدِنا عَلَيْهِ؟ قَالَ: اَنْ تُطْعِمَهَا إذا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوها إذا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ۔)) [رواه ابوداؤد]

(٦٨٥) حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے ایک کی بیوی کا اس پر کیا ہے؟ فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ، چہرے پر نہ مارو نہ پھٹکارو نہ سخت سست کہو مگر گھر ہی میں۔ (ابوداؤد) [صحيح]

(٦٨٦) ((وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّما امْرَاَةٍ ماتَتْ وَزَوجُها عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتَ الْجَنَّةَ۔)) [رواه الترمذي، وحسنه، وابن ماجه، وصححه الحاكم۔]

(٦٨٦) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت فوت ہو جائے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ) [منكر]

(٦٨٧) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها

(٦٨٧) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول

قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: زَوْجُهَا۔ قُلْتُ فَاَیُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ؟ قَالَ: اُمُّهٗ۔)) [رواه البزار، وصححه الحاكم]

اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کے شوہر کا میں نے پوچھا آدمی پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اُس کی ماں کا۔ (بزار' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۶۸۸) ((وَعَنْ اَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتٰی رَجُلٌ بِابْنَتِهٖ اِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ ابْنَتِی هٰذِهٖ اَبَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَ، فَقَالَ: اَطِیعِی اَبَاكِ، فَقَالَتْ: وَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَتَزَوَّجُ حَتّٰی تُخْبِرَنِی مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ؟ قَالَ: حَقُّ الزَّوْجِ عَلٰی زَوْجَتِهٖ لَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا، اَوِ انْتَثَرَ مِنْخَرَاهُ صَدِیدًا اَوْ دَمًا ثُمَّ ابْتَلَعَتْهُ مَا اَدَّتْ حَقَّهٗ، قَالَتْ: وَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تُنْكِحُوهُنَّ اِلَّا بِاِذْنِهِنَّ)) [رواه البزار، وصححه ابن حبان]

(۶۸۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری اس بیٹی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا اپنے باپ کی بات مانو تو اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ شوہر کا اس کی بیوی پر کیا حق ہے؟ فرمایا شوہر کا بیوی پر یہ حق ہے اگر اسے زخم ہو تو بیوی اسے چاٹ لے یا اس کے نتھنوں سے پیپ یا خون بہہ رہا ہو اور اسے نگل لے تو پھر بھی وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہیں کر سکتی' اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں کبھی بھی شادی نہیں کروں گی' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان کی اجازت کے بغیر ان کی شادی نہ کرو۔ (بزار' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن صحیح]

(۶۸۹) ((وَعَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اَتَیْتُ الْحِیرَةَ فَرَاَیْتُهُمْ یَسْجُدُونَ لِمَرْزُبَانٍ لَهُمْ، فَقُلْتُ: رَسُولُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ یُسْجَدَ لَهٗ فَاَتَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرْتُ لَهٗ، فَقَالَ لِی: اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِی اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ؟ فَقُلْتُ: لَا،

(۶۸۹) حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حیرہ میں گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار[1] کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کیا جائے' جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا اسے سجدہ

(۱) مرزبان فارسیوں کے سردار کو کہتے ہیں' جو بادشاہ سے کم تر درجے کا ہوا ہے' یہ لفظ معرب ہے' جوالیقی کی کتاب المعرب میں اس کی عربی میں وضاحت حافظ الجد سے کی گئی ہے۔

فَقالَ: لا تَفْعَلُوا لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّساءَ اَنْ يَسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ۔)) [رواه ابوداؤد]

کرو گے؟ میں نے کہا جی نہیں فرمایا پھر مجھے بھی سجدہ نہ کرو اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ان پر بہت حق عائد کیا ہے۔ (ابوداؤد) [ضعیف]

(۶۹۰) ((وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ : إذا دَعا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحاجَتِهِ فَلْتَأْتِهِ، وَإِنْ كانَتْ عَلَى التَّنُّورِ۔)) [رواه الترمذی وحسنه، والنسائی۔ وصححه ابن حبان۔]

(۶۹۰) حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت کے لیے بلائے تو وہ اس کے پاس آئے خواہ تنور پر ہو۔ (ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔ نسائی) [صحیح]

(۶۹۱) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قالَ: لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ تَبارَكَ وَتَعالٰى اِلٰى امْرَاَةٍ لا تَشْكُرُ زَوْجَها وَهِيَ لا تَسْتَغْنِي عَنْهُ۔)) [رواه النسائی والبزار ورواته رواة الصحيح، وصححه الحاكم]

(۶۹۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عورت کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنے شوہر کا شکر یہ ادا نہیں کرتی حالانکہ یہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ (نسائی، بزار، اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۶۹۲) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اذا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ ، فَباتَ غَضْبانَ عَلَيْها لَعَنَتْها الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ۔)) [متفق عليه، وفي لفظ: فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كانَ الَّذِي فِي السَّماءِ سَاخِطًا عَلَيْها حتّٰى يَرْضٰى عَنْها۔]

(۶۹۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ نہ آئے اور ناراضی کے ساتھ رات بسر کرے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم، ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ عورت اگر انکار کرے تو وہ جو آسمانوں میں ہے اس سے ناراض ہو جاتا ہے حتی کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو)

الترهيب من ترجيح إحدى الزوجات وترك العدل بينهن

بیویوں میں سے ایک کو ترجیح دینے اور ان میں ترک عدل پر وعید

(۶۹۳) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۶۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ امْرَأتَانِ، فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَشِقُّهُ سَاقِطٌ)) [رواه الاربعة۔ وصححه ابن حبان، والحاكم، هذا لفظ الترمذي، ولابي داوود: فمال الى إحداهما۔ وقال في آخره: مائِلٌ، وللنسائي: يميلُ لاحدَاهُما عَلَى الأخرى، وقال: وأحَدُ شِقَّيهِ مَائِلٌ۔]

نے فرمایا کہ جس کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں انصاف نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو ساقط ہوگا (اربعہ، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم، یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں، ابوداؤد میں ہے کہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہوگیا تو اس کا پہلو جھکا ہوگا نسائی کی روایت میں "یمیل لاحداھا علی الاخری" اور واحد شقیہ مائل کے الفاظ ہیں) [صحیح]

(۶۹۴) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ، وَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ هٰذا قَسْمي فيما أَمْلِكُ فَلَا تَلُمني فِيما تَمْلِكُ وَلَا امْلِكُ، يعني الْقَلْبَ۔)) [رواه الاربعة، وصححه ابن حبان، وقال الترمذي: روى مرسلًا وهو أصح۔]

(۶۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باری تقسیم کرتے تو عدل کرتے اور فرماتے تھے: "اے اللہ! یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں اور اس کے بارہ میں مجھے ملامت نہ کیجئے جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں یعنی دل (اربعہ، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل مروی ہے اور زیادہ صحیح یہی بات ہے) [ضعیف]

الترغيب في النفقة على الزوجة والعيال، والترهيب من اضاعتهم وما جاء في النفقة على البنات، وتأديبهن

بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی ترغیب، انہیں ضائع کرنے پر وعید اور بچیوں پر خرچ کرنے اور انہیں ادب سکھانے کی فضیلت

(۶۹۵) ((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَدِينارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ

(۶۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دینار ہے جسے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ایک دینار ہے جسے تم گردن آزاد کرنے میں خرچ کرو اور ایک دینار ہے جسے تم مسکین پر صدقہ کرو اور ایک دینار ہے جسے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو ان میں سے زیادہ اجر وثواب اس کا ہے جسے تم اپنے اہل و

عَلٰی اَھْلِکَ۔))[رواہ مسلم]

عیال پر خرچ کرو۔ (مسلم)

(۶۹۶) ((وَعَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَھْلِہٖ نَفَقَۃً یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃً۔))[متفق علیہ]

(۶۹۶) حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے اہل وعیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو یہ بھی اس کیلئے صدقہ (کی طرح موجب ثواب) ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

(۶۹۷) ((وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَا اَطْعَمْتَ نَفْسَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ، وَمَا اَطْعَمْتَ اَھْلَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ، وَمَا اَطْعَمْتَ وَلَدَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ، وَمَا اَطْعَمْتَ خَادِمَکَ فَھُوَ لَکَ صَدَقَۃٌ۔))[رواہ احمد بسند جید]

(۶۹۷) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم اپنے آپ کو کھلاؤ وہ صدقہ ہے، جو اہل کو کھلاؤ وہ صدقہ ہے، جو بچے کو کھلاؤ وہ صدقہ ہے اور جو اپنے خادم کو کھلاؤ وہ بھی صدقہ ہے۔ (احمد بسند جید) [صحیح]

(۶۹۸) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، اُمَّکَ وَاَبَاکَ وَاُخْتَکَ وَاَخَاکَ، وَاَدْنَاکَ فَاَدْنَاکَ۔)) [رواہ الطبرانی بسند حسن۔]

(۶۹۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے اہل وعیال سے شروع کرو، ماں باپ، بہن بھائی پھر جو جس قدر زیادہ قریبی ہے۔ (طبرانی بسند حسن) [حسن صحیح]

(۶۹۹) ((وَعَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْمًا لِاَصْحَابِہٖ: تَصَدَّقُوْا، فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! عِنْدِی دِیْنَارٌ، فَقَالَ: اَنْفِقْہُ عَلٰی نَفْسِکَ، قَالَ: اِنَّ عِنْدِی آخَرَ، قَالَ: اَنْفِقْہُ عَلٰی زَوْجَتِکَ، قَالَ: اِنَّ عِنْدِی آخَرَ، قَالَ: اَنْفِقْہُ عَلٰی وَلَدِکَ، قَالَ: اِنَّ عِنْدِی آخَرَ، قَالَ: اَنْفِقْہُ عَلٰی خَادِمِکَ، قَالَ: اِنَّ عِنْدِی آخَرَ۔

(۶۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا صدقہ کرو ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے، فرمایا اسے اپنے نفس پر خرچ کرو، اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور ہے، فرمایا اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو، اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور ہے فرمایا اپنے بچے پر خرچ کرو، اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور ہے فرمایا اسے اپنے خادم پر خرچ کرو، اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور ہے فرمایا اس کے بارہ میں تم زیادہ جانتے ہو (ابن

قَالَ: أنت ابصربه)) [رواه ابن حبان' وفي رواية له تَصَدَّقْ بَدَلَ اَنْفِقْ في الكُلِّ۔]

حبان' ان کی ایک روایت میں ہر جگہ انفق (خرچ کرنے) کے بجائے تصدق (صدقہ کرنے کا لفظ ہے) [صحيح]

(٧٠٠) ((وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَوَّلُ ما يُوضَعُ فِي مِيزانِ العَبْدِ نَفَقَتُهُ عَلٰى اَهْلِهِ۔)) [رواه الطبراني في الاوسط۔]

(٧٠٠) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندے کے میزان میں سب سے پہلے جو چیز رکھی جائے گی وہ اس کا اپنے اہل پر نفقہ ہوگا۔ (طبرانی اوسط) [ضعيف]

(٧٠١) ((وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا أعْطَى الرَّجُلُ اَهْلَهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ۔)) [رواه احمد ورواته ثقات۔ وأخرجه أبو يعلٰى' والطبراني بقصة فيه و أوله: مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَوْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ بِمِرْطٍ فاسْتَغْلَاهُ' فَمَرَّ بِهِ عَمْرو بْنُ اُمَيَّةَ فَاشْتَرَاهُ' فَكَسَاهُ امْرَاَتَهُ سُخَيْلَةَ بِنْتَ عُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُطَّلِبِ' فَمَرَّ بِهِ عُثْمَانُ اَوْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ المِرْطُ الَّذى ابْتَعْتَ؟ قَالَ عَمْرو: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلٰى سُخَيْلَةَ' فَقَالَ: اِنَّ كُلَّ ما صَنَعْتَ اِلٰى اهْلِكَ صَدَقَةٌ؟ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ اُمَيَّةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ: فَذُكِرَ ما قَالَ عمرو لِرَسُوْلِ اللّٰهِ' فَقَالَ: صَدَقَ عَمْرٌو' كُلُّ مَا صَنَعْتَ اِلَى اهْلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِمْ۔ أقول صححه ابن حبان واخرجه عن ابي يعلٰى۔]

(٧٠١) حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی جو اپنے اہل وعیال کو دے وہ بھی اس کا صدقہ ہے (احمد' اس کے راوی ثقہ ہیں' ابویعلٰی' طبرانی میں یہاں ایک واقعہ بھی مذکور ہے اور وہ یہ کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا گزر ایک چادر کے پاس سے ہوا (جسے بیچا جا رہا تھا) لیکن انہوں نے محسوس کیا یہ بہت مہنگی ہے لیکن عمرو بن اُمیہ کا جب وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے اسے خرید لیا اور اپنی بیوی سخیلہ بنت عبیدہ بن حارث بن مطلب کو دے دیا' حضرت عثمان یا عبدالرحمٰن نے ان سے پوچھا کہ وہ آپ نے جو چادر خریدی تھی اسے کیا کیا؟ عمرو نے کہا کہ اسے میں نے سخیلہ پر صدقہ کر دیا ہے' پوچھا کہ تم جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو کیا وہ بھی صدقہ ہے؟ جواب دیا جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا عمرو سچ کہتے ہیں' تم اپنے اہل وعیال پر جو بھی خرچ کرو' وہ پر صدقہ ہوگا (ابن حجر کہتے ہیں) میں کہتا ہوں (ابن حبان' نے اسے صحیح قرار دیا ہے' اور ابویعلٰی کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے) [صحيح لغيره]

(٧٠٢) ((وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ

(٧٠٢) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَقَى امْرَأَتَهُ مِنَ الْمَاءِ أُجِرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُهَا۔ فَسَقَيْتُهَا، وَحَدَّثْتُهَا بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ)) [رواه أحمد، والطبراني في الكبير، والاوسط۔]

رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی جب اپنی بیوی کو پانی پلائے تو اس کا بھی اسے اجر وثواب ملتا ہے' راوی کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اسے پانی پلایا اور رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی یہ حدیث بھی اُسے سنائی۔ (احمد' طبرانی کبیر' اوسط) [حسن لغیرہ]

(۷۰۳) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُ۔ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا۔ ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ۔ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔)) [متفق عليه۔ وفي رواية للترمذي: فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ، وَفِي رواية لمسلم: جَاءَتْنِي مِسْكِينَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا فَأَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً ، وَرَفَعَتِ الثَّالِثَةَ لِتَأْكُلَهَا فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِي كَانَتْ تُرِيدُ أَنْ تَأْكُلَهَا بَيْنَهُمَا، فَأَعْجَبَنِي شَأْنُهَا فَذَكَرْتُ الَّذِي صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْجَبَ لَهَا بِهِ الْجَنَّةَ، أَوْ أَعْتَقَهَا مِنَ النَّارِ۔]

(۷۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو بچیاں تھیں اور وہ ان کے لیے مانگ رہی تھی لیکن اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کچھ نہ پایا تو میں نے اسے وہی ایک کھجور ہی دے دی' اس نے اسے دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیا اور خود نہ کھایا' پھر وہ کھڑی ہوگئی اور چلی گئی' اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور میں نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کی ان بچیوں کے ساتھ آزمائش ہوئی اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔ (بخاری ومسلم۔ ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے حجاب بن جائیں گی۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جو اپنی دو بچیوں کو اٹھائے ہوئے تھی' میں نے اسے تین کھجوریں دیں' تو اس نے ان دونوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور تیسری کھجور کو خود کھانا چاہا تو اسے بھی اس کی دونوں بچیوں نے مانگ لیا تو اس نے خود کھانے کے بجائے اسے آدھا آدھا کر کے دونوں کو دے دیا' مجھے اس کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے بھی ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت کو واجب کر دیا ہے یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے)۔

(۷۰۴) ((وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ

(۷۰۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، اَو ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ اَو ابْنَتَانِ، اَو اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ واتَّقَى اللّٰهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الجَنَّةُ۔)) [رواه الترمذی۔ و ابوداود۔ وقال فی روایته: فَاَدَّبَهُنَّ ، وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ وَزَوَّجَهُنَّ۔ وفی روایة للترمذی: فَيُحْسِنُ اِلَيْهِنَّ۔]

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے رہے اور ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اس کے لیے جنّت ہے (ترمذی' ابوداوٗد' آخر الذکر کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس نے ان کی اچھی تربیت کی' ان سے اچھا سلوک کیا اور ان کی شادی کر دے' ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔) [صحیح لغیرہ]

(۷۰۵) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : مَنْ عَالَ جارِيَتَيْنِ حتّٰى تَبْلُغا جاءَ يَوْمَ القِيَامَةِ انَا وَهُوَ۔ وضَمَّ اَصابِعَهُ))' [رواه مسلم۔ ورواه الترمذی بلفظ: دَخَلْتُ أنا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ' واشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ۔]

(۷۰۵) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دو بچیوں کی پرورش کرے حتّی کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ اور میں قیامت کے دن اس طرح آئیں گے' یہ بات آپ ﷺ نے اپنی اُنگلیوں کو ضم کر کے ارشاد فرمائی۔ (مسلم۔ ترمذی کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ میں اور وہ جنت میں ان دونوں کی طرح اکٹھے داخل ہوں گے۔ اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا)

الترغیب فی الاسماء الحسنة وما جاء فی النهی عن الاسماء القبیحة وتغییرها

اچھے نام رکھنے کی ترغیب' بُرے ناموں کی ممانعت اور انہیں بدلنے کا حکم

(۷۰٦) ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اَحَبُّ الاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ' وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ۔)) [رواه مسلم' والاربعة اِلا النسائی]

(۷۰٦) حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (مسلم' اربعہ ماسوا نسائی کے)

(۷۰۷) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَاللّٰهِ عزوجل رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الاَمْلَاكِ' لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) [متفق علیه' وفی روایة لمسلم' رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ

(۷۰۷) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرا نام اس شخص کا ہے جو بادشاہوں کا بادشاہ کہلائے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے (بخاری و مسلم۔ مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ غصہ اس شخص پر آئے گا[1] اور

(۱) اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر پر محمول ہیں اور ان کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔ صفات پر ایمان واجب ہے' کیفیت کا سوال بدعت۔

القِيَامَةِ واخْبَثُهُ: رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الاَمْلاكِ، لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔ قَالَ سُفْيانُ: مِثْلُ شاهِنْشاهُ، وقَالَ احمَدُ عن ابی عَمرٍو الشَّيْبانِيِّ: اخْنَعَ يعنى اوْضَعَ، ذكره مسلم عنه۔]

سب سے زیادہ خبیث بھی وہ ہوگا جو بادشاہوں کا بادشاہ کہلائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ سفیان فرماتے ہیں جیسے کہ ''شہنشاہ''۔ امام احمدؒ ابوعمرو شیبانی سے روایت کرتے ہیں کہ اخنع کے معنی سب سے ذلیل ہے، یہ امام مسلم نے آپ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے)۔

(۷۰۸) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ الاسْمَ القَبِيحَ۔)) [رواه الترمذی موصولاً قَالَ وربما أرسله۔]

(۷۰۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بُرے نام کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے (ترمذی نے اسے موصول و مرسل روایت کیا ہے) [صحیح لغیرہ]

(۷۰۹) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَ يُقَالُ لَها عاصِيَة، فَسمَّاها رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَمِيلَةَ۔)) [رواه الترمذی]

(۷۰۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا تھا۔ (ترمذی) [صحیح]

الترهيب من اَن ينتسب الانسان اِلى غير اَبيه اَو يتولى غير مواليه

انسان کے اپنے باپ اور غلام کے اپنے آقاؤں کے سوا کسی دوسرے کی طرف انتساب پر وعید

(۷۱۰) ((عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِى وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ ادَّعَى اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيهِ فَالجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔)) [متفق عليه]

(۷۱۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے اور اسے معلوم بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۷۱۱) ((وَعَنْ اَبِى ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ ابيه وَهُوَ يَعْلَمُ اِلَّا كَفَرَ،

(۷۱۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کے باوجود اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے انسان کی طرف منسوب کرے[1] تو وہ کافر ہے، جو شخص کسی

(۱) یعنی اپنے آپ کو اپنے باپ اور خاندان کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے جیسا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور بچے کو اس کا قرار دیا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا، جانتے ہوئے غیر باپ کی طرف نسبت حرام ہے جو شخص اس کے جواز کا عقیدہ رکھے وہ مخالفت اجماع کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اور جو شخص اس کے جواز کا عقیدہ نہ رکھے تو اس کے کفر کی دو وجوہ ہیں: (۱) اس کا فعل کفار کے فعل سے مشابہ ہے (۲) وہ اللہ اور اسلام کی نعمت کا کافر ہے۔

وَمَنِ ادَّعٰی ما لَیسَ لَهُ فَلَیسَ مِنَّا۔ وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، اَوْ قَالَ: عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَیْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَیْهِ۔)) [متفق علیه۔ وقوله حار بالمهملة: ای رجع علیه ما قال۔]

ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم سمجھے' جو شخص کسی آدمی کو کفر کے ساتھ بلائے یا کہے او اللہ کے دشمن اور وہ اس طرح نہ ہو تو اس کی بات اسی پر لوٹ آتی ہے۔ (بخاری و مسلم' حار علیہ کے معنی ہیں کہ اس کی بات اسی پر لوٹ آتی ہے)

(۷۱۲) ((وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ شَرِیكٍ التَّیْمِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَاَیْتُ عَلِیًّا عَلَی الْمِنْبَرِ یَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرَؤُهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ ، وَمَا فِیْ هٰذِهِ الصَّحِیْفَةِ...... وفِیها قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَمَنِ ادَّعٰی اِلَی غَیْرِ اَبِیهِ اَوْ انْتَمٰی اِلَی غَیْرِ مَوَالِیهِ، فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِینَ، لا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا۔)) [متفق علیه]

(۷۱۲) حضرت یزید بن شریک تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا' آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا اور کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھیں یا پھر وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے[1] اور اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے باپ یا اپنے آقاؤں کے علاوہ دوسرے آقاؤں کی طرف منسوب ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کی نہ کوئی فرض عبادت قبول فرمائے گا اور نہ نفل[2] (بخاری و مسلم)

(۷۱۳) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَوَلّٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیهِ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) [رواه ابن حبان]

(۷۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے موالی کے علاوہ دوسروں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھے۔ (ابن حبان) [ضعیف]

الترھیب من افساد المرأة علی زوجها و العبد علی سیده

عورت کو اُس کے خاوند اور غلام کو اس کے آقا کے لیے خراب کرنے پر وعید

(۷۱۴) ((عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

(۷۱۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحیفہ اپنے سامنے پھیلا لیا' اس میں اونٹوں کی عمر اور زخموں کی دیات سے متعلق کچھ احکام تھے اور یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عیر سے لے کر ثور تک مدینہ کو حرام قرار دیا ہے جو اس میں کوئی بدعت پیدا کرے' یا کسی بدعتی کو جگہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے' اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن نہ فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل۔

(۲) عدل سے مراد فدیہ ہے یا فرض اور صرف سے مراد توبہ ہے یا نفل۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالامَانَةِ ۔ وَمَنْ خَبَّبَ عَلٰى رَجُلٍ زَوْجَتَهُ، اَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) [رواه احمد واللفظ له، والبزار، وصححه ابن حبان، قوله خَبَّبَ بفتح الخاء المعجمة وتشديد الموحدة بعدها موحدة: أى خدع وافسد۔]

فرمایا جو شخص امانت کے ساتھ حلف اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے[1] اور جو شخص کسی آدمی پر اس کی بیوی یا غلام کو خراب کر دے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے (یہ الفاظ احمد کی روایت کے ہیں' بزار۔ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ خبب کے معنی دھوکا دینے اور خراب کرنے کے ہیں) [صحیح]

(۷۱۵) ((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الماءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَاَدْنَاهُمْ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ اَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذا وَكَذا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا ثُمَّ يَجِيءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: ما تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَه وَبَيْنَ امْرَاَتِهِ فَيُدْنِيهِ وَيَقُولُ نِعْمَ اَنْتَ فَيَلْتَزِمُهُ۔))[رواه مسلم]

(۷۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابلیس پانی پر اپنے تخت کو بچھاتا ہے اور پھر اپنے لشکروں کو روانہ کر دیتا ہے' ابلیس کے لشکروں میں سے جو سب سے زیادہ فتنہ پرداز ہو تو وہ اس کے نزدیک اسی قدر مقرب ہوتا ہے' ان میں سے ایک آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا' یہ کام کیا تو ابلیس کہتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا' پھر ایک اور آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق پیدا کر دی' ابلیس اسے اپنے قریب کر لیتا ہے' اسے کہتا ہے کہ تو بہت اچھا ہے اور پھر اسے سینے سے لگاتا ہے۔ (مسلم)

ترهيب المرأة أن تسأل زوجها الطلاق من غير بأس

عورت کے لیے اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگنے پر وعید

(۷۱۶) ((عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَيُّما امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَيْرِ مَابَاْسٍ، فَحَرامٌ عَلَيْها رَائِحَةُ

(۷۱۶) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق مانگے' اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی نے اسے حسن اور ابن حبان

(۱) اس میں شاید کراہت اس وجہ سے ہو کہ آپ نے حکم دیا ہے کہ حلف اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے ساتھ اٹھایا جائے' امانت تو اللہ تعالیٰ کے اوامر میں سے ایک امر ہے تو اس کی قسم اٹھانے سے اس لیے منع کر دیا گیا ہے تاکہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسماء کے ساتھ مشابہت نہ ہو' یا ایسے ہی ہے کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے نام سے قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اگر کوئی قسم کھانے والا یہ کہے کہ امانۃ اللہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قسم ہے تو اسے کہا جائے گا کہ امام شافعی اسے قسم شمار نہیں کرتے۔

الْجَنَّةِ۔)) [رواه أبوداود، والترمذى وحسنه، وابن ماجه، وصححه ابن حبان۔]

نے صحیح قرار دیا ہے ابن ماجہ) [صحیح]

ترهيب المرأة ألا تخرج من بيتها متعطرة متزينة

عورت کے لیے عطر وزینت کے ساتھ گھر سے نکلنے پر وعید

(۷۱۷) ((عَنْ أبى مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إذا اسْتَعْطَرَتْ، فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذا يَعْنى زَانِيَةٌ)) [رواه الثلاثة، وصححه الترمذى، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، وفى رواية أيُّما امْرَأةٍ اسْتَعطَرَتْ۔ فَمَرَّتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيجِدُوا رَائِحَتَها، فَهِيَ زَانِيَةٌ]

(۷۱۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر آنکھ زانی ہے اور عورت جب عطر استعمال کر کے مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ویسی یعنی زانیہ ہے (ثلاثہ۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ایک روایت میں ہے کہ جو عورت عطر استعمال کر کے لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ زانیہ ہے) [حسن]

الترهيب من إفشاء السر بين الزوجين وغيرهما

زوجین وغیرہ کو راز افشاء کرنے پر وعید

(۷۱۸) ((عَنْ أبى سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : إنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ القِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضى إلى امْرَأتِهِ وَتُفْضِي إلَيْهِ، ثُمَّ يُفْشِي أحَدُهُما سِرَّ صاحِبِہٖ۔)) [رواه مسلم، وأبوداود، وفى رواية إنَّ مِنْ أعْظَمِ الامانَةِ يَوْمَ القِيَامَةِ فذكره]

(۷۱۸) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بدترین مقام اس شخص کا ہوگا جو اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرتا اور بیوی اس سے اپنی ضرورت پوری کرتی ہے، پھر ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے راز کو فاش کر دیتا ہے (مسلم، ابوداؤد، ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے بڑی امانت یہ ہوگی)

کتاب اللباس

الترغیب فی لبس الابیض من الثیاب

سفید لباس پہننے کی ترغیب

(۷۱۹) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قالَ : اِلْبَسُوا مِنْ ثِیابِكُمُ الْبیاضَ۔ فَاِنَّها مِنْ خَیْرِ ثِیابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِیها مَوْتاكُمْ۔)) [رواہ أبوداود والترمذی۔ وصححه هو وابن حبان، وأخرجه الترمذی، والنسائی وابن ماجه، والحاكم من حدیث سمرة نحوه، وزاد: فَاِنَّها اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ۔]

(۷۱۹) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو، یہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں اور انہی میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔ (ابوداوٗد، ترمذی وابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نسائی، ابنِ ماجہ، حاکم نے اسے بروایت سمرہ بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی زیادہ ہیں کہ یہ زیادہ پاک اور طیب ہیں) [صحیح]

الترغیب فی لبس القمیص

قمیص پہننے کی ترغیب

(۷۲۰) ((عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْها قالَتْ: كانَ اَحَبَّ الثِّیابِ اِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ الْقَمِیصُ۔)) [رواہ الثلاثة، و حسنه الترمذی، و صححه الحاكم، واخرجه ابن ماجه ولفظه: لَمْ یَكُنْ ثَوْبٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْقَمِیصِ۔]

(۷۲۰) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند کپڑا قمیص تھا۔ (ثلاثہ۔ ترمذی نے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابنِ ماجہ کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قمیص سے زیادہ پسند اور کوئی کپڑا نہ تھا) [صحیح]

الترهیب من طول القمیص وطول غیرہ مما یلبس وجرہ خیلاء

زیادہ لمبی قمیص وغیرہ اور فخریہ لباس پہننے کی ممانعت

(۷۲۱) ((عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ

(۷۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ

عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ۔)) [رواه البخاری، والنسائی، وفی روایة للنسائی: اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰی عَضْلَةِ سَاقِهٖ ثُمَّ اِلٰی نِصْفِ سَاقِهٖ، ثُمَّ اِلٰی كَعْبِهٖ، وَمَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِي النَّارِ۔]

نے فرمایا کہ چادر کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہیں وہ جہنم کی آگ میں ہے (بخاری ونسائی۔ نسائی کی اور روایت میں یہ بھی ہے کہ مومن کی چادر پنڈلی کے سخت گوشت تک ہے یا پنڈلی کے نصف تک یا پھر ٹخنے تک اور چادر کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم کی آگ میں ہے)

(۷۲۲) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰی مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ۔)) [متفق علیه۔ وفی روایة لمسلم: مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ لَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اِلَّا الْمَخِيْلَةَ، وفی روایة لمسلم: فَقَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اِزَارِیْ لَيَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ فَقَالَ: اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهٗ خُيَلَاءَ۔]

(۷۲۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص فخر وغرور سے اپنے کپڑے کو لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا (بخاری ومسلم۔ مسلم کی ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جو اپنی چادر کو لٹکائے اور اس کا مقصود فخر وغرور ہو۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں کوشش کرتا ہوں لیکن میری چادر لٹک جاتی ہے، فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو فخر وتکبر کے طور پر ایسا کرتے ہیں۔

(۷۲۳) ((وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ اَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا، وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ، وَلَا قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا، رَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ، وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ۔)) [رواه ابو داوود والحاکم، ولیس فی روایته وما تَاَخَّرَ، وروی الترمذی، وابن ماجة شطره الاول۔]

(۷۲۳) حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ دعا پڑھے: الحمد للہ۔۔۔۔ ولا قوۃ (سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا فرمایا) تو اس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو شخص نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے: الحمد للہ...... ولا قوۃ (سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا فرمایا) تو اس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (ابوداؤد وحاکم۔ حاکم کی روایت میں وما تاخر کے الفاظ نہیں ہیں۔ ترمذی وابن ماجہ نے اس کا صرف ابتدائی حصہ روایت کیا ہے) [حسن لغیره]

(۷۲۴) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها قالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : وَما اشْتَرَى عَبْدٌ ثَوْبًا بِدِينارٍ، اَو نِصْفِ دِينارٍ فَلَبِسَهُ. فَحمِدَ اللّٰهَ عَلَيْهِ اِلَّا لَمْ يبْلُغْ رُكْبَتَيْهِ حَتّٰى يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُ.)) [رواه ابنِ ابی الدنیا، والحاكم، والبيهقى، قَالَ الحاكم: لا أعلم فی رواته مجروحًا.]

(۷۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ایک یا نصف دینار میں کپڑا خریدے اور اسے پہن کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو کپڑا اس کے گھٹنوں تک نہیں پہنچتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے (ابن ابی الدنیا، حاکم، بیہقی۔ حاکم فرماتے ہیں کہ میرے علم میں اس کی سند میں کوئی راوی مجروح نہیں ہے) [ضعیف جدا]

الترهيب من لبس النساء الرقيق من الثياب التى تصف البشره

عورتوں کے لیے ایسا باریک لباس پہننے پر وعید جس سے جسم نظر آئے

(۷۲۵) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صِنفَانِ مِنْ اُمَّتِي لَمْ ارَهُما: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِها النَّاسَ. وَنِساءٌ كاسِياتٌ، عَارِياتٌ، مائِلَاتٌ، مُمِيلَاتٌ، رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ المائِلَةِ لا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، ولَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَاِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا و كَذَا.)) [رواه مسلم]

(۷۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے دو قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا ایک تو وہ جن کے پاس گائے کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری عورتیں جنہوں نے لباس تو پہنا ہوگا لیکن ننگی ہوں گی مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی، ان کے سر مائل ہونے والے بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور سے آتی ہوگی۔ (مسلم)

الترهيب من لبس الرجال الحرير وجلوسهم عليه والتحلى بالذهب وترغيب النساء فى تركهما

مردوں کے لیے ریشم پہننے، اس پر بیٹھنے اور سونے کے زیور پہننے پر وعید اور عورتوں کے لیے ریشم اور سونے کے ترک کر دینے کی ترغیب

(۷۲۶) ((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ:

(۷۲۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

رَأَيْتُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ۔ وَذَهبًا فجعَلَهُ فِي شِمالِهِ' ثُمَّ قَالَ: هٰذانِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُورِ اُمّتِي۔)) [رواه ابوداود والنسائی۔]

اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ریشم کو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور سونے کو بائیں ہاتھ میں اور پھر فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری اُمت کے مردوں کے لیے حرام ہیں۔(ابوداوٗد' نسائی)[صحیح لغیرہ]

(۷۲۷) ((وَعَنْ مُعاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: رَاَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةً مُجَيَّبَةً فَقالَ طَوْقٌ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيامَةِ۔)) [رواه البزار' والطبرانی فی الاوسط' ورواته ثقات' قوله مجیبة بالجیم والمثناة والموحدة: أی لها جیب من حریر۔]

(۷۲۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا جبہ دیکھا جس کا جیب (گریبان) ریشم سے بنا ہوا تھا تو فرمایا کہ قیامت کے دن یہ آگ کا طوق ہوگا۔(بزار' طبرانی اوسط۔ اس کے راوی ثقہ ہیں مجیبہ کے معنی ہیں کہ اس کا گریبان ریشم سے بنا ہوا ہے)[صحیح]

(۷۲۸) ((وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ' مَنْ كانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلا يَلْبَسْ حَرِيرًا وَلا ذَهَبًا۔)) [رواه أحمد ورواته ثقات۔]

(۷۲۸) حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ریشم اور سونا نہ پہنے۔(احمد' اس کے راوی ثقہ ہیں)[حسن]

(۷۲۹) ((وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِي وَهُوَ يَشْرَبُ الخَمْرَ حَرَّمَ اللّٰهُ عليه شُرْبَها فِي الجَنَّةِ' مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِي وَهُوَ يَتَحَلَّى الذَّهَبِ حَرَّمَ اللّٰهُ عليه لِبَاسَهُ فِي الجَنَّةِ۔)) [رواه احمد ورواته ثقات' والطبرانی۔]

(۷۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری اُمت میں سے فوت ہو جائے اور وہ شراب پیتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں پینا حرام قرار دے گا اور جو شخص میری اُمت میں سے فوت ہو جائے اور وہ سونے کا زیور پہنتا ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا پہننا اس کے لیے حرام قرار دے دے گا۔(احمد' اس کے راوی ثقہ ہیں۔ طبرانی) [حسن صحیح]

(۷۳۰) ((وعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ وَطَرحَهُ' وَ قَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُم اِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَطْرَحُهَا فِي يَدِهِ۔ فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ

(۷۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ سے اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ تم آگ کے انگارے کی طرف قصد کر کے اسے اپنے ہاتھ میں ڈال لیتے ہو' رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی

اللّٰهِ ﷺ : خُذْ خَاتَمَكَ ، وَانْتَفِعْ بِهِ، قَالَ: واللّٰهِ لا آخُذُهُ ، وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔)) [رواه مسلم]

انگوٹھی کو لے لو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں اسے نہیں پکڑوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پھینک دیا تھا۔ (مسلم)

(۷۳۱) ((وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْنَعُ اَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيرِ، وَيقولُ: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيرها فَلا تَلْبَسُوها فى الدُّنْيا۔)) [رواه النسائى والحاكم]

(۷۳۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کو زیور اور ریشم پہننے سے منع کرتے اور فرماتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیور اور ریشم کو پسند کرتے ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔ (نسائی، حاکم) [صحیح]

(۷۳۲) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ: قالَ اللّٰهُ عزَّ و جلَّ: مَنْ تَرَكَ الْخَمْرَ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ لاسْقِيَنَّهُ مِنْهُ فى حَظِيرَةِ الْقُدْسِ ، وَمَنْ تَرَكَ الْحَرِير وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ لَاَكْسُوَنَّهُ فى حَظِيرَةِ الْقُدْسِ۔)) [رواه البزار بسند حسن]

(۷۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ جو شخص طاقت ہوتے ہوئے شراب ترک کر دے تو میں اسے ضرور حظیرۃ القدس میں یہ پلاؤں گا اور جو شخص طاقت کے ہوتے ہوئے ریشم ترک کر دے تو میں اسے حظیرۃ القدس میں ریشم پہناؤں گا۔ (بزار بسند حسن) [صحیح لغیرہ]

الترهيب من تشبه الرجل بالمرأة و المرأة بالرجل فى لباس اَوحركة أو كلام أونحو ذلك:

لباس، چال یا کلام وغیرہ میں مرد کی عورت سے اور عورت کی مرد سے مشابہت پر وعید

(۷۳۳) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّساءِ بِالرِّجالِ۔)) [رواه البخارى، والاربعة، والطبراني، وفى رواية للبخارى: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجالِ وَالْمُتَرَجِّلاتِ مِنَ النِّساءِ، وفى رواية للطبرانى: اَنَّ امْرَاَةً مَرَّتْ عَلٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَلِّدَةً قَوْسًا

(۷۳۳) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں (بخاری، اربعہ طبرانی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مخنث مردوں اور مترجل عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت کا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا جس نے کمان لٹکا رکھی تھی۔۔۔)

فذكر الحديث۔]

(۷۳۴) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ ، وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔)) [رواہ الاربعة الا الترمذی وصححه ابنُ حبان۔]

(۷۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے۔ (اربعہ الا الترمذی۔ ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

الترغيب فی ترک الترفع فی اللباس تواضعًا واقتداء بالمصطفٰی ﷺ أشرف الخلق ، والترهيب من لباس الشهرة والفخر

اشرف الخلق حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی اقتداء میں انکساری کے طور پر فخریہ لباس ترک کرنے کی ترغیب اور لباس فخر و شہرت کی ممانعت

(۷۳۵) ((وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يوم القيمة عَلٰی رَؤُوسِ الخَلَائِقِ حَتّٰی يُخَيِّرَهُ مِنْ اَیِّ حُلَلِ الايمانِ شَاءَ يَلْبَسُها۔))
[رواہ الترمذی وحسنه، والحاکم وصححه۔]

(۷۳۵) حضرت سہل بن معاذ بن انس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے انکساری کی وجہ سے (فخریہ) لباس ترک کر دے اور اسے اس کی قدرت بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) ساری مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے حلول میں سے جس حلے کو چاہے زیب تن کر لے۔ (ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغیرہ]

(۷۳۶) ((وَعَنْ اَبِی اُمامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ الْبَذاذَةَ مِنَ الإيمانِ، اِنَّ البَذَاذَة مِنَ الإِيمانِ۔)) [رواہ اَبوداوود وابن ماجه۔ والبَذاذَةُ بفتح الموحدة وإعجام الذالين: هو التواضع فی اللباس۔]

(۷۳۶) حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لباس میں سادگی ایمان سے ہے، لباس میں سادگی ایمان سے ہے۔ (ابوداؤد، ابنِ ماجہ۔ البذاذۃ کے معنی لباس میں سادگی اختیار کرنا ہے) [حسن لغیرہ]

(۷۳۷) ((وَعَنْ اَبِی بُرْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَخْرَجَتْ اِلَیْنَا قَمِیصًا مُلَبَّدًا، وَاِزَارًا غَلِیظًا مِمَّا یُصْنعُ بِالْیَمَنِ، وَاَقْسَمَتْ لَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِی هٰذَیْنِ الثَّوْبَیْنِ)) [متفق علیه]

(۷۳۷) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے ایک پیوند لگا ہوا قمیص اور یمن کا بنا ہوا تہبند نکالا اور قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

(۷۳۸) ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ)) [رواه مسلم۔ والمرُوط جمع مرط بکسر المیم والمرحل بحاء مهملة ثقیلة أی فیه صور رحال الجمل۔]

(۷۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور آپ نے کالے بالوں سے بنی ہوئی ایسی چادر زیب تن فرما رکھی تھی جس پر اونٹ کے کجاوے کی تصویر بنی ہوئی تھیں۔ (مسلم' مرحل جس پر اونٹ کے کجاوے کی تصویریں بنی ہوئی تھیں)

(۷۳۹) ((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: کَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِی طِمرین لا یُؤْبَهُ لَهُ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ۔)) [رواه الترمذی، وقَالَ: حسن۔]

(۷۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کتنے ہی پریشان حال' غبار آلود اور دو بوسیدہ کپڑے پہننے والے ہیں جنہیں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی لیکن اللہ تعالیٰ کو اگر وہ قسم دے دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا فرماتا ہے' براء بن مالک انہی لوگوں میں سے ہیں۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن قرار دیا ہے) [حسن صحیح]

(۷۴۰) ((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَاَیْتُ عُمَرَ وَهُوَ یَوْمَئِذٍ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِینَ، وَقَدْ رَقَّعَ بَیْنَ کَتِفَیْهِ بِرِقَاعٍ ثلاث لَبَّدَ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ۔)) [رواه مالك]

(۷۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب آپ امیر المومنین تھے کہ آپ نے اپنے کندھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے اور پیوندوں ہی کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا گیا تھا۔ (مالک) [صحیح]

(۷۴۱) ((وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیرِین قَالَ: کُنَّا عِنْدَ اَبِی هُرَیْرَةَ، وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ کَتَّانٍ مَخَطَ فِی اَحَدِهِمَا ثُمَّ قَالَ: بَخٍ بَخٍ یَمْخِطُ اَبُو هُرَیْرَةَ فِی الْکَتَّانِ،

(۷۴۱) محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے آپ نے کتان کے رنگے ہوئے دو کپڑے پہن رکھے تھے' پھر انہوں نے ایک کپڑے میں اپنی ناک کو صاف کیا اور پھر کہا واہ واہ! واہ ابو ہریرہ کتان میں ناک صاف کرتا ہے۔

لَقَدْ رَأَيْتُنِي ، وَإِنِّي لَأَخِرُّ فِيما بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَحُجْرَةِ عائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْها مِنَ الجُوعِ مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الْجائِي، فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلٰى عُنُقِي يَرَى اَنَّ بِي الْجُنُونَ، وَما بِي اِلَّا الجُوعِ)) [رواه البخاري، والترمذي وصححه۔]

حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کے منبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر جایا کرتا تھا' ایک آنے والا آتا اور وہ اپنے پاؤں کو میری گردن پر رکھ دیتا تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ میں مجنون ہوں حالانکہ مجھے صرف بھوک لگی ہوتی تھی (بخاری۔ ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے)

(۷۴۲) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ سَبْعِينَ مِن اَهْلِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِداءٌ۔ اِمَّا اِزارٌ، وَاِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي اَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْها مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ اَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ۔))[رواه البخاري]

(۷۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ستر اہل صفہ کو دیکھا' ان میں سے کسی کے پاس بھی رداء نہ تھی' ان کے پاس ازار (تہبند) تھا یا کساء کمبل تھا جب وہ اسے اپنی گردنوں میں باندھتے تو بعض کے نصف پنڈلی تک اور بعض کے ٹخنوں تک کپڑا پہنچتا اور وہ اسے ہاتھ سے پکڑے رکھتے تا کہ ان کا ستر نظر نہ آئے۔

الترغيب في ابقاء الشيب و كراهية نتفه

سفید بال باقی رکھنے کی ترغیب اور انہیں چننے کی کراہت

(۷۴۳) ((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهُ ما مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الاِسْلَامِ اِلَّا كانَت لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيامَةِ۔)) [رواه ابوداود، والترمذي، وفي رواية: كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِها حَسَنَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِها خَطِيئَةً۔ وللترمذي: نَهٰى عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ، وقَالَ: اِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ ، و رواه النسائي اَيضًا۔]

(۷۴۳) حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ جس مسلمان کے بال اسلام میں سفید ہوتے ہیں اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (ابوداؤد' ترمذی۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بال کے عوض ایک نیکی لکھ دیتا اور ایک غلطی مٹا دیتا ہے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سفید بالوں کے چننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا نور ہے' اسے نسائی نے بھی روایت کیا ہے) [صحیح لغیرہ]

الترهيب من خضب اللحية بالسواد

داڑھی کو سیاہ خضاب لگانے کی ممانعت

(۷۴۴) ((وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الحمامِ لا يَرِيحُونَ رائِحَةَ الْجَنَّةِ.)) [رواه أبوداود، والنسائي، وصححه ابنِ حبان، والحاكم، كلهم من رواية عبيد اللّٰه بن عمرو الرقي عن عبدالكريم وهو الجزري وهو ثقة.]

(۷۴۴) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانے میں کچھ لوگ بالوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح ہوگا' یہ لوگ جنّت کی خوشبو تک نہ پا سکیں گے (ابوداؤد' نسائی۔ ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ سب نے اسے بروایت عبیداللہ بن عمرو رقی از عبدالکریم بیان کیا ہے جو کہ جزری ہےاور ثقہ ہے) [صحیح]

ترهيب الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجة

واصلہ' مستوصلہ' واشمہ' مستوشمہ' نامصہ' متنمصہ اور متفلجہ کو وعید

(۷۴۵) ((عَنْ اَسْماءَ اَنَّ امْرَاَةً سَالَتِ النَّبِيَّ ﷺ ' فَقالَتْ يا رَسُولَ اللّٰهِ: اِنَّ ابْنَتِي اَصَابَها الحصبة فَتَمَرَّقَ شَعْرُها' وَاِنِّي زَوَّجْتُها اَفَاَصِلُ فِيهِ؟ فَقالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ' والْمَوْصُولَةَ وفي رواية: الْوَاصِلَةَ' والْمُسْتَوْصِلَةَ))' [متفق عليه' وأخرجه البخاري من حديث ابنِ عمر بدون القصة' وأخرجاه من حديث عائشة بالقصة ففي لفظ: اَنَّ جارِيَةً مِنَ الاَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ' وَاَنَّها مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعْرُها' فَاَرادُوا اَنْ يَصِلُوها' وفي رواية: اَنَّ امْرَاَةً

(۷۴۵) حضرت اسماء سے روایت ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ میری بیٹی کو خسرہ نکلا تھا جس کی وجہ سے اس کے بال گر گئے تھے اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے تو کیا اسے مصنوعی بال لگا دوں؟ فرمایا بال لگانے والی عورت اور جسے لگائے گئے ہوں اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (بخاری و مسلم۔ بخاری نے اسے اس واقعہ کے بغیر ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس واقعہ کے ساتھ بھی یہ روایت موجود ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک انصاری لڑکی نے شادی کی' جس کے بیماری کی وجہ سے بال گر گئے تھے تو اس کے گھر والوں نے اسے مصنوعی بال لگانا چاہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور اس میں یہ ہے کہ اس کے شوہر

مِنَ الانصارِ زَوَّجَتْ بِنتها، وفیہ: اِنَّ زَوْجَها امَرَنی انْ اصِلَ فی شَعْرِها قَالَ: لا۔]

نے مجھے یہ کہا ہے کہ اس کے بالوں کے ساتھ مصنوعی بالوں کو لگا دوں فرمایا نہیں)

(۷۴۶) ((وعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ الواشِماتِ وَالمُسْتَوْشِماتِ، والمُتَنَمِّصَاتِ، والمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ۔ المغیّرات خَلْقَ اللّٰہِ، فَقَالَتْ لَہُ امْرَاَۃٌ فی ذٰلِكَ، فَقالَ: وَمَالِي لا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَہُ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ، وَھُوَ فی كِتَابِ اللّٰہِ تَعَالیٰ: وَمَا آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ وَمَا نَھَاكُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوا۔)) [متفق علیہ۔ المتفلجة بالجیم، التی تفلج اسنانھا بالمبرد، وغیرہ النامصة، التی تنتف الحاجب حتی ترقه، كذا قَالَ ابوداود وقَالَ الخطابی: ھو نتف الشعر عن الوجه والمتنمصة، المعمول بھا ذلك والواشمة، التی تغرز الابر فی یدھا او غیرھا ثُمَّ تحشی بالكحل۔ والمستوشمة: المعمول بھا ذلك والواصلة: التی تصل شعرھا بشعر النساء والمستوصلة: المعمول بھا ذلك۔]

(۷۴۶) حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے کہ گودنے والی اور گدوانے والی عورتوں پر، اور ان عورتوں پر جو خوبصورتی کے لیے اپنے ابرو کے بال چنواتی ہیں اور اپنے دانتوں پر ریتی پھرواتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں۔ ایک عورت نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ اور اس (اطاعت رسول ﷺ) کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد موجود ہے (اور رسول کریم ﷺ تمہیں جو عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ) بخاری و مسلم۔ المتفلجہ وہ عورت جو اپنے دانتوں پر ریتی رگڑتی ہے، النامصہ وہ عورت جو کسی عورت کے ابروؤں کے بال چن کر انہیں باریک کرتی ہے، امام ابوداؤد نے اس لفظ کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں اور خطابی فرماتے ہیں کہ اس کے معنی چہرے سے بال چننا ہیں، المتنمصہ جس کے ساتھ یہ عمل کیا جائے، الواشمہ جو عورت سوئی سے ہاتھ وغیرہ میں سوراخ کر کے اس میں سرمہ بھر دے، المستوشمہ وہ عورت جس پر یہ عمل کیا جائے، الواصلہ وہ عورت جو اپنے یا کسی دوسری کے بالوں کو کسی کے بالوں کے ساتھ ملائے اور المستوصلہ جس کے لیے یہ عمل کیا جائے)

الترغیب فی الکحل بالاثمد للرجال والنساء

مردوں اور عورتوں کے لیے اثمد سرمہ استعمال کرنے کی ترغیب

(۷۴۷) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اكْتَحِلُوا

(۷۴۷) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اثمد سرمہ استعمال کرو، یہ نظر کو تیز کرتا اور بال اگاتا ہے،

بِالْاِثْمِدِ، فَاِنَّهٗ یجْلُو الْبَصَرَ ، وَیُنْبِتُ الشَّعرَ ، وزَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کانَتْ لَهٗ مُکْحُلَةٌ یَکْتَحِلُ بِها کُلَّ لَیلَةٍ ثَلاثَةٌ فی هٰذِهٖ۔ وَثَلاثَةٌ فی هٰذِهٖ۔)) [رواه الترمذی وقَالَ حسن ، والنسائي وابن حبان۔ وفی روایتهما: اِنَّ مِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدَ، والحدیث رواه البزار من حدیث ابی هُرَیْرَةَ ورجاله ثقات۔]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ ہر رات دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالا کرتے تھے (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ نسائی' ابنِ حبان کی روایت میں ہے کہ تمہارے سرموں میں سے بہترین اثمد ہے' اس حدیث کو بزار نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیان کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں) [صحیح لغیرہ]

کتاب الطعام

الترغیب فی التسمیة علی الطعام والترھیب من ترکھا

کھانے پر بسم اللہ پڑھنے کی ترغیب اور ترک کرنے کی ممانعت

(۷۴۸) ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها قالَتْ: کانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یَاْکُلُ طَعَامَهٗ فی ستةٍ مِنْ اَصْحابِهٖ فَجَاء اَعْرابِیٌّ فَاَکَلَهٗ بِلُقْمَتَیْنِ فَقالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَما اِنَّهٗ لَوْ سَمّٰی لَکَفاکُمْ۔)) [رواه ابوداود، والترمذی، وابن ماجه، وصححه ابنُ حبانَ، وزاد: فَاِذا اَکَلَ اَحدکُمْ طَعَامًا فَلْیَذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ، فَاِنْ نَسِیَ فی اَوَّلِهٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ۔ وهٰذه الزیادة عند اَبی داوود وابن ماجه مفردة۔]

(۷۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چھ افراد کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے دو لقمے کھائے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس نے بسم اللہ پڑھی ہوئی تو کھانا تمہارے لیے کافی ہو جاتا (ابوداؤد' ترمذی' ابنِ ماجہ۔ ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا اور ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے اللہ کا نام لینا چاہیے اور اگر ابتداء میں بھول جائے تو اسے یہ کہنا چاہیے بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ (اول و آخر میں اللہ کے نام سے) یہ اضافہ صرف ابوداؤد اور ابنِ ماجہ) [صحیح لغیرہ]

(۷۴۹) ((وَعَنْ اُمَیَّةَ بْنِ مَخْشِیٍّ وکَانَ مِنْ أَصْحابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، أَنَّ رَجُلًا کانَ یَاْکُلُ، وَالنَّبِیُّ ﷺ یَنْظُرُ، فَلَمْ یُسَمِّ،

(۷۴۹) حضرت اُمیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے کہ ایک آدمی کھا رہا تھا اور نبی ﷺ دیکھ رہے تھے کہ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی پھر اس نے آخر میں یہ پڑھ

ثُمَّ قَالَ فِي آخره: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ما زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهُ حَتّٰى سَمّٰى، فَمَا بَقِيَ فِي بَطْنِهٖ شَيْءٌ الا قَاءَ هُ۔)) [رواه أبوداود، والنسائي، والحاكم، قَالَ الدارقطني لم يسند أمية غير هذا الحديث۔ ومخشي أبوه بمعجمتين وفتح أوله بلفظ النسبة۔]

لیا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا حتی کہ اس نے جب بسم اللہ پڑھی تو اس نے پیٹ بھر کر قے کر دی۔ (ابوداؤد، نسائی، حاکم۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ امیہ سے اس کے علاوہ اور کوئی حدیث مروی نہیں ہے، اس کے والد کا نام مخشی ہے) [ضعیف]

الترغيب في حمد الله تعالى بعد الاكل

کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے کی ترغیب

(۷۵۰) ((عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ اَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ۔ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔)) [رواه الأربعة]

(۷۵۰) حضرت سہل بن معاذ بن انس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھائے اور پھر یہ کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَطْعَمَنِي هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ (سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق دیا) تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (اربعہ) [صحیح]

الترهيب من استعمال أواني الذهب والفضة وتحريمه على الرجال والنساء

سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے پر وعید اور مردوں اور عورتوں کے لیے ان کے استعمال کی حرمت

(۷۵۱) ((عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ۔)) [متفق عليه، وفي رواية مسلم: اِنَّ الَّذِي يَاْكُلُ وَيَشْرَبُ۔ وفي اخرى: مَنْ شَرِبَ فِي اِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔]

(۷۵۱) حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے، وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس شخص نے سونے یا چاندی کے برتن میں پیا......)

(۷۵۲) ((عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یقولُ: لَا تَلْبَسُوا الْحَرِیرَ وَلَا الدِّیباجَ، وَلَا تَشْرَبُوا فی آنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فی صِحَافِهِما، فإنَّها لَهُمْ فی الدُّنیا، وَلَكُمْ فی الْآخِرَةِ۔)) [متفق علیه]

(۷۵۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حریر و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ کیونکہ یہ ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ (بخاری و مسلم)

الترهیب من الاكل والشرب بالشمال، وما جاء فی النهی عن النفخ فی الاناء والشرب من فی السقاء ومن ثلمة القدح

بائیں ہاتھ سے کھانے پینے، برتن میں پھونک مارنے، مشکیزے اور برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پینے کی ممانعت

(۷۵۳) ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لا یَأْكُلَنَّ احَدُكُمْ بِشِمالِهِ، وَلَا یَشْرَبَنَّ بِها، فَإِنَّ الشَّیْطانَ یَأْكُلُ بِشِمالِهِ۔ وَیَشْرَبُ بِهَا، قَالَ: وكانَ نَافِعٌ یَزِیدُ فِیها: وَلَا یَأْخُذْ بِها، ولا یُعْطِ بِها۔)) [رواه مسلم۔ واللفظ له، ومالك، و أبوداود، وهو عند الترمذی بدون الزیادة، ورواها ابنِ ماجه مرفوعًا من حدیث اَبی هُرَیْرَةَ، ولفظه: لِیَأْكُلْ احَدُكُمْ بیمینِهِ، وَلْیَشْرَبْ بیمینِهِ ولْیَأْخُذْ بیَمینِهِ، وَلْیُعْطِ بِیَمینِهِ، فَإنَّ الشَّیْطانَ یَأْكُلُ بِشِمالِهِ، وَیَشْرَبُ بِشِمالِهِ، وَیُعْطی بِشِمالِهِ، ویَأْخُذُ بِشِمالِهِ۔]

(۷۵۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے، نافع اس حدیث میں یہ الفاظ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ نہ بائیں ہاتھ سے لے اور نہ دے۔ (یہ الفاظ مسلم کی روایت کے ہیں، مالک، ابوداؤد، ترمذی میں یہ روایت ان زائد الفاظ کے بغیر ہیں، ابنِ ماجہ نے اسے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً اس طرح بیان کیا ہے (تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ دائیں ہاتھ سے کھائے اور دائیں ہاتھ سے پئے، دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے دے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا، پیتا، دیتا اور لیتا ہے)

(۷۵۴) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، نَهٰی اَنْ یَتَنَفَّسَ فی

(۷۵۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے برتن میں سانس لینے یا پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد،

الِاناءِ، اَوْ یُنفَخَ فِیهِ۔)) [رواه اَبوداود، والترمذی، وابن حبان ولفظه: اَنْ یَشْرَبَ الرَّجُلُ مِنْ فی السِّقاءِ، وَاَنْ یَتَنفَّسَ فی الِاناءِ، والنّهی عنْ التنفُّسِ فی الِاناءِ متفق علیه من حدیث اَبی قتادة، واَما حدیث اَنَّ النَّبیَّ ﷺ کانَ یَتَنَفَّسُ فی الِانَاءِ ثَلَاثًا، وَیقُولُ: هُوَ اَمرَأ واَرْوی رواه الترمذی وصححه، فمحمول علی التنفس بعد ابانة القدح لا فی داخله۔]

ترمذی۔ ابن حبان کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی مشکیزے کے منہ سے پئے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ برتن میں سانس لے، برتن میں سانس لینے سے ممانعت کی حدیث ابوقتادہ متفق علیہ ہے اور جو یہ حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ برتن میں تین سانس لیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ زیادہ خوشگوار اور سیراب کرنے والا عمل ہے، ترمذی نے اسے روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے تو وہ برتن کے اندر نہیں بلکہ برتن کو منہ سے دور ہٹا کر سانس لینے پر محمول ہے) [صحیح]

(۷۵۵) ((وَعَنْ اَبی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، عَنِ اخْتِناثِ الاسْقِیَةِ یعْنی یُکْسَر اَفْوَاهُها، ویُشْرَبَ مِنْها)) [متفق علیه]

(۷۵۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ مشکیزوں کے مونہوں کو موڑ کر ان سے پانی پیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

الترغیب فی الاَکل من جوانب القصعة دون وسطها

درمیان کے بجائے برتن کے کناروں سے کھانے کی ترغیب

(۷۵۶) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: کانَ لِلنَّبیِّ ﷺ قَصْعَةٌ یُقالُ لَها الغرَّاءُ یَحْمِلُها اَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجدُوا الضُّحٰی اُتِیَ بِتِلْكَ القَصْعَةِ وَقَدْ اُثْرِدَ فِیها، فَالْتَفُّوا عَلَیها، فَلمَّا کَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فقَالَ اَعرابِیٌّ: مَا هٰذِهِ الجلْسَةُ؟ قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنی عَبْدًا کَرِیمًا، وَلَمْ یَجعلنی جبَّارًا عَنِیدًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: کُلُوا مِنْ جَوَانِبها، وَدَعُوا ذِرْوَتَها یُبَارَكْ

(۷۵۶) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک بہت بڑا برتن تھا جسے غرا کہا جاتا تھا، اسے چار آدمی اُٹھاتے تھے، جب چاشت کا وقت ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چاشت کی نماز پڑھ لی تو اس برتن کو لایا گیا کہ اس میں ثرید تیار کیا گیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے اردگرد بیٹھ گئے، جب تعداد زیادہ ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ زانو پر بیٹھ گئے، ایک اعرابی نے کہا: بیٹھنے کا یہ کیا طریقہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم بنایا ہے اور جبار و سرکش نہیں بنایا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے اردگرد سے کھاؤ اور اس کی اوپر کی سطح کو چھوڑ دو، تمہارے لیے اس میں برکت ہوگی (ابوداؤد، ابن ماجہ۔ ذروہ او پر

لَكُمْ فيها۔)) ابوداؤد وابن ماجه، والذروة بكسر المعجمة وسكون الراء هي أعلاها۔ وروى الاربعة، وصححه ابن حبان من حديث ابن عباس مرفوعًا، البَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعامِ فكُلُوا مِنْ حَافَّتَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ۔ وفي رواية لابي داوود: اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلْ مِنْ اَعْلَى الصَّحْفَةِ، وَلٰكِنْ لِيَأْكُلْ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَاِنَّ الْبَرَكَة تَنْزِلُ مِنْ اَعْلَاهَا۔]

کے حصے کو کہتے ہیں' اربعہ نے روایت کیا اور ابن حبان نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے مرفوعاً صحیح قرار دیا ہے کہ برکت کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے لہذا اسے کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ' ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ برتن کے اوپر سے نہ کھائے بلکہ اس کے نیچے سے کھائے کیونکہ برکت اس کے اوپر کے حصہ پر نازل ہوتی ہے) [صحیح]۔

الترغيب في أكل الخل والزيت

سرکہ وروغن زیتون کھانے کی ترغیب

(۷۵۷) ((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدُمَ فقَالُوا: مَا عِنْدَنَا اِلَّا الْخَلُّ، فَدَعا بِهِ، فَجَعَل يَأْكُلُ بِهِ، وَيَقُولُ: نِعْمَ الِادَامُ الْخَلُّ، نِعْمَ الِادامُ الخلُّ، قَالَ جَابِرٌ۔ فَما زِلْتُ اُحِبُّ الخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُها مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ۔)) [رواه مسلم، واخرجه الاربعة الا النسائي مقتصراً على نعم الادام الخل۔]

(۷۵۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس تو صرف سرکہ ہے آپ نے اسے منگوایا اور اسے کھانا شروع کر دیا اور فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے سرکہ بہترین سالن ہے' جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا سرکے کو پسند کرنا شروع کر دیا ہے۔ (مسلم' نسائی کے سوا اربعہ نے صرف نعم الادام الخل کے الفاظ روایت کیے ہیں) [صحیح]

(۷۵۸) ((وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زاذانَ قَالَ: حَدَّثَتْنِى اُمُّ سَعْدٍ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عائِشَةَ وَاَنَا عِنْدَها۔ فَقالَ: هَلْ مِنْ غَداءٍ؟ قالَتْ: عِنْدَنَا خُبْزٌ وَتَمْرٌ وَخَلٌّ، فَقالَ نِعْمَ الِادامُ الخَلُّ، اللّٰهُمَّ بارِكْ فى الخَلِّ، فَاِنَّهُ كان اِدامَ الانْبياءِ قَبْلى، وَلَمْ يُقْفِر بَيْتٌ

(۷۵۸) محمد بن زاذان سے مروی ہے کہ مجھ سے اُمّ سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے جب کہ میں بھی ان کے پاس تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے کو کچھ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس روٹی' کھجور اور سرکہ ہے' فرمایا سرکہ بہترین سالن ہے' اے اللہ! سرکہ میں برکت عطا فرما' یہ مجھ سے پہلے انبیاء کا سالن ہے وہ گھر کبھی محتاج نہیں ہوا جس میں

فِيهِ خَلٌّ))[رواه ابن ماجه]

سرکہ موجود ہو۔[ابن ماجہ] [موضوع]

الترغیب فی الاجتماع علی الطعام

کھانا مل جل کر کھانے کی ترغیب

(۷۵۹) ((عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبِ بْنِ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ: اِنَّا نَاْكُلُ ، وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: تَجْتَمِعُونَ عَلٰى طَعَامِكُمْ اَوْ تَتَفَرَّقُونَ؟ قَالُوا: نَتَفَرَّقُ ، قَالَ: اجْتَمِعُوا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ۔)) [رواه ابوداود، وابن ماجه. وصححه ابن حبان۔]

(۷۵۹) وحشی بن حرب بن وحشی بن حرب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے؟ فرمایا تم کھانا مل جل کر کھاتے ہو یا الگ الگ؟ انہوں نے کہا کہ ہم الگ الگ کھاتے ہیں فرمایا کھانا مل جل کر کھایا کرو اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اس سے تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔(ابوداؤد، ابن ماجہ۔ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)[حسن لغیرہ]

الترھیب من الامعان فی الشبع والتوسع فی الماکل والمشارب شرھا وبطرًا

خوب سیر ہو کر کھانے اور فخر و تکبر کی وجہ سے کھانے پینے میں توسع کی ممانعت

(۷۶۰) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ يَاْكُلُ فِي مِعًا وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ۔)) [متفق عليه وفي رواية للبخاري: اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيرًا، فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيلًا، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وفي رواية لمسلم: اضاف رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَيْفًا كَافِرًا، فَاَمَرَ لَهُ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَ حِلَابَهَا۔ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَ حِلَابَهَا، يَعْنِي شَرِبَ حِلَبَ سَبْعِ شِيَاهٍ۔ ثُمَّ

(۷۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔(بخاری و مسلم۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی بہت زیادہ کھانا کھایا کرتا تھا تو وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے کھانا بہت کم کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کافر کی مہمان نوازی کی' آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا' اس نے یہ دودھ پی لیا' پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا' اس نے اسے بھی پی لیا' اسی طرح اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا' صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کے لیے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا تو اس نے اسے پی لیا پھر دوسری

إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ، فَأَمَرَ لَهُ بِشَاةٍ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهُ، فقال ......رواه مالك، والترمذي بنحو هذا۔]

بکری کا دودھ دوہا گیا لیکن وہ اس سارے دودھ کو نہ پی سکا (اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا......)(1) (مالک، ترمذی نے بھی اسے اسی طرح روایت کیا ہے)

(۷۶۱) ((وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، وَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ۔)) [رواه الترمذي وحسنه، وابن ماجه، وفي روايته، فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ، بدل قوله: وَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ۔ وصححه ابنُ حبان۔]

(۷۶۱) حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہیں بھرا حالانکہ ابنِ آدم کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر ضرور زیادہ ہی کھانا ہو تو ایک ثلث کھانے کے لئے، ایک ثلث پینے کے لیے اور ایک ثلث سانس لینے کے لیے کرے (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابنِ ماجہ کی روایت میں وانْ کانَ لَا مَحَالَۃَ کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ اگر آدمی کا نفس غالب آ جائے، ابنِ حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(۷۶۲) ((وَعَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَكَلْتُ ثَرِيدَةً مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَعَلْتُ أَتَجَشَّأُ: فَقَالَ يَا هٰذَا كُفَّ عَنَّا مِنْ جُشَائِكَ، فَإِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَكْثَرُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) [رواه الحاكم وقال: صحيح الإسناد: وفيه عمر ابنِ موسى۔ وفهد بن عوف، وهما واهيان ولكن رواه البزار باسنادين رواة احدهما ثقات، واخرجه ابن أبي الدنيا۔ والطبراني في الكبير، والأوسط، والبيهقي وزاد، فَمَا أَكَلَ أَبُو جُحَيْفَةَ مِلأَ بَطْنِهِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا، كَانَ إِذَا تَغَدّٰى لَا يتعشّٰى، وَإِذَا تَعَشّٰى لَا

(۷۶۲) حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے روٹی اور گوشت سے بنا ہوا ثرید کھایا اور پھر جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ڈکار مارنا شروع کر دیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے ڈکاروں کو ہم سے دور رکھو، جو لوگ دُنیا میں زیادہ سیر ہوں گے وہ آخرت میں زیادہ بھوکے ہوں گے۔ (حاکم نے اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے لیکن اس کی سند میں دو راوی عمر بن موسیٰ اور فہد بن عوف واہی ہیں۔ بزار نے اسے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے، جن میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں۔ ابنِ ابی الدنیا، طبرانی کبیر، اوسط۔ بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اس کے بعد ابو جحیفہ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا حتیٰ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے، وہ صبح کا کھانا کھاتے تو شام کو نہ کھاتے اور اگر شام کو کھا لیتے تو صبح نہ کھاتے تھے۔ ابنِ ابی الدنیا کی روایت میں ہے کہ ابوجحیفہ نے فرمایا میں نے تیس سال سے پیٹ کو نہیں بھرا)۔

(1) مؤمن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔

يتغدّى۔ وفي رواية لابن أبي الدنيا: قَالَ ابو جُحَيْفَةَ: فما مَلَأتُ بَطْنى مُنْذُ ثَلَاثِينَ سَنَةً۔] [صحيح]

(۷۶۳) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ: نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إلَى الْجُوعِ فِى وُجُوهِ اَصْحابِهٖ، فَقالَ: اَبْشِرُوا! فَاِنَّهٗ سَيَأْتى عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُغْدى عَلٰى اَحَدِكُمْ بِالْقَصْعَةِ مِنَ الثَّرِيدِ۔ وَيُراحُ عَلَيْهِ بِمِثْلِها، قالُوا: يا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ؟ قَالَ بَلْ: اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنكُمْ يَوْمَئِذٍ۔))[رواه البزار بسند جيد]

(۷۶۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں پر بھوک کو دیکھا تو فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو کہ عنقریب ایک وقت آئے گا کہ تم میں سے ایک کی خدمت میں صبح کے وقت ثرید سے بھرا ہوا برتن پیش کیا جائے گا اور پھر شام کو بھی اسی طرح کا برتن پیش کیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقت تو ہم بہت بہتر ہوں گے؟ فرمایا نہیں اس وقت کے بجائے تم اب بہتر ہو۔ (بزار بسند جید)

[صحيح لغيره]

(۷۶۴) ((وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّهٗ اشْتَرَى مِنَ اللَّحْمِ الْمَهْزُولِ، وَجَعَلَ عَلَيْهِ سَمْنًا، فَرَفَعَ عُمَرُ يَدَهٗ، وَقَالَ، وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ اِلَّا اَكَلَ اَحَدَهُما، وَتَصَدَّقَ بالْآخَرِ، فَقالَ ابْنُ عُمَرَ: يا اَمِيرَ الْمُؤْمِنينَ، فَوَ اللّٰهِ لَا يَجْتَمِعانِ عِنْدِى اَبَدًا اِلَّا فَعَلْتُ ذٰلِكَ۔))

[رواه البيهقي]

(۷۶۴) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے دبلے جانور کا گوشت خریدا اور اس پر گھی ڈال دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: ''واللہ! یہ دونوں چیزیں جب بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوتیں تو آپ ﷺ ایک تناول فرماتے اور دوسری کو صدقہ کر دیتے' ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین! واللہ! میرے پاس بھی جب یہ دونوں چیزیں جمع ہوں گی تو میں بھی ایسے ہی کروں گا۔[بيهقي][1]

الترغيب في غسل اليد قبل الطعام وبعده والترهيب من ان ينام وفي يده ريح طعام

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی ترغیب اور ہاتھوں میں کھانے کی خوشبو ہو تو (دھوئے بغیر) سونے کی ممانعت

(۷۶۵) ((وَكَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْرَهُ

(۷۶۵) سفیان ثوری کھانے سے پہلے وضو مکروہ سمجھتے تھے اسی طرح

(۱) محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف الترغیب میں ذکر کیا ہے اور اس پر (؟) کی علامت ہے۔ (ازھر)

الْوُضُوءَ قَبْلَ الطَّعَامِ، وَكَذَا مَالِكٌ، قاله البيهقي، واستَحَبَّ الشافِعِيُّ تَرْكَهُ، وَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ: انَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِطعامٍ فَقِيلَ الَا تَتَوَضَّأُ قَالَ: لَمْ أُصَلِّ فَأَتَوَضَّأَ۔)) [اخرجه مسلم۔ وفي رواية له: اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ اذا قُمْتُ اِلَى الصَّلَاةِ۔]

امام مالک بھی' جیسا کہ بیہقی نے فرمایا ہے' امام شافعی بھی ترک وضو کو مستحب سمجھتے ہیں اور آپ کا استدلال حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث سے ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو عرض کیا گیا: ''آپ وضو نہ فرمائیں گے؟ فرمایا: میں نے نماز نہیں پڑھنی کہ وضو کروں۔ (مسلم اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ مجھے نماز کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے)

(۷۶۶) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَنْ نَامَ ، وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ ، وَلَمْ يغْسِلْهُ، فَأصابَهُ شَيْءٌ، فَلَا يَلومَنَّ اِلا نَفْسَهُ۔)) [رواه أبو داوود، والترمذي وحسنه، وصححه ابنُ حبان، ورواه ابنُ ماجه عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وعن فاطمة عليها السلام۔ والغَمر بفتح الغين المعجمة والميم: ريح اللحم ودسومته۔]

(۷۶۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص سو جائے اور اس کے ہاتھ میں گوشت کی خوشبو اور چکناہٹ ہو اور اسے نہ دھوئے اور اسے کوئی نقصان پہنچ جائے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی نے اسے حسن اور ابنِ حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابنِ ماجہ نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ غَمر کے معنی گوشت کی خوشبو اور چکناہٹ ہے) [صحیح]

الترهيب من ان يدعى الانسان فيمتنع من غير عذر والامر باجابة الداعي

بغیر عذر کے دعوت قبول نہ کرنے پر وعید اور دعوت قبول کرنے کا حکم

(۷۶۸) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقولُ: شَرُّ الطَّعامِ طَعَامُ الوَليمةِ۔ يُدْعَى اِلَيْها الاغْنِياءُ، وَيُتْرَكُ المَساكِينُ، وَمَنْ لَمْ يَاْتِ الدَّعْوَةَ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔)) [متفق عليه۔ وفي رواية لمسلم عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: شَرُّ الطَّعامِ طَعَامُ الوَلِيمَةِ يُمْنَعُ مِنها مَنْ يَاْتِيها وَيُدعَى

(۷۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے بدترین کھانا ولیمے کا کھانا ہے جس میں دولت مندوں کو تو بلایا جائے اور مسکینوں کو چھوڑ دیا جائے اور جو دعوت کو قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بدترین کھانا ولیمے کا وہ کھانا ہے جس میں آنے والوں کو تو روکا جاتا ہے اور ان کو دعوت دی جاتی ہے جو انکار کرتے ہیں۔۔۔[1]

(۱) حدیث کے باقی الفاظ اس طرح ہیں کہ جو دعوت کو قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

اِلَیْھا مَنْ یَاْباھا' ۔]

(۷۶۹) ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ انَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اذا دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجِبْ، عِرْسًا کانَ اوْ نَحْوَهُ۔)) [رواہ مسلم وله اذا دُعِیتُمْ الی کُرَاعٍ فَاَجیبُوا۔]

(۷۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی چاہیے خواہ وہ ولیمہ کی دعوت ہو یا اسی طرح کی کوئی اور۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب تمہیں بکری کے پائے کی طرف دعوت دی جائے تو اسے بھی قبول کرو۔

(۷۷۰) ((وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اذا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ۔ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ، وانْ شَاءَ تَرَکَ)) [رواہ مسلم و اصحاب السنن الا الترمذی۔]

(۷۷۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنا چاہیے خواہ کھائے یا نہ کھائے۔ (مسلم۔ اصحاب سنن سوائے ترمذی کے)۔

(۷۷۱) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ علی المسلم خَمْسٌ: رَدُّ السَّلامِ، وَعِیادَةُ المَرِیضِ، واتِّباعُ الجَنائِزِ، وَاِجابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِیتُ الْعاطِسِ۔)) [متفق علیه۔ ورواہ أبو الشیخ من حدیث أبی أیوب بلفظ: سِتُّ خِصَالٍ مَنْ تَرَکَ مِنْهُنَّ شَیْئًا فَقَدْ تَرَکَ حَقًّا وَاجِبًا، وزاد فیه۔ وَاِذا اسْتَنْصَحَهُ اَنْ یَنْصَحَ۔]

(۷۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازوں کے ساتھ جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری و مسلم۔ ابوالشیخ نے بروایت ابوایوب اس طرح روایت کیا ہے کہ چھ خصلتیں ہیں جو ان میں سے ایک بھی ترک کر دے اس نے گویا ایک حق واجب کو ترک کر دیا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ جب اس سے خیر خواہی طلب کرے تو خیر خواہی کرے)

کتاب القضاء وذکر ابوابہ

الترهيب من تولي السلطنة والامارة والقضاء ولا سيما لمن لا يثق بنفسه

سلطنت، امارت اور قضاء قبول کرنے کی ممانعت خصوصاً اس کے لیے جسے اپنے آپ پر اعتماد نہ ہو

(۷۷۲) ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمامُ رَاعٍ، وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي اَهْلِهِ، وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِها، وَمَسْؤُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِها، وَالخادِمُ راعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ، وَمَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ۔)) [متفق عليه]

(۷۷۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امام حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، ایک آدمی اپنے گھر کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں سوال کیا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں باز پرس ہوگی، خادم اپنے ملک کے مال پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

(۷۷۳) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ وَلِيَ الْقَضَاءَ، اَوْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ، فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّينٍ۔)) [رواه أبوداوود، والترمذي اللفظ له، وقال حسن غريب، وابن ماجه، وصححه الحاكم، واختلف في المراد بقوله بغير سكين: والراجح ان المراد به التشديد، لأن الذبح بسكين يسرع الإراحة، وقيل فيه غير ذالك۔]

(۷۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو منصب قضاء پر فائز ہوا یا جسے لوگوں کے مابین قاضی بنا دیا گیا اسے گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا (ابوداؤد، یہ الفاظ ترمذی کی روایت کے ہیں اور انہوں نے اسے حسن غریب قرار دیا ہے، ابن ماجہ، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ چھری کے بغیر ذبح کرنے سے کیا مراد ہے، راجح بات یہی ہے کہ یہ تشدید و سختی کے مفہوم میں ہے کہ چھری سے ذبح کرنا، جلدی راحت دیتا ہے، اس جملہ کے مفہوم کے بارہ میں اور بھی کئی اقوال ہیں) [حسن صحیح]

(۷۷۴) ((وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يا رَسُولَ اللّٰهِ اَلا تَسْتَعْمِلُنِي؟

(۷۷۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ مجھے عامل نہیں بنا دیتے؟

قَالَ: فَضَرَب بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِي، ثُمَّ قَالَ: يا اَبا ذَرٍّ: اِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَاِنَّها اَمَانَةٌ، وَاِنَّها يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَها بِحَقِّها، وَاَدّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيها۔)) [رواه مسلم]

آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے کندھے پر مارا اور فرمایا اے ابوذر! تم کمزور ہو اور وہ (امارت) امانت ہے اور وہ قیامت کے دن ذلت اور ندامت کا باعث ہوگی سوائے اس شخص کے جو اس کو حق کے ساتھ حاصل کرے اور اس کے تمام حقوق ادا کرے۔ (مسلم)

ترغيب الحكام في العدل إمامًا كان أو غيره وترهيب من ولي شيئًا أن يَشق على رعيته أو يجور أو يحتجب

حکام کو خواہ وہ امام ہوں یا دیگر، عدل کرنے کی ترغیب اور کسی چیز کا مختار بننے والے کو اپنی رعیت پر سختی یا ظلم کرنے یا اپنے سے دور رکھنے پر وعید

(۷۷۵) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حِينَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ، وَالْمَظْلُومُ، ۔)) [رواه أحمد، والترمذي، وابن ماجه، وصححه ابن خزيمه وابن حبان۔]

(۷۷۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی دعاء رد نہیں ہوتی (۱) روزہ دار کی افطار کے وقت (۲) امام عادل اور (۳) مظلوم ۔۔۔۔[1] (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۷۷۶) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَوْمٌ مِنْ اِمامٍ عَادِلٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً۔ وَحَدٌّ يُقَامُ فِي الْاَرْضِ بِحَقِّهٖ أَزْكٰى لِمَنْ فِيها مِنْ مَطَرٍ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا۔)) [رواه الطبراني في الكبير، والاوسط، وسند الكبير حسن، ورواه الاصبهاني من

(۷۷۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام عادل کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک حد جسے حق کے ساتھ زمین میں قائم کیا جاتا ہے وہ زمین والوں کے لیے چالیس دنوں کی بارش سے زیادہ پاک ہے۔ (طبرانی کبیر و اوسط، معجم کبیر کی سند حسن ہے۔ اصبہانی نے اسے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک دن کا عدل و انصاف ساٹھ سال کی ایسی عبادت سے بہتر ہے کہ راتوں کو قیام کیا

(۱) حدیث کا تکملہ یوں ہے "ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام و يفتح لها ابواب السماء و يقول الرب و عزتي لا نصرنك ولو بعد الحين" (مظلوم کی دعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور رب تعالیٰ فرماتا ہے، مجھے اپنے غلبہ کی قسم اگرچہ کچھ وقت کے بعد کروں میں تمہاری ضرور مدد کروں گا)۔

حديث أبي هُرَيْرَةَ بلفظ: عَدْلُ يَوْمٍ وَاحِدٍ أَفْضَلُ مِنْ عِبادةِ سِتِّينَ سنةً. ومن وجه آخر بلفظ: يا أبا هُرَيْرَةَ عَدْلُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً قِيام لَيْلِها، وَصِيام نَهَارِها. وزاد: يا أبا هُرَيْرَةَ وَجَوْرُ ساعَةٍ فى حُكْمٍ أشَدُّ. وَأعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ مَعَاصى سِتِّينَ سَنَةً.]

جائے اور دنوں میں روزے رکھے جائیں اور اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کسی فیصلہ میں ایک گھڑی کے لیے ظلم کرنا ساٹھ سال کے گناہوں سے زیادہ سنگین اور شدید ہے) [ضعیف]

(۷۷۷) ((وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: احَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیامَةِ، وأدْناهُمْ مِنهُ مَجْلِسًا اِمامٌ عادِلٌ، وَأبغضُ النَّاسِ اِلی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیامَةِ وأبْعَدُهُمْ مِنهُ مَجْلِسًا، اِمامٌ جائِرٌ۔))[رواہ الترمذی]

(۷۷۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب اور مجلس کے اعتبار سے قریب ترین عادل حکمران ہوگا اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مبغوض اور مجلس کے اعتبار سے سب سے دور ظالم حکمران ہوگا (ترمذی نے اسے حسن کہا ہے) [ضعیف]

(۷۷۸) ((وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: اشَدُّ اهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیامَةِ، مَنْ قَتَلَ نَبِیًّا، اَوْ قَتَلَهُ نَبِیٌّ، وإمامٌ جَائِرٌ)) [رواہ الطبزانی، وفیه لیث بن أبی سلیم رواه البزار بسند جید لكنه قَالَ: وإمَامُ ضَلَالَةٍ۔]

(۷۷۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم میں سے قیامت کے دن سب سے سخت عذاب اسے ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جسے کسی نبی نے قتل کیا یا جو ظالم حکمران ہوگا۔ (طبرانی۔ اسکی سند میں لیث بن اَبی سلیم ہے، بزار نے اسے بسند جید روایت کیا ہے لیکن اس میں الفاظ گمراہ حکمران کے ہیں) [حسن]

(۷۷۹) ((وَعَنْ بُكَیْرِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ لِی اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: اُحَدِّثُكَ حَدِیثًا مَا اُحَدِّثُ بِهِ كلَّ أحدٍ: اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ عَلَی بابِ الْبَیْتِ ونحْنُ فِیه: الائِمَّةُ مِنْ قُرَیْشٍ، انَّ لِی عَلَیْكُمْ حَقًّا، وَلَهُمْ عَلَیْكُمْ حَقًّا مِثْلَ ذٰلِكَ، مَا ان اسْتُرْحِمُوا رَحِمُوا وإنْ عاهَدُوا أوْفوا۔ وَإنْ حَكَمُوا عَدَلُوا

(۷۷۹) بکیر بن وهب سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اور یہ حدیث میں ہر ایک سے بیان نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے دروازے پر فرمایا جب کہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام قریش سے ہیں، میرا تم پر حق ہے اور ان ائمہ کا بھی تم پر اسی طرح حق ہے کہ ان سے اگر رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کریں، اگر وہ وعدہ کریں تو اسے پورا کریں اور اگر فیصلہ کریں تو عدل کریں اور ان میں سے جو

فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ وَاَجْمَعِينَ۔)) [رواہ احمد واللفظ له، وسنده جيد، وابويعلٰى۔]

ایسا نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (یہ الفاظ مسند احمد کی روایت کے ہیں' اس کی سند جید ہے۔ ابویعلیٰ) [صحیح لغیرہ]

(۷۸۰) ((وَعَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى يَنَالَهُ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهُ جَوْرَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَإِنْ غَلَبَ جَوْرُهُ عَدْلَهُ فَلَهُ النَّارُ))[رواه ابوداؤد]

(۷۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کی قضا طلب کرے اور اسے حاصل کر لے اور پھر اسکا عدل اس کے ظلم پر غالب آ جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور اگر اس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آ جائے تو اس کے لیے جہنم ہے۔ (ابوداؤد) [ضعیف]

(۷۸۱) ((وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : عُرِضَ عَلَيَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ يَدْخُلُونَ النَّارَ: أَمِيرٌ مُسَلَّطٌ، وَذُو ثَرْوَةٍ مِن مالٍ لا يُؤَدِّى حَقَّ اللّٰهِ، وَفَقِيرٌ فَخُورٌ۔)) [رواه ابن خزيمه، وابن حبان۔]

(۷۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تین شخص دکھائے گئے جو سب سے پہلے جہنم رسید ہوں گے (۱) حکمران جو اپنے آپ کو لوگوں پر مسلط کر دے (۲) دولت مند جو اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا نہ کرے اور (۳) تکبر و فخر کرنے والا فقیر (ابن خزیمہ' ابن حبان) [ضعیف]

(۷۸۲) ((عَنْ عَائِشَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِى بَيْتِى: اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ اُمَّتِى فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ اُمَّتِى وَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفُقْ بِهِ۔)) [رواه مسلم، والنسائى، وفى رواية لابى عوانة فى مستخرجه: وَمَنْ وَلِيَ مِنْهُمْ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَعَلَيْهِ بَهْلَةُ اللّٰهِ: قَالُوا يا رَسُولُ اللّٰهِ: وَمَا بَهْلَةُ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَعْنَةُ اللّٰهِ۔]

(۷۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں اِرشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! جو شخص میری اُمت کے امور کا والی بنے اور ان پر سختی کرے تو تُو بھی اس پر سختی فرما اور جو میری اُمت کے امور کا والی بنے اور ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے تو تُو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔ (مسلم نسائی۔ مستخرج ابوعوانہ کی ایک روایت میں ہے کہ جو ان کا والی بنے اور ان پر سختی کرے تو اس پر اللہ کی بہلت ہو' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی بہلت کے کیا معنیٰ ہیں؟ فرمایا: اللہ کی لعنت)

ترهيب الراشى والمرتشى

رشوت لینے اور دینے والے کیلئے وعید

(۷۸۳) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ

(۷۸۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

اللّٰهُ عَنهُما قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّاشِيَ، وَالمُرْتَشِي)) [رواه أبو داوود، والترمذى وقال حسن صحيح]

اللہ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد۔ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے) [صحيح]

الترهيب من الظلم و دُعاء المظلوم والترغيب في نصرته

ظلم اور مظلوم کی بددُعا سے بچنے کی تلقین اور اس کی مدد کرنے کی ترغیب

(۷۸۴) ((عَنْ اَبی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیما یَرْوی عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ و جلَّ اَنَّهٗ قَالَ: یا عِبادی اِنِّی حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسی، وَجَعَلْتُهٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا۔)) [رواه مسلم]

(۷۸۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ربّ عزوجل سے روایت فرمایا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور اسے تمہارے لیے بھی حرام قرار دیا ہے لہٰذا تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (مسلم)

(۷۸۵) ((عَنْ اَبی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اتدْرُونَ مَنِ المُفْلِسُ؟ قَالُوا المُفْلِسُ فِینا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ، قَالَ اِنَّ الْمُفْلسَ مِنْ اُمَّتی مَنْ یَاْتِی بِصَلاةٍ وَصِیامٍ وَزَکاةٍ وَیَاْتی وَقَدْ شَتَمَ هٰذا، وَقَذَفَ هٰذا۔ واَکَلَ مَالَ هٰذا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذا، وَضَرَبَ هٰذا، فَیُعْطی هٰذا مِنْ حَسَناتِهٖ، وَهٰذا مِنْ حَسَناتِهٖ، فاِنْ فَنِیَتْ حَسَناتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقضی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطایاهُمْ وَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ)) [رواه مسلم والترمذى]

(۷۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ سامان ہو فرمایا میری اُمت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور وہ اسی حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، پس اس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اس کو بھی اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور جو کچھ اس کے ذمہ واجب ہوگا اس کے پورا ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم، ترمذی)

(۷۸۶) ((وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ثَلَاثَةٌ تُسْتَجَابُ دَعْوَتُهُمْ: اَلْوالِدُ، وَالْمُسَافِرُ، وَالمَظْلُومُ۔)) [رواه الطبرانى]

(۷۸۶) حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کی دُعا قبول ہوتی ہے (۱) والد (۲) مسافر اور (۳) مظلوم (طبرانی، اس کی سند صحیح ہے) [حسن لغيره]

وسنده صحيح]

(۷۸۷) ((وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : قَالَ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ، وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا، فَفُجُورُهُ عَلٰی نَفْسِهٖ۔)) [رواه أحمد باسناد حسن]

(۷۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مظلوم کی دُعاء قبول ہوتی ہے خواہ وہ گناہگار ہی ہو، اس کا گناہ اس کے نفس پر ہے۔ (احمد باسناد حسن) [حسن لغيره]

الترغيب في كلمات يقولهن من خاف ظالمًا

وہ دُعائیں پڑھنے کی ترغیب جنہیں ظالم سے خوفزدہ شخص پڑھے

(۷۸۸) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اذا تَخَوَّفَ اَحَدُكُمُ السُّلْطَانَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ كُنْ لِی جَارًا مِنْ شَرِّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ، يَعْنِی الَّذِی يُرِيدُهُ، وَمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، وأتْبَاعِهِمْ أن يَفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْهُمْ، عَزَّ جارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔)) [رواه الطبرانی ورجاله ثقات۔]

(۷۸۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب بادشاہ سے ڈرے تو یہ دُعا پڑھے اَللّٰهُمَّ۔۔۔۔غَيْرُكَ (اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے ربّ اور عرشِ عظیم کے ربّ! تو مجھے فلاں بن فلاں۔۔۔ (یعنی جس کے شر سے بچنے کے لیے وہ دُعا کر رہا ہے) اور جن و انس اور ان کے پیروکاروں کے شر سے مجھے پناہ دینے والا بن جا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی نہ کرے، تجھ سے پناہ لینے والا ہمیشہ غالب ہوتا ہے، تیری حمد وثنا بہت بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں ہے۔ (طبرانی اس کے رجال ثقہ ہیں) [ضعيف مرفوعا صحيح موقوفا]

الترغيب في الامتناع عن الدخول على الظلمة

ظالم حکمرانوں کے پاس نہ جانے کی ترغیب

(۷۸۹) ((عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا لاَهْلِهٖ فَذَكَرَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وغَيْرَهُمَا، فَقُلْتُ: يا رَسُولَ اللّٰهِ اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ، قَالَ نَعَمْ ما لَمْ تَقُمْ عَلٰی بابِ سُدَّةٍ اَوْ تَاْتِی اَمِيرًا تَسْاَلُهُ۔)) [رواه الطبرانی فی

(۷۸۹) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل کے لیے دُعا فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر کو بھی یاد فرمایا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں بھی اہل بیت سے ہوں؟ فرمایا ہاں جب تک تم بادشاہ کے دروازے پر کھڑے نہ ہو یا جب تک تم کسی حکمران کے پاس سوال کرنے نہ

الأوسط، ورواته ثقات۔ والمراد بالسدة: باب السلطان]

جاؤ۔ (طبرانی اوسط' اس کے راوی ثقہ ہیں' سدہ سے مراد بادشاہ کا دروازہ ہے)[ضعیف]

(۷۹۰) ((وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ اللَّیْثِیِّ اَنَّہٗ مَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْمَدِینَةِ لَهٗ شَرَفٌ، وَھُوَ جَالِسٌ بِسُوقِ الْمَدِینَةِ، فَقَالَ عَلْقَمَةُ: یا فُلَانُ اِنَّ لَكَ حُرْمَةً، واِنَّ لَكَ حَقًّا، وَاِنِّی رَاَیْتُكَ تَدْخُلُ عَلٰی ھٰؤُلاءِ الْاُمَرَاءِ، فَتَکَلَّمُ عِنْدَھُمْ، وَاِنِّی سَمِعْتُ بِلالَ بْنَ الْحَارِثِ صاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ مَا یَظُنُّ اَنْ یَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، فَیَکْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِھا رِضْوَانَهٗ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَاهُ وَاِنَّ احَدَکُم لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمةِ مِنْ سُخْطِ اللّٰهِ ما یَظُنُّ انْ یَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، فَیَکْتُبُ اللّٰهُ لَهٗ بِھا سُخْطَهٗ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَاهُ، قَالَ عَلْقَمَةُ: انْظُرْ وَیْحكَ ما ذا تَقُولُ، وَمَاذا تَکَلَّمُ بِهٖ، فَرُبَّ کَلَامٍ قَدْ مَنَعَنِیهِ ما سَمِعْتُهٗ مِنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ۔))
[رواہ ابن ماجه، وصححه ابن حبان]

(۷۹۰) حضرت علقمہ بن اَبی وقاص لیثی سے روایت ہے کہ ان کا گزر اہل مدینہ کے ایک ایسے آدمی کے پاس سے ہوا جو عزت و شرف رکھتے تھے' وہ مدینہ کے بازار میں بیٹھے ہوئے تھے' علقمہ نے ان سے مخاطب ہوکر کہا آپ کا احترام ہے' بے شک آپ کا ہم پر حق ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان حکمرانوں کے پاس جاتے اور ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت بلال بن حارث سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص اللہ کی رضا کا ایک کلمہ زبان سے کہہ دیتا ہے اور وہ کلمہ جہاں تک پہنچ جاتا ہے' اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا' اس کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سے ملاقات کے دن تک اپنی رضا و خوشنودی لکھ دیتا ہے اور تم میں سے ایک شخص اللہ کی ناراضی کا ایک کلمہ زبان سے کہہ دیتا ہے اور وہ کلمہ جہاں تک پہنچ جاتا ہے' اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا' اس کلمہ کی وجہ سے اللہ اُسکے لیے اس سے ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے' علقمہ نے اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد کہا تم پر افسوس ہو تم دیکھو تم کیا کہتے اور کیا باتیں کرتے ہو' کتنی ہی باتیں ایسی ہیں جن سے بلال بن حارث سے سنی ہوئی اس حدیث نے مجھے منع کر دیا ہے۔ (ابن ماجہ' ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے)[حسن صحیح]

الترغيب في الشفقة على خلق الله تعالى من الرعية والأولاد والعبيد وغيرهم ورحمتهم والرفق بهم، والترهيب من ضد ذلك ومن تعذيب العبد والدابة وغيرهما ظلمًا وما جاء في النهي عن وسم الدواب في وجوهها

رعایا، اولاد، غلام اور دیگر مخلوق پر شفقت ورحمت کی نظر کی ترغیب اور اس کے برعکس رویہ اختیار کرنے نیز غلام اور جانور وغیرہ پر سختی وظلم پر وعید اور جانوروں کے چہروں پر نشان لگانے کی ممانعت

(۷۹۱) ((عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ۔)) [متفق عليه، وزاد أحمد في روايته۔ وَمَنْ لَا يَغْفِرُ لَا يُغْفَرُ لَهُ، وللطبراني: مَنْ لَا يَرْحَمُ مَنْ فِي الْأَرْضِ لَا يَرْحَمُهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ وسنده جيد، وأخرجه أحمد من حديث أبي سعيد أيضاً، بإسناد صحيح۔ وللطبراني من حديث ابن مسعود: وَمَنْ لَمْ يَرْحَمِ النَّاسَ لَمْ يَرْحَمْهُ اللّٰهُ۔ وسنده حسن، وأصل الحديث متفق عليه من حديث أبي هُرَيْرَةَ بلفظ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔]

(۷۹۱) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا (بخاری ومسلم۔ احمد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ جو معاف نہیں کرتا، اسے بھی معاف نہیں کیا جاتا، طبرانی کی روایت میں ہے کہ جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا، آسمان والا بھی اس پر رحم نہیں کرتا، اس کی سند جید ہے، احمد نے بروایت ابوسعید بھی اسے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے، طبرانی کی حدیث ابن مسعود میں ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا، اس کی سند حسن ہے، اصل حدیث بروایت ابوہریرہ ان الفاظ کے ساتھ متفق علیہ ہے کہ جو رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا) [صحيح لغيره]

(۷۹۲) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ، يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔)) [رواه أبو داود، والترمذي بزيادة فيه، وقال حسن صحيح]

(۷۹۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (ابوداود، ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغيره]

(۷۹۳) ((وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

(۷۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے صادق و

عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُولُ: لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ۔)) [رواہ أبوداود واللفظ له، والترمذی فقال حسن وابن حبان۔]

مصدوق ابو القاسم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت صرف بدبخت انسان ہی سے چھینی جاتی ہے۔ (ابوداؤد' ابن حبان' ترمذی نے اسے حسن کہا ہے) [صحیح]

(۷۹۴) ((عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّي لَاَرْحَمُ الشَّاةَ اَنْ اَذْبَحَهَا، فَقَالَ: اِنْ رَحِمْتَهَا يَرْحَمْكَ اللّٰهُ۔)) [رواہ الحاکم]

(۷۹۴) معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بکری ذبح کرتے وقت اس پر رحم کرتا ہوں' آپ نے فرمایا اگر تم بکری پر رحم کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ (حاکم) [صحیح]

(۷۹۵) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّ رَجُلًا أَضْجَعَ شَاةً، وَهُوَ يُحِدُّ شَفْرَتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَتُرِيدُ أَنْ تُمِيتها مَوْتَاتٍ هَلَّا حَدَدْتَ شَفْرَتَكَ قَبْلَ أَنْ تُضْجِعَهَا۔)) [رواہ الطبرانی، والحاکم واللفظ له۔]

(۷۹۵) حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بکری کو لٹایا اور چھری کو تیز کرنا شروع کر دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کیا تو اسے کئی موتیں مارنا چاہتا ہے؟ بکری کو زمین پر لٹانے سے پہلے چھری کو تیز کیوں نہ کر لیا۔ (طبرانی۔ یہ الفاظ حاکم کی روایت کے ہیں) [صحیح]

(۷۹۶) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : مَا مِنْ اِنْسَانٍ يَقْتُلُ عُصْفُورًا عَبَثًا فَمَا فَوْقَها بِغَيْرِ حَقِّهَا اِلَّا سَأَلَ اللّٰهُ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ' قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ: وَمَا حَقُّها؟ قَالَ: حَقُّهَا اَنْ تَذْبَحَهَا فَتَاْكُلَهَا، وَلَا تَقْطَعَ رَاْسَهَا، فَتَرْمِيَ بِهِ۔)) [رواہ النسائی وصححه الحاکم]

(۷۹۶) حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان بھی کسی چڑیا یا اس سے بھی زیادہ کسی چھوٹے جانور کو بے مقصد اور ناحق قتل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے بارہ میں باز پرس کرے گا' عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس کو ذبح کر کے کھاؤ' یہ نہ ہو کہ اس کے سر کو کاٹ کر اسے پھینک دو۔ (نسائی' حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن]

(۷۹۷) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّهُ مَرَّ بِفِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ نَصَبُوا الطَّيْرَ اَوْ دَجَاجَةً يَتَرَامَوْنَهَا، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلَّ خَاطِئَةٍ مِنْ نَبْلِهِمْ، فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ

(۷۹۷) حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ان کا قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے گزر ہوا جنہوں نے ایک پرندے یا مرغی کو باندھ رکھا تھا اور اس پر تیروں کی مشق کر رہے تھے اور جو تیر نشانے پر نہ لگتا وہ پرندے کے مالک کو دے دیتے تھے' جب انہوں نے ابن عمر ؓ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے' ابن عمر ؓ نے فرمایا یہ کس نے کیا

فَعَلَ هٰذا؟ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذا، اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا۔)) [متفق عليه۔ والغرض بمعجمتين، هو ما ينصبه الرماة من قرطاس وغيره]

ہے؟ جس نے یہ کام کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بے شک رسول اللہ ﷺ نے بھی اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی ذی روح کو نشانہ بازی کے لیے ہدف بناتا ہے۔ (بخاری و مسلم۔ غرض کے معنی کاغذ وغیرہ کا وہ ہدف ہے جسے تیرانداز مشق کیلئے گاڑتے ہیں)

(۷۹۸) ((وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : دَخَلَتِ امْرَاَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْها فَلَمْ تُطْعِمْها، وَلَم تَدَعْها تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الاَرْضِ۔)) [رواه البخاری]

(۷۹۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگئی جسے اس نے باندھ دیا تھا، نہ تو اسے خود کھلایا اور نہ اسے کھلا چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ (بخاری)

(۷۹۹) ((وَعَنْ سَهلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيرٍ قَدْ لَصِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً، وَكُلُوهَا صَالِحَةً۔)) [رواه أبوداود، وصححه ابن خزيمه۔]

(۷۹۹) حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا، جس کی پشت اسکے پیٹ کے ساتھ لگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا ان بے زبان جانوروں کے بارہ میں اللہ سے ڈرو، ان پر سواری کرو جبکہ یہ اچھی حالت میں ہوں اور انہیں کھاؤ جبکہ یہ اچھی حالت میں ہوں۔ (ابوداؤد، ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا) [صحیح]

(۸۰۰) ((وَعَنِ أبی مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوطِ، فَسَمِعتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: اعْلَمْ أبا مَسْعُودٍ۔ فَلَمْ أفْهَمِ الصَّوتَ مِنَ الْغَضَبِ، فَلَمَّا دَنَا مِنِّي اِذا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَاِذا هوَ يَقُولُ: اعْلَمْ أبا مَسْعُودٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعالٰى اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلٰى هٰذا الْغُلَامِ، فَقُلْتُ: لَا اَضْرِبُ مَمْلوكًا بَعْدَهُ اَبَدًا۔ وفي رواية: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجهِ اللّٰهِ تَعالٰى ، قَالَ اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ

(۸۰۰) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کوڑے کے ساتھ اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا، میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی، ابو مسعود جان لو، غصے کی وجہ سے میں آواز کو سمجھ نہ سکا، جب مجھ سے قریب آئے تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے جو فرما رہے تھے، ابو مسعود جان لو کہ جتنی قدرت تمہیں اس غلام پر ہے، اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے میں نے عرض کیا: اسکے بعد میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا، ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! وہ لوجہ اللہ تعالیٰ آزاد ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا نہ کرتے تو تمہیں جہنم کی آگ جھلسا دیتی یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوتی۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

النَّارُ، اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارـ)) [رواه مسلم وأبوداوود والترمذى۔]

(۸۰۱) ((وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: لَطَمْتُ مَولىً لَنَا فَدَعَاهُ اَبِى وَدَعَانى وقَالَ: اقْتَصَّ مِنْهُ، فِاِنَّا مَعْشَرَ بَنِى مُقَرِّنٍ كُنَّا سَبْعَةً عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ ﷺ۔ وَلَيْسَ لَنَا اِلَّا خَادِمَة فَلَطَمَهَا رَجُلٌ مِنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : أعْتِقُوها، قَالُوا: اِنَّهٗ لَيْسَ لَنَا خَادِمٌ غَيْرُها، قَالَ: فَلْتَخْدُمْهُمْ حَتّٰى يَسْتَغْنُوا فاذا استغنوا فَلْيُعْتِقُوها))، [رواه مسلم، و أبوداوود واللفظ له، والترمذى والنسائى۔]

(۸۰۱) حضرت معاویہ بن سوید بن مقرن سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ایک غلام کو تھپڑ مارا تو میرے والد نے اسے اور مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم اس سے بدلہ لو' رسول اللہ ﷺ کے دور میں بنی مقرن کے ہم سات افراد تھے اور ہماری ایک خادمہ تھی' ہم میں سے ایک آدمی نے اسے تھپڑ مارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کردو ہمارے آدمیوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی خادم نہیں ہے فرمایا یہ اس وقت تک خدمت کرتی رہے' جب تک یہ اس سے بے نیاز نہیں ہو جاتے اور جب اس سے بے نیاز ہو جائیں تو اسے آزاد کردیں۔ (مسلم' ترمذی' نسائی۔ یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں)

(۸۰۲) ((وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوكًا ظُلْمًا أُقِيْدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) [رواه الطبرانى ورواته ثقات]

(۸۰۲) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جس نے ظلم کرتے ہوئے اپنے کسی غلام کو مارا تو قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ (طبرانی۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں) [صحیح لغیرہ]

(۸۰۳) ((وَعَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بَرِيئًا مِمَّا قَالَ اُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَكُونَ كما قَالَ۔)) [متفق عليه۔ واللفظ للترمذى۔]

(۸۰۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی اور وہ اس سے بری ہو تو قیامت کے دن اس پر حد قائم کی جائے گی۔ الا یہ کہ وہ اسی طرح ہو جس طرح اس نے کہا ہے۔ (بخاری و مسلم۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں)

(۸۰۴) ((وَعَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: رَاَيْتُ أبا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ غَلِيظٌ، وَعَلٰى غُلَامِهٖ مِثْلُهٗ، قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا أبا ذَرٍّ لَوْ كُنتَ اخذْتَ الَّذِى عَلٰى غُلَامِكَ، فَجَعلْتَهٗ مَعَ هٰذَا، لَكَانَتْ حُلَّةً، وكَسَوْتَ

(۸۰۴) معرور بن سوید سے روایت ہے کہ میں نے ربذہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک موٹی سی چادر اوڑھ رکھی تھی اور ان کے غلام کے پاس بھی اسی طرح کی چادر تھی' لوگوں نے کہا اے ابوذر! اگر آپ غلام سے یہ چادر لے لیں اور اسے اپنی چادر کے ساتھ ملالیں تو یہ حلہ بن جائے گا اور اپنے غلام کو آپ کوئی

غُلامَكَ ثَوبًا غَيْرَهُ، فَقالَ أبو ذَرٍّ: اِنِّي كُنْتُ سَابَبْتُ رَجُلًا، وَكَانَتْ اُمُّهُ اعْجَمِيَّةً، فَعَيَّرْتُهُ بِاُمِّهِ، فَشكانِي الى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ يا أبا ذَرٍّ: اِنَّكَ امْرُوٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، فقالَ: اِنَّهُمْ اِخْوانُكُمْ فَضَّلَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ، فَمَنْ لَمْ يُلَائِمْكُم فَبِيعُوهُ، وَلَا تُعَذِّبوا خَلْقَ اللّٰهِ۔)) [رواه البخاری، ومسلم، وابوداوود واللفظ له۔]

دوسرا کپڑا دے سکتے ہیں، ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ایک آدمی کو گالی دی جس کی ماں عجمی تھی، میں نے اسے ماں کا طعنہ دیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا ابوذر! تم ایک ایسے آدمی ہو جس میں جاہلیت موجود ہے، فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فضیلت بخشی ہے، جو غلام تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اذیت نہ دو۔ (بخاری ومسلم۔ یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں۔)

(۸۰۵) ((وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَا خَفَّفْتَ عَنْ خَادِمِكَ مِنْ عَمَلِهِ كانَ لَكَ اَجْرًا فِي مَوَازِينِكَ۔)) [رواه اَبو يعلٰى، وصححه ابن حبان۔]

(۸۰۵) حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ(۱) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خادم کے کام میں سے جو تم تخفیف کرو، وہ بھی تمہارے میزان میں اجر وثواب ہوگا۔ (ابویعلیٰ۔ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [ضعیف]

(۸۰۶) ((وَعَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ كانَ آخِرُ كَلَامٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: الصَّلاةَ الصَّلاةَ، وَمَا مَلَكَتْ اَيْمانُكُمْ۔)) [رواه أبو داوود وابن ماجه۔]

(۸۰۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے آخری بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ نماز! نماز! اور اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) [صحیح لغیرہ]

(۸۰۷) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ الى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يا رَسُولَ اللّٰهِ كَمْ اَعْفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ قَالَ: كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً۔)) [رواه الترمذی، و أبوداوود، و أبويعلٰی۔]

(۸۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے غلام کو کس قدر معاف کروں؟ فرمایا ہر روز ستر بار (ترمذی، ابوداؤد، ابویعلیٰ) [صحیح]

باب ما جاء في النهي عن الوسم في الوجه

چہرے پر داغ کر نشان لگانے کے متعلق کیا وارد ہوا ہے؟

(۸۰۸) ((عَنِ جابر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما عَنِ

(۸۰۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا گزر

(۱) صحابی نہیں تابعی ہیں۔ ملاحظہ ہو الضعیفہ ۴۳۷ للمحدث الالبانی رحمہ اللہ۔ (ازہر)

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى حِمَارٍ قدوسم فی وجهه قَدْ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِی وَسَمَهٗ۔)) [رواه مسلم، وفی روایة: نَهٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِی الْوَجْهِ۔ رواه الطبرانی بسند جید مختصراً۔ ان رسول الله ﷺ لَعَنَ مَنْ یَسِمُ فِی الْوَجْهِ۔]

ایک گدھے کے پاس سے ہوا جس کے منہ پر لوہا گرم کر کے داغ دیا گیا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو جس نے اسے یہ نشان لگایا ہے۔ (مسلم' ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے' طبرانی نے اسے بسند جید اس طرح مختصر روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر نشان لگانے والے پر لعنت کی) [صحیح]

ترغیب الامام وغیره من ولاة الامور فی اتخاذ وزیر صالح وبطانة حسنة

حکمرانوں کو نیک وزیر اور اچھے ساتھی اختیار کرنے کی ترغیب

(٨٠٩) ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالاَمِیرِ خَیْرًا، وفی روایة: مَنْ وَلِیَ مِنْكُمْ عَمَلًا، فَأَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا، جَعَلَ لَهٗ وَزِیرَ صِدْقٍ اِنْ نَسِیَ ذَكَّرَهٗ، وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ غَیْرَ ذٰلِكَ جعل لَهٗ وَزِیرَ سوءٍ، اِنْ نَسِیَ لَمْ یُذَكِّرْهُ، وَاِنْ ذَكَرَ لَمْ یُعِنْهُ۔)) [رواه أبو داوود، والنسائی، وصححه ابن حبان۔]

(٨٠٩) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ تم میں سے جو کسی کام کا والی بنے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو اچھا وزیر عطا کر دیتا ہے کہ اگر یہ بھولے تو وہ اسے یاد دلاتا ہے اور اگر یہ یاد کرے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اگر اس کے علاوہ کوئی اور ارادہ فرمائے تو اس کے لیے کسی برے وزیر کو مقرر کر دیتا ہے کہ اگر یہ بھولے تو وہ اسے یاد نہیں دلاتا اور اگر یاد کرے تو اس کے ساتھ تعاون نہیں کرتا۔ (ابوداؤد' نسائی۔ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیره]

الترهیب من شهادة الزور

جھوٹی گواہی دینے پر وعید

(٨١٠) ((عَنْ اَبِی بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الوالدین، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، الا

(٨١٠) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' جھوٹی گواہی دینا'

وَشَهَادَةُ الزُّورِ، وكَان مُتَّكئًا فَجَلَس فَمَا زَالَ يُكَرِّرُها حَتّٰى قُلْنا: لَيْتَهُ سَكتَ۔))
[رواه البخاری ومسلم والترمذی]

خبردار جھوٹی گواہی نہ دینا' آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور اسے بار بار ارشاد فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش! آپ سکوت اختیار فرمالیں۔ (بخاری' مسلم' ترمذی)

(۸۱۱) ((عَنْ انَسٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْكَبائِرَ فَقَالَ: الإشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الوالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، اَلاَ اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، قَوْلُ الزُّورِ، اَو قَالَ شَهَادَةُ الزُّورِ))[رواه البخاری]

(۸۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' انسانی جان کو قتل کرنا' کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ کونسا ہے؟ وہ جھوٹی بات یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا: جھوٹی گواہی۔ (بخاری)

(۸۱۲) ((وَعَنْ اَبی مُوسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً اِذا دُعِیَ اِلَیها كانَ كَمَنْ شَهِدَ بِالزُّورِ۔))
[رواہ الطبرانی فی الكبیر، والاوسط، من روایة عبد اللّٰهِ بْنِ صالح كاتب اللیث، وقد احتج به البخاری۔]

(۸۱۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص گواہی کو چھپائے جب اسے بلایا جائے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو جھوٹی گواہی دے۔ (طبرانی کبیر و اوسط بروایت عبداللہ بن صالح' کاتب لیث۔ امام بخاری نے اس راوی کو قابل حجت قرار دیا ہے)[ضعیف]

الترغيب فی الامر بالمعروف والنهی عن المنكر والترهيب من تركهما والمداهنة فيهما

نیکی کا حکم دینے' بدی سے منع کرنے کی ترغیب اور ان کے ترک اور ان کے بارے میں مداھنت پر وعید

(۸۱۳) ((عَنْ اَبی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ: مَنْ رَاٰی مِنكُمْ مُنْكَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهِ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ)) [رواہ مسلم، والترمذی، وابن ماجه، والنسائی وقال فی روایة: فَغَیَّرَهُ بِیَدِهِ فَقَدْ بَرِیٓءَ وكذا

(۸۱۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے مٹا دے' اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان کے ساتھ (سمجھا دے) اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دِل کے ساتھ (اسے بُرا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔ (مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' نسائی۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر اسے ہاتھ کے ساتھ مٹا دیا تو وہ بری ہو جائے گا زبان اور دِل کے بارہ میں

قال فی اللسان' والقلب۔]

بھی اسی طرح فرمایا)

(۸۱۴) ((وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ' وَالطَّاعَةِ وفيه: وعَلٰى اَنْ نَقُولُ بِالحقِّ حيثُ كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لائمٍ۔))[متفق علیه]

(۸۱۴) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اس بات پر کہ ہم آپ کا فرمان سنیں گے اور اطاعت بجالائیں گے۔۔۔۔الحدیث [1] اس میں یہ بھی ہے کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔(بخاری ومسلم)

(۸۱۵) ((وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ المُطَّلِبِ۔ وَرَجُل قَامَ الى اِمامٍ جَائِرٍ فامَرَهُ وَنَهَاهُ' فَقَتَلَهُ۔)) [رواه الحاکم وقال صحیح الِاسناد۔]

(۸۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سیّد الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ آدمی بھی جو کسی ظالم حاکم کے سامنے کھڑا ہو کر نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے لگا مگر اس نے اسے قتل کر دیا۔ (حاکم نے اسے صحیح الِاسناد قرار دیا ہے)[صحیح]

کتاب الحدود

الترغیب فی الامر بالمعروف والنهی عن المنکر والترهیب من ترکهما والمداهنة فیهما.

اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترغیب' اس کے ترک اور مداہنت پر وعید

(۸۱۶) ((وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔))[متفق علیه]

(۸۱۶) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہر مسلمان کی خیرخواہی کروں گا۔(بخاری ومسلم)

(۸۱۷) ((وَعَنْ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ

(۸۱۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ

(۱) حدیث کے باقی الفاظ یہ ہیں کہ تنگی کی حالت میں بھی اور آسانی کی حالت میں بھی' خوشی کی حالت میں بھی اور ناپسندیدگی کی کیفیت میں بھی اور اس حالت میں بھی جب ہم پر کسی کو ترجیح دی جارہی ہو اور اس بات پر بھی ہم نے بیعت کی کہ حکمرانوں سے جھگڑا نہیں کریں گے مگر اس وقت جب ہم واضح اور صریح کفر کا ارتکاب ہوتے دیکھیں' جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل موجود ہو اور اس بات پر بھی بیعت کی کہ جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔(بخاری ومسلم)

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ يا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَقْرَؤُوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ وَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ مِنْ عِنْدِهٖ۔)) [رواه الاربعة، وقال الترمذي حسن صحيح، وصححه ابن حبان، ولفظ النسائي: اِنَّ الْقَوْمَ اِذَا رَاَوا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ، وفي لفظ لابي داوود: مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّروا وَلَمْ يُغَيِّرُوا۔]

نے فرمایا لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنی فکر کرو' کسی دوسرے کی گمراہی سے تمہارا کچھ نہیں بگڑتا' اگر تم خود راہ راست پر ہو! اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ پکڑیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے (اربعہ' ترمذی نے حسن صحیح اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے' نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ لوگ جب برائی کو دیکھیں اور اسے نہ مٹائیں' ابوداؤد کی روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ جس قوم میں گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہو اور انہیں مٹا دینے کی قدرت ہو اور وہ نہ مٹائیں۔۔۔۔۔۔) [صحیح]

(٨١٨) ((وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عميرة الْكِنديِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي اَرْضٍ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا وَكَرِهَهَا كَمَنْ غَابَ عَنْهَا، وَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَرَضِيَهَا كَمَنْ شَهِدَهَا۔)) [رواه ابوداؤد]

(٨١٨) حضرت عرس بن عمیرہ کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی زمین میں گناہ کا کام ہو رہا ہو اور جو شخص وہاں موجود ہو لیکن اسے ناپسند کرے تو وہ اس کی طرح ہے جو وہاں موجود ہی نہیں ہے لیکن جو وہاں موجود نہ ہو لیکن وہ اسے پسند کرے تو وہ اس کی طرح ہے جو وہاں موجود ہو۔ (ابوداؤد) [حسن]

الترهيب من أن يأمر بمعروف او ينهى عن منكر ويخالف قوله فعله

اس بات پر وعید کہ نیکی کا حکم دے یا بُرائی سے منع کرے لیکن اس کا قول اپنے فعل کے مخالف ہو

(٨١٩) ((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : رَاَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِي رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ: الْخُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِيْنَ

(٨١٩) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا' میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے وہ خطباء ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں

يَاْمُرُوْنَ بِالْبِرِّ، وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ۔ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ۔)) [رواه ابن حبان، وابن أبى الدنيا فى الصمت والبيهقى۔]

حالانکہ وہ خود کتاب کی تلاوت کرتے ہیں تو عقل سے کام کیوں نہیں لیتے (ابن حبان، ابن ابی الدنیا کی کتاب "الصمت"، بیہقی) [صحیح]

الترغيب فى ستر المسلم والترهيب من هتكه وتتبع عورته

مسلمان کی ستر پوشی کی ترغیب، اس کی پردہ دری کرنے اور عیوب ڈھونڈنے پر وعید

(۸۲۰) ((عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِى الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) [رواه مسلم]

(۸۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی کسی شخص کی دنیا میں پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

الترغيب فى اقامة الحدود والترهيب من المداهنة فيها

اقامت حدود کی ترغیب اور اس میں مداہنت پر وعید

(۸۲۱) ((عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَحَدٌّ يُقَامُ فِى الْاَرْضِ خَيْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا)) [رواه النسائى مرفوعًا، وموقوفًا۔]

(۸۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک حد جو زمین میں قائم کی جاتی ہے، وہ اہل زمین کے لیے چالیس صبحوں کی بارش سے بہتر ہے۔ (نسائی نے اسے مرفوع و موقوف روایت کیا ہے) [صحیح]

(۸۲۲) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِى سَرَقَتْ فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالُوْا مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا اُسَامَةُ اَتَشْفَعُ فِى حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟ ثُمَّ قَامَ

(۸۲۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خاندانِ قریش کو اس مخزومی عورت کے متعلق بہت فکر لاحق ہوا جس نے چوری کی تھی، وہ کہنے لگے اس سلسلہ میں کون آنحضرت ﷺ سے بات کرے گا؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے بات کرنے کی جرأت سوائے اُسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کے کون کرسکتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے محبوب ہیں، حضرت اُسامہ نے اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُسامہ! کیا تم اللہ کی حدوں میں سے ایک

فَاخْتَطَبَ فَقَالَ: اِنَّما هَلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوا اِذا سَرَقَ فيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَاِذا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ اَقامُوا عَلَيْهِ الْحد، و أيم الله لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔)) [رواه البخاری۔ وبقية السته۔]

حد کے متعلق سفارش کر رہے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک ہو گئیں کہ ان میں اگر کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور ان میں سے اگر کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے' اللہ کی قسم[1] اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ (بخاری اور صحاحِ ستہ کے باقی مؤلفین)

الترهيب من شرب الخمر و إشرابها وعصرها وحملها وأكل ثمنها والتشديد في ذلك والترغيب في تركه والتوبة منه.

شراب پینے' پلانے' بنانے' اُٹھانے اور اس کی قیمت کھانے پر وعید اور اس کی سخت ممانعت اور اس کے ترک اور اس سے توبہ کی ترغیب

(۸۲۳) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُها۔ وَهُوَ مُؤْمِنٌ))، [رواه الشيخان، وأصحاب السنن، وزاد مسلم في روايته وابو داوود في آخره: وَلٰكِنَّ التَّوبَةَ معْرُوضَةٌ بَعْدُ۔]

(۸۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور شرابی جب شراب پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ (بخاری و مسلم' اصحاب سنن۔ مسلم و ابوداود کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں لیکن توبہ کا دروازہ کھلا ہے)

(۸۲۴) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمرَ، وَشَارِبها، وَسَاقِيهَا، وَمُبتاعها، وَبَائعها، وَعَاصِرهَا، وَمُعْتَصِرَها، وحَامِلَهَا،

(۸۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب' اسے پینے والے' پلانے والے' بیچنے والے' خریدنے والے' نچوڑنے والے' جس کے لیے نچوڑی گئی ہو' اُٹھانے والے اور جس کی طرف اُٹھا کر لایا جا رہا ہو سب پر لعنت فرمائی ہے۔ (یہ الفاظ ابوداود

(۱) ایم اللہ' عمر اللہ اور عہد اللہ کی طرح الفاظ قسم میں سے ہے اور اسے کئی طرح پڑھا گیا ہے' ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ بھی اور کسرہ کے ساتھ بھی' کوفہ کے نحویوں کا خیال ہے کہ یہ یمین کی جمع ہے جب کہ دیگر علماء نحو کا کہنا ہے کہ یہ اسم ہے جو کہ قسم ہی کے لیے موضوع ہے۔ (نہایہ)

والمَحْمُولَةَ اِلَيْهِ۔)) [رواہ أبوداوود واللفظ له، وابن ماجه وزاد: وَآكِلَ ثَمَنِها۔]

کی روایت میں ہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی زیادہ بھی ہیں کہ اس کی قیمت کھانے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے) [صحیح]

(۸۲۵) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْخمرَ، وَثَمَنَها، وَحَرَّمَ المَيْتَةَ وَثَمَنَها، وَحَرَمَ الْخِنزِيرَ وَثَمنه))[رواہ ابوداؤد]

(۸۲۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کی قیمت، مردار اور اس کی قیمت اور خنزیر اور اس کی قیمت کو حرام قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد)[صحیح]

(۸۲۶) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَن شَرِبَ الخَمرَ فی الدُّنيا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُها لَمْ يَشْرِبْهَا فی الآخِرَةِ۔)) [رواہ البخاری، ومسلم، و أبوداوود، والترمذی والنسائی۔]

(۸۲۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے، جس نے دنیا میں شراب پی اور وہ اس حالت میں فوت ہو گیا کہ وہ ہمیشہ پیتا تھا تو وہ آخرت میں اسے نہیں پیئے گا۔ (بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(۸۲۷) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اَرْبَعٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَن لا يُدْخِلَهُمُ الجَنَّةَ وَلَا يُذِيقَهُم نَعِيمَها: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وآكِلُ الرِّبا، وآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالعَاقُّ لِوالِدَيْهِ۔)) [رواہ الحاکم و قال صحیح الاسناد]

(۸۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہ کرے اور نہ جنت کی نعمتوں کا انہیں ذائقہ چکھائے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) سود کھانے والا (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) اپنے والدین کا نافرمان۔[1] [ضعیف جدا]

(۸۲۸) ((وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ اَبَدًا: الدَّيُّوثُ، وَالرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ،

(۸۲۸) حضرت عمار بن یاسر، رسول اللہ ﷺ کا فرمان روایت کرتے ہیں کہ تین آدمی کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے (۱) دیوث (۲) مَردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورت

(۱) اس کے قریب المعنی یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یلج حائط القدس مدمن الخمر ولا العاق ولا المنان عطاءہ ٥ [رواہ احمد] جنت کی مقدس چاردیواری میں شرابی داخل نہ ہو گا اور نہ والدین کو ستانے والا اور نہ اپنے دیئے ہوئے کو جتلانے والا۔ [احمد] (ازھر)

وَمُدْمِنُ الْخَمرِ، قَالُوا: يا رَسُولَ اللّٰهِ اَمَّا مُدْمِنُ الْخَمْرِ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَمَا الدَّيُّوثُ؟ قَالَ: الَّذى لا يُبالى مَنْ دَخلَ عَلٰى اَهْلِهِ، قُلْنَا فَمَا الرَّجُلَةُ مِنَ النِّسَاءِ؟ قَالَ: الَّتى تَشَبَّهُ بِالرِّجَالِ۔)) [رواه الطبرانى، وليس فى رواته مجروح وله شواهد۔]

(۳) ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیشہ کے لئے شرابی کو تو ہم جانتے ہیں لیکن دیوث کون ہے؟ فرمایا جسے پرواہ نہ ہو کہ اس کے اہل کے پاس کون آتا جاتا ہے' ہم نے عرض کیا رجلہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ عورت جو مَردوں سے مشابہت اختیار کرے۔ (طبرانی۔ اس کے راویوں میں کوئی مجروح نہیں نیز اس کے اور شواہد بھی ہیں) [صحیح لغیرہ]

(۸۲۹) ((وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اجْتَنِبوا الْخَمْرَ فَاِنَّها مِفْتاحُ كُلِّ شَرٍّ۔)) [رواه الحاكم و صححه]

(۸۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب سے اجتناب کرو کہ یہ ہر بُرائی کی کنجی ہے۔ (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [حسن لغیرہ]

(۸۳۰) ((وَعَنْ اَبى مَالِكٍ الاَشْعَرِىِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ اُمَّتى الْخَمْرَ، يُسَمُّونها بِغَيْرِ اسْمها، يُضْرَبُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ المعازف والقينات يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الاَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالخَنَازِير۔)) [رواه ابن ماجه، وصححه ابن حبان، واَصله فى صحيح البخارى۔]

(۸۳۰) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اسے کسی اور نام سے موسوم کریں گے' ان کے سروں پر مغنی عورتیں آلات موسیقی کے ساتھ گائیں گی' اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ (ابن ماجہ۔ ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے' اس حدیث کا اصل صحیح بخاری میں ہے) [صحیح لغیرہ]

(۸۳۱) ((وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تقبل لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبعينَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَاِنْ عَادَ لَمْ يُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبعينَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ؛ فَاِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَاِنْ عَادَ فى الرَّابِعَةِ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ

(۸۳۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص شراب پیئے چالیس دن اُس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی' اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے اگر دوبارہ پھر پیئے تو چالیس دن اسکی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی' اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے اگر تیسری بار پھر پیئے تو چالیس دن اسکی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اگر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ کو قبول فرما لیتا ہے اور اگر چوتھی بار پھر پیئے تو چالیس دنوں تک اسکی نماز قبول نہیں ہوتی' اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسکی توبہ

اَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيَسْقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ قِيلَ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الخبال قَالَ: نَهْرٌ مِنْ صَدِيدِ اَهْلِ النَّارِ۔)) [رواه الترمذی وحسنه، والحاکم وصححه۔]

کو بھی قبول نہیں فرماتا اور اسے نہر خبال سے پلائے گا لوگوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! نہر خبال (۱) کیا ہے؟ فرمایا نہر جس میں جہنمیوں کا پیپ بہتا ہوگا (ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

الترهيب من الزنا لا سيما بحليلة الجار والمغيبة والترغيب فی حفظ الفرج

زنا پر وعید خصوصاً پڑوسی کی بیوی اور اس عورت سے جس کا شوہر گھر غائب ہو اور شرمگاہ کی حفاظت کی ترغیب

(۸۳۲) ((عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّی رَسُولُ اللّٰهِ، اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِی، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ۔)) [رواه الشيخان والثلاثة۔]

(۸۳۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں مگر تین میں سے کسی ایک گناہ کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے (۱) شادی شدہ ہو کر زنا کرے (۲) کسی انسان کو قتل کرے تو اس کے بدلہ میں (۳) جس نے اپنے دین کو ترک کر کے مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ دیا ہو۔ (بخاری و مسلم، ثلاثہ)

(۸۳۳) ((وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الاِيمَانُ، فَكَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَاِذَا اَقْلَعَ رَجَعَ اِلَيْهِ الاِيْمَانُ۔)) [رواه أبوداود واللفظ له، والترمذی، والبيهقی، والحاکم، ولفظه مَنْ زَنٰی اَوْ شَرِبَ الْخَمْرَ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْهُ الاِيمَانَ كَما

(۸۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی زنا کرتا ہے تو ایمان اس میں سے خارج ہو کر اسکے سر پر سائبان کی طرح ہو جاتا ہے، جب وہ زنا کو ترک کر دے تو ایمان اسکی طرف واپس لوٹ آتا ہے۔ (یہ الفاظ ابوداؤد کی روایت کے ہیں، ترمذی، بیہقی۔ حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص زنا یا شراب پیئے تو اللہ اُس سے ایمان کو اس طرح کھینچ لیتا ہے جس طرح انسان قمیص کو اپنے سر سے اُتارتا ہے) [صحیح]

(۱) خبال کے اصل معنی فساد و خرابی کے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ (اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو وہ فساد و خرابی میں اضافہ ہی کرتے) یہ فساد خواہ افعال میں ہو یا ابدان میں یا عقول میں سب کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔

يَخْلَعُ الإِنْسَانُ القَمِيصَ عَنْ رَأْسِهِ۔]

(۸۳۴) ((وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَعَبَّدَ عابِدٌ مِنْ بَنِي اسْرائِيلَ، فَعَبَدَ اللّٰهَ فِي صَوْمَعَتِهِ سِتِّينَ عَامًا، فَأَمْطَرَتِ الأرْضُ فَاخْضَرَّتْ، فَأَشْرَفَ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهِ، فَقَالَ، لَوْ نَزَلْتُ فَذَكَرْتُ اللّٰهَ فازْدَدْتُ خَيْرًا، فَنَزَلَ وَمَعَهُ رَغِيفٌ أَوْ رَغِيفانِ فَبَيْنا هُوَ فِي الأَرْضِ لَقِيَتْهُ امْرَأَةٌ، فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهَا وَتُكَلِّمُهُ حَتّٰى غَشِيَهَا۔ ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَنزلَ الْغَدِيرَ يَسْتَحِمُّ، فَجَاءَ سَائِلٌ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ انْ يَأْخُذَ الرَّغِيفَتَيْنِ، ثُمَّ مَاتَ، فَوُزِنَت عِبَادَةُ سِتِّينَ سَنَةً بِتِلْكَ الزَّنْيَةِ: فَرَجَحَتْ تِلْكَ الزَّنْيَةُ بِحَسَنَاتِهِ، ثُمَّ وُضِعَ الرَّغِيفُ أَوِ الرَّغِيفانِ مَعَ حَسَنَاتِهِ، فَرَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ فَغُفِرَ لَهُ۔)) [رواه ابن حبان في صحيحه۔]

(۸۳۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے اپنے عبادت کدہ میں ساٹھ برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جس کی وجہ سے زمین پر بارش ہوئی اور زمین سرسبز و شاداب ہو گئی' راہب نے اپنے عبادت کدہ سے جھانک کر دیکھا اور کہا کہ اگر میں اپنے اس عبادت کدہ سے اُتروں اور اللہ کا ذکر کروں تو یقیناً خیر و بھلائی میں بڑھ جاؤں گا' وہ اپنے عبادت کدہ سے اُترا' اس کے پاس اس وقت ایک یا دو روٹیاں بھی تھیں' اسے ایک خاتون ملی' اس نے اس سے باتیں شروع کر دیں اور عورت نے اس سے باتیں شروع کر دیں حتیٰ کہ اس راہب نے اس عورت کے ساتھ زنا کر لیا' پھر اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی' پھر یہ غسل کے لیے ایک کنوئیں کے پاس گیا تو اس کے پاس ایک سائل آیا' اس نے اشارہ کیا کہ وہ ان دونوں روٹیوں کو لے لے' پھر یہ فوت ہو گیا تو اس کی ساٹھ سال کی عبادت کا جب ان کے زنا کے ساتھ وزن کیا گیا تو یہ زنا اس کی تمام نیکیوں سے زیادہ بھاری ثابت ہوا پھر اس کی نیکیوں کے ساتھ ان ایک یا دو روٹیوں کو بھی رکھ دیا گیا تو نیکیوں کا پلڑا زیادہ وزنی ہو گیا اور اسے معاف کر دیا گیا۔ (صحیح ابن حبان)

[منكر جدا]

فصل

(۸۳۵) ((وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اىُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، ثُمَّ اىٌّ؟ قَالَ: أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ اىٌّ؟ قَالَ:

(۸۳۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا فرمایا ہے' میں نے عرض کیا بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ پھر اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا اپنے بچے کو اس خوف سے قتل کرو کہ وہ بھی تمہارے ساتھ کھائے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر کونسا؟ فرمایا

انْ تُزَانِي حَلِيلَةَ جارِكَ۔)) [رواه البخاری، ومسلم، والنسائی، والترمذی وزاد فی روايته: وَتَلَا هٰذِهِ الآيَة وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ۔ اِلٰى قوله مُهَانًا۔ والحليلة بالمهملة۔ هی الزوجة۔]

یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرے۔ (بخاری و مسلم، ترمذی کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے، مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے۔۔۔۔ حلیلہ کے معنی بیوی کے ہیں)

(۸۳۶) ((وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا تَقُولُوْنَ فِی الزِّنَا؟ قَالُوا: حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: لَاَنْ يَزْنِیَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ اَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ اَنْ يَزْنِیَ بِامْرَاَةِ جَارِهِ۔)) [رواه أحمد ورواته ثقات۔ والطبرانی فی الكبير، والاوسط]

(۸۳۶) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زنا کے بارہ میں تم کیا کہتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: حرام ہے اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے یہ قیامت کے دن تک حرام ہے، فرمایا: دس عورتوں کے ساتھ زنا، پڑوسی کی بیوی سے زنا کے مقابل میں کم تر گناہ ہے۔ (احمد، اس کے راوی ثقہ ہیں طبرانی کبیر و اوسط) [صحیح]

(۸۳۷) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَرَفَعَهُ: مَثَلُ الَّذِی يَجْلِسُ عَلٰی فِرَاشِ المغيبة مَثَلُ الَّذِی يَنْهَشُهُ اَسْوَدُ مِنْ اَسَاوِدِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) [رواه الطبرانی، ورواته ثقات۔ والاساود: الحيات۔]

(۸۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص کسی ایسی عورت کے بستر پر بیٹھتا ہے جس کا شوہر غائب ہو، اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جسے قیامت کے دن سانپوں میں سے کوئی سانپ ڈس رہا ہو۔ (طبرانی، اس کے راوی ثقہ ہیں، اساود کے معنی ہیں سانپ) [حسن]

(۸۳۸) ((وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ يَضْمَنْ لِی مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، تَضَمَّنْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ۔)) [رواه البخاری واللفظ له، والترمذی، والمراد بما بين لحييه: لسانه، وهما عظما الحنك، وبما بين رجليه: الفرج۔]

(۸۳۸) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اس کی ضمانت دے دے جو اس کے دونوں کلوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے، میں اسے جنّت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری، اور یہ الفاظ بھی اسی روایت کے ہیں۔ ترمذی، کلوں کے درمیان جو چیز ہے اس سے مراد زبان اور ٹانگوں کے درمیان جو ہے، اس سے مراد شرم گاہ ہے۔ لحیہ تالو کی دونوں ہڈیوں کو کہتے ہیں)

الترهيب من اللواطة واتيان المرأة فی دبرها واتیان البهيمة

سدومیت، عورت کی دُبر میں جماع کرنے اور جانور سے بدفعلی پر وعید

(٨٣٩) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، قَالَها ثَلَاثًا۔)) [رواه ابن حبان فی صحيحه، والبيهقی وعند النسائی مثله ذكروه وقال البغوی اختلف فی حد اللوطی فعن سعيد بن المسيب وعطاء والحسن النخعی وغيرهم من التابعين، وبه قال الثوری والاوزاعی حده حد الزنا، وهو اظهر قولی الشافعی، وهو روايته عَنْ اَبی يوسف ومحمد بن الحسن، وذهب قوم الیٰ انه يرجم مطلقًا رواه سعيد بن جبير، ومجاهد، عن ابن عباس وروی ذلك عن الشعبی، وبه قَالَ الزهری، وهو قول مالك، واحمد، واسحاق والقول الآخر للشافعی انه يقتل الفاعل والمفعول به كما جاء فی الحديث، وحرق اللوطية بالنَّار أربعة من الخلفاء أبوبكر وعلی، وابن الزبير، وهشام عن عبدالملك۔]

(٨٣٩) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جو قوم لوط کا سا کام کرے۔ یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ (صحیح ابن حبان، بیہقی۔ نسائی میں بھی اسی طرح ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ لوطی کی حد کے بارہ میں اختلاف ہے۔ سعید بن مسیّب، عطاء، حسن، نخعی کے علاوہ دیگر تابعین اور ثوری و اوزاعی فرماتے ہیں کہ اس کی حد وہی ہے جو زنا کی حد ہے، امام شافعی کے دو قولوں میں سے بھی ظاہر قول یہی ہے، اسے آپ نے ابو یوسف اور محمد بن حسن سے روایت کیا ہے، ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ اسے مطلقاً رجم کیا جائے، اسے سعید بن جبیر اور مجاہد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے، شعبی سے بھی یہی روایت ہے۔ زہری، امام مالک، امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ فاعل و مفعول کو قتل کر دیا جائے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، چار خلفاء یعنی (١) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، (٢) حضرت علی رضی اللہ عنہ، (٣) حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور (٤) ہشام بن عبدالملک نے لوطیوں کو آگ میں جلا دیا تھا) [صحيح]

(٨٤٠) ((وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: هِيَ اللُّوطِيَّةُ الصُّغْرٰى يَعْنِي الرَّجُلَ يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِها۔)) [رواه أحمد، والبزار،

(٨٤٠) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ چھوٹی لواطت ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرے۔ (احمد، بزار، دونوں کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں) [حسن]

ورجالهما رجال الصحيح۔]

(۸۴۱) ((وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : انَّ اللّٰهَ لا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ لَاتَاْتُوا النِّسَاءَ فِي اَدْبَارِهِنَّ۔)) [رواه النسائي وابن ماجه واللفظ له وأخرجه أحمد، والترمذي، والنسائي عن حديث علي بن طلق بمعناه، وصححه ابن حبان۔]

(۸۴۱) حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ حق بات بیان فرمانے سے نہیں شرماتا۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائی۔ عورتوں کی دبر میں جماع نہ کرو۔ (نسائی۔ یہ الفاظ ابن ماجہ کی روایت کے ہیں احمد، ترمذی، نسائی نے اس کے ہم معنی علی بن طلق سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے) [صحیح]

(۸۴۲) ((وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِينَ يَاْتُونَ النِّسَاءَ فِي مَحَاشِّهِنَّ۔)) [رواه الطبراني۔ والمحاش بحاء مهملة وشين معجمة مشددة جمع محشة بكسر الحاء: وهي الدبر۔]

(۸۴۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے ان مَردوں پر جو عورتوں کی دبر میں جماع کرتے ہیں۔ (طبرانی۔ محاش محشہ کی جمع ہے اس کے معنی دُبر ہیں) [حسن صحیح]

(۸۴۳) ((وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ اَتَى النِّسَاءَ فِي اَعْجَازِهِنَّ فَقَدْ كَفَرَ۔)) [رواه الطبراني في الاوسط ورواته ثقات۔]

(۸۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے عورتوں کی دُبر میں جماع کیا اُس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ (طبرانی اوسط۔ اس کے راوی ثقہ ہیں) [حسن لغیرہ]

٥ الترهيب من قتل النفس التي حرم الله الا بالحق

اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ نفس کو ناحق قتل کرنے پر وعید

(۸۴۴) ((عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ۔)) [متفق عليه]

(۸۴۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے فیصلہ خونوں کا کیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم وغیرہما)

(۸۴۵) ((وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَزَوالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔)) [رواه ابن ماجه بسند حسن۔ والبيهقي وزاد: وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَاَهْلَ اَرْضِهِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَاَدْخَلَهُمُ فِي النَّارِ، وفي رواية له: مِنْ دمٍ يسفكُ بِغَيْرِ حَقٍّ، ولمسلم من حديث عَبْدِ اللّٰهِ بن عمرو مثل الاول، وللنسائي من حديث بريدة۔ قَتْلُ الْمُؤْمِنُ اعظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا، ولابن ماجه من حديث عَبْدِ اللّٰهِ بن عمرو ورايتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ يَقُولُ: ما اَطْيَبَكِ وَاَطْيَبَ رِيحَكِ، وما اعْظَمَكِ وَمَا اعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ عنداللّٰه اعْظَمُ مِنْ حُرْمَتِكِ: مالُهٗ وَدمُهٗ۔]

(۸۴۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پوری دنیا کا زوال ایک مردِ مومن کے قتل ناحق سے کم تر ہے (ابن ماجہ' بسند حسن۔ بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر آسمانوں اور زمینوں والے مل کر بھی ایک مردِ مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم رسید کر دے گا' بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ (دنیا کا ختم ہو جانا اللہ کے ہاں کمتر ہے) ایک خون سے جو ناحق بہایا جائے' مسلم میں حدیث عبداللہ بن عمرو پہلی روایت ہی کی طرح ہے' نسائی میں بریدہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کا قتل ساری دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث عبداللہ بن عمرو میں ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ فرما رہے تھے تو کس قدر پاک ہے' تیری خوشبو کس قدر پاکیزہ ہے' تو کس قدر عظیم ہے اور تیری حرمت کس قدر عظیم ہے لیکن اس ذات گرامی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے **مومن کی حرمت' اس کے مال اور خون کی حرمت تیری حرمت سے بڑھ کر ہے**) [صحیح لغیرہ]

(۸۴۶) ((وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ: كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَغْفِرَهٗ اِلَّا الرَّجُلَ يَمُوتُ كافِرًا، وَالرَّجُلَ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا۔)) [رواه النسائي، وصححه ابن حبان والحاكم من حديث أبي الدرداء۔]

(۸۴۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرما دے' سوائے اس کے کہ آدمی کافر فوت ہو یا یہ کہ وہ کسی مومن آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ (نسائی' ابن حبان و حاکم نے اسے بروایت ابو الدرداء صحیح قرار دیا ہے) [صحیح لغیرہ]

فصل

(۸۴۷) ((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

(۸۴۷) حضرت عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَاِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔)) [رواہ البخاری واللفظ لہ۔]

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ذمی کو قتل کر دے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوگی۔ (بخاری' اور الفاظ بھی انہی کی روایت کے ہیں)

(۸۴۸) ((وَعَنْ اَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا أَصْبَحَ اِبْلِيسُ بَثَّ جُنُودَهُ فَيَقُولُ: مَنْ أَضَلَّ[1] الْيَوْمَ مُسْلِمًا أَلْبَسْتُهُ التَّاجَ۔ قَالَ فَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ أَزَلْ بِهِ حَتّٰى طَلَّقَ امْرَاَتَهُ، فَيَقُولُ: اَوْشَكَ اَنْ يَتَزَوَّجَ، قَالَ وَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ اَزَلْ بِهِ حَتّٰى عَقَّ وَالِدَيْهِ فَيَقُولُ اَوْشَكَ اَنْ يَبَرَّهُمَا۔ وَيَجِيءُ هٰذَا يَقُولُ لَمْ اَزَلْ بِهِ حَتّٰى اَشْرَكَ، فَيَقُولُ اَنْتَ اَنْتَ، وَيَجِيءُ هٰذَا فَيَقُولُ: لَمْ اَزَلْ بِهِ حَتّٰى قَتَلَ۔ فَيَقُولُ: اَنْتَ اَنْتَ، وَيُلْبِسُهُ التَّاجَ۔)) [رواہ ابن حبان]

(۸۴۸) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکروں کو پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو آج کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا میں اسے تاج پہناؤں گا ان میں سے ایک واپس آتا اور کہتا ہے کہ میں اس مسلمان کے ساتھ لگا رہا حتی کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی' ابلیس کہتا ہے ہو سکتا ہے وہ شادی کر لے' ایک اور آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ لگا رہا حتی کہ اپنے والدین کی نافرمانی کی' ابلیس کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ان کی فرمانبرداری کر لے' ایک اور آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ لگا رہا حتی کہ اس نے شرک کر لیا' ابلیس کہتا ہے ہاں تو نے کارنامہ سرانجام دیا' ایک اور آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ لگا رہا حتی کہ اس نے قتل کر دیا' ابلیس کہتا ہے ہاں تو نے کارنامہ سرانجام دیا اور ابلیس اسے تاج پہنا دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان) [صحیح]

الترهيب من قتل الانسان نفسه

خودکشی پر وعید

(۸۴۹) ((عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا اَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يتوجابها فِي

(۸۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر قتل کر لیا تو وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں گرتا رہے گا اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور جس نے چھری کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کیا تو اس کی چھری اس کے ہاتھ میں ہوگی' اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا[1] اور جہنم کی آگ میں

(۱) الترغیب اور مختصر میں اَضَلَّ ہے تصحیح موارد الظمآن اور مجمع سے کی گئی۔ (از ہر) (۲) کوئی چھری وغیرہ گھونپے تو کہا جاتا ہے (وجاتہ بالسکین وغیرھا وجا)

نارِ جَهَنَّم خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيها ابدًا۔)) [رواه البخاری، ومسلم والترمذی، بتقديم وتاخير، والنسائی، ولابی داوود: وَمَنْ حِسَا سُمًّا فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّم۔]

ہمیشہ ہمیشہ رہے گا (بخاری، مسلم اور ترمذی نے اسے تقدیم وتاخیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نسائی اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ جس نے زہر پیا تو زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جسے وہ پیتا رہے گا۔)

الترهيب من أن يحضر الانسان قتل الانسان ظلمًا ومن تجريد ظهر مسلم بغير حق

انسان کے مظلومانہ قتل کا تماشہ کرنے اور کسی مسلمان کی پشت کو ناحق ننگا کرنے پر وعید

(۸۵۰) ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا يَقِفَنَّ أحدُكُم مَوْقِفًا يُقْتَلُ فِيهِ رَجُلٌ ظُلْمًا، فَإِنَّ اللَّعْنَةَ تَنْزِلُ عَلَى كُلِّ مَنْ حَضَرَ حِينَ لَمْ يَدْفَعُوا عَنْهُ، وَلَا يَقِفَنَّ أحدُكُم مَوْقِفًا يُضْرَبُ فِيهِ رَجُلٌ ظُلْمًا،)) [رواه الطبرانی، والبيهقی بسند حسن۔]

(۸۵۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جہاں کسی آدمی کو ظلم سے قتل کیا جا رہا ہو کیونکہ ہر اس شخص پر لعنت نازل ہوتی ہے جو وہاں حاضر ہو اور وہ مقتول کا دفاع نہ کرے اور تم میں سے کوئی کسی ایسی جگہ بھی کھڑا نہ ہو جہاں کسی آدمی کو از راہ ظلم مارا جا رہا ہو۔ (طبرانی، بیہقی بسند حسن) [ضعیف]

(۸۵۱) ((وَعَنْ أَبِي امامة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ جَرَّدَ ظَهْرَ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لَقِيَ اللّٰهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔)) [رواه الطبرانی فی الكبيرة والاوسط بسند جيد۔]

(۸۵۱) حضرت امامہ رضی اللہ عنہ[1] سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ناحق کسی مسلمان کی پشت کو ننگا کرلے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ وہ اس پر بہت شدید ناراض ہوگا۔ (طبرانی کبیر واوسط بسند جید)[2] [ضعيف جدا]

---

(۱) منذری میں یہاں حضرت ابوہریرہ کا نام ہے جو شاید وہم ہے۔ ازہر۔

(۲) اس کی سند جید نہیں بلکہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں یمان بن عدی لین الحدیث ہے جیسا کہ ''تقریب'' میں ہے۔ امام احمد اور امام دارقطنی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بخاری نے فرمایا ہے کہ ''فی حدیثہ نظر'' حافظ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ ''فی سندہ مقال'' ملاحظہ فرمایئے سلسلۃ ضعیفہ ج ۳، ص ۶۳۴۴۔ (مترجم)

الترغیب فی العفو عن القاتل و الجانی

قاتل و مجرم کو معاف کرنے کی ترغیب

(۸۵۲) ((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ جَاءَ قَوْمٌ وَفِيهِ: ثُمَّ نَادَى مُنَادٍ لِيَقُمْ مَنْ اَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ، قِيلَ وَمَنْ ذَا الَّذِي اَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ؟ قَالَ الْعَافُونَ عَنِ النَّاسِ، فَقَامَ كَذَا وكَذَا الفا فَدَخَلُوها بِغَيرِ حِسابٍ۔)) [رواه الطبرانی باسناد حسن۔]

(۸۵۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اس طرح آئیں گے [(۱)] پھر ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ جن کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ اُٹھ کھڑے ہوں اور جنت میں داخل ہو جائیں گے' عرض کیا گیا وہ کون ہیں جن کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے؟ فرمایا لوگوں کو معاف کر دینے والے' اس اعلان کے بعد ہزاروں لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ (طبرانی باسناد حسن)۔ [ضعیف]

(۸۵۳) ((وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ اِذْ رَأَيْنَاهُ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ ثَنَايَاهُ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: مَا اَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي قَالَ: رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِي جَثَيَا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يا رَبِّ خُذْ لِي مَظْلَمَتِي مِنْ اَخِي فَقَالَ اللّٰهُ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِاَخِيكَ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِهِ شَيْءٌ قَالَ: يا رَبِّ فَلْيَحْمِلْ مِنْ اَوْزارِي، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْبُكَاءِ، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ لَيَوْمٌ عَظِيمٌ يَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ يُحْمَلَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ فَقَالَ اللّٰهُ لِلطَّالِبِ: اِرْفَعْ بَصَرَكَ فَانْظُرْ

(۸۵۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ ہنسے حتی کہ آپ ﷺ کے دندانِ مبارک نمایاں ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کیوں ہنسے ہیں؟ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر نثار ہوں! فرمایا میری اُمت کے دو آدمی اللہ رب العزت کے حضور گھٹنوں کے بل کھڑے ہوں گے' ان میں سے ایک عرض کرے گا اللہ میرے اس بھائی نے مجھ پر جو ظلم کیا تھا اس سے میرا بدلہ لے' اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا کہ اب تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہ گیا' عرض کرے گا: اے اللہ! یہ میرے گناہوں کو لے لے (یہ بیان کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں' پھر فرمایا یہ دن بہت عظیم ہو گا' لوگ ضرورت مند ہوں گے کہ ان کے گناہ

(۱) باقی الفاظ اس طرح ہیں کہ اپنی تلواروں کو اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے' جن سے خون کے قطرے گر رہے ہوں گے' جنت کے دروازے پر ان کی وجہ سے بھیڑ ہو جائے گی' پوچھا جائے گا یہ کون ہیں تو جواب ملے گا کہ یہ شہداء ہیں جو کہ زندہ تھے اور ان کو رزق ملتا تھا پھر ایک اعلان کرنے والا۔۔۔

فَرَفَعَ، فَقَالَ يَا رَبِّ أَرَى مَدَائِنَ مِنْ ذَهَبٍ۔ وَقُصُورًا مِنْ ذَهَبٍ، مُكَلَّلَةً بِاللُّؤْلُؤِ، لِأَيِّ نَبِيٍّ هٰذا أَوْلِأَيِّ صِدِّيقٍ هٰذا؟ أَوْلِأَيِّ شَهِيدٍ هٰذا؟ قَالَ لِمَنْ أَعْطَى الثَّمَنَ، قَالَ يا رَبِّ وَمَنْ يَمْلِكُ ذٰلِكَ؟ قَالَ اَنْتَ تَمْلِكُهُ۔ قَالَ: بِمَاذَا؟ قَالَ بِعَفْوِكَ عَنْ أَخِيكَ، قَالَ: يا رَبِّ فَإِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ، قَالَ اللّٰهُ تَعالىٰ: فَخُذْ بِيَدِ أَخِيكَ فَأَدْخِلْهُ الجَنَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ، اتَّقُوا اللّٰهَ، وأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُصلِحُ بَيْنَ المُسْلِمِينَ۔)) [رواه الحاكم، والبيهقى فى البعث۔ من رواية عباد بن شيبة الحبطى عن سعيد بن انس وصحح الحاكم، اسناده كذا قال۔]

اُٹھائے جائیں، اللہ تعالیٰ اس مطالبہ کرنے والے سے فرمائے گا اپنی نظر اوپر اُٹھاؤ اور دیکھو وہ اپنی نگاہ اوپر اُٹھائے گا اور عرض کرے گا یا اللہ! میں سونے کے بنے ہوئے شہر سونے کے بنے ہوئے محلات جنہیں موتیوں کے ساتھ سجایا گیا ہے، دیکھ رہا ہوں، یہ کس نبی یا صدیق کے لیے ہیں؟ یا یہ کس شہید کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو ان کی قیمت ادا کرے، وہ عرض کرے گا، یا اللہ ان کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو بھی ادا کر سکتا ہے وہ عرض کرے گا کس طرح؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے اس بھائی کو معاف کر کے، وہ عرض کرے گا: یا اللہ! میں نے اسے معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے بھائی کے ہاتھ کو پکڑ واور اسے جنت میں داخل کر دو، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈر جاؤ اور آپس کے باہمی تعلقات درست رکھو، اس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے مابین صلح کرائے گا۔ (حاکم، بیہقی فی البعث۔ عباد بن شیبہ الحبطی از سعید بن انس کے واسطہ سے اور حاکم نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم نے اسی طرح کہا ہے)[1] [ضعيف جدا]

الترهيب من الشماتة بالمسلم وتعييره

مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونے اور اسے عار دلانے پر وعید

(۸۵۴) ((عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الاَسْقَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : لَا

(۸۵۴) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو ممکن ہے کہ

(۱) حافظ منذری کو امام حاکم کے اس حکم پر تعجب ہے اس لیے کہ عباد بن شیبہ ضعیف ہے ابن حبان نے کہا کہ اس کی انفرادی طور پر روایت کی ہوئی منکر روایات حجت پکڑنا روا نہیں۔

اور ہمیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ اس باب میں صرف ضعیف احادیث پر اکتفا کیا حالانکہ منذری نے اس باب میں گیارہ احادیث ذکر کیں جن میں سے ایک صحیح مسلم کی ہے: عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما نقصت صدقة من مال و ما زاد الله عبدابعفوا الاعزا وما تواضع احدلله الا رفعه الله حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے۔ اور جو بھی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔ (از بر)
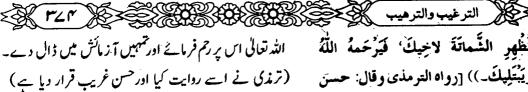
تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لاخِيكَ، فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ۔)) [رواه الترمذى وقال: حسن غريب۔]

اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے) [ضعیف]

الترهيب من ارتكاب الصغائر والمحقرات من الذنوب والإصرار على شيء منها

صغیر وحقیر گناہوں کے ارتکاب اوران پر اصرار پر وعید

(٨٥٥) ((عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: انَّ العَبْدَ إذا اخطا خَطِيئَةً نُكِتَتْ فى قَلْبِهِ نُكْتَةٌ، فَإِنْ هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ صَقُلَتْ، فَإِنْ عادَ زِيْدَ فِيها حَتّٰى يَعْلُو قَلْبَهُ، فَهُوَ الرَّانُ الَّذى ذَكَرَ اللّٰهُ تَعالٰى ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ)﴾) [رواه الترمذى، وقال حسن صحيح والنسائى، وابن ماجه، وصححه ابن حبان، والحاكم على شرط مسلم۔ النكتة بنون ومثناة: النقطة التى تشبع الوسخ فى المرآة۔]

(۸۵۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دِل پر ایک نکتہ لگ جاتا ہے اور اگر وہ اس گناہ سے باز آ جائے اور استغفار کر لے تو یہ نکتہ صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ دوبارہ اس کا ارتکاب کرے تو یہ نکتہ بڑا ہو جاتا ہے اور اس کے دِل پر چھا جاتا ہے اور یہی وہ زنگ ہے جو جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا ہے (ترجمہ) دیکھو یہ جو (اعمالِ بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے) (المطففین: ۱۴) ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان نے اسے صحیح اور حاکم نے شرط مسلم کے مطابق قرار دیا ہے۔ نکتہ سے مراد اس طرح کا نشان ہے جیسا کہ میل وغیرہ کی وجہ سے آئینہ پر لگ جاتا ہے)

(٨٥٦) ((وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنها أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يا عَائِشَةُ إِيَّاكِ ومُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا۔)) [رواه النسائى واللفظ له، وابن ماجه، وصححه ابن حبان۔]

(۸۵۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے آپ کو معمولی سمجھے جانے والے گناہوں سے بچاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے بارہ میں بھی باز پرس ہوگی۔ (یہ الفاظ نسائی کی روایت کے ہیں۔ ابن ماجہ، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [صحیح]

(٨٥٧) ((وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ۔)) [رواه النسائى،

(۸۵۷) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدمی گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے (اسے نسائی نے روایت کیا اور ابن حبان نے کچھ الفاظ کے اضافے سمیت

وصححه ابن حبان بزيادة فيه، وقال الحاكم صحيح الاسناد۔]

صحیح قرار دیا ہے۔(۱) اور امام حاکم بھی فرماتے ہیں کہ یہ صحیح الاسناد ہے) [ضعیف]

(۸۵۸) ((وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ اَعْمالًا هِيَ اَدَقُّ فِي اَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعرِ كُنَّا نَعُدُّها عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ المُوبقاتِ يعْني المُهْلِكاتِ۔)) [رواه البخاري، ولاحمد مثله من حديث ابي سعيد بسند صحيح۔]

(۸۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم کچھ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی باریک ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم انہیں موبقات یعنی ہلاک کر دینے والے گناہوں میں سے شمار کرتے تھے۔ (بخاری، مسند احمد میں یہ حدیث اسی طرح بروایت ابو سعید بسند صحیح ہے)

❀❀❀

وصلى الله على أشرف خلقه و اعلاهم مكانة عنده محمد و آله و أصحابه و ازواجه و ذرياته و التابعين لهم باحسان إلى يوم الدين كلما ذكره الذاكرون و غفل عن ذكره الغافلون والحمدلله رب العالمين۔

(۱) وہ الفاظ یوں ہیں: ولا يردا لقدر الا الدعاء ولا يزيد في العمر الاالبر تقدیر کو صرف دُعا ہی پلٹتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی سے ہوتا ہے۔ (موارد الظمآن ۱۰۹۰) (از ہر)

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in